

جملہ حقوق حفظیں

صحابہ کرامؓ کی فضیلت و عظمت پر ایک لا جواب کتاب

اہلسنت پاک طہب

مکمل تین حصے

تصنیف

حضرت مولانا علام روسٹ محمد فضل اورشی نقبندی

مختصر اہلسنت کوٹ اد د فملع مظفر لڑہ

نام کتاب ————— اہست پاک بک (تین سے کامل)
 تصنیف ————— علامہ دوست محمد قریشی نقشبندی
 ناشر ————— ساجرا، محمد عمر قادری کتب اہست کوٹ اودھ
 مطبوعہ —————
 صفحات ————— ۱۴۱ سفحات
 بازنشر ————— ذیقعده ۱۳۰۳ھ
 قیمت —————

اصحابِ رسول

حافظ انور محمد انور

دین و ملت کے طنڈا رکھتے اصحابِ رسول	ہستی کفر سے بیزار رکھتے اصحابِ رسول
حرثِ حق کے طلبگار رکھتے اصحابِ رسول	دین قائم کے نگہدار رکھتے اصحابِ رسول
زندگی ان کی بسی خدمت ملت میں ہوئی	کھڑسے بر سر پیکار رکھتے اصحابِ رسول
حبتِ یاراں تبی پاک کے جذبے کے سبب	سر بکے سبب بیکار ایثار رکھتے اصحابِ رسول
اُن کی طوت کے گواہ حج بھی ہیں دین	بحمد الیٰ فدا کار رکھتے اصحابِ رسول
ان کے ہر عزم عمل سے تماہرا سارا باطل	بایتیں غالب کفار رکھتے اصحابِ رسول
کرتے رکھتے بجان و زر و مال بچا و ترقی پر	عمل انصاکی سرکار رکھتے اصحابِ رسول
ان کی سیرت سے ہوئی شوکت کسری بادو	کیا ہی نباز رکھتے بڑا رکھتے اصحابِ رسول
اُن پر راضی ہے خدا اور خدا کا عجوب	اپنے اللہ کے ولدار رکھتے اصحابِ رسول
دو شریں دیں پر صحیح پڑتے رکھتے بیرونی ح	رب قہار کی تلوار رکھتے اصحابِ رسول

ہونے کیوں دہمیں نام اُن کا فروزان اندر
عاشقِ احمدِ مختار رکھتے اصحابِ رسول

فہرست مضمون

سنہ	مضامین	سنہ	مضامین
۲۳	نوٹ فکریہ	۱۱	انکشافِ حقیقت
۲۴	مذکورہ بحث کا خلاصہ	۱۲	تدافع اور مقابلہ است
۲۵	شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت	۱۳	تاریخ، از طلاق شیر محمد خاں عاصب اعلیٰ
۲۶	شیعوں پاک بس کے چند غلط اجلاس اور انکھی جوابات	۱۴	تمہید مضمون
"	بحث اقل نامہ حنفیۃت قرآن مجید	"	الہمار حقیقت
۲۷	معاظہ م۔ اور اس کے جوابات	"	قرآن مجید کے متعدد شیعوں کا عقیدہ
۲۸	معاظہ م۔ اور اس کے جوابات	"	کتب شیعوں سے تحریف قرآن مجید کا ثبوت
۲۹	معاظہ م۔ اور اس کے جوابات	"	آیات کلام مجید میں کی میشی
۳۰	معاظہ م۔ اور اس کے جوابات	"	تحريف قرآن کل بعد ایک صفحہ اور متواتر ہیں
۳۱	شید تحریف قرآن کے قائل کیوں ہو گے	"	قرآن کی عدم سالمیت
۳۲	چند تدریشی واقعات سے حقیقت کا انکشاف	"	تر تپ قرآن کے متعلق شیعوں عقیدہ
۳۳	سو بجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات	"	قرآنی عبارت کی سالمیت کا انکار
۳۴	شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے طالب بنایا
۳۵	شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	شیعوں کا قرآن پر بہتان
۳۶	شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے تین جوابات	"	وہ آئیں جن میں تحریف کی گئی
۳۷	شیعوں کو پڑھنا احتیض اور اس کے پہار جوابات	"	چند فتویٰ نزٹ
۳۸	شیعوں کا پچھا احتیض اور اس کے چار جوابات	"	تحریف قرآن کی دس روایتیں
۳۹	شیعوں کا دوسری احتیض اور اس کا دندان شکن جواب	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷	خلافت بلا فصل پر پہلا شیعی استدلال اور اس		مکمل بحث
۵۲	» کے جوابات بحث آیت دلایت		بحث دوم (امامت)
۵۳	شیعی استدلال پر اہلسنت کے ۱۲ اصرافات		ائمہ کرام کے اسما و گرافی
۵۵	» خلافت بلا فصل پر دو راشیعی استدلال بحث شیعوں کے نزدیک معیار امامت		شیعوں کے نزدیک معیار امامت
۵۶	آیت مودة في القرني	۵۷	اصفیٰ استدلال علی
۵۷	شیعی استدلال پر اہلسنت کے پانچ اصرافات	۵۸	اندازیں ابلاسیم کی تحقیق
۵۸	بحث کیتی تبلیغ، خلافت بلا فصل پر تسلیم دلیل مٹ پر نو دھن ان شکن اصرافات	۵۹	تصویحات میں پوری شہادت دلیل اور اس کے جوابات
۵۹	شیعی استدلال اور اس کے جوابات	۶۰	دلیل مٹ پر ۵ روز بروست اصرافات
۶۰	شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند جوابات	۶۱	نص امامت متعلق اہلسنت کی پندرہ اصرافات
۶۱	» خلافت بلا فصل پر پوچھا شیعی استدلال اور بحث عجمت ائمہ کرام	۶۲	جواب علی
۶۲	آیت تہییکی تحقیق اور اس کے جوابات	۶۳	آیت چہارم کا خلافت خلائقہ راشدین
۶۳	مفہوم اہمیت کے تعلق بہ روایتیں	۶۴	دلیل مٹ صحت ائمہ کرام
۶۴	شیعی فرقے پر ۱۲ اصرافات	۶۵	آیت چہارم کا خلافت خلائقہ راشدین
۶۵	آیت چہارم کا خلافت خلائقہ راشدین	۶۶	آیت استدلال کے فرض میں چند بروست استدلال
۶۶	آیت استدلال کے فرض میں چند بروست استدلال	۶۷	آیت سیاہ کی تحقیق
۶۷	آیت استدلال ارشدین پر دو راست دلایل	۶۸	شیعی استدلال اور اس کے دس جوابات
۶۸	آیت استدلال	۶۹	بحث سوم
۶۹	چوچھا استدلال	۷۰	خلافت بلا فصل
۷۰	پانچراں استدلال	۷۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۲	بیکت متعلق ندک	۶۲	خلافت حضرت پرچم اسند لال
۹۳	شیعوں کا اعتراض اور اس کے جوابات	۷۳	امام محمد باقر کی تائید و تصدیق
۹۴	ندک کے متعلق مختلف روایتیں	۷۴	خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال
۹۵	حضرت سید کل ناراضگی کے جوابات	۷۵	آنحضریان استدلال
۹۶	حضرت علی پر سیدہ کی نلاضگی م۱	۷۶	نوان اور دسوائیں استدلال
۹۷	حضرت علی پر سیدہ کی نلاضگی م۲	۷۷	گیارہواں استدلال
۹۸	حضرت علی پر سیدہ کی نلاضگی م۳	۷۸	پارہواں تیرہواں استدلال
۹۹	با الشافعیہ اور قرآن کی بحث	۷۹	پیروہواں اور پندرہواں استدلال
۱۰۰	خشب اور اغتاب	۸۰	شیعی درایات میں سیدہ کے دافعی ہر کتابیت تا
۱۰۱	شیعی درایات میں سیدہ کے دافعی ہر کتابیت تا	۸۱	ایمان محابہ کلام سے متعلق یائیں تحقیق طائل
۱۰۲	ایمان محابہ کلام سے متعلق یائیں تحقیق طائل	۸۲	ایمان بجا ہرین بدر
۱۰۳	ایمان بجا ہرین بدر	۸۳	جلدہیں پس پیشی اور اضافات اور اس کے تین ہواں روایت شیعی کتابوں میں
۱۰۴	ایمان بجا ہرین بدر	۸۴	توریث کے سلسلے میں شیعوں پر چند اعتراضات
۱۰۵	ایمان بجا ہرین بدر	۸۵	حدیث توریث کے متعلق شیعی چالیں اور
۱۰۶	ایمان بجا ہرین جنین	۸۶	ایمان بجا ہرین جنین کے جوابات
۱۰۷	ایمان بجا ہرین جنین	۸۷	شیعی اعتراضات اور اس کے پندرہ جوابات
۱۰۸	ایمان بجا ہرین جنین	۸۸	ایمان بجا ہرین جنین اسند سے شیعی استدلال اور
۱۰۹	ایمان بجا ہرین جنین	۸۹	ایمان بجا ہرین جنین داد و خیمن استدلال اور سکھ جوابات
۱۱۰	ایمان بجا ہرین جنین	۹۰	ایمان بجا ہرین جنین، شیعی اعتراض اور اس
"	ایمان بجا ہرین جنین	۹۱	- کے جواب
"	ایمان بجا ہرین جنین	۹۲	ایمان محابہ کلام از کتب شیعہ

مفسون	صفر	مفسون	صفر
و ائمہ، بھرت اور فاقہت متعلق سے متعلق شیعی اخراجات کے جوابات ۱۰۶	بحث اتراء نقائص اور اس ۱۱۳	بحث اتراء نقائص اور اس شیعی اخراجات کے جوابات ۱۰۷	بحث اتراء نقائص اور اس ۱۱۴
بحث لا تحرن اور اس کے جوابات ۱۱۰	فارغ الشان اور شیعی کتب ۱۱۵	بحث متعلق شک اسامہ اور اخراجات ۱۱۱	مسئلہ قرطاس پر و پچپہ، بحث استد بخیر کم اور اس کے جوابات ۱۱۲
۱۱۶	سرقات، اذایت، براملی تشبیع	۱۱۷	

حصہ دوم

صفر	مفسون	صفر	مفسون
۱۱۳	بحث نکاح ایم کلشوم	۱۱۲	بحث کوئا عمل آنہ لیف عفر
۱۱۴	اہمیت پر شیعوں کی طرف سے اخراجات اور جوابات ۱۱۵	۱۱۳	فسائل سیدنا عثمان از کتبہ اہل تشیع
۱۱۵	اہمیت کی طرف سے شیعی مسئلہ پر اخراجات ۱۱۶	۱۱۶	سیدنا عثمان اور ان کی جماعت کا میابی
۱۱۶	اہل تشیع کی طرف سے اہمیت پر درملا اخراج ۱۱۷	۱۱۷	رسول نکرم کا ہاتھ عثمان غنی مبارکہ
۱۱۷	حضرت عثمانؓ کی وفاداری پر درمی شہادت ۱۱۸	۱۱۸	شیعی اخراج اور اس کا جواب
۱۱۸	حضرت عثمانؓ پر شیعین پر کتبیں کی پیغمبرداری ۱۱۹	۱۱۹	بحث متعلق خادم ارشاد اشاغا مسٹا
۱۱۹	۱۲۰	۱۲۰	بحث شک ایم النبوة
۱۲۰	۱۲۱	۱۲۱	تبرانی رشنا پر چند اخراجات
۱۲۱	۱۲۲	۱۲۲	بحث متعلق اتراء و نقائص
۱۲۲	۱۲۳	۱۲۳	بحث شرائیت سید خاتونؓ
۱۲۳	۱۲۴	۱۲۴	اہل تشیع کے نئے نو نکریے
۱۲۴	۱۲۵	۱۲۵	

صفحہ	مضبوط	صفحہ	مضبوط
۱۵۲	حضرت علیؑ کو امین بیوی کا خطاب (شیعی تعریف)	۱۵۲	بحث متعلق احوال قرآن
۱۵۸	” یعنی وہ متعکر نے سے در جملہ الرضی چیز ملت	۱۵۸	اہل شیعہ پر پنڈاعترافات
۱۶۳	” ہے دشیوں کی مذہب نوازی	۱۶۳	بحث متعلق مردان ابن الحکم
۱۶۹	باقی سماں بر کار اور علیؑ الرضی کے درمیان تعلقات	۱۶۹	مردان کامیر خشی بتا
۱۷۴	کیا سیدنا عثمانؓ نے سماں بر کار کو معدول کیا؟ حضرت علیؑ الرضی نے صدیق اکبر کے عجیبے نازاد کی	۱۷۴	کیا سیدنا عثمانؓ نے سماں بر کار کی مدد کی؟
۱۷۶	کیا سیدنا عثمانؓ نے کاپور خدا کو جلاوطنی کیا؟ حضرت علیؑ نے نارویٰ الحکم کو مسلمانوں کے	۱۷۶	کاپور خدا کو جلاوطنی کیا؟
۱۷۷	ایں مدد بین یا اہل پرستی نے عثمانؓ نے سختی کی؟ ” لئے جائے پناہ کہا	۱۷۷	لئے جائے پناہ کہا
۱۷۸	کی عبد اللہ بن مسعود کا وظیفہ نہ کیا گی؟ ۱۷۸	۱۷۸	بحث متعلق شبادت عثمان
۱۷۹	کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت الال کو جباخراج کیا؟ ” عبد اللہ بن سبیل یہودی کی خفیہ ساز شیعیں	۱۷۹	سیدنا عثمانؓ کا بمنازہ
۱۸۰	کی عثمانؓ کی شبادت صماں بر کار کے نسلتے ہیں؟ ۱۵۰	۱۵۰	تحلیف عالی کیش
۱۸۱	سیدنا علیؑ ابن ابی طالبؑ کے تعلق شیعی ہمکاروں فیلا ۱۵۳ جد کے دین سیدنا عثمانؓ پر با غیر کا حملہ	۱۸۱	سیدنا علیؑ ابن ابی طالبؑ نہ ہیں (شیعی فرق)
۱۸۲	سیدنا علیؑ شماج الانہار میں (شیعی تحریک)	۱۸۲	سیدنا علیؑ شماج الانہار میں (شیعی تحریک)
۱۸۳	حضرت علیؑ الرضی رحکم سے با شاہ کو سپرد شتم	۱۸۳	اہل تشبیح پاہل سنت کے چند اعترافات
۱۸۴	اہل سنت کی طرف سے اہل تشبیح پر پنڈاعترافات	۱۸۴	کرنا چاہرہ ہے (شیعی حقیقت)
۱۸۵	حضرت علیؑ تشبیح کا تیرسا اعتراف	۱۸۵	حضرت علیؑ تشبیح کا تیرسا اعتراف
۱۸۶	اہل تشبیح کے فضائل	۱۸۶	اہل کے (شیعی امکھات)
۱۸۷	جو ت متعلق صفات نہبہ بہشت اہل سوس پر پلیں تو	۱۸۷	حضرت علیؑ کا حلیہ (شیعی توضیح)

صفحہ	مفسون	سون	مفسون
۲۵۶	مکا با قریبی کی تحقیق	۲۶۶	بحث متعلق دلائل حفاظت اہل شیعہ
۲۵۷	حضرت حسن عسکری کی تحقیق	۲۷۱	ایک سو پچاس بخط
"	صاحب غزوہ اتے یحییٰ کا بیان	۲۷۵	کمزیوں کی بے وفاگی
۲۵۸	اہل شیعہ کی طرف سے ہمارے مقابلہ مصیبیں زناہید	۲۵۰	غاریروں میں رسول کریمؐ کے لئے روٹی
	اوہ درود مصیبیں اکبرؑ کے گھر سے آتی ہیں	۲۵۱	اخصیت مصیبیں پر ایک مادر شہادت
	صدیقؑ کی صداقت پر امام محمد باقرؑ کی شہادت	۲۵۲	صدیقؑ کی صداقت پر امام محمد باقرؑ کی شہادت لپتے کندھوں
۲۵۹	پر اٹھایا	۲۵۳	صداقت صدیقؑ پر قرآنی شہادت
	افضلیت کے سلسلے میں اہل شیعہ کے چند	۲۵۴	صدیقؑ کے اوصافِ یحییٰ و دلائل و بذکرین
۲۶۶	معالم اور ادیان کے جوابات		درستلا کاشی کی حق گوئی

حصہ سوم

صفحہ	مفسون	سون	مفسون
۳۰۲	خوارج کا پھٹا اعڑا ارض اور اس کے جوابات		
۲۹۳	خوارج کا ستوان لعڑا ارض اور اس کے جوابات		خادجی کب بنے اور کیس بنے
۳۰۳	خوارج کا آخوان اعڑا ارض اور اس کے جوابات		قرآن نیزہن کے ساتھ
۲۹۵	خوارج کا پہلا اعڑا ارض اور اس کے جوابات	۲۹۵	خوارج کا نواں اعڑا ارض اور اس کے جوابات
۳۰۴	خوارج کا دوسرا اعڑا ارض اور اس کے جوابات	۲۹۶	خوارج کا دوسرا اعڑا ارض اور اس کے جوابات
۳۰۵	خوارج کا یہاں اعڑا ارض اور اس کے جوابات	۲۹۷	خوارج کا گیارہواں اعڑا ارض اور اس کے جوابات
۳۰۶	خوارج کا پچھا اعڑا ارض اور اس کے جوابات	۲۹۸	خوارج کا سیزہواں اعڑا ارض اور اس کے جوابات
۳۰۷	خوارج کا پانچواں اعڑا ارض اور اس کے جوابات	۲۹۹	خوارج کا سیزہواں اعڑا ارض اور اس کے جوابات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۸	عقائد اہل شیعہ اور ان پر بصرہ مقاطلوں کے جوابات	۳۱۰	عقائد اہل شیعہ اور ان پر بصرہ
۳۹۱	بحث متعلق اشہد آن عیناً ولی اللہ در اذان	۳۲۹	بحث متعلق بتوہن نبوت و امامت
۳۹۵	بحث متعلق کفر طیبہ		خصوصاً عقیدہ رجوت
۳۹۷	عقیدہ رجوت پر اہانت کی طرف سے اغراضات « نماز میں باخچہ باندھنے کی تحقیق		
۴۰۰	عقیدہ و حوصلت کی تشریح اور اس پر پالیں اغراضات۔ ۳۷۶ مقاطلوں کے جوابات		
۴۰۱	عقیدہ بعد مک تشریح اور اس پر اغراضات	۳۴۲	بحث متعلق احیات
۴۰۲	سلام کے وقت کیسے کیا جائے	۳۴۸	سیدنا علیؑ کے متعلق شیعی مزومات
"	عقیدہ و حوصلت کی تشریح اور اس پر اغراضات	۳۵۳	بحث متعلق درود شریف
۴۰۴	عقیدہ طینت کی تشریح اور اس پر اغراضات	۳۴۰	بحث متعلق ماتم
۴۵	آیات راحادیث متعلق صبر	۳۴۲	بحث متعلق متغیر
۴۰۶	بحث متعلق تقیدہ، تشریح اور اس پر اغراضات	۳۴۲	شیعی کتب سے استدلالات
"	شیعی استدلالات کے جوابات	۳۸۱	بحث متعلق تبر عرو تو لا
۴۱۰	پاک مدرب کے پاک مسئلے	۳۸۶	بحث متعلق وضو و غسل الراجلين

کشف حقیقت

از

رَمَّى الْمُقْرِرِينَ هَذِهِ رُسْتَ مُولَانَ الْأَطْفَلِ اللَّهُ صَنَعَهُ اللَّهُ هُوَ الْمُهَبِّ
 حَمْدُهُ وَنَعْمَلُ عَلَى رَسُولِهِ الْحَرَيْمُ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رنیق مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی ازاد احمد علیزادہ علی میر سے ان پرانے دوستوں میں سے
 پیغمبر حضرت مولانا شیخ الاسلام حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی کے پاس پڑھا۔ موسون
 جامع اسلامیہ لاہور میں شیخ الاسلام حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی کے پاس پڑھا۔ موسون
 کی طبقی اور ملک خنزروں کا میں اسی زمانے سے معتبر تھا۔ مگر ان کی موجودہ تبلیغی جدوجہد نصوص احمدیہ کی تنظیم کی تحریک
 ترقی میں انہوں نے جو روایتی مدد کر دیا اور اسی طرح تقریر و تحریک سے فتنہ رفض و بدعوت کے تعلق قلع کا ونش
 کی۔ اس نے میرا اعتزان اتفاقاً کے درجہ کم پہنچا دیا۔ اب میں ان کی قابلیت کا ہی ہر فضیلت نہیں
 بلکہ معتقد بھی ہو گیا ہوں۔

زیرِ نظر اہستہ پاکٹ بک نکھر کر مولانا نے تمام اہستہ پرنسان عظیم قرار یا ہے۔ انشاء اللہ اس کی
 موجودگی میں تردید قص و بدعوت کے ملے میں کسی اور کتاب کی قصورت نہیں رہے گی۔
 فعلاً بناً نام حضرات اسے پڑھیں اور درودوں کو پڑھ کر سائیں جیہل جہاں فتنہ رفض و بدعوت کے
 جراحتم پیدا ہو رہے ہیں۔ وہاں اڑاً تشکیل تنظیم اہستہ فرمائیں اس کے بعد ملکیتین تنظیم کی تحدیات بدلیں
 سے نامہ و اٹھائیں۔

آپ کا خادم

لطفل اللہ جالندھری جامعد رشید یحیا ہیوال

تعارف

از

قائد اہلست فخرِ ملت حضرت ھولیتا سید نور الحسن ھے صاحب بناء
صدر تحریک تنظیم اہلسنت (آل پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين علی عباده الذین اصْلَحُوا

جب اہل سنت میں مسلک احسان پر عمل و رکت تنظیم و مکنیت اور زندگی کا فصلان ہو تو ان کی طرف سے مزاحمت باطل اور عقل عین الحق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اغیار کی بغاوار اور غیل متعارف کا علم و اساس ہو تو مقابلہ و مزاحمت اور تختاو مدافعت کا جدہ بہ بیدار ہوتا ہے۔ اور افراد کارروائی با وہ خیرت و حیثیت سے سخراج ہو کر جلد آمد پر لوث پڑتے ہیں۔ لیکن جب اعداء و اغیار کے جارحانہ رنگ کا احسان و ادراک ہی نہ ہوا اور کارروائی کا کارروائی اپنی خودی سے غافل ہو داری و غور بیان سے بے پرواہ ہو کر مست و مدد ہوش سو جائے تو کمزد مسے کمر و رشمن بھی پورے قائلہ کو شکانے لگا کر اپنے بامقرنگ سکتا ہے۔ قلوب نازک پر شاید یہ امکان حیثیت بدار گل گزرے لیکن حیثیت ہے حیثیت اور سولائے حیثیت کہ آج سوادا عظیم کائنات نے تنظیم قائد اس قدر بڑا کارروائی اپنی یقاو معناۃت سے کی مستغفن ہو کر عدم حیات میں خود فراموشی کا پیارہ پی کر اور فقط بے غیری کی پادر تان کر مردت کی اکفوش میں گھری نیند سو رہا ہے اس قائلے میں علماء و مشائخ بھی میں اور بے علم و بے خبر بھی۔ امر اور دو سماں بھی میں اور غرباً و غرباً بھی۔ اس کارروائی میں اخیار و ایار بھی میں اور اختر اور بدکوہ بھی۔ انتیا و صلحان بھی میں اور اہل ائمہ و عدوان بھی یہ سب کے سب اپنی قدرت عادت اور نظر و نظر کے مطابق نیک اور بدلاعیال و افعال کے دائرہ میں

سرگرم عمل اور مصروف تگ دنماز ہیں۔

اگر چورزنا کو اچکے اور اخافی گیر سے چوری و فرازی اور چینا بھیش اور تبیب راشی ہیں گروہ ان ہیں تو عالمہ ندوہ اہل اور علماء مشائخ عبادت دیافت اور ذکر و اذکار میں مشغول مصروف ہیں۔ ملت کے کروڑوں افراد شب خیز شب بیدار ہیں۔ خرائف و ماجبات سے بذرکروانیں تہجد درود و دعائیں اور تسبیح درود دینیں شامائش خود ہمک رہتے ہیں۔ ہماری ملی زندگی کے تمام گوشوں میں چہل بیہل ہے لیکن جیسا کہ مسلک زندگی کا مسلق ہے پوری کی پوری قوم جامد اور مردہ ہے۔ مسلک حصہ اہلسنت کی بات و حفاظت اور پھر اس کی تبلیغ و اشاعت کا کسی کو بھول کر وہم و خیال کرنے نہیں آتا۔ جیسا درسرے مسلک و غاہب میں نیک تونیک بد کار و فاسق افزاد بھی اپنے مسلک کی خدمت میں پیش پیش ہیں دہاں یہ تقدیر ہمارے فہم و عداک سے بالآخر ہے کہ مسلک حصہ اہلسنت کے نام پیغا بر سے توبہ سے نیک بھی اپنے مسلک کی بات و حفاظت اور خدمت و اشاعت کے اصرار بھکت ناؤشتائے غصہ ہیں۔ علماء مشائخ اور ندوہ جماعت کو اس مسلک بتا وسلامتی کا اتفاق کوئی فکر نہیں ہیں مسلک کے مصلحت اور مندرجہ تکن اور جلوہ فرمائیں۔ ان حالات میں اگر آریہ یا میسانی شیعہ یا مزرائی ان کے متبع ایمان کو دن دھائے لوٹ ہے تو انہیں اس کا علم و احساس ہی نہیں۔

مزاحمت و مدعایت اور حفاظت و صیانت کا درجہ تو بعد ہیں ہے اخیر ہر ہفت سے جلوہ دیں ہیں ایمان پر سرپاری پلیٹ فارم اور پیس ہر طرف سے ہو رہی ہے۔ جیسا پلیٹ فارم کے حلول کی مدعایت کے لئے چشم قدرت نے مرکوز تنظیم کے مبلغین حضرات کا انتخاب کیا ہے دہاں پریس کے حلول کی مزاحمت اور وندان شکن جواب دیکی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مرکوز تنظیم، ہی کو منتخب و مشرت فرمایا ہے۔

شیعہ مدحہب مسلک حصہ اہلسنت کی بھی افالت کا ہم ہے اس کی بنیاد ہی اہل اسلام کے لئے بحق و عناد پر استرار کی گئی ہے۔ یا راں رسول صلیم اور اصحاب نبی کی شان اقدس والہمہ میں شرمناک تجزیا

اور رہوائے عالم فتن و شفیع اور بہتان و افتراء اس مذہب کا اٹا شاہزاد سرمایہ یجیات ہے۔ پر لیں
اوپریت فارم سے شب در فضہ الائک و برائین بست و اصحاب رسول خصوصاً خلق اُسے رسول پر
گول باری تیشیع کا نصب العین اور مستقل پر دگام اس کے بغیر نہ ماں میں میں ان لوگوں کا کوئی کام رہا
ہے نہ حال میں کوئی پر دگام ملا ہے۔ تیشیع کے تمام گروے بے جواب گرتے رہے اور خود
فراموش و غافل و دنیاپنی مسلکی زیست و حیات سے مستغنى الہلسنت نے کہیں جماعتی طور پر ان حملوں کا
دنلعل نہیں کیا۔ خدا کے تنا بے دنیا و آکرت میں جزا وادے مدد ملکی مرکز تنظیم اہلسنت برادری کرم
حضرت مولانا دوست محمد صاحب قرشی مظلہ العالی کوئین کی ذات گرامی نے پریں اوپریت نام
کے ان تمام حملوں کے جواب میں "الہلسنت پاکٹ بک" کا شیم بھی گراما ہے اور دیا مان رسول کے
تبرائیوں اور مسلک خدا الہلسنت کے معرفتیں و تنشیں کے تمام جگہ جمازوں کو ہمیشہ کے لئے
غاموش کر دیا ہے یہ آپ کو الہلسنت پاکٹ بک کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو سکے گا کہ میرا
دعویٰ صحیح ہے یا ناط۔

داخرد عوان ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام - لـ سید الہمیا

والمسلیین وعلی الٰہ واصح عابد اجمعین

دعا گو

سید نور الحسن بنخاری نعلج مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان (مُلتان)

مہاترات

از معترم مذکور شیر محمد خاں صاحب (عوان مؤلف معرکہ عربیا
ملش الحمد ہر آن چیز کاظمین خواست اگر آمد پس پر وہ تقدیر ہے پر یہ
تفہ شیعیت کے طوفان دھیل و تلبیس و کذب و افتراء کے پیش نظر ہرے دل میں
ہوت سے یہ ارز و جو شر زن بھی کو تحفظ عطا میں الہلسنت کے لئے ایک پاکٹ بک شائع کی جائے

تک اسے عوام و خواص حرز جان بنا سکیں اور سفر و حضر میں الگ کوئی اعتراض کر سے تو اس کا جواب اس کتاب کو دیکھ کر دے سکیں۔ الحمد للہ میری چیز آنزوں پر آتی۔ اور یہ مہتمم باشان کام حضرت علامہ درست محمد صاحب قریشی مدظلہ جزو دعوت و تبلیغ، احیاء شریعت، قیام فرنپتہ امر بالمعروف و نہیں انگر کے لئے تبغیبے نیام ہیں کے حقیقت نگار باتوں سے پورا ہو۔

آپ نے اہلسنت پاک بک مکمل کر تبعین کتب و سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے جنہیں
علام قریشی صاحب نے اپنی اس کتاب میں شیعیت کی جو نقاب کشائی کی ہے وہ قابل داد
لائق ساد ہے۔

شیعوں کے جلد مطاعن کے جوابات نہایت ممتاز اور شاگردی سے دیئے ہیں۔

ناضل ہٹولفت نے احراق حق اور ابطال باطل کے لئے قرآن مجید احادیث بنی کریم ارشادات
اور سادات کی روشنی میں ایسے براہین قاطع لفود لائل صالحہ پیش کئے ہیں جنکا جواب ہے کہ پچھلے چھاہے
کتاب کیا ہے اصل کتاب و سنت کے لئے ہیام مرد ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کون سے میں بندکر دیا ہے اس سے بہر کوئی کتاب رق شیعیت میں
آج تک شائع نہیں ہوئی میری نہادہ سنادش ہے کہ شیعوں کا کوئی گھر حقائق و خواص اور مدار و موز
کے اس مرجع جیل سے خالی نہیں رہتا چاہیے۔

آخر میں شیعیت زادہ حضرت سے نیاز مندانہ استدعا ہے کہ وہ آنکھوں سے تعجب کے
مشیشے اتار کر ”اہلسنت پاک بک“ کا بامعاہ نظر و تعلیق فکر مطالعہ کریں اور ظلمت و نور
میں انتیار پیدا کرنے کے لئے معارف قرآن کو مشعل راہ بنائیں۔ والی اللہ تعالیٰ التوفیق۔

خاتم

شیر محمد کالباع میانوالی ۲۲ مئی ۱۹۵۷ء

(ج) جام جماں کے الفاظ بدال دیئے گئے۔

(ہ) قرآن مجید کی ترتیب خراب کردی گئی ہے لیکن سورتوں کی ترتیب اور سورتوں کے اندر جو آئیں ہیں ان کی ترتیب اور آیتوں کے اندر تجویز کلمات ہیں ان کی ترتیب اور کلمات کے اندر جو ترتیب ہیں ان کی ترتیب خراب کردی گئی۔

کتب شیعہ سے تحریف قرآن مجید

دَقَهْرَ مَا تَعْلَمُوا التَّقِيَّةُ إِظْهَارٌ۔ احتجاج طبری ص ۲۵۸ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) اگر وہ سب چیزیں ہیں تجھے پا تفصیل بتاؤں تو آیتیں قرآن مجید سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور ان کے قائم مقام بدال دی گئیں تو بات بھی ہو جائے گی اور یہ راز کے انشا کرنے سے تقبیہ مانع ہے ظاہر ہو جائے گا۔

ناظرین یہ بارہ احتجاج طبری کی ہے جس کے صفت احمد بن ابی طالب طبری ہیں۔

آپ مدہب شیعہ کے معترض ہیں۔ آپ کادعی ہے کہ اس کتاب میں امام عسکری کے سوا اور جس قدم احمد کلام کے احوال ہیں ان پر اجماع ہے یا ان کو کتب سیر او روشن سے تائید حاصل ہے اس معترض کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ناظرین کے سامنے ہے۔ بھارت اور اس کے ترقہ کو بار بار پڑھیں اور شیعوں کی قرآن و شیعی کا کھوج نکالیں۔

۹ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آیات کلام مجید میں کمی بیشی

سُبْعَةُ عَشْرَ الْفَ آیَةٍ۔ (احوال کافی باب النوادر ص ۴۳)

(ترجمہ) امام جعفرؑ نے فرمایا کہ جو قرآن مجید تعبیر بل علیہ اسلام و کائنات مصل اندھا علیہ وسلم پر لا گئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ موجودہ قرآن مجید میں ۴۴۴ آیتیں ہو گئیں۔

لہذا نہ سنت سے نہ یادہ قرآن نکل گیا۔ [اتَّابِلَهُ وَاتَّارِ الْمُرْجَعَونَ (شیعوں کے نزدیک)]

تحریف قرآن کی روایتیں صرسچے اور متواتر ہیں

عبارت م۳، قالَ السَّيِّدُ الْمُعْدَثُ
الْعَذَابُ إِنْ مَا مَعَنَاهُ إِنَّ الْأَعْدَابَ
تَدَآطِبُوا عَلَى صَحَّةِ الْأَعْبَارِ الْمُسْتَغْيَرَةِ التَّوَآتِرَةِ الدَّلَالَةِ الْقَبْصَرِيَّةِ عَلَى دَوْرَعِ
الْتَّعْرِيفِ فِي الْقُرْآن۔ (فصل الخطاب م۳)

ترجمہ) شیعہ کے نام درستروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی تحریف پر حدیث متواترہ بالصریحت دلالت کرتی ہے۔ یعنی شیعوں کے دعویوں کا پوچھ کھل گیا اب بھی کوئی عکسندہ یہ کہ سکتا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ اسی فصل الخطاب م۲۲ میں پل کرنے سے میں این الْأَعْبَارَةِ الْلَّفَقَ تَزَيَّدَ عَلَى الْقَوْمِيَّةِ وَ تَجَزَّ (تحریف قرآن کے بارے میں شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ روایتیں موجود ہیں)۔

عبارت م۲۳، علامہ مسن کاشی رشید تفسیر صافی کے دیباچہ

قرآن کی عدم سالمیت

میں لکھتے ہیں:- إِنَّ الَّذِي بَيْنَ أَنْجَهْرِنَا إِلَيْسَ بِتَّعَامِدٍ
كَمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلْ مِثْمَثًا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيمَنَهُ مَلْهُومٌ فَغَيْرُهُ
وَمَدْرَفٌ فَرَاتَ حُلُوفَتَ يَمْنَهُ أَشْيَاءٌ كَثِيرَةٌ ۚ - ۱۲

(ترجمہ) بیشک یہ قرآن مجید پر انہیں جیسا کہ سردہ کائنات پر اڑا بلکہ بعض درجی ہے اور بعض بدلا جوڑا ہے اور بعض سے بہت اسی چیزوں عنف کی لگتی ہیں۔

مذکورہ بالاعبار توں سے واضح ہو گیا کہ شیعہ قرآن مجید کے تأمل نہیں ہیں اور جو لوگ برسرِ عام مزبورہ قرآن مجید کی حقانیت اور فضولیت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ بکتے ہیں اور تھیہ کی آڑ سے کھلق خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مزیداً المیمان کے لئے ذیل کی عبارتیں پڑھئے اور شیعہ مذہب کی حقیقت کجھے۔

ترتیب قرآن کے متعلق شیعوں کا عقیدہ | فصل الخطاب ص ۳ عبارت ۵
المرتضیٰ عَنْدَ اللّٰهِ وَ عَنْ رَسُولِهِ.

(ترجمہ) تحقیق قرآن مجید میں ترتیب پڑیں ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہو۔

قرآنی عبارت کی سالمیت کا انکار | اجتاج طبری ص ۱۲۵ عبارت ۶
إِنَّمَا أَشْتُرُ إِنِّي لِحَكَابِ الْحَكَابِ مَا لَفِيفَةٌ
اللّٰهُ لِلْبَسُوْنَ أَعْلَى الْعَلِيَّةِ.

(ترجمہ) تحقیق سماں برائی نے قرآن مجید میں ایسی عبارتیں درج کر دیں جو کہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو دعویٰ میں داخلیں۔

(تعریض) بھائی جس آرہ کا یہ عقیدہ ہو کہ موت و رحمہ قرآن مجید کلام الہی اور مندوں کے کلام کا غیرہ ہے تو کیا اس کے نزدیک قرآن مجید عتیر اور معتمد علیہ سماں بجا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا | فصل ص ۳ منادی محمدی کائن
عَنْدَهُ شَيْئٌ مِّنَ الْقُرْآنِ فَلِيَأْتُوا وَ وَكِلُّهُ أَتَالِيَّةٌ: وَ نَظَمَهُ نَذِلِيَّ بَعْظِرٍ، مَنْهُ أَفْتَمَهُ
إِلَى مَعَادَاتِ أَوْيَاءِ الْمُنْدِرِ: فَانْفَهَهُ ذَرْدَرًا إِسْتِيَارِ هِسَّهُ وَنَادَهُ أَفْهِهِ مَا ظَلَّ حَرَسَنَأَرْهَهُ
وَسَانَرَهُ دَالِلَدِيَّ سَدَهُ فِي الْكَاهِبِ وَ مَنَ الْإِنْدَاءُ عَلَى الْيَقِيْنِ مِنْ فَرِيْسِ الْمُلْعِنِيْدِيْنِ.

(ترجمہ) سماں کے منادی نے یہ اعلان کیا جس کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ ہو پس نہیے آئے اور اس کی تائیت اور ظلمان ہوں نے بعض انسان کے پر کی جو کہ خدا تعالیٰ کے دلستوں کی دشمنی میں ان کے موافق تھے پران کے صاحب اختیار نے اس کی تائیت شروع کی اور اس قرآن کے اندر ایسا تھا تیں بڑے حدیں جن کا خلاف فصاحت اور مقابل نظرت ہوتا تھا ہر قاتا اور تو سو رکا نتائج کی قرآن مجید میں بخوبی کی گئی ہے یہ اون بے دینوں کے افتر اور دہشتان کے بہب سے ہے۔

اصلی قرآن مجید میں ان کلام کے نام موجود رکھتے (شیعوں کا قرآن پر بہتان) وَعَثَمَ
عَلَيْهِ التَّلَامُ إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ طِرَحَ وَنَهَا أَمْئَلَ كِتَابٍ لَّكِثِيرٍ وَّدَلَوْقِرِيَ الْقُرْآنَ كَسَانِيلَ

لَا لَغْيَةَ فِيهِ مُكَسَّبَيْعِينَ -

(ترجمہ) ماہم باقرتے منقول ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ نکال دیا گیا اگر قرآن جیسا نازل ہوا
ویسا پڑھا باتے تو راستے مناطب ہمارے ناموں کو اس قرآن میں ضرور بود پاکا۔

وَهَآئِيْسِ حِنْدِيْنِ تَحْرِيْيِنْ كَلِيْيِنْ (قرآن میں غلطی کی پہلی روایت)
وَمَنْ يَطْعَمَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي الْأَيَّةِ يَعْلَمُهُ

عَلَى فَسَدِ فَارَادَ اَفْوَزَ اَعْظَيْمَهَا۔ حَكَدَ اُنْزِلَتْ (اسویں کافی باب فیہ نکت و تفت من التَّنْزِيلِ فِي الْوَلَايَةِ)
ترجمہ، (امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اصل میں دعمن بیطع الله و رسوله فی الْأَيَّةِ عَلَیْهِ تھا
(او ساگے کہتے ہیں) اسی طرح نازل ہوئی ہے ایت۔

لَهِنْدِ ضَرُورِيِّ لَوْتَ [کرا] شید لوگ ہرچے بُرے طلب کو امام جعفر صادقؑ کی طرف
نسب کرتے ہیں۔ علاوہ اندھوں پریمیوں سے بہرہ اور ضرور ہیں۔

(۲) امام باست تحریت مولانا عبدالشکور صاحب نکھنوی مذکور عالی نے فرمایا کہ یہ طفیل بھی معلوم ہو کر فرمائیں
کا وہ دھرنا ہیں لیکن اس کی طلاقت پر بہت حودایت علی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان ہڈیں البتاں عظیم۔

قَرْآنَ مُجَيدَيْنِ غَلْطَيْ كَ دَوْسَرِيِّ رَوَايَتِ (اسویں کافی) لَعَدَ مَعْجَدَيْنِ اَدَمَ مِنْ قَبْلِ

كَلِمَاتِ فِي مَعْجَدِيْ وَعَلَيْ وَفَاطِمَةَ وَالْعَسَنِ وَالْعَسِينِ طَلَّا يَسْمَوْمِنْ وَرِتَبِيْمَ فَنَسِيْ حَكَدَ
وَأَمْلَهَ اُنْزِلَتْ عَلَى مَعْجَدَيْ۔ یعنی قرآن مجید لَعَدَ عَمَدَنَالِی اَدَمَ مِنْ قَبْلِ کلمات فضی
غلط ہے جیتست میں فی مصتمد د علی و فاطمة و الحسن و الحسين تھا اور فضل کی قسم غلط تعالیٰ نے
نازل اسی طرح فرمایا مگر دشمنوں نے کاٹ کر نکال دیا۔

یہیں علماء شید اور علماء شید کے نزدیک ائمہ مخصوصین کی علیت یعنی کہ خدا تعالیٰ نے جب کس کو گراہ کرتا ہے تو پہلے ذہنیت ساپ کر لیتے ہے۔ بجلا کہاں آدم علیہ السلام سے نہاد فرمائیا ہے اور اس کی اہمیت اونکہاں یہ یہے تکنی بات اور یہے ڈھنگا جوڑ۔

قرآن مجید میں غلطی کی تبیری روایت (اصول کافی) فَعَوْرَلَهُ تَعَالَى لَنَقْعِدَ لِفَعَةٍ

أَتَامَا كَانَ دِلَادَمَا نَذَلَ اللَّهُ
أُخْرِجَتِ لِلنَّاسِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقَارِيْ حَذِيرَ الْأَيْمَةِ خَيْرَ أَمَّةٍ
فَالْمُحْسَنُ وَالْمُحْسِنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقِيلَ لَهُ فَكِيمَتُ نَزَلَتْ يَا إِبْرَاهِيمَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ إِنَّمَا نَزَلَتْ
خَيْرَ أَمَّةٍ وَأَخْرِجَتِ لِلنَّاسِ۔ (ترشیح تفسیر قمی) میں جہاں ان آیات کو پیش کیا گیا ہے جو
قرآنی عبادت کے خلاف ہیں وہاں یہ آیت بھی ہے کہ ایک قاری نے امام بن حنفی صادقؑ کے سامنے
لکھمؑ پر امامۃ پڑھا آپ نے فرمایا اچھی اتنی ہے تبیں نے حضرت علی الرضاؑ اور زین الدینؑ کو
قتل کیا تو پھر پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی ہے اسے رسول اللہؐ کے بیٹے پس آپ
نے فرمایا نازل ہوئی ہے۔

خداحانے یہ لوگ کس جہاں میں بستے ہیں نہ تو ان کلام پر بہتان بلاشی سے گز کرتے ہیں
اور نہ غلط بیانی سے ڈرتے ہیں۔

معمولی سے عملی تعلیم پر انسان بھی اگر غور سے کام لے تو وہ بھی شیعوں کی اس غلط روی
اور کچھ فہمی پر مطلع ہو سکتا ہے۔

کہاں آیت میں فریضۃ تبلیغ کا است محدث محمدی کے لئے خود ری ہونے کی اہمیت اور کہاں
اُنہر پاس کا حصہ۔ بالفرض اگر آیت کو شیعوں کے قول کے مطابق اسی طرح مان لیا جائے تو
پھر امر بالمعروف اور نهي عن المحرر صرف آئکلام پر ہی فرض رہے گا۔

(۱) تو سوال یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک جب حضرت علی الرضاؑ خیر امۃ ہیں تو انہوں نے
امر بالمعروف اور نهي عن المحرر کو کیوں ترک کیا جبکہ شیعوں کے نہیں ناسکے پیش نظر

منہب نبوی فاق کے با تھیں پلاگیا تھا۔ قرآن مجید میں بشری کلام کو داخل کیا جا رہا تھا
المیت کا حق پھیٹا جا رہا تھا تاہم میں بدستین شامل کی جانی تھیں۔

(۲) مدحہ رسول اللہ کے نزدیک ترمذی میں دین تھیں کی بہن کی جا رہی تھی نہداخواست
انہر نے الامر بالمعروف کو ترک کی توکی شیعوں کی روایت کے مطابق حضرت علی المرتضی
بیہد کے احادیث خیر آئتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کون ایسا کج فہری انسان ہے جو نکلا ہر قی
نفس کے مطلب کو تھپڑ کر تاکہ میت کو خیر آئتہ کا سداد قرار دے دے۔
فَأَفْهَمَهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الظَّاهِرِينَ۔

قرآن مجید میں غلطی کی تحقیقی روایت (رسول کافی ص ۲۵)
قَوْمٌ رَبَّلَهُمْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ
فَسَيِّرْتَ أَنَّهُ دَرْسُولُهُ فَإِلَمْ مُؤْمِنُونَ فَتَأَلَّمَ بَنِي حَكَمَّاً أَتَوْلَمَتْ إِنْمَاهِي وَلَمَّا مُؤْمِنُونَ
فَنَحْنُ أَنَّمَا مُؤْمِنُونَ۔ ۲۰ یعنی قرآن مجید میں مومنوں کا انداخت غلط ہے اصل میں والما مومنوں تھا
السبیلی ماہ مولود ہیں۔

قرآن مجید میں غلطی کی پانچوں روایت (تفسیر صائی ص ۱۲)
قُرْئَى سَلَّى إِلَيْهِ سَلِيمُ اللَّهِ عَلَيْهِ
إِمَامًا فَتَأَلَّمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ دَارِجًا عَلَى مُؤْمِنِيْنَ إِمَامًا۔ یعنی واجعلنا غلط ہے واجعلنا ایم ج
ہے میتین غلط ہے میں میتین سمجھ ہے۔ ۵۔ یعنی تفاریت راہ از کجا است تاکہی۔

قرآن مجید میں غلطی کی تحقیقی روایت (کافی بزرگ ص ۲۵)
عَنِ الرَّضَاعَلِيِّ السَّلَامَ فَأَ
وَعَلَى عَلِيٍّ دَائِيدَةَ بِجَنْوِيدَمْ سَرُّهَا، مَا لَكَ حَقِيقَتَ مِنْ فَانِزلَ اللَّهُ كَيْنَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی سالویں روایت (رسول کافی ص ۲۴۳)
عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ
نَزَّلَ اللَّهُ كَيْنَتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَدَايَةِ هَذِهِ الْآيَةِ هَكُذا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَفْلَوُا الْكِتَابَ افْتُوا إِعْدَادًا نَزَّلْنَا فِي عَلَيْنِي تُورَثًا مُّبِينًا ۚ ۝ مَالا كُنْتَ فِي عَلَيْنِي كَمْ كَيْفَيْتَ ۝ مَنْ يَرَىٰ فَلْيَرَأْ ۝ مَنْ لَا يَرَىٰ فَلْيَلْمُعْ ۝

قرآن مجید میں غلطی کی احتکار و ایجاد و ایجاد سال سائیل بعدها پوچھا جائے گا۔) لحاظ نہیں یو لا یہ علی ایس لئے دارچینی حالات کو ولا رتہ علی کا یہاں مطابق جو زنگ بھی نہیں سکت۔

قرآن مجید میں علیٰ کی نویں روایت (اسول کافی) ص

لمحہ فکر کے ضمنوں کو پڑھیے کیا اس آیت کا آئل محمد کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق ہے۔

زقاہل تیعنی شیعہ جمیش سے اس کو شمش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طریق سے مددیق اکابر اور فاروق حکوم
عثیاں غنی اور عاشہ صدیقہ کو آیات قرآن مجید سے غیرم اور عالم ثابت کیا جائے چنانچہ اس آیت
کی تحریف میں بھی ان کی ناپاک سماںی کو دخل ہے حالانکہ اہل علم بقدر جانتا ہے کہ اس آیت کو یہاں بنی کو
جان نشانہ مصلحتہ کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن بالفرض اگر قسم بمی کریا جائے تو میں
شیعہ مجتبیہین سے پوچھتا ہوں۔

(۱) کیا آپار سے زدیک، اہلیت پلکم کرنے والوں سے مراد واقعی اصحاب شناخت ہیں۔

(۲) اگر اس کا جواب نہیں میں ہے تو ان کے علاوہ ہولوگنالم بیں ان کا تعین فرمائیے۔

(۳) اور اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائیں کہ اس کی طرف سے کون ساعنڈاپ ناتال ہوا۔

(۲) کیا یہی کام کو زندگی میں خدمت کرنے کا مرقع نصیب ہوا اور ہر نے کے بعد روغanza رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ ملی۔

(۵) کیا میں کسان کو سلطنت ملا اقتدار ملا گونے کرنے میں ان کے ذریعے سے اسلام پھیلانے میں بھک

سینکوں ویں ٹھہر دن اور سینکوں قعیبوں میں اللہ تعالیٰ کا کلکر پہنچا یا آج بھی ان کے جو لوں کی
بُرَّت سے ہم پر دین کا لاثر باقی ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی دوسری رفتار حالانکہ قرآن مجید میں بولا جا علی کا لفظ نہیں ہے۔

تِلْكَ عَشْرَةُ كَامِلَةٌ

مذکورہ بالا مبحث کا خلاصہ متعلق شیعوں کے سب اول عقائد علم ہوتے ہیں دوبارہ پڑھئے اور لاطینی کیجئے۔

- | | |
|-------------------------------|--|
| جہاد م۔ احتجاج طبری ص ۱۲۰ | (۱) بہت سی آیتیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں |
| " " | (۲) بہت سی قرآنی فتاویں بدل دی گئیں |
| عبدالست م۔ اصول کافی ص ۵۴ | (۳) اصل قرآن مجید کی آیتیں تحویل ہزار تھیں پہنچتے قرآن ناقص ہے |
| عبدالست م۔ فصل الخطاب ص ۳ | (۴) تحریف قرآن کے مسئلہ پاک شیعوں کا اتفاق ہے |
| عبدالست م۔ عبادات ص ۲ | (۵) کتب شیعی ک متواتر حدیثیں تحریف قرآن پر صراحت دلالت کرنے میں |
| " " " م ۲۶ | (۶) تحریف قرآن کے تعلق شیعوں کی آنکھوں میں دفعہ ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں |
| عبدالست م۔ دینا پر تفسیر صافی | (۷) موقودہ قرآن مجید ناقص ہے |
| عبدالست م۔ فصل الخطاب ص ۳ | (۸) قرآن مجید کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے |
| عبدالست م۔ احتجاج طبری ص ۲۵ | (۹) قرآن مجید میں اسی باتیں بھی ہیں جو تم اعلیٰ نے نہیں کیں |
| عبدالست م۔ عبادات ص ۳ | (۱۰) موقودہ قرآن مجید کو اولیاء الدین کے ڈمنوں نے جمع کیا ہے |
| " " " م ۳ | (۱۱) موجودہ قرآن مجید میں فلاف فاحت اور قابل اغفار افالا موجود ہیں |
| " " " | (۱۲) قرآن مجید میں بروک کائنات کی پہنچ بھی کی گئی ہے - |

حضرت اب آپ نے معلوم کریا کہ موبو وہ قرآن کے تعلق شیعوں کے یہ خجالت ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک یہ قرآن معتبر ہے وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کے جواب میں ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائے۔

شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت (اصول کافی ص ۳۶۴ امطبوعہ نوکلشور)

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ دَعَلَتْ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي
أَسْلَمَتَ عَنْ مَسَالَةٍ أَهْمَنَا حَدِيدَ مَعَ كَلَّابِي قَالَ فَرَفِعَ الْجُنُوبُ عَبْدِ اللَّهِ سَخَابِيَّةَ
وَبَيْنَ بَيْتِ أَخْرَى كَلْعَةَ نَبِيِّهِ ثَمَّ قَالَ يَا أَبَامُحَمَّدِ سَلْ عَتَابَدَ لَكَ قَالَ ثُلَّتْ
جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شَيْعَتَكَ يَحْدُثُ لَوْنَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَمَ عَلَيْتَ أَبَا يَقْتَحَ لَهُ مِنْهُ أَلْفَ بَابٍ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدِ عَلَمَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْتَ
عَلَيْهِ اسْلَامَ أَلْفَ بَابٍ قَالَ قُلْتُ وَإِنَّهُ هَذَا الْعِلْمُ قَالَ فَنَكَّتْ سَاعَةً فِي الْأَرْضِ
ثُمَّ قَالَ وَإِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ وَمَا يَدْرِيْهُمْ مَا الْجَامِعَةَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ
وَمَا الْجَامِعَةَ قَالَ صَرِحْيَّةً طُولَهَا سَمْعُونَ زِيَادَ عَيْنَدَارِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ
فَإِنَّ عِنْدَنَا الْمُصْعَبَتْ قَاطِمَةً عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يَدْرِيْهُمْ مَا مُصْعَبَتْ فَلِلَّهِمَّ
قَالَ مُصْعَبَتْ مِثْلُ قُرَايْنِكُمْ هَذَا ثَلَاثَ مَرَاتٍ فَإِنَّمَا فِيهِ مِنْ قُرَايْنِكُمْ حَرْفٌ وَلِيْدٌ۔

ابو بصیر اوری نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق پر داخل ہوا پس میں نے عرض کی میں تمہارے قربانے جاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ سکتا ہوں کیا یہاں میری بات کو کوئی اور سبی سے ہا
ہے پس امام صاحب نے اپنے اور گھر کے دریان پر دھانکا اور جھانک کے دیکھا پس فرمایا
لے اب احمد پوچھ جو چلے میں نے عرض کی میں قربانے کیا جاؤں آپ کے شیعہ کتبے میں کہ حضرت
سرور کائنات نے حضرت علیؑ کو ایسا باب سکھایا جس سے ہزار باب کھلتے ہیں آپ نے اسے
تسیلم فرمایا تو میں نے عرض کی خدا کی قسم یہ تعلم ہے پس آپ نے تھوڑی دیر زمین میں گھر جا پیا

ہمارے پاس جامع بھی ہے اور ان کو کس نے بتایا ہے کہ جامع کیا ہے پس میں نے پوچھا قرآن
بماں جامع کیا ہے فرمایا ایک صحیفہ (قرآن) ہے جو حضور کے باختہ ستر بار تھے یعنی فرمایا ہمارے
پاس سیدۃ النساء کا قرآن (صحیح) بھی ہے میں نے پوچھا وہ صحت کیا ہے فرمایا قرآن ہے جو تمہارے
قرآن جلیسے ہیں قرآن اس میں آجائیں اور خدا کی قسم تمہارے قرآن مجید کا ایک ترقیت بھی اس میں نہیں ہے۔
سمجھ دیا یہ ہے شیعوں کا قرآن کٹھول ستر بار تھا عرضِ اونٹ کی ہاتھ کے مقدار اور کھول کے دیکھو تو
قرآن مجید کا ایک نظر بھی نہ لادر راغد زادعذنا اللہ عن مثل ہذا لکتاب تبعیہ پڑھنے پڑے قرآن میں جب
ہماسے قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے تو نہ معلوم وہ جا پانی بولی میں ہو گا، یا سنسکرت میں۔

شیعہ پاکٹ بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات

اصل بحث کو غلط ماذکرنے کے لئے دعواناں قائم کر کے ایک زبردست چالاکی کی ہے۔

عنوان ۱: - تقدیس القرآن از شیعہ اهل ایمان

عنوان ۲: - ستی روایات اور قرآن

عنوان ۱ میں من لا يحضره الفقيه ص ۲۳، بیان البلاغت ص ۱۴۲، مسلم، معرفة الدقائق ص ۲۵، م ۲۵،
ص ۸۹، م ۱۳۸، م ۱۱، م ۲۹، م ۱۱؛ صحیفہ علویہ ص ۱۱۱؛ صحیفہ سجاویرہ ص ۱۳؛ معارف الاصول ص ۱۵،
اصول کافی ص ۵۳ و ص ۱۳، زاد المعاویہ ص ۲۷ سے جو والجات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دیکھئے ہماری کتابوں میں قرآن مجید کا نام کرو موجود ہے اگر تم لوگ
قرآن مجید کے ذکر ہوتے تو یہ ذکر نہ ہوتا حالانکہ یہ ایک زبردست مخالف ہے جس سے جاہلوں اور
ناؤقوں کو تردیلایا جاسکتا ہے، مگر سمجھدار ایسے ملیع جمال میں نہیں بھیں سکتے۔

اظہار حقیقت

بغیر قرآن مجید کی فضیلت کے اور کچھ نہیں ملتا ایکین جو مسئلہ جماں اور شید
کے درمیان متنازع ہے کہ شیعہ متعدد قرآن مجید کو ناقص، مبتدل اور غرفت اور ناقابل قبول ملتے ہیں،

اس کا انکار ان روایات میں نہیں ہے مطلق شان قرآن کا قائل ہونا اور بات ہے موجودہ قرآن کو
مخفوظ اگر ان اتفاقیں والتحریف سمجھتا اور بات ہے۔

(۲) اسی طرح نتمنب اور سائل یا جامع عباسی کے تجھے تواریخات دیئے گئے ہیں وہ احکام
میں قرآن سے متعلق ہیں اور ان میں بھی اصل بحث نہ رہے۔

(۳) اس کے بعد اعبدۃ القرآن، زادو انتقال اور اعتقاد یہ کیں عبارت ہیں بھی اصل بحث پر اڑاہنہ نہیں
ہو سکتیں کیونکہ اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام کا محافظہ ہے جس کی تاویل مولوی فرمان علی
شیعہ قرآن مجید کے حاشیہ پر یوں بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید کا ایک نظر بھی دنیا میں محفوظ رہ جائے
تب بھی انا لہ محققون صادق آسکتا ہے۔

نوث۔ گریا شیعوں کے نزدیک سارے بہاں میں ہر ت ایک ہی نظر ہے جسے اصل قرآن
کہا جاتا ہے اور وہ امام تہمدی کے پاس موجود ہے۔

مُعَاالَةٌ اور اس کا جواب

تقریر معاالۃ مزنا احمد علی (شیعہ) تفسیر سافی مٹا کی یہ روایت پیش کر کے چلک
کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ قال شیخ الطائفہ محدث بن الحسن الطیبی
فِتَبَیِّنْهُ مَآمَأَ الْكَلَامِ فِي زِيَادَتِهِ وَنَقْصَانِهِ فَمَا لَمْ يُلِمْ بِهِ إِلَّا زِيَادَةٌ فِيهِ
فَسَجَمٌ عَلَى بُطْلَانِهِ وَأَتَابِلْنَقْصَانَ مِنْهُ فَانظَاهِرًا يُضَانَتْهُ هُبُّ الْمُلِمِينَ غَلَقَ
وَهُوَ بِالْعَدْلِ عَلِيٌّ مَذْهَبًا يعنی شیخ الطائفہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں کسی بیشی کے
متعلق بات چیز کر نہیں سو دے ہے کیونکہ زیادتی تو بالا جلاع باطل ہے رہا نقصان وہ بھی سلانوں
کے نہ بہبکے نداد ہے اور ہمارے صیغہ مذہب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

(جواب) مزنا احمد علی صاحب، آپ شیخ الطائفہ کا قول نقل کر کے اپنی ذمہ داری سے
عندہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اولاً تو شیخ الطائفہ کا درج علماء شیعہ کے نزدیک ایک مفتہ دکا ہے جو

مذہب شیعہ کی پوری ترجیحی نہیں کر سکتا۔

ثانیاً یہ کہ شیخ الطائف کی جبارت کا ایک ایک لفظ اپنی اپنی بگر پر قابل اعتماد نہیں ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زیادتی تو بالاجماع بالحل ہے حالانکہ یہ صراحتاً مجبوڑ ہے کیونکہ اجتماع طبری ص ۱۲۵ میں وارد ہے **إِنَّمَا أَنْتُ مُصَدِّقًا فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقُلْهُ اللَّهُ يُعِينُ إِنْ سَعَاهُ بِهِ نَزَّلَ قُرْآنَ مِنْ أَنَّسِ بْنِ عَوْنَادِي** یعنی ان سعاهہ نے قرآن میں انس بن عوادی کی شیخ الطائف صاحب نے اس بیان میں آئیہ سے کام لیا ہے جو کہ شیعہ کے نزدیک افضل ترین عبادت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں رہانقصان تروہ بھی مسلمانوں کے نزدیک خلاف مذہب ہے اگر ان کی مراد مسلمانوں سے اہلسنت والجماعت ہیں تو تم ماروشن دل ماشاد، لیکن طائفہ شیعہ کے لئے بہت بھاری تیر ہے اور خدا نے اخواستہ اگر ان کی مراد مسلمانوں سے شید و صاحبان میں تو پھر

مَرِيْضٌ عَقْلٌ وَهَمْتَ بِسِيَادَةِ گَرِيْبَتِ

اور محض تقبیل کا ذمہ میں ان کی خوش فہمی سمجھئیے یادیدہ دلیری یا کیونکہ ان کی کتابوں میں امام حضر صادقؑ کی ذات موجود ہے فرماتے ہیں۔ **قَدْ طَرِحَ مِثْهُ أَنَّى كَرِيْرَةَ**

(ترجمہ) اس قرآن مجید میں سے بہت سی آیتیں نکال دی گئی ہیں۔

رجوا بَتْ حَشِيعُوْنَ نے جب اپنے اصل قرآن کی آیتیں اور ان کی تعداد امام حصوم کی زبان سے بتا دی ہیں تو اس کے مقابلے میں ایسی فلسفت عبارتیں پیش کرنا اپنے جہل کا اقرار کرنے لایے۔

رجوا بَتْ حَشِيعُوْنَ میں ہے کہ ایک زندہ یقین و قتنت نے حضرت علی امرتضیؑ کے سلسلے قرآن بیدار کی پہنچا آیتیں پڑھ کر اعتمادات بیان کئے جس کے بیان میں اپ نے یہ ارشاد فرمایا فَمَّا قَدَّمْتُ وَكُرْدَمِنْ إِسْتَادَ الْمَنَادِ فِيْ مَنْ، اَنَّ قَرْآنَ رَتَبَيْمَهُ اس کی وجہ میں ہے جو میں تجدید سے پہلے بیان کر چکا ہوں جو کہ منافقوں نے قرآن نبی کے بہت کچھ نکال ڈالا ہے۔

بتائیے مزرا صاحب اب بھی شیخ الطائف کا قول اپ کے لئے منور و منیبہت ممکن ہے ۹
و تم صدمے ہمیں دیتے درمیں فریادیوں کئے ہے۔ دکھتے راز سرستہ ندیوں روایا یاں ہوتیں

مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات اس کے بعد مردہ العقول مکا کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں۔

فَمَذَهَبُ الصَّدِيقَ وَابْنِ الْبَوْيَهِ وَجَمَاعَتَهُ إِلَى إِنَّ الْقُرْآنَ لَخُلُوقٌ لَمْ يُتَعَيَّنْ عَمَّا أُنْزِلَ
(توجیہ) پر مذہب سدق و ابن البویہ اور اس کی جماعت کا ہے کہ مرن قرآن نازل ہوا ہے
اس سے نہیں بدلا گیا۔ ۱۲

جواب ۴ صدق و ابن البویہ کا مذہب انفرادی مذہب ہے وہ فتحاً شیعہ کے پوسٹ مذہب
کی ترجیحی میں کر سکتا ہے کہ اقلیت میں ہیں۔ القبول کا عدم -

جواب ۵ اگر سدق و ابن البویہ کا مذہب تسلیم کر لیا جائے تو بتائیے انہوں نے آج
مک قائمین تحریف کی تحریف کی یا تحریف روایات کا ترتیب دار جواب دیا یا تمام شیعوں نے ان کے
مذہب کو قبول کرتے ہوئے اپنے مذہب سے تو بکی فائدہ بھاگان گئے تھے صد قبیل ۶
جواب ۶ حقیقت میں پہلے کی طرح یہ بھی ایک چال ہے جس سے خلق خدا کو دھونا تھا
ہے۔ ورنہ تہب اصول کافی مکا مطبوع نوکشوروں میں ہے۔ عن جابر قال سمعت
آبائِ عمر يقول ما أَدَمْتُ مَاءً مَعْدُونَ اللَّاتِ اتَّهَجَّتْ الْقُرْآنَ كَمَّهُ عَمَّا أُنْزِلَ إِلَّا
كَذَابٌ دَمَاجَمَّهُ وَمَا حَفِظَهُ حَتَّىٰ أَنْزَلَهُ اللَّهُ أَكَلَهُ عَلَيْنِ أَبِي حَالِبٍ دَالْأَبْكَةِ
مِنْ بَعْدَهُ۔ (توجیہ) حضرت جابر بن عبد الله کیا میں نے امام محمد باقر سے منادہ کرتے ہتھے کہ جو شخص
یہہ تھی کہ اس نے سارے قرآن کو جمع کیا جیسا نازل ہوا وہ کذاب ہے تنزیل کے مطابق
بن علی بن ابی طالب کے نزکی نے جمع کیا اور نزکی نے یاد کیا ۱۲ تو چراں کار کرنا کیسا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ موجودہ قرآن جو یہ شیعہ کے نزدیک فیض مکمل اور غیر مرتب ہے اصل قرآن
وہی ہے جو علی المرتضی اور اسلام کے پاس موجود ہے لہذا مرتضی اصحاب کی پیش کردہ عبارت میں مکمل

ہی ناقابل قبول ہیں سہ

لاکھوں چھپا یا راز مجتہت نہ چھپ سکا ۷ انھوں نے روکے یا رست اظہار کر دیا

مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات | انیں الاعلام اور صاحب النوائب مثلاً کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ عقليین شیعہ تحریف و تبدیل قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

(جواب) کی دریہ دلیری ہے کہ حوالہ جات کا ذمیر لگایا اور اصل مطلب کو پھپڑایا مرتضیٰ صاحب کیا آپ کے نزدیک احمد بن ابی طالب طبری، باقر مجتبی صفت حیات القلوب و جلاء العیون، محمد بن یعقوب کلینی صفت اصول کافی اسی طرح علام کاشی اور ائمہ ایں سے خرت جید کے اعلام اعتماد یہ سب کے سب فیصلہ ہیں جبکہ یہ سب کے سب آپ کے نزدیک تحریف و تبدیل تغیر تزاید ناچر قرآن کے قائل ہیں۔ ۵

اُجھا ہے پاؤں یار کا ذکر دراز میں لوآپ اپنے دام میں صیاد آگی
 (جواب) افسوس کہ مرتضیٰ صاحب اپنی پیاری تصنیف (الانفاق فی الاستخلاف) کو بھول گئے اگر آپ اس مغالطہ کے پیش کرنے سے پہلے اسی کتب کا دربارہ مطالعہ فرمائیتے تو آپ کو اسی عاجلانہ غلطی کرنے کی حراثت نہ رہتی، عبارت یہوں ہے۔

سفرت عثمان کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم، میکن تربیت قرآن آن کی نقلت اسلام کو شست از بام کرنے ہے اگر وہ حضرت علیؑ کے جمیع شدہ قرآن کو راجح کرتے تو ان پر کوئی الزام حاید نہ ہوتا گے جل کر کھتے ہیں کہ ہم نوونکے طور پر اس تربیت کی چند غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں ۱۲

ناظرین مرتضیٰ صاحب کی درستی چال کو آپ نے یقیناً بجانپ لیا ہو گا کہ برسر اعلان قرآن جویں ک تحریف و تبدیل کا الکار کرتے ہیں میکن درپر وہ اپنی تصنیفات میں نہ صرف افراد کرتے ہیں بلکہ تربیتی غلطیوں سے آگاہی کی بھی خبر و سدر ہے ہیں۔ ۶

آنکس کر نلاحدہ بد انہ کہ بد انہ در جبل مکب ابدالہ ہب بس انہ
 پھر تربیتی غلطیوں کی آگاہی پر صرف اکٹھا نہیں ہے بلکہ تبریز اور رکا، گلورچ جیسی پلیڈ اور خمیث نہاد کو بھی تنادل فرمائے گئے ہیں۔ بدین الفاظ کا لیکن تربیت، قرآن ان کی نقلت اسلام کو

طلشت از بام کرتی ہے، ان هذہ الْبُعْتَانُ میں مزرا صاحب کوئی نکے کی چورت کرت
ہوں اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے ہاس سیم اور مرتب قرآن ہے تو لا یئے ورنہ خدا کے قرآن
پڑا مرض کے دنیا کے اندر شورہ نیما یعنی لَمْ تَفْعِلُوا فَلَمْ يَقْعُدُوا فَأَقْوَانِ الْأَيْرَقُودَ حَالَتِ السَّاعِدَةَ
(جوابیت) یعنی حضرت علی الرضا کا ارشاد شیعوں کی کتابوں سے پڑ جیئے اور انعماں کیجئے

فَلَوْ عَلِمَ لَمْنَا فَقُوْنَ لَعْنَهُمَا اللَّهُ مِنْ تَرَكَ الْآيَتِ الَّتِي سَيَّئَتْ لَكُفَّارٍ وَلِمَّا أَسْقَعُوا مِنْهُ رِزْقَهُمْ هَامَ
آسْقَعُوا مِنْهُ رِزْقَهُمْ هَامَ اگر من غتوں کو غلطان پر ہفت کرے یعنی یہ جو جامکہ ان آیات کے چھوڑ دینے میں
ان کا نقشان ہے جن کی تاویل میں نے تجویز سے بیان کی تو ضرور وہ آیتوں کو میں نکال ڈالتے ان آیات
کے ساتھ جن کو انہوں نے نکال ڈالا ہے۔ اس بارت سے روزگار و شن کی طرح واضح معلوم ہے
ہے کہ شیعوں کے زردیکہ علی الرضا موجودہ قرآن مجید کے ناقص ہونے کے قابل ہوتے اب ایک
ظرف رضا احمد علی صاحب شیعہ اپنی کتابوں کی یہ روایت سامنے رکھیں اور دوسرا طرف دو اپنے مقتبین
کی بیان میں پھر تباہیں کہ ان کے نزدیک امان کے مقتبین کا قول واجب التسلیم ہے یا امام رضا کا۔ ۵
مجتب شکل میں آیا یہنے والا جیب و دلماں کا ادھر ان کا ادھر ادھر ادھر ان کا ادھر ادھر ا

شیعہ تحریف قرآن کے قابل کیوں ہوئے

حضرت سطور بالایں علی بیبل الافتخار
آپ نے معلوم کریا کہ شیعہ کے سب ائمہ
ان کی روایت کے مطابق تحریف قرآن کے قابل ہتھیا کا تفسیر مافی ۲۲ کی بیان دھوہنہم
قَاتَمَا إِعْتَادَ مَثَأْرَعَنَافِي ذَلِكَ فَاتَّا هَرَمِنْ لَقَعَةِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْمَرَ بْنُ الْكَلِيلِ بْنِ اللَّهِ
کَانَ يَعْتَوْدُ التَّحْرِيفَ وَالْتَّقْسِيمَ لَا يَنْزَعُ دَعَى رَعَالَیَاتٍ فِي هَذِهِ الْمُعْنَى فِي كِتَابِهِ الْحَمِيرَةِ
وَلَمْ يَعْرِفْ رَسُّ بِقَدْرِ جِفْنِهِ مَعَ ذُخْرِهِ فِي أَدَلِ الْعِتَابِ إِنَّ كَانَ يَتَوَسَّعُ بِمَا نَعَاهُ نَبِيُّهُ دَ
وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَسْكَدَهُ عَلَى بَنْ إِبْرَاهِيمَ الْقَعَدِيِّ ذَرَنَ تَفْسِيرَهُ مَتْلُوْنَ فَإِنَّهُ أَيْحَانَسَجَ عَوْنَ
مُنْزَلِهِمَا فِي كِتَابِ الْأَمْمَةِ بِأَجَاجِ - [ترجمہ] [شیر کہتے ہیں ہمارے مشائخ کا احتصار
تحریف و نقشان قرآن سے متعلق واقعی ہے، چنانچہ وقت الاسلام محمد بن یعقوب المکتبی کا بھی اعتقاد ہی

ہے کیونکہ اس نے اصول کافی کے اندر تحریف کی بے شمار روایتیں نقل بھی کی ہیں اور ان کی تردید بھی ہیں کی اور ساتھ ساتھ اول کتاب میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں میں نے معمد علیہ روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح قمی صاحب، ان کی تفسیر تور و طبایت تحریف سے لبریز ہے رہے ہیں اس سب وہ بھی دہی لائیں ہے جو دہی پسے گویا سارا اودے کا آواہی ختم ہے۔

پہنچ تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف

جو لوگ اتنی روایات کے باوجودہ انکار کر دیتے ہیں مجھے ان کی اس دینہ ولیتی اور خط بیانی پر تبیرت سی آئی ہے دوسرے جامیے صرف اسی روایت کوے لیجئے اس روایت میں شیعوں کے دو بڑے مشائخ کا ذکر ہے ایک حضرت کعبین را ب اور دوسرا تبلہ قمی صاحب، اول ٹھاگر ہیں تو ثانی استاذ دو لوگوں ایک ہی حکل کے پاس ہیں اول ایک ہی بلانگ کے پناہے، گویا تحریکی پارٹی کے ایک ہاظم ہیں تو دوسرا پر فرمی گئے سیکڑی۔

تب قمی صاحب کے متعلق فہرست طوی مطبوعہ کتابت ۲۹ میں لکھا ہے عَلَى هُنْ إِنْ لَهِمْ
بِنْ حَامِسِيَّا النَّقْعَنِيِّ أَبُو الْعَرَنِ شَعْلَةٌ فِي الْعَدْمِثِ ثَيْلَتْ مُعَنَّدْ صَعِيْمَةُ الْمَذَهَبِ ۱۰۷۴ قمی صاحب
پہنچتے ہیں مسح الدہب ہیں اور کعبین صاحب کی ولادت امام حسن عسکری کے زمانہ میں ہوئی ہے
اس زمانہ میں اصحاب ائمہ کا زیارت کرنا یقینی امر ہے ویسے ان کے متعلق شیعی حلقوں میں عام
مشہور ہے کہ آپ نے امام صاحب الامر کے سقروں سے بھی ملاقات کی ہے اور ان کی وصالت
اپنی کتاب کا فی بھی دکھلائی ہے لہذا غیرت عفری کے آنحضرت مسکن مکہ جس موثق کتاب میں نہایت شدید
کے ساتھ حسن مسکن کا ذکر کیا گیا ہو وہ یقیناً اس مسکن کی حقانیت اور وصالت پر دلالت کرتا ہے سو
معلوم ہوا اس زمانہ بلکہ بلا اختلاف ائمہ کرام اور ان کے شیعہ صاحبان تحریف و نقصان قرآن کے قائل
نکے اب دیکھا یا ہے کہ یہ لوگ تحریف کے قائل ہوئے کیوں؟ میں کہتا ہوں کہ گر شیعہ تحریف قرق کے
قابل نہ ہوتے تو ان کے مذهب کا ایک حصہ بھی نہ پچتا تو یوں سمجھئے کہ شیعوں کو یقین تھا کہ قرآن کی سالیت
میں ہماری موت ہے لہذا آخرین قرآن کا عقیدہ دنیا میں مشہور کرنے نہ ہوں نے اپنے آپ کو بچایا۔

بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہو گا

بیان و موجوہ:- اولاً یہ کہ شیعہ مسلمانوں کو ایمان کے اصول میں شمار کرتے ہیں بلکہ قرآن مجید میں اس کا ہم و نشان تک نہیں ہے۔
ثانیاً شیعہ بغیر چند افراد کے تمام صفات پر کلام کے دشمن ہیں اور ان کو بے ایمان آصورہ کرتے ہیں بلکہ قرآن مجید میں بہاء بہاء کی آخری فین م موجود ہیں۔
ثالثاً حضرت عثمانؓ کو مطعون بنانا تھا۔

اگر حربت قرآن کے من گھر میں کو شہر رنگ کرتے تو قلعہ ازنج سکتے تھے اب جب ہی ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ صاحب یہ ستر یا اصل قرآن مجید سے ثابت کیجئے تو قرآن کا جواب یہ ہو ہے کہ نہ موجودہ قرآن سالم ہے اور نہ ہملا مذہب اس میں موجود ہے۔

موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات

ایمان اور قرآن میں تک آنے لگتے ہیں تو اپنے بیان اور سواداً علیم حضرات اہلسنت کو ملزم ٹھہرانے کے لئے چند اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض کو تو مرتضیٰ صاحب نے شیعہ پاک بک میں درج کر دیا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان کی ہاتھی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسی بنابرہ فریل میں ہم سب سے پہلے شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات تحریر کریں گے۔

شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات

(۱) استَطَعَابُهُنَّ مَسْعُودُهُنَّ

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود نے پیشہ قرآن سے سورہ فاتحہ کو مٹا دیا تھا اور حضرات امام را غلب (۲) لَعِنَكُمْ أَبْنَ مَسْعُودٍ شَيْئًا مِنْهُنَّ یعنی عبداللہ بن مسعود نے سورہ فاتحہ اور معوذۃ میں سے کچھ بھی نہ لکھا۔

ردِ جوابات مرتضیٰ صاحب نے دو نوں جواب لے اپنی پاک بک میں نقل کر کے سنیوں پر زبردست الدارم لگایا ہے انسوس کمرزا صاحب نے اپنی احمدی علی کیفیت کی تائید میں کوئی

یعنی روایت نقل نہ کی۔ میرزا احمد علی کو معلوم ہوتا چاہیئے کہ سعاد و انگلشیوں کی طرح ہر طرفی یا ابیں روایتوں کا قائل نہیں ہے اور نہ اسی روایتیں پیش کرنے سے المہنت پر جملہ کیا جاسکتا ہے میرزا صاحب تو یا شام اشکن علامہ حارثی کا پس خود رہ کعا کر خواب غرگوش سے بیدار ہو رہے ہیں لیکن حقیقین المہنت نے آپ سے پیشے ان روایتوں کی تحقیق لکھ کر تمام شبہات کا جواب نے دیا ہے کاش کہ میرزا صاحب اپنی آنکھوں سے کامبک شیشے اکار کر ان تحقیقات کا فرز سے مطالعہ فرمائی کی زحمت گواہ اکاریتے اللہمَ فَقِيلَهُ وَ فَيَأْتِهَا أَجْهَانِيَّةً۔

(۱) **اجْمَعَ الْسَّلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْمَعْوَذَةَ تَبَيَّنَ وَالنَّاَتِحَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ مَنْ جَهَدَ مِنْهَا شَيْءًا أَعْنَدَهُ فَمَا يُقْلَلُ هُنَّ إِنْ أَبْنَ مَسْعُودٍ عَيْرَ صَحِيحٍ** (ترجمہ) سب مسلمانوں کا اس مرہب آنفاق (راجح) ہے کہ معوذ تین اوقاف اور قرآن سے ہے جس نے اس بات کا الکاریہ کر کافر ہے اور جو کچھ عبد الشہب بن معوذ سے نقل کیا گیا ہے وہ غیر صحیح ہے۔ اگر اس پر اعتبار دئے تو اور سن لیجئے۔

(۲) علامہ فخر الدین رازی اپنی تابلیغ جب تفسیر کر رہی ہیں تو مطردا ہیں۔ **وَالْأَغْلُبُ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ نَقْلَهُ هَذَا الْمَذْهَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ نَقْلٌ كَذُبٌ بَاطِلٌ** (ترجمہ) اور انلب نہیں ہے کہ اس مذہب کا حضرت عبد الشہب بن معوذ سے نقل کرنا جھوٹ اور باطل ہے۔

علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب محل میں حکم فرمایا ہے۔

رسن هذَا حَدَّى بَثَ عَلَى إِبْنِ مَسْعُودٍ وَمَوْضِيْعُ رَجْلِهِ لِنِسْبَتِ حَضْرَتِ عبد الشہب بن معوذ کی طرف کرنا بالکل جھوٹ اور بتاوٹ ہے۔

(۳) علامہ سجر العلوم فریگی محل شرح مسلم الشہوت میں لکھتے ہیں۔ **فَنِسْبَةُ إِنْكَارِ إِنْكَارِ نَعْيَادِ الْقُرْآنِ إِلَيْهِ عَلَطٌ كَاهِنٌ قَمَّ أَسَدَ أَلْأَكَارِ إِلَى إِبْنِ مَسْعُودٍ فَلَا يُعْبَارُ إِلَيْهِ عِنْدَ مَعَاوِضَةِ الْأَسَادِيَّةِ الْحَمِيمَةِ بِالْجَمَاعِ وَالنَّاتِحَةِ بِالْقَبُولِ عِنْدَ الْعَلَمَاءِ الْكَرَامِ بَلْ وَالْأَكْمَةُ كَائِنَةٌ كَلْمَانَفَظَهُمْ نِسْبَةُ إِلْأَكَارِ إِلَى إِبْنِ مَسْعُودٍ بَاطِلٌ** (ترجمہ) ابن معوذ

کی طرف اس کے قرآن نہ ہو نہ کی نسبت کرنا غرض خلی ہے اور جس راوی نے ابن مسعود کی طرف انکار کو ضمیر کیا ہے اس کی سند فرمائی ہے جبکہ صحیح السندر روایتیں جن پر علماء امت کا اجماع ہے۔ اور سب علماء نے انہیں مقبول فرمایا ہے بخدا ان کو امت محمدیہ کی آئیہ حاصل ہے اس کے مقابلے میں مزوجہ دیں۔ پس ظاہر ہے کہ انکار کی نسبت عبدالشہب بن مسعود کی طرف بالکل بے اصل اور لغو ہے۔

(جواب) جب آپ نے مرا صاحب کی پیش کردہ روایت کی پورائیں معلوم کر لیا ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عظیماً بھی یہ روایت تاقابلی قبول ہے کہ بنو کذا معموقین کے نزول کی روایت جہاں اور صحاپ سے روایت ہے وہاں حضرت عبدالشہب بن مسعود سے بھی روایت ہے فلا اشکال اَخْرَجَ الطَّهِيرَا تِبْيَانِ الْأَصْطَلِسِنِيَّقَيْنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ أَنْزَلْتَ عَلَيَّ آيَاتِ الْمُرْبِّعَنِ مِثْلَهُتَ الْمَعْوَذَنِيَّنِ (ترجمہ) یعنی طبرانی میں سند حسن کے ساتھ عبدالشہب بن مسعود کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے آپ نے فرمایا بیشک میرے اور پراسی آئتیں نازل ہوئی میں کہ ان کی مثل کبھی نازل نہیں ہو سیں اور وہ قُلْ إِنَّمَا أَعْوَذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ إِنَّمَا أَعْوَذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

سوال عبدالشہب بن مسعود ان آیات کے منزل من اہلہ ہونے کے بعد ادائیل فی المحت بونے کے تاکی نہ ہوتے تو ان سے یہ روایت منقول نہ ہوتی۔

(یہاں) حضرت عبدالشہب بن مسعود کی تیشیت صحابہ کرام کے اندلسی ولیٰ نہیں ہے۔

(۱) مَا أَمْرَكُمْ إِنِّي مَسْعُودٌ فَغَدَدْفُ.

(۲) تَعْزِيزَتْ لِلْأَقْرَبِ مَارَضَ لَهَا إِنِّي أَتَمْ عَبْدِهُ سَخَلَتْ لَهَا مَا سَخَلَ لَهَا إِنِّي أَتَمْ عَبْدِهِ.

(۳) تَكَسَّكُرُ بِعَمَدِ إِنِّي أَتَمْ عَبْدِهِ.

(۴) كَوْكُنْتُ أَرْقَى أَعْدَدِ بَغْرِ مَشْوَرَةٍ لَا مَرْتُ إِنِّي أَتَمْ عَبْدِهِ.

(۵) مَا حَدَّ تَكْمِرُ إِنِّي مَسْعُودٌ فَصَدَّ قُوَّةٍ -

(۶) مَا أَقْرَأَكُمْ حَبْدَا اللَّهُ فَاقْتَرَفُوا -

(۷) اِسْتَقْرِئَةُ دَالْقُرْآنِ مِنْ أَرْبَعَةِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ وَمُسْعُودٍ وَمَالِكٍ وَمُعَاوِيَةً وَ
أَبْنِي إِبْرَاهِيمَ وَمَعَاوِيَةِ الْجَبَلِ۔

سریواں شاہ کے ارشادات حضرت عبد الشہب بن مسعود کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

(۸) جو عبد اللہ بن مسعود کو حکم کرے پس وہ لے لو۔

(۹) میں اس پیغز کے لئے واپسی ہوں تو اس پر ابن مسعود راضی ہے اور اس سے نلا خش ہوں جس پر
عبد الشہب بن مسعود ناواقف ہے۔

(۱۰) عبد الشہب بن مسعود کے زمانہ سے بھت پڑو۔

(۱۱) الگرسی کو میں بغیر مشورے کے ایرانیا تو عبد الشہب بن مسعود کو بتایا۔

(۱۲) جو تم کو عبد الشہب بن مسعود بات کر ساں پر تصدیق کیا کرو۔

(۱۳) حکوم کو وہ پڑھائے وہی پڑھو۔

(۱۴) قرآن پڑھنے سے پر بسو۔ ابن مسعود، سالم، ابی شعیب، معاویہ بن جبل نہ سے۔

سو اگر عبد الشہب بن مسعود مرزا صاحب (شیعہ) کے ادعا کے مطابق مسعود تین داخلیں باعث
نہ ہونے کے تأمل ہوتے تو یقین کیجئے کہ صاحب کرام قرآن مجید میں ان کو داخل نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ
آپ اسی ترتیب کے قابل ہے جو عمر قرآن مجید میں آپکی ہے۔

دیوار بک رافسوس کے ساتھ میں مرزا صاحب کو تا طلب ہو کر عرض کرنا پڑتا ہے کہ تو
المشتات کے نزدیک مخصوص نہیں ہیں ان کی ملاقاتوں کو پیش کر کے تو اپنا اوس پیدھا کیا جادہ ہے
اور جوان کے نزدیک امر مخصوصین کی بے شمار روایتیں موجود ہیں ان پر با تردید کہ مسلطے کے ساتھ سے
کام لیا جا سکتے ہیں۔

بادہ حصیاں سے داں تر تر ہے شیخ کا ہے پھر بھی ڈھنگے ہے کاملاً راجح و مالکهم عہد
شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے توابات [اتقان مکانیں ہے عن عالیٰ شیخ] ۱۵
سُنْنَةُ الْأَعْتَادِ تَقْرِئُ ذَمَنَ النَّيْعَ مَلَى لِهِمْ سَائِئَيْ اِيَّهُ فَلَمَّا كَفَ عُثْمَانُ الْمَصْاِحِتَ لَمْ يَقِنْدِ
مِنْهَا إِلَّا مَا هُوَ الْأَنَّ۔

یعنی سرہ احوال حضرت کے زمانہ میں دو سوائیں قابیں جب بریخان نے معاہدہ تیار کئے پس نے قادر بخدا اس کے متعین کرنے پر بنتا اب ہے۔

(جواب) سبجد لارسان کو تو ذرہ بھر بھی اشکال نہیں پڑتا کیونکہ فخر سے پہلے آیات سو فتحاً کا تعلواد گو سوتھی نہیں کے بعد چونکہ فخر خواہ آیات کا محفوظ نظر کرنا امرتِ محمدی کے ذمہ نہ رکھا اس سے اتنے ہی آیات کے جمیع کرنے پر حضرت خمان قادر بخدا کے بستا کفر قرآن مجید میں فرمدی تھیں نہیں بات محل اصرار ہے اور رب بآعذش شبرا اصرار اپنے توبہ ہو تو اب جبکہ معتبر من صاحب فخر خواہ اتنیں ثابت کرتے چھڑاں کے بعد یہ ثابت کرتے کہ دیکھئے ان کو عثمانی نے داخل مصحت نہ فرمایا آخر بات کرنے کا بھی سلیقہ چاہیے۔

(جواب) اگر اس روایت کے چشم نظر رزا سبب ہم پر بستا چاہتے ہیں تو انہیں ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت علیؓ کے نہ ماذن اتفاقات میں سرہ احوال بدل کئی تھیں پھر میں بیان کیں۔

(جواب) اس قسم کی روایتیں اگر قرآن مجید کے هر سچے منہج کی تھیں تو قابل جمعت نہیں رہتیں بلکہ صفات طور پر قرآن مجید میں دار ہے اَتَأْتَعْنَى نَزَكَ الْقَدْرِ فَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ و ترجیح) پہلے شک ہم نے قرآن مجید کو اکابر اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(جواب) جو لوگ معاہدہ کام کی نہیں اور یقینی امور میں ان کی استیاط سے واقع ہیں تو باتیں ہیں کہ نہیں باتیں کی دلچسپی بالخصوص قرآن مجید کے لئے اور متعین کرنے میں ان کا لا اگریں کیا جائے۔

بِحَاجَةِ الْعِلْمِ بِفُوئِيْرِ الْمُنْتَرِ مِنْ فِرْجِ بَلَدِهِ كَثِيرٌ فِرْطَاتَهُ ۝ إِنَّ الْعَصَابَةَ أَجْمَعُوا إِنَّ اللَّهَ فَعَنِي
الْقُرْآنَ الْغَوْيِيْ أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ رَسْكَلَهُ مِنْ غَيْرِ آنَ الرِّدْفَادِ فَقَصُولُهُمْ مُؤْمِنُهُمْ تَلْكِيَّهُمْ كَمَا سَعَوْهُمْ مِنْ
رَسْوَلِ الْهَوْصَلِيِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَيْرَانَ فَلَمَّا وَسَمِعَهُمْ أَفَأَخْرَقَهُمْ فَرَسْعَانَهُمْ تَرْتِيَّهُمْ حَرَقَهُمْ
(ترجیح) سماہ کلام نے دفتین کے درمیان قرآن مجید کو اسی طرح رکھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول پر نازل کیا ان انہوں نے اس سے کچھ بڑا علیاً اور ذکر کیا اپنے انہوں نے اس قرآن کو کھا بس طرح حضرت سے نہاد مقدم کیا تھا جوڑا اور ناؤں سے ایسی تربیت دی کہ حضرت سے وہ تربیت نہ تھی ہو۔

اب اس کی تائید میں شیعی روایت بھی سن لیجئے

واضح رہے کہ نزیل کامثال شریف مرتضی کی علمی حقیقیت لا جان ہے جیسے ہم فیر صاف سے فکر سے ہے میں اگر شیعی ارض کریں گے تو پہنچیں گے اور اتر کریں گے تو بھی پہنچیں گے۔

إِنَّ الْقُرْآنَ كَانَ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ مَجْمُوعًا عَلَىٰ مَا هُوَ عَلَيْهِ الَّذِنَ فَاسْتَدَلَّ عَلَىٰ ذَلِيلٍ يَأْنَ الْقُرْآنَ كَانَ مُدَرَّسٌ وَيُعْنَفَظُ جَمِيعًا فِي ذَلِيلِ الزَّمَانِ حَتَّىٰ عَيْنَ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي يَسْتَطُو مَلَهُ وَإِنَّهُ كَانَ يُعَدَّ مُنْ عَلَىٰ التَّبَغِيِّ وَيُؤْتَى عَلَيْهِ وَإِنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبْيَانِ بْنِ كَعْبٍ وَغَيْرَهَا خَلَقُوا الْقُرْآنَ عَلَىٰ التَّبَغِيِّ كَعِدَّةَ خَتَّاَتِ وَكُلُّ ذَلِيلٍ يَدْلِلُ يَادَنِي تَأْمِلُ عَلَىٰ (نَهَىٰ كَانَ فَجُوَعاً مُرَبَّأً عَلَيْهِ مَبْعُورٍ وَلَا مَبْشُورٍ) رَتْبَيْهِ تَحْقِيقُ قرآن مجید حضرت رسول کریمؐ کے زمانہ میں اسی طرح جمع شدہ موجود تھا جس طرح آج اور اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اسی طرح قرآن پڑھا جاتا تھا اور پورا قرآن یاد کیا جاتا تھا کہ ایک جماعت صحابہ کرامؐ کی میں کی گئی اس کے یاد کرنے میں اور انسپریٹ پر پیش کیا جاتا تھا اور پڑھایا جاتا تھا اور صحابہ کرامؐ کی ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن مسعود ابی بن کعب وغیرہ نے حضرتؐ کے سامنے کہی ختم کئے اور سب کو پھتوڑے سے ٹکرے معلوم ہو سکتے ہے کہ یہ مجموع مرتب تھا لٹکے ٹکرے اور اتفاق نہ تھا۔

ان ہر دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن مجید یہ صورتِ خشنو ناقنِ المقص بے غیر مدلل غیر مرفق تھے۔

شیعوں کی تیسرا عسراض اور اس کے جوابات توہین سے پاس ایوالدہ ادا کیا اس نے کہا تو نہیں سوچ کو آئتِ دالیلِ إِذَا يَغْشَى کیسے پڑھتے تاکہ بلوں پڑھتے تا فَأَهْلِ إِذَا يَغْشَى وَالذَّكَرُ عَالَمُنْتَهِي إِلَيْهِ الْمَدْهُ

نے کہا میں نے حضرت رسول کریمؐ کیلئے و آہ و سلم کو ایسے ہی پڑھتے تھا کہ اور یہ چاہتے ہیں کہ میں دالیلِ إِذَا يَغْشَى وَمَا عَلَقَ اللَّذِي رَوَ الْمُغْشَى پڑھوں نہ لکی تھیں ان کی پیروی نہ کروں مگر سو معلوم ہوا کہ سنیوں کی کتابوں میں بھی تحریکت قرآن کا ذکر ہے۔

(جواب) خدا بملے مزا الحعمل صاحب نے اس روایت کو کون آنکھوں سے دیکھا نہ اس میں تحریف کا ذکر ہے اور نہ تراوید و تناقض کا بلکہ اس میں علقر کا کال اپاراع ثابت ہوا ہے جو لئے نزدیک شیر قرأت قابل اعتراف ہے نہ وہ ان یا اور بات ہے کہ موجودہ قرأت راجح ہے اور وہ مرجوح۔

(جواب) قرآن مجید کے روایات میں سے جہاں عبداللہ بن مسعود سے موجودہ قرآن کو راویوں نے نقل کیا ہے وہاں حضرت علقر نے بھی نقل کیا ہے اور طرفہ یہ کہ موجودہ قرأت کی روایت حضرت علقر سے بھی موجود ہے ناتعل الا شکال بجمیم طرفہ

(جواب) اُر قرأت نے فالنکر والانہی کو قرأت شازم سے شد کیا ہے لہذا قرأت شاذہ متواتر قرأت کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

شیعوں کا چوتھا اعتراف اور اس کے جوابات | در نشور ص ۲۷۸ | ۱۹۸۰ میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کے زمانہ میں یا آیت‌الرسول بَلْ يَعْلَمُ مَا أَنْذِلَ إِلَيْكَ مِنْ تَهْكِيفٍ أَنَّ عَلَيْكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَرَسِتَهُ -

(جواب) صرف کے نقل و داش پر قربان جائیے کہ کیسے کیسے استدلالات پیش کر رہے ہیں۔ اچھا فرمائیے۔

(۱) حضرت علی الرضیؑ کے ایمان میں کس کوشک تعالیٰ جس کی تردید میں یا آیت نازل ہوئی۔

(۲) کی مدد تبیین مَا أَنْذِلَ صرف ایمان علیؑ کے مدد میں ہندہ ہے۔

رسن کی بعثت نبوی عرض اس لئے ہوئی کہ حضرت علیؑ کو ایمان بتکادیا جائے۔ افسوس کا اعتراف سے پہلے صرف صاحب پہنچ اس کو دوبارہ مطالعہ فرمائی کی زحمت گوارانی۔

(جواب) یہ روایت ابن مردیہ نسبی نقل کی ہے جو منہ کے لاثاٹ سے بالکل ردی ہے۔

(جواب) کس نے کہا ہے کہ جبلہ جزو قرآن سمجھ کر پڑھتے تھے ہو سکتے ہے کہ بیان تغیر کے لاثاٹ سے ملا دیتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

رجواب) عبداللہ بن مسعود سے اس روایت کو زرنے اور زر سے مامن نے اور فاسد سے

ابو بکر بن عیاش نے نقل کیا ہے اس استاد اور روایت میں چند فلسفیات ہیں۔

اقلوٰہ کرو میں ابو بکر بن عیاش کی نہ نقل کرتے ہیں، انہوں نے بدایت خود ابو بکر بن عیاش کا نہ نہیں لیا۔

ثانیاً کہ ابو بکر بن عیاش نہیں کے نزدیک اتنا قابلِ محنت نہیں ہے۔ میرزاں الاعتدال میں ہے کہ

(۱) ابو بکر بن عیاش حدیث میں انلاط کرتا تھا۔

(۲) محمد بن عبد الله بن نے اس کو ضعیت کہا ہے۔

(۳) سعید بن سعید اس پر اعتبار نہ کرتے تھے بلکہ جب ان کے سامنے ابن عیاش کا ذکر آیا تو ہمیں یہ بتائے۔

(۴) امام حنفہ فرماتے تھے کہ ابو بکر بن عیاش کثر اللطف ہے۔

(۵) عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش بیان حدیث میں عجلت کرتا تھا۔

ثالثاً یہ کہ عاصم کے متعلق بھی حقیق پابیئے کہ اس روایت میں عاصم سے مراکون عاصم ہے

بعض عاصم کتاب بھی ہیں۔

ابن علیٰ اور کعبی الطحان نے میرزاں الاعتدال میں کہا ہے کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں سب
کا ماظن خراب ہے۔ نانعل الا شکال بجمع طرفہ

شیعوں کا پانچواں اکثر اس (مندرجہ پاکٹ بک شمع ص۶) کیا ان ہذان حلقات میں

و اصحابیوں کے متعلق تو اپنے فرمایا ہذا عمل اکتب احتفظ فی الکتابت۔

(جواب) سب سے پہلے چیز وہ روایت کے الفاظ کو دیکھ لیجئے اس میں عربیت
موجود ہے تھی کہ میں یہ کہ رفت عاشر صدیقہ سے اس بات کی حکایت لگتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس
روایت میں حکایت کرنے والے کا نام نہیں ہے اب جس روایت کا راوی بھی لاپتہ ہواں قسم کی دعا
پیش کر کے خلق تھا اکو دھوکہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(جواب) اچھا تھوڑی دری کے لئے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ روایت سالم عن الراہب ہے اور
قابلِ محنت ہے بھروسی شیعوں کا استدلال غیر تام ہے اس لئے کہ تغليط تنقیط القرآن کے قبیلے سے

نہیں ہے بلکہ قواعد سان عرب کے قبیلے سے ہے جس بدتجہ و محبہ اور عزیت کے علاوہ نے
لے صحیح تسلیم کیا ہے تو بھی عن عائشہ والی روایت خود بخوبی شاذ اور ضعیفہ نہ ہے گی۔
(جواب) علی تقدیرِ التسلیم یہ مانش صدیقہ کی انفرادی رائے ہے جسے جہود کے اجماع کے مقابلے
میں کوئی وقعت نہیں ہے۔

(جواب) ترکیس لحاظ سے بھی یہ وجہ تکالیف اخراج نہیں ہے کیونکہ
(ف) علام فخر الدین لازی نے اپنی تفسیر کیہیں یہ بخود یا ہے کہ اشنيہ کی نسبات کے ساتھی
اُنکی ہے جس سے اُن ہڈاں لِسَلَحَرَانِ سے متعلق شبہ دور ہو گیا۔
(ب) رہا و المقادین کے متعلق سواں کے متعلق اتنا عرض ہے کہ اخراج کا داعیہ یوں پیش کیا گی متعاقب
والقیمین کو ہل نفع میں تصور کیا ہے حالانکہ بتا بر صبح منصوب ہے کما حقفہ العلام مفتخر
رج) اسی طرح والصائبون کے متعلق بھی معرض کو خدا شریعہ ہے لیکن کام کے خیال میں اہل انصاب
میں ہے حالانکہ یہ بتا ہے لوگوں کی خیر مدد و نفع ہے جیسا کہ صاحبِ کتاب نے تحقیق کی ہے۔
والصائبون رفع علی الافتداء و خیر مدد و نفع ای والصائبون کذالک اور اسکے
شوادر میں ایک شعر بھی پیش کیا ہے۔

وَ إِلَّا فَأَغْلَمُهُمَا مَا لَوْا كُنْتُمْ : بَعَاهَ مَا يَعْسَى فِي شِقَاقٍ

جب معاحت لکھے گئے تو عثمان پڑھیں کہے گئے تو
شیعوں کا چھٹا اعتراض اس نے غلطی کے حروف پائے تو کہا:-

لَا تَغْيِرُ وَحَا فَلَّا أَعْرَبَ سُتْغِيرُهَا وَسُتْغِيرُهَا بِالْمُنْتَهَا لِيُنَى ان کو ز بدلو، ان کو
عرب بدلو گے یا اپنی زبان سے عرب دے دیں گے۔

جواب:- خدا تعالیٰ ہر کس کو افتراء و بہتان کذب و جبل سے محفوظاً کئے خلاف ہی اگر
لتصان ہو ہے تو خلل بیانی بھی کچھ اس سکتمیں ہجیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض امثال اور جمادات ملقط
کے عین مطابق ہیں اور بعض مختلف ہیں۔ جو مختلف ہیں وہ اس قسم کے ہیں ۔

لاد بحثہ لا اوضعا من بنای المرسلین پہلے اور دوسرے جملے میں لام الفنک ساختہ ہے۔ حالانکہ تلاوت میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے اور تیسرے جملے میں بنائے بلکے ساتھ الف کی زیادتی ہے حالانکہ یہ الف پڑھنے میں گرجاتا ہے جب ایر عثمان ش نے ایسے فظولوں کو قرآن مجید میں دیکھا تو فرمایا ان کو اسی صورت ختمی پر رہنے دو۔ بالکل نہ یہ لو عرب ان کو اپنی تلاوت میں پڑھنے گے بیسے وہ مطلب ہے تو زمر و رُز کر ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

ذریسی بات تھی انسان کر دیا

اس کے بعد اس سلسلے میں شیعوں کی طرف سے جتنے اعترافات کئے جاتے ہیں وہ اختلاف قراءت یا نسخ پر غمول ہیں یا روایتیں وہ موضوع ہیں۔

ابتر پاک شیعوں کی طرف سے ان عجز کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ لا یقیناً لَمَعْذَلَةٌ اَحَدُكُمْ تَدْعُ
اَحَدُتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ مَا يَدْرِي مَا كُلَّهُ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ تُدَانُ كَثِيرٌ وَكُلُّنِ يَقُولُ
قَدْ اَخَذَتُ مَا اَظْهَرَ مِنْهُ (ترجمہ) کوئی یوں نہ کہے کہ میں نے قرآن سارے کا سالا یا کیونکلے سے
پتہ نہیں کہ سارا قرآن کتنا ہے تحقیق بہت حصہ قرآن کا چالاگی ویکن یوں کہیے تحقیق میں نے وہ قرآن یا
جو اس سے ظاہر ہے۔

سو تحقیقت میں یہ بھی گذشتہ مذاطلوں کی طرح ایک مخالف ہے کیونکہ المبتدت کے مذک کے مطالبیں
جو اسیں غرض اختلافات ہیں وہ بھی قرآن میں اور جزو وجود ہیں وہ بھی قرآن میں اس مذکاہ میں عجز کا قول ہمارے
تلخیفات نہیں ہے اور بالخصوص اس روایت میں تحریف و تبدیل کا ذکر ہے اور نہ تغیر و تغییر کا۔

تَعْمَلُهُ بِحُثٍ

ا۔ مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کا اس قرآن مجید پر زایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ
شیعہ کے حجیدہ میں بغیر حد نقوص صحت بر کرامہ کے سب کے سب مردمیں چنانچہ بجال کشی مٹی میں
ہے اور نہ انسان میں الا فلکہ یعنی سب لوگوں میں ہو گئے حقے مگر تین حضرات اور وہ حضرت علی الرضا کے

تین ساتھی حضرت سلطان شاہ ابو قریب مجدد مرادی لیتھے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اگر شیعوں کے غلط اندازی ہے کے مطابق وہ شیعہ بھتے تو ان پر تقدیر فرض تعالاً ایمانِ مَنْ لَا تَقِيَّةَ عَنْ تَرْجِعٍ جو تقدیر کرے وہ بے ایمان ہے یہ لوگ تو تقدیر میں معروف ہو گئے اور جو باتی رہے وہ ان کے نزدیک بے ایمان بتائیے قرآن کیسے معتبر ہا۔

(۱) شیعوں کے نزدیک اصل قرآن کی مقدار استغریب ہے اصول کافی ۱۲۰۰ اور موجودہ قرآن اتعاضیں سے لہذا ان کا جس پڑایاں ہے وہ نہیں اور جو موجود ہے وہ استغریب نہیں تو چارس پڑایاں کیسا رہا۔

(۲) اصول کافی ۱۲۰۰ میں ہے کہ مَصْحَّحٌ نَّبِيٌّ وَمِثْلُ قُرْآنِكُمْ هَذَا ثَلَاثُ مَرَّتٍ کا حضرت فاطمہ علیہ السلام والا قرآن مجید اس سے سرگنا ہے اب جو موجود ہے وہ ہے تیس پاروں کا اور جو شیعہ کا قرآن ہے وہ بے نتیجے پاروں کا وینہ مالوں بعید لہذا اس قرآن پڑایاں کا ایمان رہا۔

(۳) اصول کافی ۱۲۰۰ مَأْفِيٰ وَمَنْ قُرْآنِكُمْ هَذَا أَعْرَفُ دَأْمَدْ عَيْنِ تَهْدِيَے قرآن میں سے اس قرآن کا ایک ارت نہیں ہے۔ بتائیے جس قرآن پر شیعہ کا ایمان ہے وہ بے غیر عزیز الحروف اور ہمارا جس پڑایاں ہے وہ عزیز الحروف ہے اب نتیجہ ظاہر ہے۔

(۴) شیعہ کی معتبر تابوں فصل الخطاب ۱۲۰۰ میں لکھا ہے کہ تحریک و تہییل قرآن کی روایتیں ڈھنڈ سے نریا رہے ہیں۔ جب قرآن مجید کا حرف و مبدل ہوتا ان کے نہ بہ میں داخل ہے تو ایمان والا قرآن کب پر

(۵) شیعہ کہتے ہیں کہ وفات سرور کائنات کے بعد حضرت علیؑ نے قرآن مجید کو اصل طریقہ پر جمع کر کے پہلی کے سامنے پہنچ کیا لیکن لوگوں نے نہ ماہا آپؑ غستے میں آگز فرمانے لگے الگ اسے تم مٹکو زیریں کر تو قیامت تک اسے دو کھو گے لہذا جو اصل قرآن تعالیٰ و بقول اہل تشیع غالب ہو گیا اور جو موجود ہے وہ اصل نہیں فرمائیے موجودہ قرآن پر اعتبار کب ہے۔

(۶) شیعہ کے نزدیک اصل قرآن میں الکرام اور شیعیاں مل کے اسما موجود ہیں اور موجودہ قرآن ان سے غال ہے فرمائیے سالم اور مکمل کب کہا جاسکتا ہے جب سالم نہ رہا تو معتبر نہ رہا۔

نون۔ (۷) مخصوصیت قرآن مجید پر دلائل کے لئے ہمارے رسول وال افراد (ان فی حالات القرآن) کا مطالعہ کریں۔

(۱) جن کے پاس شیعی کتابیں مثلاً اصول کافی، اجتماع، مفہوم وہیں تو وہ قرآن ترجیم مقبول احمد شیر کے
سائیپر دیکھیں صفات آسمانی کے لئے درج ہیں۔ حاشیہ مقبول ترجیم ص ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳،
۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹۔

یہ ترجیم قرآن بعید ان کے ہاں زرد ست مقبول بجا لگی کو شیعی کتب نماز سے میرزا ہو سکے تو
برادرست ہمارے مکتبہ اہلسنت جیب تجداد خانہ زرگشتمگر مدنی سے مخلوکے قیمت عالمی میں موصیٰ

بھروسہ و مامہت

شیعوں کے نزدیک بتوت کے اس بحث میں شیعہ مٹی ہیں اور اہلسنت معرفت
بتوت امامت کا درج ہے اور امام ان کے نزدیک بارہ ہیں اس لئے وہاپنے کشا شا عذری کہتے ہیں اور
اپنے مدھب کو مذکوب اثنا عشریہ ذریں میں بارہ ائمہ کرامؑ کا علی بیبل ارتیبہ کر کیا جاتا ہے۔ بعدہ
دلال کی طرف تو جو کی جائے گی۔

اسعاء، گرامیہ حضرات آئمہ کرام

- (۱) اسد الشافعی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
- (۳) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امام محمد باقرؑ
- (۵) حضرت امام جعفر صادقؑ (۶) حضرت امام روی الفائزؑ (۷) حضرت امام علی قمادؑ (۸) حضرت امام جعفرؑ (۹) حضرت امام علی نقیؑ
- (۱۰) حضرت امام جعفرؑ (۱۱) حضرت امام جبیرؑ (۱۲) حضرت امام جبیرؑ۔ (تاریخ الائمه ص ۲)

شیعوں کے نزدیک ایمیٹ امامت

نفس ایمیٹ افضلیت

امامت سے مراد ہیں دنیا میں نیادت پر غیر سے ایمamt کا محتدا ہی مشوا ہوتا۔

۱:- نعم۔ نہ خدا و رسول سے صاف حکماں کی امامت کی بارہت صادر ہوا ہو۔

۲:- عصمت ہے۔ باوجود قدرتِ عالیٰ الحیثت کے غبہت مھیت اس میں خوبی ہے۔

۳:- افضلیت ہے۔ کل امت میں صفاتِ حمیدہ اخلاقی رشیدہ کی حیثیت سے افضل ہو۔

امامت ابراہیم علیہ السلام (شیعی دعویٰ متعلقہ نصرتِ امامت)

استدلال

دلیل ۱:- وَإِذَا يُكَلِّمُهُمْ رَبِيعَةً يُكَلِّمَاتٍ فَأَتَمَّمَتْ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمَنْ ذُرِّيْقُ قَالَ لَا يَنْأَى عَهْدُ النَّاكِلِينَ ۝

ترجمہ: جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو رب العالمین نے چند کلمات سے اُزما یا اپنیں اس نے
ان کو پورا کر دکھایا۔ ائمۃ تعالیٰ نے فرمایا ہیں تجھے لوگوں کا امام بننے والا ہوں یعنی کہ یہ رسم علیہ السلام
نے اور میری اولاد سے یہ فرمایا رب العالمین نے میلو دعہ کمالیں کو نہیں بیٹھے گا۔

طریق استدلال:- دیکھئے اتنا نقش فرقیں حضرت ابراہیم علیہ السلام امام تھا وہ حصوص بھی ان کی
امامت کا ذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ معلوم ہو اکامات کا منصوص ہوتا فروضی ہے۔

دلیل ۲:- پرونوندان شکن اعتراضات

جواب ۱:- کہاں یہ ارشادی امامت اور کہاں تنازع فی امامت، دعویٰ امامت
معاذ نبوت کا اور شیوتوں نامہ میں نبوت کا۔

اور اگر بالفرض وہی امامت مفروضہ اہل تشیع مرادی جائے تو پھر فرمائیے۔

(۱) یہاں امامت سے مراد امامت غیر نبوت ہے یا میں نبوت اگر فرنبوت ہے تو ثابت کیجئے کہ امامت

کی تو تعریفِ شیعوں کے نوکری نہ تدبیر ہے وہ یہاں مارکی آتی ہے یا ان اگر صارق آتی ہے تو کیسے وہ دعویٰ باطل۔

(۲) کہ مروکاٹات صلی اللہ علیہ وسلم میں وصف امامت سے متعصب ہتھے یا ان اگر تھے تو دلیل اور اگر تھیں
تھے تو ان کے مابین فوکس کس کو رہی؟

(۳) امامت و نبوت میں کون سی نسبت ہے تساوی کی یا تباہی کی؟ بہر حال ہر حیثیت سے دعویٰ کس کا ثابت ہوتا ہے غور کیجئے۔

(۴) امامت من حیثیت الامامت وہی ہے یا کسی اگر بھی ہے تو بارہ اگر میں حصر کیوں؟

(۵) اگر وہ بھی ہے تو ایتند کور سے استدلال کیسا جبکہ باں کامیابی امتحان پر برداشتہ علامت کیا ہمارا ہے۔

(۶) یہیت انبیاء ہے یا اشادہ اگر انبیاء ہے تو استدلال کیسا اور اگر انشادہ ہے یا اخبار علی سہیل انشادہ ہے تو دلیل؟

(۷) کیا دو افراد اُسکی امامت اور ابادی ایامت میں فرق ہے ٹھیک ہے، اگر عنیت ہے یا ساوائے اپنے (شیعوں) کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادی ہے اس لئے نص مردی پریش کیجئے وعلی العکس دلیل اپنے اطل

(۸) جب یہاں امامت سے مراد امامت نیابت یعنی ابی قبیلہ مستیلات سے ہے تو یہاں امامت سے مطلقاً پیشوائی یا حکومت دینی کیوں نہ مراولی جائے۔

(۹) اگر یہ آیت آپ کے دعویٰ کے لئے ثابت ہے تو علی سہیل التحریر وہ آیت تلاوت فرمائیے جس میں حضرت علی الرعنی کی امامت کا ذکر کیا گیا ہو۔

منصوصیت امامت پر دوسری شیعی دلیل

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً رَتَّبْهُمْ جَبَرٌ
تَبَرُّصٌ نَفَرُوا مِنْ زَمِينِنِي فَلَمَّا نَبَّأْنَاهُمْ بِنَارٍ هُوَ الْأَمَامُ

(طریق استدلال) دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ بھی ہیں اور انکی خلافت منصوص بھی ہے معلوم ہو اکامامت اور خلافت کا تقریباً انسانوں کے اختیار ہے سچی نظر آگاثت بدنداں کے اسے کیا کہیے جواب ہے۔ یہاں بھی اسی خلط فہمی کا مظاہر ہو کیا گیا ہے جو پہلے حقیقتی کر دتوڑے خلافت نیابت نبوت کا اور دلیل خلیفۃ النبی اللارق سے۔ حق وہی رفتار ہے جو صحنی جو پہلے حق وہ اب بھی ہے!

فرمائیے مولیٰ صاحب!

(۱۰) خلافت علی الرعنی اور خلافت آدم علیہ السلام میں کون سی نسبت ہے۔

- (۱) کیا اس آیت مقدسہ میں یہ بھی ہے کہ خلافت کے لمحات کا تعین صرف خدا تعالیٰ اور کسی کو نہیں۔
- (۲) إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ حَالَكُوْنَاتَ مِنْ كُلِّ أَنْوَارٍ تَكُونُ شَاهِيْنَ كَانَ قَرْبَنِيْعِ مَرْسَعِ خَدَا عَالَيْهِ كَيْا ہے۔ کیا شیعہ مذہب میں باادشاہ بھی نصوص من اللہ ہوتا ہے ما ہو جد اپکم فہوجہا اپنا
- (۳) فرمائیے اس آیت میں خلافت سے مراد خلافت الہی کیوں نہیں جائے جو آیت کا حقیقی مفہوم ہے۔ یعنی رسالت اولادزے کی بات یہ کہ اللہ یعلم جب تک یہ جعل رسالہ ہمیں ہو جائے ورنہ دوسرے مختلف مذاہد میں کیجئے۔
- (۴) جَاءَ عَلَى أَنَّمَا فَاعِلَ بِنَارِ حِيلٍ اس کی صدقہ ہے فرمائیے کہ حیل قبل از تخلیق آدم ہے یا بعد از تخلیق آدم؟
- گریداً تخلیق ہے تو نہیں پھر کیجئے اور اگر قبل از تخلیق حیل کو فاعل کا معنی فاقع کرنے سے کوئی پھر زان ہے جبکہ
- (۵) إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ
- (۶) إِذْ قَالَتْنَى لِيْقَةٌ مَلَائِكَةٌ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ وَجَوَدٍ ہے فاستدلال الروالض غیرتام

لعل امامت سے متعلق المشت کے چند اعتراضات

- (۱) اگر مطلق امامت نصوص من اللہ ہوئی جس طرح شیعہ کہتے ہیں تو اگر کلام کے سامنے گلائی کو قرآن میں ذکر کیوں نہ کیا گی؟
- (۲) کیا قرآن مجید میں امامت کی طرح اور سائل بھی اصول مطہرہ مذکور ہیں یا نہ ہیں؟ اگر نہیں تو کیا دین کے سب سائل فردی ہیں ماخذ الاکذب و افتخار۔
- (۳) اور اگر مذکور ہیں تو ان کے پیشانے کی دلیل شیعہ تکمیل کیوں نہ کئی جتنا کامندا امامت کی۔
- (۴) جب امام نصوص من اللہ ہوتا ہے تو اختلاف میں کوئی ماسن ہے۔
- (۵) جسے تقدیر الہی میں فتنی رکھنا بہتر کیا گیا ہو اس میں اختلاف کرنے والوں کو محروم کرنا کہاں کا انسات ہے۔

بُحْرَةٌ عَصْمَتْ أَمْمَهُ كَرَامُ

أَيْتَ لِطَهِيرٍ كَتَبْتَ | اَعْلَمُكُنْدِلَةً مُلْدُهَبَ عَلَمُ الْتِبْيَنِ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهَّرَ كَمْ تَطْهِيرٌ
أَيْتَ لِطَهِيرٍ كَتَبْتَ | (ترجمہ) جزاں بیت۔ مذاقانے ادا کرتا ہے کہ تم سے بے بیت
 پاک کر دکروے اور پاک بنا دے تم کو پاک کرنا۔

طریق استدلال ۔ اس آیت میں خطاب حضرت رسول کریم علیہ السلام کے بیت سے ہے اور اپنیت سے مراد حضرت علی الرضاؑ حضرت سید القشیرؑ، حضرت امام زین العابدینؑ حضرت امام رضاؑ ہیں و معلوم ہوا کہ جب ان سے ترسیں (نما پاکی) دوڑ کی گئی تو یقیناً یہ مخصوص ہوتے اور مخصوص ہی امام بن سلمانؑ سے ممکن ہے بلکہ پادر کے پیچے جھلا کر آنحضرتؐ نے حملک اللہم ھو لا ا اهل بیتی فاطمہ و حمد
 جواب اپنیت سے صرف مذکورہ بالاحضرات مرادیتا ہے اور طاویل تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ فقط اپنیت کا اخلاقی فارسی میں "اہل خاد" اور مددوں میں "گھروالوں" پر کیا جاتا ہے اور گھروالے یقیناً ازواج طہرات ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ طبلہ نویل روایات سے پڑھتا ہے۔

(۱) همسناء النبیت صلی اللہ علیہ وسلم لانهن فی بیتِ موهورہ آیت مسید جہنم
 عن ابن عباس و هو قول عکرمه و مقاتل (ترجمہ) اہل بیت سے مراد حضرتؐ کی ہیروان ہیں کیونکہ وہی آپ کے گھر میں بخش اور یہ روایت ابن عباس سعید بن جبیر نے لکھ کر اور متعال کا قول بھی ہی ہے، ۱۲ تفسیر خازن مصری ص ۲۲۳ ج ۵

(۲) أَرَادَ أَهْلَ الْبَيْتِ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ترجمہ) اہل بیت سے مراد از وارج رسول مقبول ہیں۔ ۱۲ تفسیر معلم الشریف ص ۲۲۳ ج ۵
 (۳) طَلَقَاهُرَاتُ الْمُرَادِ بِهِ بَيْتُ الْكَلْمَنَ وَالْغُثْبُ لَا يَبْيَتُ الْقَرَابَةُ وَالشِّرْكُ (تفسیر لسان الدین)

(ترجمہ) اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد مٹی اور کلائیوں والا گھر ہے قرابت اور شب و الانہیں ہے۔

(۳) فَالْمُرَادُ بِأَهْلِهِ نَأْوِي كَمَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُطَهَّرَاتُ بِالْقَرَائِبِ الدَّالَّةِ عَلَى ذَا إِيمَانِ الْآيَاتِ التَّالِقَةِ وَالْأَحَقَّةِ (ترجمہ) پس مراد اہلیت سے آئیں کو

مستورات ہیں جیکیونکہ سابقہ آئیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ درود الحنفی ص ۲۲ ج ۲۲
 (۴) عَنْ أَبِي عَبَّاسِ سَنَدٍ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنْ رَمَضَانَ
 يَا هُنَّ لَهُنَّ أَمَانَتْلَتْ فِي الْأَزْوَاجِ الْمُؤْمِنَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنْ رَمَضَانَ
 تَدْهِبُونَ إِلَيْهِ أَمَانَهُنَّ نِسَاءُ النَّبِيِّ (ترجمہ) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت
 اُنحضرت کی بیویوں کے متعلق نازل ہوئی ہے عکرمہ نے کہا جوچاہے میں اس کے ساتھیہ
 کرنے کو تیار ہوں بات تو یہی سچی ہے کہ آیت پاک اُنحضرت کی عورتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے
 اور عکرمہ نے یہ بھی کہا ہے تو گووہ بات جس کی طرف تم جا رہے ہو بلکہ اس سے مراد تو اُنحضرت
 کی نساء ہیں۔ ۱۰ (درود الحنفی ص ۲۲ ج ۲۲)

(۵) رَوِيَ أَنَّ أَبِي جَرِيَةَ أَنَّ عَنْ رَمَضَانَ كَانَ يُسَنِّدُ فِي السُّوْقِ إِذْ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّمَا يُنِيبُ إِلَيْهِ
 أَنْهَرَةُ نَزَلَ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ) ابن جریر نے کہا ہے کہ عکرمہ
 بازاروں میں تواہ کرتا تھا کہ آیت حضرت کے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے تفسیر ابن کثیر،
 تفسیر ابن سعد۔ تفسیر درود الحنفی ص ۲۲ ج ۲۲

ربا حدیث نسما کہ مفہوم سماں سے ہمارا انکار نہیں ہے کیونکہ ہمارے سلک میں نسام النبی
 بھی اہلیت ہیں آپ کی اولاد بھی اہلیت ہیں اُنحضرت نے چادر کے نیچے جھاگرایا پاس بلا
 کراس لئے تصریحی طور پر دعا فرمائی تھی تاکہ پڑھل جائے کہ یہی اہلیت ہیں جو مدعا شد ہماری کتابیں
 ہر دو نویں روایتوں کو جامیں ہیں۔

جواب:- آیاتِ قرآنی کے سیاقِ سیاق کا معنفہ یہی ہے کہ یہاں اہلیت سے ازواج
 مطلقات ہی مراد ہیں اور یہی نظم قرآن کے عین مطابق ہے، ماں اگر باتبع اُنحضرت کی اولاد شامل
 ہو جائے تو ہمارے سلک کے خلاف نہیں ہے۔

اَنْ كُنْتُنَّ تُرْدَنْ فَتَعَالَيْنَ - اَمْ تَعْكُنَ - اَسْتِعْكُنَ - يَلْتِ مِنْكُنَ - يَقْنُتْ مِنْكُنَ
لَيْسَ وَاللَّيْلَيْ لَسْتَنَ اَنَّ اِلْقِيْنَ نَلَّا تَغْضُنَ - دَقْرُنَ - فَلَا تَبَرَّجْنَ - فَأَكْعُنَ
یہ سامنے خطا بات از درج مطہرات کے لئے میں جیسا کہ نیسا امام التجی اور قتل لارڈ والیک سے
عیان ہے اب اس کے بعد ان احکامات کی عرض کو بیان کیا گیا۔

لِيَذْهِبَ عَنْكُمُ الْتِرْجِيْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَلِيُطْهِرَ رَاهَمَ تَطْهِيْرًا اُولَانَ کَوَابِيْتَ سے
تَغْيِرِ کیا گیا اور بغیر کسی نئے خاطب کے آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے وَ اَذْكُرْنَ مَا يُتَّقَى فِي جَوَابِيْكَ
بیں پر اب بیت سے مراد اپنی رسمی کے طبق از درج مطہرات کے علاوہ نیا پسے جبل کا مظاہر و کاظم ہے۔

اس تقریر پر شیعی اعتراض

اُول بیت سے ہے : از درج مطہرات جو میں تو فرمی جمع موتت کا لیا جائے میں شیرین مذاکراتا
ہی اسلام کی دلیل ہے کا لام سے موت حضرت علیہ الرضا علیہ السلام اور حضرت عین کریمہ اور حضرت سیدہ النساء ہیں۔
جواب :- پسندیدہ از درج جی اور دی ہے اس لئے کہ جمع مذکور کا فیر اس نے نہیں لایا گی کہ میں خلا
حضرت علیہ الرضا علیہ السلام جو باقاعدہ نسل و احمد کر بلکہ عرضی کے لامات سے جمع ہے کہ
رعيت کے نہیں ظریف مذکور کا فرمایا ہے جو کسی طرح صفات بخلافت اور قواعد خواہ کے خلاف نہیں ہے

درستہ فرمائیے

(۱) اَتَعْجِيْنَ وَنَنْعَلِيْنَ لَعْنَدَهُ وَحْمَةَ اللَّهِ وَدِيْنَ اَهْلَ الْبَيْتِ اَتَهْجِيْجِيْدَ مِنْ شَرْعَانِيْ

آرت کی طرح اتعجین جمع موتت کے صرف کے بعد علیکم کیوں لا لایا گیا؟

(۲) خُلُودِ حَدِيْثِ کسادِیں مروکانات حضرت محمد مصلی اللہ علیہ وسلم نے اَهْمَمَهُو لَا اَهْلَ بَيْتِيْ
فَأَذْهَبَ عَنْكُمُ الْتِرْجِيْسَ وَلِتَقْدِرَهُمْ تَطْهِيْرًا میں اعظیم بیت سے کیون فرمایا؟

(۳) پرندوگار عالم نے موئیہ ایالت اسلام کا اقتداریان فرماتے ہوئے اذ قال لَا هُلْهِ امْكُنُوا کیوں فرمایا؟

(۴) اَنْ شِئْتَ مَرَّتَ مَرَّتَ النِّسَاءِ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ شاعر عرب نے جمع مذکور کا فرمیر کیوں استعمال کیا ہے

خطاب ہیں لیکن خورت سے ہے۔

جو اب ۳: کیا اہل شیعہ کے نزدیک حسب ذیل آرٹ کے مخاطب بھی مصوم ہیں جگہ ان کے متعلق ہیں
اُنہوں نے یہی میٹے استعمال فرمائے ہیں۔

(۱) قَدْ لَكُنْ مِّيرِيْدُ لِيَطْهَرَ رَكْحَ وَلِيُّتَمَّ نِعْصَمَ عَلَيْكُمْ

(۲) قَمِّنُتُمْ عَنْكُمْ رِجْرَانَ شَيْئَيْنِ — مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا

جو اب ۴: بالفرض ان حضرات کی مخصوصیت تسلیم بھی کر لی جائے تو باقی اُنکی مخصوصیت سے
تعلق نصہ ہر سچ پیش فرمائیے۔

جو اب ۵: جب بیان ہے میڈ مشارع ہے جو زبان استقبال کا حامل ہے تو کہاں مخصوصیت
مزدور نہیں ہو سکتا جبکہ سب تین شیعیان کام خلا تعالیٰ کو بدھو جائے اور نہ اسے بدل جائے۔

حصہت آئندہ کرام کے سلسلے میں دوسری دلیل

بحث آیت مباہلہ

آیت مباہلہ: أَتَنْ حَابِلَفَ فِيهِ مِنْ يَعْدِ مَاجِاهَاتِكُمْ الْعُلُمُ فَقُلْ تَعْلَوْا نَدْمُ يَنْكُلُنَا
دَائِنَاتِكُمْ وَنَسَاءَنَادِنَا إِنَّمَا فَاعْلَمُ بِأَنَّكُمْ لَقَمِنَتُمْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ آل عمران۔
ترجمہ: جب تہارے پاس علم در قرآن، آپکا تو اس کے بعد مجھ کا اڑ کرے کوئی اعلانی عیشی کے باسے میں
مجتکرے تو کہو کہ اچھا میلان میں اُنہم پسے میشوں کو بلائیں تھاپے میشوں کو ہماری عورتوں کو بلائیں آپنی
عورتوں کو، جماپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو۔ اس کے بعد جب مل کر خدا اکی بارگاہ میں گزار گائیں
اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ (درجہ فرمان علی شیعہ حائل من مطبوعہ نقایی پریس کمشٹ)

انصاری نجراں نے کہا کہ عیشی علیہ اسلام این اُنہ سختے۔ مردوں کا نات ملی اُنہ
شیعی طرز استدلال [علیہ السلام] نے فرمایا وہ تو اکدم علیہ اسلام کی طرح حقائق سختے جو لائق ہو وہاں اُنہ
رخواک ایسا کیسے ہو سکتا ہے جب مخالف رواحد سندیا وہ ہے تو اتنا فرق ہے فریضیں فصلہ بیرخواک روؤں فرقی

اپنے اہل دعیاں اور جماعت کے آدمیوں کو لے آئیں اور میدان میں اگر بجا لے کریں۔ جنما نچہ انحرفت
صل اشہ علیہ وسلم حضرت علیہ السلام حسین بن مکرمین اور سیدۃ النساء کو کے کر میدان میں آگئے جب نصاریٰ نے دیکھا
 تو گھر گئے اور بہانے سے کرتے گئے۔ مخفراً اس سے حسب ذیل امور علموم ہوتے۔

(۱) یہ لوگ مخصوص تھے ورنہ ان کو ساختہ لانے کا کی فائدہ ملتا۔

۲) آنحضرت حضرت علی المرتضیؑ کو اس لئے تھے کہ وہ الفوتا میں داخل تھے یعنی نفس سرل تھے اور حسنین اپنکے نامیں اور حضرت سیدۃ الناماء فساد نامیں۔

(۲) جب حضرت علی رسول کریمؐ کے فسیلے تو نیت آپؐ کے بعد درجہ خلافت بھی ان کو ملنا چاہیے۔

جواب: اگر بابد کے روز ساتھے جانا مصوبت کے لئے ثابت ہے تو پھر صدیق اکابر اور ان کی اولاد، خار و ق الخلق اور ان کی اولاد، حضرت حمّان اور ان کی اولاد کو صحیح مصوبہ کہا چاہیے جبکہ ان کو ساتھے جانا بھی روایات میں موجود ہے ذیل میں وہی روایت درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذِهِ الْآيَتِ تَعَالَى وَنَدَعَ أَبَانَا كَانَ الْأَئِمَّةُ قَاتِلَ نَعَمَاءَ يَا إِنْ بَكْرٌ وَفَلِيَدٌ وَلِعُمَرٌ وَلِعُمَانٌ وَلِلَّادِهَةِ وَلِعَبَّاعِي وَلِلَّادِهَةِ -

(ستودھیں حضرت مام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ فرمادا آپ مبارکہ کے روز صدیق اکابر اور ان کے فرزند حضرت ہرثا اور ان کے فرزند حضرت عثمانؑ اور ان کے فرزند حضرت علی الرضاؑ اور ان کے فرزند کو ساختا ہے۔ ۱۲ وہ استدلال ہی باطل ہے۔ تفسیر شورج ۷ روح العاقنی ج ۷ جواب ۳:- پیش کردہ آریت مقصود میت اور علافت سے بالکل ساگت ہے اس بناء شیعی علماء کو چاہئے کہ اپنے استدلال پر نقشبانی کریں۔

جو ایسے جو ایسے کارکارا ساخت جاتا رہا ایسی سیاست سے متفق علمی نہیں ہے کیونکہ بعض روایات

میں ان کا ذکر بھی تھیں۔ جیسا کہ تفسیر طہری ج ۲ ص ۱۹۲ میں ہے۔

**حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَاوِيَةً قَالَ نَقَلْتُ لِلْمُغَيْبَةِ إِنَّ النَّاسَ يَرْدِفُونَ فِي حَدِيثِ
نَجَّارَنَ أَنَّ عَلَيْهِمْ مَعْهُمْ فَقَالَ أَمَا الشُّعْبِيُّ فَلَمْ يَذْكُرْهُ نَلَّا أَدْرِى بِسُوءِ دَلَّيْتِي أَقِيمَةَ
فِي عَلَيِّ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الْعَدِيدِ -**

(ترجمہ) جو رہنے میں وہ سیداً تھے کہ لوگ حدیث نجراں میں علی الفرضی کی رفاقت اور عیت کا ذکر کرتے ہیں لیکن شیخ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ تمہارا جانے باہمی مناثرات کی وجہ سے یاد ہے حدیث میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

پس جب روایتوں میں اتفاق نہ رہا تو استدلال ہی نہ رہا۔

جواب ۱۔ بالفرض ہمہ ان لیتے ہیں کہ ان کوئی لے گئے لیکن یہ کس روایت میں ہے کہ فلاں لفظ سے فلاں مراد ہے اور فلاں جبلہ سے فلاں۔ بحدار اویلوں کے تھیں و انہا سے پرمی خقید سے کاملاً رکھا جاتا ہے اس باتِ حقیدہ کے لئے توصی قرآنی چاہیئے۔

جواب ۲۔ اگر ان یا جانے کا حضرت علیؑ نفس رسولؐ تھے تو کیا مخالف ہے کیا چیز اد جانیؑ نفس کا اطلاق نہیں کیا جاتا لیکن یہ کس نے کہا ہے کہ خلافت کا تعلق رشته داری سے ہے۔

جواب ۳۔ اگر یہ بھی مان یا جانے کے کام تمام معاملے سے خلافت علیؑ طرف اشارہ کرنے مقصود تھا لیکن اشارات سے بھی عقائد کی عقدہ کشائی ہوتی ہے ہرگز نہیں۔

جواب ۴۔ اگر عیت اور رفاقت مخصوصیت کی دلیل ہے تو شبہ بہت صدیق اکابر کی رفاقت بجزیق اولیٰ ان کی مخصوصیت پر دلیل بنے گی۔

جواب ۵۔ ماں نفس دین سے نفس (مغرو) مرا دیتا جانا ہے تب تک بجا ز مراد نہیں یا جا سکتا جب تک حقیقت متذکر رہے ہو۔ پس وجودہ تعدد حقیقت بیان کئے جائیں۔

جواب ۶۔ ماں نفس سے مرا نفس علیؑ حقیقی معنی کے لحاظ سے یا جانے گیا جائز اگر حقیقی طور پر فرکان اور حضرت علیؑ نفس واحد ہیں تو نہ رسولؐ سے نکاح کے سلسلے میں اشکال وارد ہو گا اگر جیسا ہے تو حقیدہ ثابت نہ ہو گا۔

جواب ۷۔ اس تیارہ سے زیادہ روایت سے حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت ہوگی جس میں حسنیں مکریں اور حضرت سیدہ بھی شریک ہیں۔ سواں کے ہم کب ملکر ہیں۔

غلاصہ یہ کہ کہاں روایت سے شیعہ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ تو ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت جتنا ہے اس کا انکار نہیں کرتے۔

بحث سوم

خلافت بلا فصل حضرت علی المرتضیؑ

فریقین کامسلک

(۱) ابن سنت کا یہ تجھید ہے کہ خلافت کا زمانہ آنحضرت صل اشٹ علیہ السلام کے مطابق تسلیم ہے جس کا وعده پروردگار عالم نے کی تھا اور خبر دریافت کنائت نے دی تھی اور اخوب جانشائیں رسول علی تجویز نہ کیا۔ علی بیبلی استریپ تجذب خلافت پر رب سے چہہے صدقی اکابر جلوہ افروز ہوئے آپ بعد اتفاق خلائق اور بعدہ حضرت عثمان غنیٰؓ اور اس کے بعد حضرت علی المرتضیؑ یہ چاروں نیشنیہ اہلسنت کے نزد دیکھ لئے پرستھے اور ان پر دین کی ترقی کا مطلب ہے۔

(۲) اہل تشیع بہوت کے بعد امامت کو مانتے ہیں اور حضرت علی المرتضیؑ کے تعلق ان کا اختصار ہے کہ نظری بلا فصل تھے۔ باقی جتنے خلفاء مگر سے میں ذکر وہ خلافت کے سبق تھے اور نہ ان کی خلافت حق ہے اس بتا پر جیسا وہ اوزان میں تو حیدور سادات کی شہادت کا اعلان کرتے ہیں وہاں آجکل خلافت بلا فصل اور اہلی المومنین کا فقط بھی باستعمال کرتے ہیں۔

اہل تشیع امامت کو اصول دین تو سمجھتے ہیں لیکن آنکہ کلام کے اس مگلیٰ اصر کی طرح پر قرآن میں کملنے سے تاہم ہیں۔ باہت پر جزو موالیل سے چیلا کو درفلات تھدہ ہے ہیں ویل میں ان کی حضرت عوسم الائل کو میش کیا جاتا ہے اور ان کی ترمیم کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیجے بحث ۷۹ آیت ولایت۔

خلافت بلا فصل پر بیہلہ اشیعی استدلال

إِنَّمَا فِيْكُمْ أَنَّهُ دِرْسُولُهُ وَالَّذِينَ أَمْنَى لَهُ زُرْنُ يُعْيِّمُونَ السَّلْوَةَ وَيُؤْكِدُونَ الْكُلُّوَةَ
وَهُمْ لَا لِكُوْنَ (ترجمہ) جیسا نہیں میں تہلکوں اشہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو خاتم
پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (سورۃ الائدہ)

طوز استدلال۔ دیکھئے رأیت بالاتفاق فسرین شیعی مخالف فافت حضرت علی الرضاؑ کی شان میں نائلِ حقی ہے کیونکہ یہاں علی کا معنی حاکم ہے اور طالہ بن عقیمؑ سے ملاحظت علی الرضاؑ ہیں کیونکہ انہوں نے ہی صالتِ دکوع میں رکعت ادا کی تھی۔

جواب پر دلو استدلال صحیح ہے اس کے طوز استدلال کیوں کہ اولاً ارجمند دعمنا لائیں کو مقابل سے صال بناتا ہی خلط ہے۔ دیکھئے۔

حالہ اے قدَّ توَهْمَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ هَذِهِ الْجُلْلَةَ قِيمَةُ مَوْضِعِ الْمَالِ عَلَى كَانَ
کَذَّالِكَ تَكَانَ دَقْعَةُ النَّكْلِ وَ تَحْالِ النَّكْلُ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ لَا تَمْسِحُ دَقْعَةً (تفسیر ابن حجر حملہ)
روایت ہے، بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ جلد مال ہے جلد مقدمہ سے مال ادا کرایسا اور تا لوچز نکلا کہ ادا
کرنا صالتِ دکوع میں افضل ہوتا۔

۱۷) کیشیع کے نزدیک احادیثِ زکوٰۃ بحالتِ دکوع افضل ہوتا کی مخبر کتاب میں پا مندرجہ مکالمہ ہے۔
ثانیاً یہ کہ اتفاق فسرین فرضیں کا دھوئی کرنا ہی خلط ہے کیونکہ علاء الدین علام کشیر اس قسم کی
روایتیں نقل کرنے کے بعد سمجھتے ہیں وَلَيْسَ تَحْمِلُ كَيْفَيَّتَ مِنْ شَهَايَا بِالْكَلْبِ مِنْ قُبْعَتِ آسَانِهِ حَا
دِ جَمَالِ الْقَوْبَرِ بِالْمَاءِ (تفسیر ابن حجر ۲۲۳) سئی یہ سب روایتیں غیر صحیح ہیں اولاً یہ کہ ان روایتوں کی
سدیں ضعیت ہیں۔ ثانیاً یہ کہ ان کے دجال بمحض ہیں۔ لہذا شیعہ جن روایات سے دلیل لیتے ہیں
وہ ہمہ سے نزدیک قابل اثبات نہیں لہذا ان کی کتب پر میں محتاد نہیں۔

شیعی استدلال پر اہانت کے چند اعتراضات

۱۸) اہل تشیع کے نزدیک مسلمانات اصولی مسئلہ ہے مگر وہاں سے روایاتِ غیری سے ثابت کرتے ہیں
جب تک طلب مسئلہ کے لائقی دلیل ہیں میں تک حاصلہ استدلال غیریم ہے لہذا اگر جسٹ ہے تو المکام
کی لامست کی قلعی دریل یہ شیش کیجئے ۵

ذخیراً شے گا دلکوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہونے میں

(۲) جس معنی کی بنا پر حضرت علیؓ کی خلافت بلافضل ثابت کی جا رہی ہے وہابن شیر کی عبارت کے مطابق باطل ہے لہذا استدلال میں ایسا معنی پیش کیجئے جو مسلم بین الفرقانین ہو۔

(۳) مقبول ترجیح احت ۲۳ دل کا معنی حاکم اور ترجیح فرمان علیؓ میں ماں سر پرست کیا گیا ہے اگر شیعوں کے نزدیک یہ معانی صحیح ہیں تو قرآن پیش کئے جائیں۔

(۴) جب اس آیت سے پہلی آیت یا آیتِ الدُّرُجَاتِ میں مُنْعَلَ الْمُتَعَذِّذُ دَالْيَهُودُ وَالنَّصَارَى میں دل کا معنی ووست لیا گیا ہے تو یہاں یہی وَلِيْتُكُمْ سے معانی اور ووست مراوکیوں نہ لیا جائے اتنا چیز وجوہ بیان کیجئے۔

(۵) وَلِيْتُكُمْ میں ولایت کا تعلق جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اسی طرح اس کے پیاسے رسول مقبول اور حضرت علیؓ کے ساتھ ہے فرمائیے ولایت خدا ولایت رسول اور ولایت علیؓ کے مابین نہ ہو اور مطلب کی حیثیت سے تفادت ہی ہے زبان، ایعنی جسی معاکیت خدا کو شامل ہے وہی حضرت علیؓ کو شامل ہے یا نہ اگر حاکیت یہ کیا ہے تو اس کا بطلان ظاہر ہے کہ شرک ہرچیز ہے اور اگر کیا نہیں تو انہو شرک النعموم سے کچھا منعد و معانی لیتا کس کتاب میں لکھا ہے واضح کیجئے۔

(۶) اگر اس آیت سے بقول شما ولایت علیؓ بلافضل ثابت ہو رہی ہے تو فرمائیے بعد از وفات رسول مقبول صل اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ الرفقیؓ نے اپنی خلافت کے دعویی میں اس آیت کو کہوں نہ پیش کیا۔

(۷) اس آیت میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ مفروض ہے یا انقل صدقہ ہے اگر زکوٰۃ مفروض ہے تو پہلے حضرت علیؓ الرفقیؓ کو مالک صاحبِ تھاب شاہزاد کیجئے اور اگر انقل صدقہ ہے تو وہی نہ میانت ہے اور بیاتِ مراویا جا سکتا ہے جب تحقیقت متعذر ہو ہر حال ہر دشقوں میں جو نسیہ شریف اختیار کر دے گے دوسرا شریف کی تردید لازم کرے گی۔

(۸) قرآن مجید میں ہے قَدْ أَنْلَعَ الْمُؤْمِنُونَ اللَّذِينَ أَفْيَ صَلَاةً جِمْعًا شَعْوَنَ «حالاتِ رکوع» میں ادا کئے زکوٰۃ سینا خلاف نہ شروع ہے۔ فرمائیے کاپ نے ایسے امر کا ارتکاب کیوں کیا۔

(۹) وَهُمْ لَا يَعْوُنَ۔ جب قرآن مجید میں جمع کے معینے سے لایا گیا ہے تو آیت کو عموم سے نکال کر

ایک فروری بندر گھنٹا کس قاعده کے ماتحت ہے۔

(۱۰) اگر اپنا کام حصر مرف علی المرتضیؑ پر دلالت کرتا ہے تو باقی یا زدہ اسکی تابع پوچشی سے متعلق آئین لائے ہا تو اُبُدْ هَانِكُمْ إِنْ لَكُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

(۱۱) فقط قبول کا معنی حاکم کہاں لکھا ہے اشہد ات علیاً دلی اللہ میں بھی حکومت مرا دے۔

(۱۲) یہ آیت تو بقول عکرم ابو بکرؓ کے شان میں نازل ہوئی ہے اور برداشت نہیں باقی ہجرین فی انصار کے حق میں، ہبھنا استدلال کی توثیق کے دلائل بیان کیجئے۔

(۱۳) حضرت علیؑ کے متعلق زوعل آیت کا مدعی صرف اعلیٰ بھی ہے مَنْفَقَةٌ قَوْالِ مُنْتَهِيَّنَ کی رو سے وہ مجروح اور حاطب الدلیل کا خطاب یا نتھی ہے۔ حضرت حافظ ابن تیرہؓ منہاج السنۃ میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں وَهِيَعْلَمَةٌ بَعْضُ الْكَذَّابِينَ۔

حضرت حافظ ابن حجر العسقلانی اکاف الشاف فی تخریج احادیث الکثاف میں

حضرت شاہ ولی اللہ عزیز دہلوی نے اسے ازانہ الخوارمیں موضوع لکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین الرازی نے تفسیر کبیر میں اسے منوع کہا ہے۔

چیزیں یا ران طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

خلافت بلا فصل پر و سر اشیعی استدلال

بحث آیت مُوکَدَّةٍ فِي الْقُرْبَى

(۱۴) قُلْ لَا أَسْتَلِكُمْ عَلَيْوَا جَرِأً لَا مُوَذَّقَةٌ فِي السُّرُّبِ (عوجہ) کہہ دیجیوں کے

مرہ صطفیٰؑ نہیں سوال کرتا میں تم سے تبلیغ پر مگر رشته داری میں محبت کا!

طرز استدلال۔ شیخہ کہتے ہیں کہ آیت کے معنی یوں ہیں (اے لوگوں تم سے کوئی

اجر ہے تبلیغ پر ہیں مگر اگر رشته داروں کی محبت کو ظاہرہ محبت تب ہو گا جب حضرت

علی المرتضیؑ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا جائے۔

جواب ۱: جیسا استدال دیا طرز استدال کیونکہ اس آیت میں حضرت علیہ الرضا کی خلافت کا ذکر نہ مارکھا ہے ناشانہ آنکھاں محبت فرقی اور کہاں عقیدہ خلافت بلافضل۔

جواب ۲: امتحان کا کیا ہوا معنی تب تقابل سیمہ ہوتا اگر ایت میں الا الموقدة فی ذردی القربی ہوتا یعنی پھر بھی خلافت کا مفہوم ہرگز ثابت نہ ہوتا۔

شیعی استدال پرالمشت کے چند اعتراضات

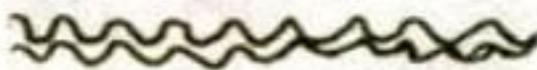
(۱) اگر ایت کا معنی اسی طرح ہاں لیا جائے تو قُلْ مَا أَسْتَكِنُ عَلَيْهِنَّ أَجْرٌ كا یا معنی ہوگا جبکہ اس آیت میں مطلع احرثت علیہ الجبلیۃ سے نقی کی گئی ہے۔

(۲) اگر مطلع حضرت کے رشته داروں کی محبت واجب ہے اور لقیناً واجب ہے تو تم پڑھنا پڑھتے ہیں کہ تبیں اولاً احسن، حیل اور شیخ عبد القادر جيلانیؒ سے کیوں محبت نہیں ہے کیا وہ رشته داروں رسول مقبولؐ سے خارج ہیں ۱۶۔ حالانکہ المشت کے نزدیک سب کے سب قابل اتباع ہیں۔ فلا اتباع بعدون المحبة۔

(۳) محبت میں مفہوم خلافت کہاں پورشیدہ ہے۔

(۴) اگر ایت سے بالفرض خلافت مراد ہو تو نزول ایت کے وقت مراد ہوگی یا بعد میں اگر نہ نزول ایت مراد ہو تو یقیناً خلافت حقیقت نقل ہے کیونکہ اس وقت حکومت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اگر بعد از وفات رسولؐ تو بالفضل کی تصریح کہاں لکھی ہے۔

(۵) کیا اسی ایت سے اولاً احسنؑ کی امامت ثابت ہو سکتی ہے یا نہ اگر نہیں ہو سکتی تو کیوں اور اگر ہو سکتی ہے تو اخراج کی وجہہ بیان کیجئے۔



بُحث آیت تبلیغ

خلافت بلا فصل پر میراثی استدال

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ إِذْلَقْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رِتْلَفَ وَإِنْ كُنْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَغَتْ رِسَالَتَنَا دَامَهُ يَعْجِسَكَ مِنَ النَّاسِ (ترجمہ) اے رسول نکرم ہو تو رے
رب نے محض یا ہے اسے پہنچا دے اگاپ نے ایسا ذکر کیا تو رسالت کا حق ادا کیا۔

طریق استدال:- شیو کہتے ہیں کہ بعد الروع سے دا بکر پر انھرست جب قدم خم ندی
پر پہنچے تو بیریل میں سید تیرمیں کھڑتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی خلافت کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔ اور
دریا پر رسالت میں عرض کیا کہ اپ اعلیٰ عنادیجہ آپ نے خند فرمایا کہ مجھے ذرہ بے کشا میں لوگ
خلافت علیؑ کا اعلان سن کر تھاں پر آمد ہو جائیں جتنا پھر جبریل میں آپ کے جواب میں رہ آیت
لے کر نازل ہوئے پھر آپ نے جوں ان الفاظ اعلان فرمایا۔

مَنْ كُثُرَ مَوْلَاهُ نَعِلَى مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ فَالِّمَنْ وَاللهُ وَعَادَ وَهُنَّ عَادُهُ
یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں اسے اشہد و دامت رکھا سے جو حلی گورنات
رکھے اور دشمن رکھا سے جواہ سے دشمن سمجھے

جواب:- آیت کے الفاظ میں نہ تو علی الرتفعی کا ذکر ہے اور نہ ان کی خلافت کا اگر ہے تو فقط
بلبغ ما انتل الیہ کا اور قیمتاً بغير مسئلہ تو حید و غیو سکھ کہہ نہیں اور اسی تحدی کے لئے تمام انجیاء
یہیم اسلام بیوٹ کے گھٹے آیت کے اصل معنیوں کو بھیرو دسری طرف لگانا اپنے بک سمع ہو سکتا ہے۔
جواب:- اس آیت کے علق یہ دعویٰ کرنا کہ خم ندی کے مقام پر نازل ہوئی ہے بلطفہ ہے
مکلاں سکتی ہیں پہنچے تازل ہوئی ہے کہ کوئی صافظ علماء میں این کثیر نے تردید و غیروں سے فعل کیا ہے کہ

لما يان نبوت رات کو حضرت کی پا بانی کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو اپنے نے بالاغانہ سے مریارک نکال کر فرمایا کہ تم لوگ والپس چلے جاؤ میری خلافت کا انشائے وعدہ فرمایا ہے صاحب الحکم فی الاستدلال اگر شیعوں میں ہستہ ہے تو وہ ثابت کریں کہ یہ آیت ختم نبیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے۔

شیعی روایات کے جوابات

جن دروایات سے بثابت ہوتا ہے کہ آیت اعلان تبلیغ غدر فتح کے بعد نازل ہوئی بے امان ہیں یہ کہ روایت ابو سعید خدراویؓ کی ہے جس کا راوی عطیہ ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اسے ضمیم کھا بے ابو جعفرؓ سالم مازنیؓ ادی بن عذیؓ نے اسے شیعہ کھا بے ابو داؤد فرماتے ہیں غیر محمد علی شخص تھا۔

دوسری روایت ابن جاس سے ہے جس کا راوی علی بن ابی صالح ہے۔ بخاریؓ کہتے ہیں کہ سنیلہ علیؓ نے کہا بتني روایتیں میں ابو صالح سے کروں وہ تجویز ہوں گی میزان بن نیریہ بن سبیل فتح کا فوتوخا۔ تیسرا روایت برادر بن عازب سے ہے جس کا راوی ابو جعفر بن عیاش ہے میزان الاعتدال میں ہے کہ وہ غلطی کرتا تھا اور میں اس کا ماناظر خراب ہو گیا تھا۔ مزید تفصیل نصیحة الشیعہ میں دیکھل جائے۔

شیعی استدلال پر اہانت کی طرف سے چند اعترافات

(۱) خلافت بلافضل شیعوں کے نزد دیکھوں ملکے لہذا اگر اہانت ہے تو ولایت علی المرتضیؑ کا ذکر نعم قرآنی سے ثابت کیجئے۔

(۲) اگر آیت مذکورہ کا نزول ختم نبیر کے موقع پر تسلیم کر لیا جائے تو اصول کافی مٹا کی جب ذیل روایت کا جواب دیجئے — تَقْرَأَتِ الْوَلَايَةُ فَإِنَّمَا تَاهَ ذَلِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِحَقْهُ إِنَّ تَوْلِيدَ فَتَّلَتْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ يَلْعَنَ مَا أُنْتَلَ إِلَيْكَ مِنْ تَتَّلَفْ سُرْتَرْجِمَہ اس کے بعد نازل ہوئی ولایت اور یہ حکم آخرت کے پاس جمع کے روز آیا۔

جب مٹکیں آیا سینے والاجیہ دملک کا ادھر میں ادا دھڑا، ادھر میں کالا دھڑا

(۳) اگر خلافت علیؑ سے متعلق پروردہ کا میر عالم نے آنحضرتؐ کو تبلیغ پر مشورہ کر دیا تھا تو پھر حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے ——— قال ابو جعفر علیہ السلام ولاية الله اسها ای جبریل و استرها جبریل ای صلی الله علیه وسلم فاسترها محمد ای علی و اسرها ای من شاء ثقرا نستم تذیعون ذلك۔ (ترجمہ) امام باقرؑ نے فرمایا کہ ولایت الہی (یعنی مدد و امداد) ایک راز تھا جسے خدا نے حضورؐ کو بطور راز بیان کیا اور حضورؐ نے حضرت علیؑ کو بطور راز کے اور حضرت علیؑ نے جسے چاہتا یا اگر اب ترلوگ اسے مشہور کر دے ہے جو ۱۶ حوالہ دیا ہے فرمائیں گے اگر اخفاہ ہی مقصود تھا تو تبلیغ کی تائید کیوں اور اُنہا ہرگز ناتھا تو سلسلہ و راجحہ کیسادہ آپ ہی اپنے وراثت علیؑ کو بخصل بھیں جسے تو حکایت ہے مگر

(۳) وکلی مصیبت تھی جس سے حضرت مولانا میرزا نعائٹ ہوئے تھے جس کی وجہ سے میرزا اقبال کے بعد وہ غالباً نمادِ نبوت میں ظاہر ہوئے۔ اس آغاز کو اپنی توثیقتوں اور اگرچہ اسی تھی تو شوی انسانی ملکا بنتا ہے۔ باش ہر چیز خوبی کو

خلافت بلا فصل پر چو تھا شیعی استدلال

وَقِفْوَهُمْ أَنْهَمَ مَسْلُونَ ۚ

طریق استدلال: حضرت ابن عبید اللہ رضیٰ سے روایت ہے اِنَّهُمْ مُسْدُونَ فِي
وَلَا يَعْلَمُونَ ابْنُ ابی طالب علوم ہٹو اک حضرت علی الرضا کی خلافت بلا فصل ہے۔

آخر ارض علی۔ یہ دوستی قابل تھوں ہے اسلئے کہ اسکے رواۃ جمایل ہیں صبح روانہ پیش کیجئے۔

اعراض مٹ جب آرٹ کا سیاق و سبق سوال عن الایمان برداشت کر لے تو اس کے ماد لینے

لکیا وجہ ہے۔ نہ رشد

خلافت بلا فصل پر پانچواں شیعی استدلال

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي
بِمَنْزِلَةِ هَارُوفَ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا إِنَّهُ لَا يَنْهَا بَعْدِيْ رَبْغَارِيْ وَمُسْلِمْ

(ترجمہ) حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ سے فرمایا تو راضی نہیں ہوا کہ تو مجھ سے بنزاڑہ ہارون کے ہو گئی سے لیکن بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
ظرف استدلال ۱۔ جس طرح ہارون علیہ السلام موئی علیہ السلام کے خلیفہ تھے اس طرح حضرت علیؑ مجھی حضرت رسول کریمؐ کے خلیفہ تھے۔

جواب۔ اگر امعان النظر سے دیکھا جائے تو حدیث میں خلافت بلافضل کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اگر ہے تو ہوتی یکاپ نے حضرت علیؑ کو خلافت الحدیث کے لئے مقر فرمایا اور یہ بسی بصرات راشدہ داری کے تھا اور اس پر قریبتر کاسی حدیث کے اوائل جملوں میں حضرت علیؑ نے عرض کی جبکہ غرورہ تبوک کا تصریح فرمادیا ہے یا اس سُلَّمَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَعْلَمْ فِي الْكِتَابِ دَالْحِبَّالِ بِالْوَجْهِ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں ایسا خلیفہ نہیں تھے ہیں جس کے حواب میں آپ نے سچیلے فرطے اور حضرت علیؑ کے قول کی تردید نہیں کی۔

ورثہ فرمائیے

(۱) حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت آحمدی محققی کی مل المرضیہ کی خلافت بھی ازین قسم تھی۔
(۲) ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ کی زندگی میں طبی مکہ عدم ہو چکے تھے اگر اس خلافت سے خلافت چدری کو تشبیہ دی جائے تو فرمائیے کیا تشبیہ اور استبانہ طبع رہیں گے۔ خلافت بلافضل کے سبق حضرت استدلال میں نے تکمیلیے میں اور جوابات بھی مزید تفصیل کے لئے میرا مصالہ "خلافت بلافضل کی حقیقت" ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علی المرتضیؑ کی خلافت بلافضل متعلق ابہشت سلطنت سکشیمی فرقے پر پنڈا احرافا

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے عہد میں پکا ہے إِنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْمُعَاد (آل عمران) ایسا ہے عہد سے اُسکھنی ہیز نہیں دوک سکتی۔ عرفت میں بقیع العالم (قول امیر) جب اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں خلیفہ حق کے خواب و کیمین کا وعدہ فرمادیا تھا اور سب قول شیخوں تھی خلافت حضرت امیر المومنین علی المرتضیؑ

کے سوا اور کوئی روحانی تو فرمائیے خدا تعالیٰ کو اس پر عمل کرنے سے کس نے روک لیا۔

(۲) خلافت بلا خصل اگر میں امریقی ہو تو اسی کی جذبے تو فرمائیے کیا قرآن مجید میں اس سے متعلق سچے نفس وارد ہے یا بالحااظ متعلق بمشترکداری، عالم بسیل الاعول دلیل لایے۔ اگر مشترکداری کا لالاظ ہے تو سب سے زیاد احمد رضا حضرت کے تجھ پاک حضرت عباسؓ سے فرمائیے ان کو کیوں خودم کیا گیا۔

(۳) اگر خلافت بلا خصل واقعی حضرت علی المرتضیؑ ہو تو کیا حضرت علی حسینؑ کے لامائش الائچیین طالبی حق سے کبھی باز رہ سکتے تھے کیا آپ کا جذبہ بایا یا حضرت حسینؑ سے بھی کہتا۔

(۴) اگر ان کی خلافت خلافت خداحقی اور خلقانے شہزاد کی خلافت جباران اور خالانہ حقی تو فرمائیے حضرت علی المرتضیؑ نے خبر بخوبی کرنا اللامون اور نامستون کے حوالے کر کے گھوٹ سے کیوں کام لیا جب قرآن میں دار ہے

وَلَا تُرْكَنُوا إِلَيَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْتَسِكُمْ إِلَيَّ أَنْتَمْ

نہ جھکوٹالامون کی طرف ورنہ تم کو آں جھپٹتے گے۔

(۵) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيُشَرُّونَ بِهِ ثَمَنًا قِيلَ لَأُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ قِبْلَهُنَّمَ إِلَّا النَّارُ لَا يَكُلُّهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (البعو) (ترجمہ) جو لوگ انہیں کو جو نہ نہ فرمائیں قرآن میں نہ اہل کیہیں بھیجا تے میں اور اس کے بعد سے تحریکی قیمت لے لیتے ہیں یہ یوں الگہوں سے اپنے پریت بھرتے ہیں اور قیامت کے دن خداون سے بات اُنکے ذکر سے گا۔ (حائل فرمان علی شیعہ من)

اس آیت سے پڑھلتا ہے کہ حق کو بچانے والے خدا تعالیٰ کے لذتیک نہ صرف مجرم ہیں بلکہ مُعَذَّب بھی ہوں گے۔

اگر یقول شما خلافت بلا خصل کیستی حضرت علی المرتضیؑ تھے تو اب نے کہاں حق کیوں کیا؟

(۶) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ اللَّهِ فَدَعَا الْمُنَافِقِينَ وَأَغْلَظَ عَلَيْهِمْ كے پھیش نظر فرمائیے حضرت علی المرتضیؑ نے صدیق و فاروقؑ کے خلاف اعلان جنتگی کیا ہے اگر کہ ہے تو ثبوت لایے اور اگر نہیں کیا تو وہ ہے بتائیے۔

(۸) اگر حضرت امیر کی خلافت واقعی بلا خصل بحق تو لوگوں کے مطالبہ بیت پڑھنے سب توں بیان کیوں دیا۔
 آنَا لَكُمْ وَنِيْسِرُ أَخَدِرُ لَكُمْ مِنْهُ أَمِيرًا (شعیب البلاعۃ ص ۲۲)
 (تعریف) میرا فذیر رہنا تمہارے لئے میرے امیر رہنے ہے بہتر ہے۔

جب آپ کی امامت منصوص من اشتبھ تو اس بیان دینے کا کیا نامہ؟

(۹) اگر حضرت علی المرتضی کی خلافت و امامت حکم خدا بحق تو آپ نے کیوں فرمایا فاتح مقامات
 لِیٰ فِي الْعِلَافَةِ رَغْبَةً وَلَا فِي الْوَلَايَةِ إِرْبَةً (شعیب البلاعۃ ص ۱۹) خدا کی قسم نہ تو
 مجھے خلافت کرتے میں کوئی رغبت ہے اور نہ ولایت میں حاجت ہے۔

فرمائیے کیا حضرت علی المرتضی کو فیصلہ خداوندی منظور نہ تھا جبکہ تمام شیعوں کے نزدیک ان
 کی امامت منصوص بھی۔

(۱۰) شعیب البلاعۃ میں ہے دَعَوْتُمُّونِي إِلَيْهَا وَحَتَّى لَمَّا فَرَأَهَا أَسَأْتُهُمْ نَحْجَبَهُ
 خلافت کی طرف بلایا اور اس پر مجھے برائی گفتگو کی۔

اگر خلافت منصوص من اشتبھ تو آپ نے ایسے کلمات کیوں فرمائے کیا راقبی و درود کے اصرار
 سے مجبور ہو کر آپ نے امر خلافت مقبول فرمایا۔

(۱۱) اگر بقول شیعہ حضرت علی المرتضی کی خلافت منصوص بحق تو آپ نے قتل عشاں کے بعد مطالبہ بیت
 کے بواب میں دَعَوْتُمُّا غَيْرِي شعیب البلاعۃ ص ۱۳) مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہارے ایک بھی خادم رہوں گا
 کرو کیوں فرمایا۔

(۱۲) اگر خلافت جید ری منصوص فیصلہ تو آپ نے ان ستر کتوں فیصلہ کا جید کر دیا اس عمل
 دَأَطْوَعُكُمْ شعیب البلاعۃ ص ۱۳) اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہارے ایک بھی خادم رہوں گا
 بلکہ شاید میں تھے ایک کاریادہ فرمائیں اور خدمت گار رہوں گا کیوں فرمایا۔

(۱۳) جن جن روایات میں خلافت علی المرتضی کا ذکر موجود ہے وہ سلم میں افریقین ہے لیکن اگر ہست
 ہے تو روایات صحیحہ میں خلافت بلا خصل کا لفظ دکھلائیے۔

(۱۳) جب عباس اور ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے بیعت کے متعلق کہا تو خست ایرینے حسب ذیل جواب دیا۔ هذَا مَا إِنْ وَلَقْمَةٌ يَغْصُنْ بِعَا أَكُلُّهَا وَمُجْنَنِي الْمَرْءُ لِغَيْرِ دُقْتِ إِيمَانِهَا كَالنَّدَاعِ لِغَيْرِ أَرْضِهِ رُشْحَابُ الْبَلَادِ طَبِيعَ الْاسْتَقْدَامِ صَرِي مَثَلٌ (ترجمہ) یہ خلافت تجھے پائی ہے اور ایسا لفڑ ہے کہ کھانے والے کا گلا پکڑتا ہے۔ میوسے کے پختہ ہونے سے پہلے جو شخص اسے تور لیتا ہے اس کی ٹھال ایسے ہے جیسے کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی کر رہا ہو۔

ظرف استدلال: اگر آپ کے نزدیک خلافت ان کا ہی حق تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میر خلافت کا قبول کرنا ایسا ہے جیسا کچھ بچل کو توڑنا اور دوسرے کی زمین میں کھیتی کرنا۔

بحث چہارم

مسلم خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم جمعی

آیت استخلاف

وَلِيلٌ مَلِيئَةٌ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ أَمْتَوا مِنْهُمْ وَعَمِلُوا النَّصْلِحَاتِ لَمْ يَتَغْلِبُوهُمْ
فِي الْأَدْرُبِ كَمَا اسْتَحْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَمْ يَمْكِنْ لَهُمْ دِيَمْهُمُ الَّذِي إِرْتَقَى لَهُمْ
وَلَيَبْدِئَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ تَغْوِيَتِهِمْ أَمْ تَأْبِيدُ دِينِي لَا يَشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ عَفَرَ
بَعْدَ ذَالِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورہ نود ترجمہ) وعد کیا اللہ تعالیٰ نے ان
لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے ضرور ان کو غلیظہ بنائے گا
زمین میں جس طرح خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزرے اور فتوح جادے گا ان کیلئے ان کے لئے
دین کو جس کو ان کیلئے پسند فرمایا اور ضرور مل دے گا اور کے بعدے امن ہمیشہ بندگی کریں گے میرے ساتھ
کسی کو شر کیتے نہیں کھلائیں گے اور میں نے اسے بعد ناٹک کی کی پس یہی لوگ حد سے گزئنے والے ہیں۔
ظرف استدلال: اس آیت میں حسب ذیل کلمات قابل غور ہیں۔

جس کا کوئی سمجھدا انسان انکار نہیں کر سکتا۔

تا نبید علی شیعہ الاسلام پاکستان کا ارشاد و گرامی برعالیٰ شیعہ قرآن و عترتیح البند استاذ الکرم حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی لکھتے ہیں — الحمد لله رب العالمین الہی چاروں خلافات کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور ذیل نے اس علمی ارشان پیشیگذاری کے ایک ایک جزو کا مصلق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

آیت استخلاف کے ضمن میں چند زبردست استدلال

استدلال علیہ شیعوں کی معجزہ کتاب سابق میں علی سبیل النحو مع موجود ہے کہ اس خلافات سے مراد وہ خلافت ہے جو سورہ کائنات کی وفات کے بعد خلافاء کو نصیب ہوئی جو ریاست خلافاء شیاش کی خلافات کے لئے ثابت ہے۔ عبارت ملااظہ فرمائیے۔

لَيَسْتَغْلِفُوهُمْ فِي الْأَرْضِ **لِيَجْعَلُنَّهُمْ كُلَّفَادَ بَعْدَ دُنْيَةِ هُمْ**

اگر یقول شیعو صرف نام مہدی یا حضرت علی مراد ہوتے تو فقط خلافاء کا نامے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

استدلال ۳۔ **الْخَلِيلَةُ اَسْتَأْهَانُ لَا عَظَمًا وَقَاهِرٌ** ہے کہ سلطنت اسلام اُنکھت پڑے

ہوئی ہے تو خلافاء شیاش کے وقت ہیں۔

استدلال ۴۔ **لَيَسْتَخْلِفُوهُمْ** کے ذیل میں صاحب تفسیر مجمع البیان اثیب علیہ لکھتے ہیں ای ارض انکشار مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ خدا کی قسم اگر شیعوں میں فوجی انصاف کا مادہ ہے تو بغیریم کے ان کو چارہ نہیں بھے گا کیونکہ عرب و غیرہ کی اگر شاہی نصیب ہوئی تو خلافاء حق کو۔

استدلال ۵۔ اہل شیعہ کے معتمد مفتخر علام کاشانی آیت مذکورہ کے تعلق لکھتے ہیں۔

وَدَرَأَكَذَّ مَنْتَ حَقَّ تَعَالَى بِوَعْدَهُ مُوسَانَ وَفَانِوَدَ جِزْرَ عَرَبٍ وَدِيَارَ كَرْمَى وَبَلَادَ رَوْمَ بِمِيشَانَ

از رانی فرسودہ:- یعنی کتوڑے سے زمانہ میں افتخار تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور عرب کے جزیرے اور

کرمی کے مکانات اور روم کے بہت سے شہروں کو عنایت فرمائے۔

استدلال ۶۔ شیعی تفسیر مجمع البیان ہیں ہے وَ الْمُعْنَى لِيُمُرِّشَمْ

ارضِ انگلستانِ العربِ والمعجمِ نیجِ عملہم سکانہا ملوکِ کھا یعنی خدا تعالیٰ ان تحلقات کو
عرب و بھر کے کافروں کی زمین کا اورث بنائے گا پس وہ نخلاء حق برجسب وعدہ الہی ان میں رہیں گے
اور وہاں کے بادشاہ ہوں گے۔ ۱۷

پتا سے مختلف مارپیڑ کے علاوہ یہ رتبہ کسی اور کوئی غصیب ہوا۔

استدلال علٰا، یعنی روم کے تعلق جب ایسا تو میرن علٰی الرضا سے ناردن اذکرم نے اپنے
جانے کے تعلق میں پوچھا تو اپنے جواب میں جہاں اور چند تفصیل بیانات دیئے وہاں یہ بھی فرمایا
وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْأَجْلِ هَذَا الَّذِي يَعْزَازُهُ الْحُوْنَةُ وَسَتِرِ الْعُورَةِ (یعنی) بیشک
ضامن ہوا ہے اسٹرداں درین والوں کی جماعت کو عورت اور غلبہ دینے کا، ہو سکتا تھا کہ شیخ حضرات اس
کی تادیل کر کے کچھ اور مطلب بیان کرتے یکن خدا کا افضل ہے ابن شیم بخاری شارح فتح البلاۃ نے
حضوری سی تشریح کر کے ہبگڑا ہی مثاد یا سکھتے ہیں — وَلَذِكْرِ الْحُكْمِ مِنْ كَوْلِهِ تَعَالَى
وَسَدَّاهُتَهُ الَّذِينَ لَمْ يَنْتَهُوا مِنْهُ بِعْنَى يہ عبارت اس آیت قرآنی کی تشریح ہے وہاں خدا تعالیٰ نے
جز اوعیہ کی تحریج اسی کی تشریح حضرت علٰی الرضا اپنے بیان سے فرمائے ہیں۔

خلافاء راشدین کی خلافت حقہ پر ایامست کی طرف سے دوسرا استدلال

طرز استدلال۔ اس آیت میں عرب کے ان قبائل کے نام خلافتی پینام دیا گیا ہے

ظری استدلال : اس آرٹ میں مظلوم بجا بیرین کا ذکر ہے اشد تعالیٰ نہان کے بیان کی فیضیم
الغاظ میں گواہی دی ہے اور منکرین تو حید کے ساتھ ان کو جہاد کرنے کی اجازت فرمائی ہے اس پر بس
نہیں بلکہ ان کو نصرت و حمایت کا وعدہ دیا گیا ہے اور علی سبیل الاخبارار ان کی خلافت و حکومت کا
ذکر ہی فرمادیا ہے جسے اشد تعالیٰ نے نہایت ہی ہمہ بانی کے ساتھ پورا کیا اور ان کو دینی خلافت اور
ارشی حکومت پر تکن فرمایا۔ کمالاً يخفى على اسباب البحيرۃ -

خلافت راشدہ کی حقایقیت پر چورخا استدلال

وَالَّذِينَ هَا جَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا فَلِمُوا النَّبَرَ شَهَدُوا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَالْأَجْدَارُ الْأَخِرَةُ الْبَرُولُو كَانُو يَعْلَمُونَ — (ترجمہ) جن لوگوں نے رکنارم کے
غلہ پر قلمبندی کے بعد نہ اک خوشی کے لئے گھر پار چھوڑا ہم ان کو دنیا میں ضروراً پہنچ کر جھلائیں گے
اور آنحضرت کی نیز توس سے کہیں بڑھ کر ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

ظری استدلال : مظلوم بجا بیرین سے بارگاہ خداوندی سے نور و نہادے کئے گئے ہیں۔ دنیا
میں باعترت مقام اور آنحضرت میں نہایت اور نظماً ہے کہ دنیا کا باعترت مقام اگر ہے تو تب خلافت
اور حکومت ہے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا -

خلفاءُ الرَّبِيعِ کی خلافت پر پانچواں استدلال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ يَرْتَدَ مِنْكُمْ عَنِ دِيْنِهِ فَسُوفَ يَأْتِي فِي اللَّهِ يَعْلَمُ بِعِبَادِهِمْ
وَيَعْبُدُونَهُ ذَلِيقَةَ سَلَّى الْمُؤْمِنِينَ أَيْذَنَ اللَّهُ عَلَى أَنَّ كَافِرِينَ يَعْلَمُهُ دُنْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَعْلَمُ فُونَ لَوْمَةَ لَا يُعْلِمُ ذلِيقَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتَ يَدِيْمَ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ فَاسِعٌ عَلَيْهِ -

(ترجمہ) اسے ایمان مداروں میں سے جو کوئی اپنے دین سے بچ رہا گے کا تجربہ ہی اشد تعالیٰ
ایسی قوم کو نظماً بردازے گا جنہیں خدا درست رکھتا ہو گا اور وہاں کو درست سکتے ہوں گے ایمان مداروں

کے ساتھ منکروں نیکریں کے ساتھ سخت کڑے خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کریں گے یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے پاہتا ہے دے دیتا ہے اور خدا تو بڑی گنجائش والا واقعہ کارہے (النامہ)

ظریف استدلال: اس آیت میں ان لوگوں کی صبح و تو صیعت کی گئی ہے جن الحکم نے مردمیں سے قتال کیا اور ظاہر ہے کہ مردمیں سے اگر جیسا کیا تو خلیفة اول نے اور آپ سے بیوت کرنے والے مسلمانوں نے ابیون کسر و رکانات صل اللہ علیہ وسلم کے آخری چند میں تین گروہ تھے بنو مدیع بنو حنفیہ بنو اسد پہلی قوم میں سے اسودیہ نے دوسرا قوم میں سے مسلمان کتاب اور تیسرا قوم میں سے طلحہ بن خریلہ نے ثبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسود عضی کو فیروزہ میں نے حل کیا اور مسلمان کتاب کو وحشی قاتل حمزہ نے اور طلحہ کو خالد بن الولید کے خواہے کیا گیا لیکن وہ شام کو بیگانے نکلا اور ایمان لے آیا۔ صدیق اکبر کے زمانہ اقدس میں سات گروہ مرتد ہوئے۔

۱) بنو فزارہ: جو عینیہ بن حسن کی قوم سے تھے (۲) خلقان: مُرَّه بن سلمی کی قوم سے تھے،
۲) بنو سیم: ابن عبدیا سیل کی قوم سے تھے (۳) بنویر بوع: مالک بن نویر کی قوم سے تھے
۴) بعض بنویم: بو شجاع بنت النذر کی قوم سے تھے (۵) بنو کنده: جوشعت بن قیس کنده کی قوم سے تھے

(۶) بنو بکر جو بھرمن میں مرتد ہوا

تاریخ کے اور اقاؤاہ میں قرآنی ہشیگری کے مطابق ان مردمیں کو اگر نبی و بن سے لکھیں تو مسیح اکبر نے۔ وہ نہ تو حضرت علی المرتضی کو یہ موقع فصیب ہوا اور نہ باقی یا زادہ ائمہ میں سے کسی کو پس جو لوگ خلافت حجۃ کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقت میں نہادندی ہشیگری کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ہشیگری حق ہے اور یقیناً حق ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی تو مسلمانوں سے عاجزی کے ساتھ پیش آئے گی اور منکریں دین کے ساتھ سختی سے اور مزید برآں یہ کہ وہ اس محلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف بھی نہ کرے گی تو روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ کارنامے مغلیق اور اشیاء کے نمازیں بالعموم اور خلافت میں باخصوص ظہور پر میرہز ہے۔ صدیق اکبر نے جیاں انگلریز پر

بھلو کیا وہاں منکریں و ترب و فرمیت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اعلان ہنگ کیا۔ عاضر نے اگرچہ اسے پسند نہ کیا مگر صدیق اکبر نے کسی ملامت کرنے والے کل ملامت کی پروادہ شکی۔

خلافت حقہ پر چھٹا استدلال ،

**الْقَدْهُ عَلِيَّتِ التَّرْفَمْ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ
فِي يَعْصِمِ سَيِّئَتِنَ يَلِهِ الْأَمْرُ مِنْ تَبْلُّ وَمِنْ بَعْدِ دَلِيلِهِمْ سَيَغْلِبُونَ
يَنْصُورُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَعَدَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكُنَّ النَّاسُ لَا يَعْلَمُونَ**

(ترجمہ) بہت قریب کے لکھ میں روی نصاری اہل فارس ایش پرستوں سے ہار گئے مگر یہ لوگ غیر قریب ہی اپنے ہار جانے کے بعد تین سالوں میں چھڑاہل فارس پر غالب آجاییں گے کیونکہ ہر امر کا اختیار خدا تعالیٰ کو ہے اور اس دن ایماندار لوگ خدا تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے وہ جس کل چاہتا ہے مدد کرتا ہے یہ خدا کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کیا کہ تا سحر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ فرمان مل شیم)

ظرا استدلال:- قرآن مجید کی آیت بتلاہی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان اہل فارس پر غالب آجاییں گے یعنی مسلمان حاکم ہوں گے اور وہ حکوم چنانچہ ارشاد تعالیٰ نے اس وعدہ کو عہد فاروقی میں پورا کیا اگر ان کی حاکیت اور خلافت برحق نہ ہوئی یا یہ خداوندی علم میں ناقص الایمان ہوتے تو قرآن مجید میں قطعاً اس قسم کی پیشینگوئی وارد نہ ہوتی۔

نعرہ ریکھ میں ثابت ہو رہا ہے کہ -

(۱) خلافاء کی حاکیت عہد خداوندی کے مطابق ہے۔ (وعد الله)

(۲) فتح و نصرت اسلام خداوندی اعانت کا یقینہ تھا۔ (رینصر من یشاد)

(۳) ملک فارس عہد فاروقی میں فتح ہوا اور مسلمان بے حد خوش ہوئے۔ (دلیل مسٹڈ بفتح المؤمنون)

(۴) فوج فاروقی غالب ہوئی اسلام کا بول بالا ہوئا (من بعد غلبهم سیغلبون)

خلافت حق کے متعلق امام محمد باقرؑ کی تائید و تصدیق

عَنْ أَبِي هُبَيْدَةَ قَالَ سَأَتَابَتْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قُولِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمَهْمَلَةِ الرَّوْمَ
فِي أَدْنَى الْأَرْضِ فَقَالَ إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلًا لَا يَعْدِمُهُ إِلَّا اللَّهُ وَالْمَالِكُونُ مِنْ أَهْلِ الْمُحَمَّدَةِ
وَهُنَّ الْأَشَامَاتُ وَعَادُولُهُمْ وَهُنَّ يَعْنَى فَارِسَ بَعْدَ غَلَبِهِمْ يَعْنَى يَغْلِبُهُمْ
الْمُسْلِمُونَ فِي يَصْعِيمِ سِنِينَ إِلَّا الْأَمْرُ مِنْ تَبِيلٍ وَمِنْ بَعْدِ لِيَوْمِ مِيزَانٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَعْمَانِ
يَنْصُرُونَ يَنْثَا، فَلَمَّا أَئْتَ الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ فَانْتَهَى هَانِهِ حَرَّ الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ
فَانْتَهَى هَانِهِ حَرَّ الْمُسْلِمُونَ بِنَعْمَانِ إِلَيْهِ اللَّهِ قَالَ قَلْتُ أَلِيَّسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي
يَصْعِيمِ سِنِينَ وَقَدْ مَضَى لِلْمُؤْمِنِينَ مِنْ نُورٍ كَثِيرٍ مَّعَ رَسُولِنَا مُحَمَّداً أَلِيَّ بَكْرٍ
فَإِنَّمَا غَلَبَ الْمُؤْمِنُونَ فَارِسَ فِي أَمَانَةِ عُمَرَ فَقَالَ الْمَأْقُولُ لِكُلِّمَا إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلًا وَ
لَقِيرٌ لِلَّهِ الْمَشِيقَةِ فِي الْقَوْلِ إِنَّ يُقْتَرِّ مَا قَدَّمَ وَيُعَدَّمُ مَا أَفَرَّ فِي التَّقْبِيرِ إِلَيْكُمْ يَخْتَمُ
الْقَسْنَابِيَّنَ زَوْلِ النَّصْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ رَفِودَةُ الْأَقْنَافُ لِلْأَرْضِ (۱۴)

(تَبَقْبِيقُ الْوَبِيَّدَةِ) میں رایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے المغلبت الردم کے متعلق
سوال کیا اپنے فرمایا اس کی تاویل ہے یہ فرمادا اور اہل محمدؐ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ مالک
شہم اور اس کے ماتھوں ملک نارس کے ملک تھے جو کہ نارس عنقریب مغلوب ہو جائیں گے اور
سلمان غائب پہنچے اور یہی کا حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس دن مومنین خدا تعالیٰ کی مدد سے
نہ ہوں گے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے چند سال کا ذکر نہیں
ہے اور حالانکہ مسلمانوں کے لئے حضرت اور صدیقؑ کے ساتھ بہت سے برس گز رکھے ہیں اور جنہیں نہست
کرنے والے مسلمانوں نے فتح کیا ہے تو فاروق اعظم امیر عزیزؑ کی خلافت میں تو اپنے جواب دیا ہیں
نے تجھے پہنچ لے تو کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے تبدیلت و بعدیت کا سوال ہی نہیں ہے وہ
جوچا ہے کہ سکتے ہے۔

ظری استدلال:- دیکھئے اس روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے عوامی کا پورا ہونا تاریخ فلاٹ
کے عہد میں پورا ہونا تسلیم کر رہے ہیں جو ان کی خلافت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْذَقَ مَرْفَأً يَكْدِبُهُ
تَنَافَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُعْوَلَ مِنْ يَدِ أَمْرِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ يَدِ سَلَّمَانَ
فَقَرَبَ إِلَيْهَا ضَرِيْتَهُ فَتَفَرَّتَ تَشْلَكَتْ فِرَقَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ
كُنْتَ عَلَيْيَ ضَرِبِيْ هَذِهِ لَكُنُوزُ كِسْرَى وَقَيْصَرَ (بروائے کافی کتاب الروضۃ ص ۲۲)

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے روایت میں جب آنحضرت صاحب نے خدمت کو مدعا یا تو اپنے
ایک پتھر پر پیچے لو آنحضرت نے حضرت علیہ السلام سے بلا یا اور پتھر پر لا یک دارکیا جس سے وہ پتھر تین
نگوے ہو گیا تو اپنے فرمایا کہ مجھ پر یعنی اس فرب سے کسری اور قیصر کے قوانینے فتح ہو گئے۔

ظری استدلال:- شیعہ نے اس امر پر متفق ہیں کہ قیصر و کسری حضرت کے زمانہ قدس میں فتح
نہیں ہوئے بلکہ خلافتی شاخ کے عہد مقدس میں فتح ہوئے اپنے نے اس ارشاد سے غیر معمول انتباہ میں
یہ اعلان فرمادیا ہے کہ جو لوگ اسے فتح کریں گے وہ نماز یعنیہ میازمانہ ہو گا۔ اور ان کی خلافت و حکومت
میری خلافت و حکومت ہو گی ورنہ میرے باقاعدہ معنی نہیں بتا جو تینجا ان کے لئے
خلافت خدا کی دلیل ہے۔

المشت کا خلفاء راشدین کی خلافت ستر پر اٹھوں استدلال

پس کنگ را گرفت و فرتبے بائیں سگ زد کاں بر تے سالیعے شدو دیاں بر قصر بائے شام راعیم
پس بار دگر کنگ را زد و بر تے سالیعے شد کہ قصر بائے ملائیں رادیم ہیں بار دگر قصر بائے میں رادیم ملخصاً۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۲۸)

طریق استدلال ہے۔ ملک شم اور ملک ملان و میں چونکہ اصحاب شیعہ کے ہاتھوں فتح ہوا اس لئے ان کی خلافت ہے اور پیشیگوئی سرور کائنات کے عین مطابق ہے۔

المست کا خلفاء راشدین کی خلافت تھے پر نواں استدلال

الَا وَإِنِّي أَنَاٰتِلْ رَجُلَيْنِ - رَجُلًا إِذْ عَنِ الْمَسْكَةِ وَأَخْرَى مِنْهُ الَّذِي عَلَيْهِ شَعْبُ الْمَلَائِكَةِ مِنْهُمَا
ترجمہ: خبردار میں دو افراد میں سے اول گا ایک تو اس سے جو واقعی کرے کسی تپیز کا حال انکو وہ اس کا اہل نہ ہو۔ وہ سر اس سے جو اہل کو منع کرے۔

طریق استدلال ہے حضرت ابو میر صدیق فاروق حکم کیے بعد ویگریتے تھی خلافت پر جلوہ افروز ہجتے اور دنیا کو بیعت کی دعوت دی اگر ان کی خلافت تھے ہعنی تو یقیناً حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اپنے ارشاد کے مطابق ان سے جنگ و قتال کرتے حضرت امیر کا ان سے دلٹنا اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کی خلافت تھی تھی۔

المست کا حقانیت خلافت تھے پر دسویں استدلال

لسن کانت الامامة لاتتعقد حتى تحضرها عامة الناس فما انت ذلك سبيل
ولكن اهلها يعکمون على من غاب عنها ثم ليس للشاهدان يرجع ولا للقارئ يختار خلافه
ترجمہ: الامامت خلافت ہے تب منعقد ہوئی جب کہ سب لوگ اکٹھے نہ ہوں تو اس کی طرف کوئی راستہ بھی نہ رہتا اکنہ اہل اس کے حکم کر دیتے ہیں غائبین پر پس شاھزادوں کو جو کا حق رہتا ہے اور نہ غائب کو اختیار کا۔

طریق استدلال ہے۔ خلافت کے انتقاد کے وقت حسب ارشاد علی المرتضی شب کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں ہے سو تو لوگ خلافت سدیقؑ کے انتساب کے وقت موجود نہ تھے حضرت علیؑ کی نگاہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن نہیں کہ خلافت متحقیق نہ ہو سو معلوم ہوا حضرت علی المرتضیؑ کے نزدیک خلقہ شیعہ کی خلافت اسی طرح برحق ہے جس طرح ان کی اپنی کیونکہ صدیق اکابر کے انتساب کے وقت آپ موجود نہ تھے

اہلسنت کا تیرہواں استدلال

فَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ اسْلَامٌ لِعُمَرِ بْنِ الْخَاتَمِ وَقَدَّ أَسْتَشَارَ كَانَ فِي شَرْوَانَ الْفَرْغَرِيَّةِ
 إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرَةً وَلَا خُذْلَةً بِكُثْرَةِ وَلَا قِلَّةِ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي
 أَكْهَرَهُ وَجَنَدَهُ الَّذِي أَعْدَهُ وَأَمَدَهُ حَتَّى بَلَغَ مَابِلَغَ وَطَلَعَ حِينَماً مَا طَلَعَ وَنَعْنَ
 عَلَى مَوْعِدِهِ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مُنْجِزٌ وَمُدْعِزٌ وَنَاصِرٌ جَنَدَهُ وَمَكَانُ الْقِيَامِ الْأَمْرِ مَكَانٌ
 النَّيَامِ مِنَ الْغَرْبِ يَجْمَعُهُ دَيْضَمَهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النَّيَامُ لَنَزَقَ الْخَرْبُ وَذَهَبَ ثُمَّ
 لَمْ يَعْتَمِ بَعْدَ فِرْجِهِ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنَّ كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ
 عَزِيزُونَ بِالْأَحْيَاءِ لِعَنْ قُطُبِهَا - الحج (طبع البلا فہ مصری ج ۲ ص ۳۵)

رسیجوں حضرت علی الرضا کی کلام ہے جبکہ ان سے غریب الخطاب نے غریبہ فرس کی طرف بیٹھنی پریس
 جانے کے تعلق مشورہ یا تھاتو اپ نے فرمایا — کہ بیشک یہ دینی امور کی مدد اور اس کا
 خارہ کثرت و تلتت فوج پر ہیں ہے یہ تو خدا کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا ہے اور زمانی شکر ہے
 جس کو اس نے تید کیا ہے اور پھیلا دیا ہے حتیٰ کہ جہاں پہنچا تھا پہنچا اور جس جگہ طیور ہو تو تھا بتو اور
 ہم مسلمان لوگ خدائی دعده پر ہیں اس کا پسند کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے شکر کا مدگار ہے۔
 رائے عزیز جو نکاپ خلیفہ کا مرتبہ رشہ مروارید کی مثل ہے جو ستر کے دافنوں کو ایک نظام میں
 منسلک کرتا ہے اگر رشہ لوث جاتے تو تمام دانے متفق ہو کر کھڑھاتے ہیں پھر کہ جماعت جمع ہونا مشکل نہ ہے
 ہے ان دافنوں اگر جبکہ عربی مسلمان تحوڑے ہیں یعنی اسلامی حیثیت سے ہیت ہیں اور اجتماعی قوت
 کے پیش نظر غالب ہیں اپنے قطب بن جائیے اور لوگوں کو جیگ کی طرف بیج دیجئے۔ مختصر
 طرز استدلال: علی الرضا کا فاروق عظیم کوشورہ دینا ان کی سلفت میں مرد جو دین کو دین اللہ
 کہنا نہ نہن علی مرسود من اللہ کہہ کر فاروق کو تسلی دینا اور ان کو قیم بالامر کے لقب سے ملقب
 کرنا صاف بتکارہا ہے کہ آپ کی خلافت راشدہ تھی اور اس کا جس خلافت پر مدارتعادہ بھی راشدہ تھی۔

المستہ کا حقانیت خلافت پر چودہواں استدلال

كَانَ أَنْعَلَمُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَأَنْصَحُهُمْ بِالْمِلْكِ وَلِلْمُكْلِمِ الْعَلِيَّةُ الْعَصِيرُونَ
وَغَلِيلَةُ الْفَلِيْفَةِ الْفَارِقُ إِنْ مَكَانَمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعِلْمٌ . (شرح نوح ابنا نوح المجرى)

(ترجمہ) اسلام میں ان سب سے زیادہ افضل ہیں کہ تم اگر ان ہے اور ان سب میں سے
اسد اور اس کے رسول کے زیادہ خیر خواہ خلیفہ اول ابو عبید صدیقؓ تھے اور ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ
جسے میں خلقیہ کہتا ہوں کہ ان کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے ۔

ظریف استدلال ۱۔ صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت و امارت کی سرحد و توسیع بتائیے اس سے
زیادہ کیا ہو سکتی ہے اگر وہ راست بازار پورے ایسا نہ دار اور مستحق خلافت حصہ ہوتے تو حیدر کا رجی
ان کے حق میں ایسا بیان نہ دیتے۔ مطلب واضح ہے مزید تفصیل کی جگہ انش ہے اور نہ ضرورت ۔

المستہ کا حقانیت خلافت پر پندرہواں استدلال

وَقَدْلَوَكَلَّا هُلْ هَذَا الَّذِينَ يَا عَزَازِ الْعُوْنَةِ وَسِرِّ الْعُوْنَةِ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ
وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَهِرُونَ وَمَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يُمْتَنِعُونَ تَقْرَبُ لَا يَمُوتُ إِلَّا فَمَتَّ
تَسِرُّ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ قَنْتَرِيفَ فَتَلَمَّهُمْ فَتَسْكَبُ لَا تَكُونُ لِلْمُسْلِمِينَ كَافِيَةً دُدُنَّ
أَقْعَدَ بِلَا وَهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ بِجَلَّ مَجَرَّيَادَ لَقْفَرَ
مَعَهُ أَهْلَ الْمِلَادِ وَالْتَّعْبِيَّةِ نَاهُ أَنْ أَكْهَمَ إِلَهَهُمْ قَدَّا لَكَ مَا تَعِبُتْ وَإِنْ تَكُنْ وَالْمُغْرِبِيُّ
كُنْتَ رَدُّا لِلْنَّاسِ وَمَتَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ - (ترجمہ) جب فاروقؓ علیہ نے روم پر
پڑھائی کا ارادہ کیا تو حیدر کراچی میں مشورہ لیا تو اپ نے فرمایا اس دین (اسلام) کو خلیفہ دشمن سے بچانے
اور مسلمانوں کی شرمندگی کی اللہ تعالیٰ نے نے ذمداری اٹھائی ہے جس خدالے مسلمانوں کی اعانت
فرمائی، حالانکہ وہ تھوڑے میں کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے اور ان کو مغلوب ہونے سے روکا ہے

جب کسی طرح رو کے نہیں جاسکتے جی لایہو تھے۔ اے عزیز اگر تو بپنی نفس اس دشمن کی رن
چلا جائے اور تکلیف اٹھائے تو سبھے کہ پھر سمانوں کے لئے ان کے اصلی بلاذنگ کوئی
جاءے پڑا نہیں سطھی اور آپ کے بعد سمانوں کے لئے ایسا کوئی هرج نہیں ہو گا جبکہ کی طرف وہ
رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف ایسے شخص کو بھیج دے جو تجوہ کا مرہبہ اور اس کے ماتحت ایسے
لوگوں کو بیجیدے جو جنگ کی تکلیفیں پہنچیں اور اپنے سوار کی نیصحت کو قبول کر سکیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ
نے خلیل نصیب فرمادیا تو فہمہ المقصود اور بالغرض اگر اس کے خلاف غلبہ میں آیا تو ان لوگوں کا
عدگار اور سمانوں کا مرتع تو موجود ہے۔

درستہ لال واضح ہے۔ عیاں لاچہرہ بیان۔

بِحَشْرَقِيْمَ اِيمَانٌ صَحَابَرَ كَرَامَ رَضِيَّوْنَ عَلَيْمَ اِيمَانِ

اسے مٹھیت اہلسنت میگہ اور اہل تشیع معاشر ضم!

سمان ان اہلسنت کے زدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نعمدہ کرام ایا نہ میں اور ان کی
محبت میں سماںوں کی بیجات ہے لیکن شیعی مدرس میں بعیض حضرت علی الرضاؑ اور حضرت مقدم اور
حضرت سلامؑ اور حضرت ابوذرؓ کے تمام مرتد میں، بے ایاں ہیں، تلمذ میں، فاسق میں، چنانچہ ملا باقر علیہ اپنی
قابل حیث تصنیف حیات انقدر بچ ۲ صفحہ میں رقطراز ہیں۔

عیاشی بن سند معتبر از حضرت امام محمد باقر را قریروایت کرده است کہ پوئی حضرت رسول اللہ مبارکہ موت نہود
مردم ہم مرتد شد تد لفیر پہاڑ نظر علی بن ابی طالبؑ و مقدمؑ و سلامؑ و ابوذرؓ۔

بکران کے علاوہ باقی صحابہ کرام کو بالعموم اور فاروق علیہم السلام کو سمان سمجھنے والے بھی شیعہ کے زدیک
کافر میں، چنانچہ ملا باقر مجلسی بچ ۲ صفحہ رقطراز ہیں۔

اسے عزیز آیا بعد ازاں حدیث کہ مر عامر روایت کردہ احمد بن حیج راجمال آس ہست کر شک کند در
کفر عمر و کفر کے کہ عمر اسلام داند۔

ذیل میں صحابہ کلام کے میان پر قرآن مجید اور روایات شیعہ سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔
لوٹ: ایمان اصحاب کلام کی بحث وَعَدَ اللّٰهُ لِلّٰهِ الَّذِينَ آمَنُوا کی تصریح تصویر فرمائیے۔

دلیل ۱۔ مهاجرین و انصار پکے ایسا ندار اور مغفور ہیں

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَا جَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَفَادُوا هُنَّا أُولَئِكَ
هُنَّا الْمُؤْمِنُونَ حَقًا لَّهُمْ مُغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (انفال) (ترجمہ) اور جن لوگوں نے
ایمان تبوّل کیا اور بھرت کی اور خدا کی راہ میں راستے بھڑے اور جن لوگوں نے ایسے نازک وقت میں مهاجرین
کو بگدوں دی اور سان کی ہر طرح خبیر ہی کہ یہی لوگ سچے ایماندار ہیں انہیں کے واسطے مغفرت اور عرفت و آبرد
والی رفتہ ہے۔ (ترجمہ فرمان عمل شیعہ)

دلیل ۲۔ کل مهاجرین و انصار مقرب بارگاہ خلافتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَا جَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْسِيْمَهُمْ أَعْظَمُ دَحْشَةً
عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولَئِكَ هُنَّا الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجِئْتُ لَهُمْ فِيهَا
رَفِيعٌ مُّقِيمٌ خَلِيدٌ لَّمْ يَنْبَغِي إِلَيْهِ أَبَدٌ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ أَخْبَرُ عَظَيْمٌ (سورة براءة)
(ترجمہ) جن لوگوں نے ایمان تبوّل کیا اور خدا کے لئے بھرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور
جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ خدا کے نزدیک درجہ میں کہیں بر عکر ہیں اور یہی لوگ اعلیٰ درجے
پر فائز ہونے والے ہیں ان کا پروردگار ان کو لبھنی مہر ہائی اور خوشنودی اور ایسے ہر سے بھرے بانوں کی
خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی آرام ہو گا اور یہ لوگ بانوں میں ہمیشہ ابد الابد ایک ریس گے
بیشک خدا کے پاس توجہ اور ثواب ہے۔

دلیل ۳ مہاجرین کی سب خطائیں معاف ہیں

نَالَّذِينَ هَاجَرُوا فَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَفْدَقُوا فِي سِيَّئِينَ وَنَاكُوا وَقُتْلُوا أَكْفَارٌ
عَنْهُمْ مِنْ نَاسٍ أَتَهُمْ وَلَا دُنْوًا يَمْحُجُّونَ تَبَرِّيَ مِنْ تَعْرِيَةِ الْأَنْهَرِ لَوْا بِآمِنٍ عِنْدَهُمْ إِنَّمَا قَاتَلُهُمْ
عِنْدَهُمْ حُسْنُ الشَّوَّابَ - (سورۃ الْمُنَثَّر)

ظر است لال، اشد کی ناطروں مکن چھوڑنا گھر میں سے نکلا جانا اور اسکے راستے میں تکلیفیں دی جانا پھر
دین حق کی خاطر لڑنا اور پیغمبر کی بیانات یاد رکھنے ایسا نہ رہتے اور ایمان پیغمبر ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۴ مہاجرین کے لئے رضا الہی کا سارٹیفیکیٹ

فَإِنَّ الْقُوَّةَ لِلَّذِلِّ وَمَنْ أَمْهَى حِرَمَنَ وَالْأَنْسَارَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ مِنْ أَهْلِهِمْ
عَنْهُمْ وَرَفِيعُهُمْ وَعَدَ اللَّهُمْجِشِتْ تَبَرِّيَ تَعْرِيَةَ الْأَنْهَرِ الْمُدَّنِ الْمُكَوَّرِ الْعَكْلِمِ الْمُرَدِّ الْمُلَمِّ
(تھی) بیقت کرنے والے اگلے مہاجرین و انصار اور نیکی میں ان کے پیروکار ارشاد سے راضی ہے
اور وہ ارشاد سے راضی ہیں اور فعل نے ان کے لئے بیشتر تیار کر کی ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
ظر است لال، آیت صاف بتداری ہے کہ تعالیٰ نے انھیں تک تمام صحاپکار کو سارٹیفیکیٹ دیا
ہے اور بیشتر تیار کر کی ہیں جو کہ ان کے فائز المرام اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۵ مہاجرین رضاۓ الہی کے ٹلبگار دین خداوندی کے مدگار ہیں

لِلْفَقِيلِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ فَذُمُّوا بِمِنْهُمْ يَنْتَغُونَ فَضْلًا
وَمَنْ أَنْهَهُ وَرِضْهُوا لَنْكَرْيَنْدَنَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَدْلِيلَ هُدَى اسَادِ قُدُونَ -

درستہ، ان ٹلبگار مہاجرین کے لئے جو لوگ اپنے گھروں اور ماں سے نکلے گئے ہوں کھش نہیں اور
رضاۓ الہی کے ٹلبگار ہیں اور خداجل جلالا و رسول اسد کے دین کے مدگار ہیں، یہی ہے ہیں۔

دلیل ۶:- قَاتُلُوا مُتَّسِعَيْلٍ مَا أَمْتَسَعَ بِهِ نَصَرٌ فُتَّهُ مُفَرَّجٌ مَا فَرَّجَ لَوْلَقًا فَأَتَاهُمْ
فِي شَيْقَانٍ (درستہ البقرہ) اپس اگر وہ رشاقی تھا تو اسی طرح ایمان سے آئیں تو پس دھرت
پا گئے اور آگر وہ پھر جائیں تو وہ کسی گمراہی اور رضد پر میں۔

ظرف استدلال۔ اس آیت میں تاریخ مطلق کا خطاب اسماعیل رسول مقبول کے ساتھ ہے منافقین
کے خالہ ری اور غیر مقبول ایمان کا نہ کہا نہ رہا تھے ہوتے ارشاد ہوتا ہے کہ منافقین کا ایمان مردود ہے اور
قطعان اقبالی قبول ہے۔

اسے میرے بھائی کے سچے صحابہ رضی اللہ عنہم کہہ دیا تھیں ہدایت متصور ہے تو کلیبندوں ہماری طرح
مسلمان بنتا پڑے گا اور نہ تمہرہ دھرم ہو رضدی ہو اور بے ایمان ہو۔ یہ آیت سات ہزار ہی ہے
کہ معاشر کرامہ نہ مونتیں ہی نہیں تھے بلکہ ان کا ایمان دنیا کے ایمان کے بنا پختے کی کسوٹی تھا۔

دلیل ۷:- وَلَكُنَّ اللَّهَ حَبِيبَ الْيَقْرَبَاتِ إِلَيْكُمْ الْإِيمَانُ وَزَرَّتَهُ فِي الْأَرْضِ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعُسُوقَ (رقہ) لیکن خداونکی میں ایمان کی بیت رہی ہے اور اس
تمہارے دلوں کو مزید ان کر دیا ہے کفر نہ رہا بلکہ رہا اور جامن ترجم فرمان علی شیعہ ۱۷

دلیل ۸:- إِنَّ الَّذِينَ أَمْنَوْا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهُدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ أُذْلِلُوا يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ الرَّحِيمٌ (درستہ البقرہ)
(ترجمہ) تحقیق بزرگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے تحریت کی اور رہا وغایمیں چیاد کیا یہ لوگ

رجت نہادنی کے ایمیدواریں اور اسہد تعالیٰ بنخشنے والا تمہرہ رہا ہے۔

ظرف استدلال۔ صحابہ کرام کے ایمان لسا اور رجت خداونکی کے ایمید را جو نے کامن کرہ دفع
لغظوں میں بیان فرمایا کہ اسہد تعالیٰ نے ان کے لئے مخفیت و رجت نہادنی کا اعلان فرمادیا ہے
کہ لا یغفلی علی ار باب البصیرۃ۔

دلیل ۹:- وَإِذَا قُتِلَ لَهُمْ أَيُّنُوا كَمَا أَمَنَ النَّاسُ تَلَوَّ أَلْوَانُ الَّذِينَ كَمَا أَمَنَ
أَسْهَمَ الْأَنْهَى هُمْ أَتَفَعَلُونَ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ (درستہ البقرہ پا)

از جو بحسب متفقون سے کہا جاتا ہے اسی طرح ایمان لے آؤ جس طرح لوگ صحابہ کرام ایمان لائے ہیں تو متفاق کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح مان جائیں جس طرح ہی تو نہ مان گئے ہیں فہر واردہ فہرست یورڈ میں اور لیکن وہ جانتے ہیں۔

ظری استدلال۔ مذکورہ بالا آیت میں متفقین کے ساتھ صحابہ کرام کے ایمان کرنے کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس پر مفترضین کو دلکشی دی گئی ہے۔

نوٹ: ماں آیت سے بساً شیعوں کی ابتدائی تاریخ کا بھی پرچلت ہے مانع ہے کہ ہم علی بیبل الافت ابھائی ہوئے پر مطلقاً صحابہ کرام کے ایمان سے متعلق تو آیتیں پیش کردی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے رسالہ را ایمان صحابہ کرام (اور تعمیر طرت) کا مطالعہ فرمائیے اب تک میں مجاہدین کے نام سے صحابہ کرام رضوان اللہ کا ذکر کیا جا گا ہے۔ **الحمد لله رب العالمين**

دلیل عذ ایمان مجاہدین بدرا

وَلَقَدْ تَعَزَّزَ مَا دَعَاهُ بِبُدْرٍ وَأَنْتَمْ أَذْلَلُهُ جَنَاحَيْهِ لَعَلَّكُمْ تَكَلَّمُونَ إِذْنَنُّوْلُ
لِلْمُؤْمِنِينَ أَنَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا إِنَّ الْمُلْكَ لِلَّهِ مُتَّبِعِيْنَ۔ (آل عمران)

(ترجمہ) یقیناً قدر نے جنگ بدرا میں تمہاری مغلی با وجود کہ تم دشمن کے مقابلے میں بے حریت سے پھر بھی خدا نے فتح دی پس تم خدا سے ڈرتے رہتے تاکہ اس کے شکر گزار نہ۔

اسے رسول اس وقت تم موتیں سے کہہ رہے ہے تھے کہ کیا تمہارے لئے کافی ہیں ہے کہ تمہارا پردہ گدار تین ہزار فرشتے احسان سے بیچ کر تمہاری مدد کرے۔ (فرمان علی شید)

ظری استدلال۔ اس آیت میں حسب فویل اشیاء کا ذکر موجود ہے۔

۱) تذکرہ مجاہدین بدرا (۲) خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے وعدہ اعانت اور تحقیق نصرت۔

۳) قلتی تعداد کے باوجود حصول فلبہ (۳) مجاہدین بدرا کیلیاں کا ثبوت (۴) پانچ ہزار فرشتوں کا نائل ہوتا۔

۴) صرف مجاہدین بدرا کی قلبی المیاناں و نصرت کے لئے خداوندی امداد ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ خود وہ بدد کا واقعہ تسلیم میں پیش آیا۔

مجاہدین پر شیعی اعتراض

جنگ پر ریس کفار کے ہر تین آدمی مقتول ہوئے جن میں سے ہمیشہ مرف حضرت علی المرتضیؑ کے باقی سے اور باقی باقی حضرات کے باختوں سے۔ صدیق اکبر کے باختو سے تو ایک بھی قتل نہ ہوا۔

جواب ۱ صاحب کرام کی تعداد میں سوتیرہ تھی کفار کی تعداد سو گناہ سے بھی کہیں زیاد تھی اس طرز عمل سامان تھا اس طرف باتا عده فوج تھی فوجی سامانی تھا اور تھے گھوڑے تھے فولادی تکوایں تھیں ایسے وقت میں قمیل تعداد کا کثیر تعداد پر مقابل آجائا تھی تھا اساری جماعت کی جہوجہد کا تجھے ہے یعنی اعتمادی گھوڑے دڈا کر جوئی روایتیں بتا کر کسی ایک نیا پد کے انداز جیادہ کو تسلیم کرنا اور باقی مجاهدین کا انکار کرنا خلاف عقل ہے۔

جواب ۲ اگر اس روایت کو تسلیم کرنا چاہئے تو پھر بھی کثیر تعداد میں کفار کو تائیغ کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ ورنہ خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح کو حضرت علی المرتضیؑ سے فائق ماننا پڑے گا۔

جواب ۳ اس اگر کسی کے باختو سے کفار کا تائیغ ہونا اس کی مخصوصیت کی دلیل ہے تو بتائیجے جنگ پر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے باختو سے کتنے مشکل قتل ہوئے۔

دلیل ۱۱ ایمان مجاهدین احمد

إِذْ عَدَوْتُمْ أَهْلَكَ سَوْيَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْعِدَ الْقِتَالِ وَأَنْهَهُمْ جَمِيعًا عَلَيْهِمْ إِذْ هَمَّتْ
طَافِتَانِ مِنْهُمَا نَفَشَلَا وَأَنَّهُ وَلِتَهْمَمَا وَعَلَى اللَّهِ كَلِيمَتُكُلِ الْمُؤْمِنُونَ
(ترجمہ) اسے رسولؐ ایک وقت وہ بھی تھا جب تم اپنے بال بھوں سے تو کہی بیکل کٹپ ہوئے
اور مؤمنین کو لڑائی کے مر پڑے پر بخار ہے تھے اور فدا سب کچھ ستا جانتا ہے یا اس وقت کا دعا تعجب ہے جب
تم میں سے دو گروہوں نے شاخ یا تھاکر پسپا کی کریں (اوہ پھر سنبھل گئے) کیونکہ خدا تو ان کا سر پر ت
تعاد مؤمنین کو خدا تعالیٰ پرستی بھرد سر کھنا چاہیئے۔ (ترجمہ فرمان علی شیدہ حاکم ص۳۴)

ظریف استدلال بـ مذکورہ آرٹ سے ثابت ہو رہا ہے۔

ر۱: مجاهدینِ احمد کامل ایمان نہ سنتے (۲) ہر دو کائنات کے جانباز پسی اسی تھے (۳) مجاهدینِ احمد کا سوت نہ تعالیٰ تھا۔
نوٹ ۱۔ واضح رہے کہ غزوہ احمد کا واقعہ تھا جس میں پیش آیا۔

مجاہدینِ احمد پر شیعی اعتراض

یہاں احمد سے صحابہ کرام کا بھائی ثابت ہے اور یقیناً یہ میت بڑے گناہ کا ارتکاب ہے۔
جو ایسے۔ بیشک بھائی بہت بڑا جرم ہے لیکن جب تعالیٰ معانی کا اعلان فرمادے کیا تب بھی
از اس جرم یا اس کو جرم چاہرہ ہے دیکھئے قرآن مجید میں صاف مذکور ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقُوكُمْ أَنَّهُ لَذِكْرُهُ يَوْمَ الْحِجَّةِ إِذَا فَشَّلْتُمْ وَمَنْتَأْتُمْ فِي الْأَمْرِ
وَعَسَيْتُمْ مُّنْهَى بَعْدِمَا أَنْكُمْ مَا تَعْبُونَ مِنْكُمْ مَنْ مُّرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ مُّرِيدُ الْآخِرَةِ
ثُمَّ صَرَفْتُمْ عَنْهُمْ مِّيرَتِيَّكُمْ وَلَقَدْ عَفَّ عَنْكُمْ فَإِنَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ط

(ترجمہ) اور بیشک نہ لانے (جنگ احمد میں بھی) اپنار فتح کا وعدہ پھاکر دکھایا جب تم سے
اکھر سے پہلے ہی حملہ میں ان کفار کو نرب تک کر رہے تھے یہاں تک کہ تھارے پسندکی پیزیر فتح ہیں
دکھاوی اس کے بعد مجھی تم نے مال نیست دیکھ کر بندلانہ پن دکھایا اور دوچھپے پھیے رہئے ہیں یا (ام جھگڑا کیا
اور رسول کی تاریخی کلمہ میں سے کچھ تو طالب دنیا میں دک مال نیست کل طرف جبکہ پھیے) اور کچھ طالب
اکرت، پھر پھر دنیا کو کفار سے تاکہ خدا تعالیٰ تم کر آتا مائے اور اس پر خدا تعالیٰ نے تم سے درگز کیا
روحات کیا، اور خدا موسوی پر بڑا فضل و کرم دالا ہے (ترجمہ فرمان علی شیعی)

جو ایسے۔ کاش کر شیعہ عزیز میت کے اغیر میں دامتہ ویتھما کرو کر یقیناً تراست اصرافی کرنے
کی جو اسی نہ پڑی حقیقت یہی نہ تعالیٰ نے تھا اپ کرام کی اس لفظ سے درستی کا اعلان فرما کر دشمنوں
کے منہیں لگام دے دی ہے۔

جو ایسے۔ صَدَقَكُمْ تَحْرِثُنَّهُمْ فَلَمَّا تَرَكُمْ سَارُّتُمْ عَسِيَّتُمْ تَعْبُرُنَّ صَرْنَگَيْمَنَّ
سب سے کس جمع کے غیر اور جمع کے سیٹے یہ جن میں نہ صدقیق اپنے اعلان کی جماعت کی تھیں ہے

ارد حضرت علی الرضاؑ اور ان کے حواریین ہفتو ہے تو برادر ہے ارٹکاب حیث ہے تو برادر ہے شیعوں میں اگر ہستے ہے تو علی بیل الائیان ادا نص مریخ کے طور پر قائم کریں۔
جواب ۵۔ اخراض کرنے سے پہلے معرفت کو چلا ہیئے کہ یہ ثابت کرے کہ آرت منع پہلے نازل ہو چکی تھی۔

جواب ۶۔ کون کہتا ہے کہ صاحبِ کرام دیدہ و انتہ بھائی تھے مسئلہ واضح ہے کشح بودت کے پرداز کی ساری جدوجہما تکے نام لائیں وہ بھے تھی۔

میدانِ احمد میں اور ہبہ دن کی بارش ہوئی اور حنور و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر رفاقت شہود ہو گئی بجا ہیں نے سن اور تپکے چھوٹ گئے اب اگر فرار و قیام میں آیا تو اس طریق سے کیا ایسے وقت میں مجبوری فرار بھی قابل موافہ ہے ہاتو ابرہا نکمان کن تو ضد قیام فرار تو بمنبع ہے جب علماء شامل ہوں جیسے ظروہ میں شہزاد فوج کی اکثریت جنگ میں مشغول ہو۔

جواب ۷۔ قال التوادی سعد بن عمر رضی اللہ المشاهد کہا و کان ثبت
معہ یوم احمد (ترجمہ) فاروق علام حضرت کے ساتھ سب جگنوں میں موجودہ اور احمد کے
دن بھی ثابت تھم رہا ۱۲۔ (اسدانغاہ - تاریخ سیوطی)

دلیل ۱۲۔ ایمان مجاهدین حنین

لَقَدْ نَسِيَ رَحْمَةَ اللَّهِ فِي مَا أَطْنَكَتِهِنَّ وَلَيَوْمَ مَحْتَذِينَ إِذَا أَعْجَبَهُمْ كُثْرَةً تَكَبَّدَهُمْ فَلَمْ يَتَعْلَمُوْنَ
عَنْهُمْ شَيْءٌ وَّ صَاقَتْ عَلَيْهِمَا الْأَرْضُ إِيمَانَهُنَّ بِهِنَّ تَحْمَلُهُنَّ مُؤْمِنِيْنَ تَحْمَلَنَّ اللَّهَ
سَيْكِيْتَهُ عَلَى رَسُولِهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَنْزَلَهُنَّ عَلَى الْأَرْضِ تَرْفُهًا۔

ترجمہ: مسلمانوں خدا نے تہاری بہت سی متعامت پر اعلان کی اور عاص کر جنگ حنین کے دن جب تم کو تہاری کثرت تھوڑے نے مفرد کر دیا تھا پھر وہ کثرت تم کر کچھ بھی کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے کہ نہیں پا جو بڑے اس دعست کے ترپنگ جو لوگی تم پیش کر پھر کر جائے تب خدا نے اپنے رسول پر اور موسی بن جریحی طرف

ہے تکین نازل فرمائی اور قسم شتوں کے شکر بھیجے جو تم دیکھتے بھی نہیں سمجھتے۔ (ترجمہ فرانہ علی شید مدت ۲۲۳)

فواہد آیت (۱) صحابہ کرام جس طرح باقی مشرکوں میں نائز المرام ہوتے اسی طرح جنگینہں میں بھی مطرود و منصور ہو گئے۔

(۲) مجاهدین حشین پر اشہد تعالیٰ کی طرف سے خاص سیکھتہ نازل ہوئی۔

(۳) مجاهدین حشین ایمان ملائکتے اور انہیں کی اعادہ کو خدا تعالیٰ شکر آسمان سے آلاتا ہے۔

شیعی اعتراض اور اس کے جوابات

جنگ میں بھی صحابہ کرام کا فرار ثابت ہے جو ان کے جذبہ ایمانی کے سلسلہ خلاف ہے۔

جواب: یہ فراد نہیں تھا بلکہ الحرب خدعت کے پیش نظر ایک تنگ دستے سے کفار کو تعمیر مارنے کو دے کر میدان میں لا کر جلا کر نامقصود تھا۔

جواب: کتاب الفائزی میں محمد بن اسحاق نے لکھا ہے۔

پیغمبر نہیں از مجاهدین فانصار و اہل بیت بازمانہ بروندشل بروکر و دل و جاس ف. الح
رالغادر دق حصہ اول شبیل ص ۳

جب کب صحابہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود ہتھے اور باقی حضرات اگر روحی معتقد ہے
بشرط بھاگ گئے تھا اور ہمیشہ کئے قطع تعلق نہیں کر سکتے تو یقیناً مر و ملعون نہیں بن سکتے
چنانچہ تعالیٰ نے بھی ان کے عنزہ کا اعلان کر دیا ہے۔

جواب: فرمائی ہے اگر فرار ذاتی ایسا قبیح تھا تو رسول کائنات نے اس پر ان سے ٹوکنہ کیوں نہ کیا۔

دلیل ۱۲ ایمان مجاهدین بیعتہ الرضوان

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَرْجِعُونَ لَكَتَبَتْ أَشْعَرَهُ (ترجمہ) بیشک فہد تعالیٰ
مومنین سے لاضی ہے جبکہ وہ مومن درشت کئے پھر آپ سے بیت کر دے گئے۔

دلیل ۱۴ ایمان مجاہدین حدد تبلیغیہ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ إِنْسَكِينَتَهُ فِي قَلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ رترجمہ اشیدہ ذات ہے جس نے اپنی خاص رحمت مومین کے دلوں میں نازل فرمائی۔

دلیل ۱۵ ایمان مجاہدین غزوہ احزاب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِذْ جَاءَكُمْ بِنْذِرٍ فَلَمْ يَكُنْ أَمْلَأَهُمْ بِرِيَاعًا۔
ترجمہ اے ایمان والواس نعمت نہادنی کریا درکر رحوم پر ہرئی جبکہ تم پر شکون کے شکرچڑی سے تھے پس ہم نے ان پر بہاؤ اور ایسے شکروں کو بھیج دیا جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

دلیل ۱۶ ایمان صغارہ کرامہ از کتب شیعہ

لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مَحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَرَى أَحَدًا مِنْ لَمْ يُشِدُّهُمْ
لَقَدْ كَانُوا يَصْبِرُونَ شَعْسَاتًا غَبْرًا وَقَدْ بَالَّوْ أَسْعَدَ | أَوْتِيَا مَا يَعْلَمُونَ هُنَّ مَا هُنَّ
وَعُذْ وَدِهِمْ وَلَقَفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمَرِ مِنْ ذَكْرِ مَعَادِهِمْ كَانَ هُنَّ أَعْذِرُهُمْ لَكَبَ
الْمُعْزَى مِنْ طَوْلِ سُجُودٍ هُنَّ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ هُنْلَاتٌ | أَعْنِقُهُمْ حَتَّى تَبَلَّجُوا بِهِمْ مَعَادُهُمْ
کامیمید الشجر لیوم الریاع العاشرت خوفاً من اعتقال بر جمال اللئواپ (ترجمہ ایلانچ اسٹا)
ترجمہ بیس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی بکاری دکھانی نہیں دیتا
اس مالک میں بیخ کرتے تھے کہ الجھے بھرے بال غبار اور چہرے ان کی لا تین قیام و سیور میں گزندی تیکی کی گئی
ان کی پیشانیاں صرف تجوید بحقیقتی تھیں کہیں رخسارے وہ اپنے معاوکے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے
باقیہ تہذیب مساجد میں کے طول سے ان کی آنکھوں کے دریان نشان تھے جب خدا نے تعالیٰ کا
ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب درامن کو تریکر دیتی تھیں سخت آنکھیں جس طرح

درست جنیش کر تلبے، خوتِ عقوبات اور ایمیدِ ثواب سے ایسے لزد تھے۔ نیرنگ فصلہ ۱۲۲
ظری استدلال۔ صحابہ کرام اور فضولان الشفیعین اتعین کافیہ انشال ہونا۔ سارا دن میلان کا منظہ میں اور
لاؤں کو رو بار نہادنہ میں سر بجود ہونا لکھتے ہیں جو دل و جسم سے پیشانی پڑشان کا نر و اہناء کر خلائق کی
سن کر زار دزار رونا۔ غناۃ البی سے ڈننا اور ثواب کا ایمیدوار ہونا۔ ہر عقائد جانتا ہے کہ یہ سب
چیزیں علامات ایمان سے ہیں۔

دلیل ۱۳۳ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

قَوْمٌ وَاللَّهُ مِيَامِينَ الرَّائِيْمَ مَسَابِيْعَ الْجَلْمَ مَقاوِيلَ بَاعِقَ مَتَارِيْكَ بِالْمُعْنَى مَخْوُ
تُدَمَّا عَلَى الْكَرِيْقَةِ مَا وَجَعَا عَلَى الْحَجَّةِ فَنَلَفِرُوا بِالْعُقُبَيِ الدَّائِيَةِ وَالْجَرَامَةِ

البَارِدَةَ - رجیع البلاذه مصری جزء ۱ ص ۲۷۹
(ترجمہ) صحابہ کرام ایسے لوگ تھے قسم خداکی ان کی لاہیں اور تمیزیں بلکہ تھیں ہے داشتناک
اور حکماز برداریوں کے مالک تھے راستِ گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و تتم کے ترک کرنے والے تھے
گز گئے ان کے پاؤں طاہ حق پر تاہم تھے اور دہ را و حق پر چلے اور جیشہ رہنے والی سرائی عجیبی میں فتح و
فیروزی حاصل کر کے کرامتوں سے نیقیاب ہو گئے۔ نیرنگ فصلہ ۱۲۳
ظری استدلال۔ واضح ہے کہ یہ علامتیں بغیر اعلیٰ درجہ کے ایماندار کے کسی میں نہیں پائی
جاتیں خدا جانے شیعہ کپا ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ حق و باطل کے دریان بھی تینز نہیں کر سکتے
نہ تو قرآنی آیات پر نظر ہے اور نہ یہ مدتی ارشادات پر۔

دلیل ۱۴۴ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

رَجِیْعُ الْبَلَادِ مَصْرُوْیِ بِرَوْسِ ۱۲۹
اَبِنِ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ دَعَوْنَى لِلْاسْلَامِ فَقَبُلُوهُ وَقَرَأُوْقَرْسَرَانَ فَلَدَّكُمُوا وَدَهْيَعَا وَالِّي
الْقَتْرَنَ فَوَلَّهُوَا وَلَهُ اَلْقَاتِحَ اَلِّي اَوْلَادُهَا وَسَلَبُو اَلْتِيْرَفَ اَعْمَلَهَا وَلَفَذُهَا بَاطِنَاتَ

الدُّرُسَ نَعْنَانَ حَفَّاوْ سَنَا عَنْتَ بِعَنْتَ هَلْكَ وَبِعَنْتَ تَعْجَالَيْتَ شَرَوْنَ بِالْأَحْيَاءِ
 دَلَا يَعْزَدُنَ بِالْمَوْتِ مَرَهُ الْعَيْوَنَ مِنْ أَنْكَارِ حَمْصَ الْبَطُونَ مِنْ الْقِيَامِ ذَيَّالَ الشَّفَاعَهُ
 مِنْ الْتَّدَعَّاءِ صَفَرَ لَوَانَ مِنْ الشَّهَرِ عَلَى دِجَوْهِهِمْ خَبْرَةُ الْغَائِشِينَ (وَلَئِكَ اَنْهَانِي
 الْذَّاهِبُونَ فَعَقَ لَنَا انْ تَظْمَنَّا إِلَيْهِمْ وَنَعْصَ الْاِيْدِي عَلَى تَرَانِهِمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ
 يَسْتَهِي لَكُمْ طَرْقَهُ وَيَرِيدُ أَنْ يَعْلَمَ دِيْنَكُمْ عَقْدَهُ وَيَعْطِيْكُمْ بِالْجَمَاعَهُ الْفَرَقَهُ فَاصْدِ فَعَا
 عَنْ نَزَغَاتِهِ وَنَفَثَتِهِ وَاتَّبِلُوا التَّعْبِيَهُ مَنْ أَعْدَهُ إِلَيْكُمْ دَاعِلُوهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ
 (رَسْهُو) وَهُوَ كُرُوبَهُ مِنْ اِسْلَامَ کی ہرفت بلایا جاتا تھا اور وہ اسے تبریز کر لیتے تھے وہ قرآن کریم کے
 تھے اور اپنے احتجادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جاد کے لئے برائیختہ ہوتے تھے اور اپنی
 دو دھرمیتے دالی او شنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلواریں نیا مولے سے کپینی لیتے
 تھے وہ دستہ دستہ اور گردہ ہو کر اطرافِ زمین پر جھا جاتے تھے اس پر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے
 ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں فوشنجری کی آزادی
 زمرے سداوں کی تحریت میں صرفت ہوتے تھے ان کی آنکھیں روئے رہتے تباہ ہو گئی جیسی ان کے
 شکم روزہ رکھتے رکھتے لا غیر ہو گئے تھے دعائیں کرتے کرتے ان کے ہوت مولوگئے تھے شہرِ میلہ
 سے زندیاں ان پر چاکیں سجدوں کا خلد ان کے چہروں پر موجود تھا تھا وہ لوگ میرے بھائی
 تھے جو پڑھ گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاس سے رہیں اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھوں
 کو دانتوں سے کاما کریں۔ رنیرنگ ضاحت ص ۱۳۴-۱۲۵)

ظریز استدلل، شیر جمل کے ارشادات نے یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام فتوان یا نسلیم اجمعین
 ایک زالی شان رکھتے تھے ان کے ایمانی بندبات بے شال تھے۔

دائی اسلام نے جب ہی ان کو اسلام کی ہرفت پکارا اپنیک کہا۔ قرآن پر حاصل کر دکھایا۔
 میدان کا نزار کی ہرفت بلائے گئے تو پرواں دار گئے۔ شوق شہادت کے پیش نظر نہیں نے تلواروں
 کی نیا میں توڑ کر سینک دی تھیں۔ رفتہ رفتہ ملک پر تھا گئے تھے۔ زندگی تو ان کیتھے فرجت و انساط

کا باعث ہی نہ رہی تھی۔ موٹ ان کے لئے ہیا میں حیات تھی۔ دربار غلام نمی میں گرگڑانا ان کا شعار تھا
راؤں کو ناد الہی میں رونا ان کا کام مقاومت شروع و خسروں کے آثار ان کے چہروں سے پہنچتے تھے۔
کیا کوئی صاحب عمل دیصیرت یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ خالق فاسق اور بے ایمان تھے۔ میرے
شیعہ دوستوں اگر جید کرنا کارڈنلی پہنچا ہے تو علی بسیل القین مجھے کہنے دیجئے کہ شرکے دن خدا پاہی
سے غوث رکھنے والا انسان کبی ایسے پاک لوگوں کے حق میں ناشائستہ احوال استعمال نہیں کر سکتا اور نہ
سُن سکتا ہے جبکہ حضرت علی الرضاؑ نے ان کو اپنا بھائی کہلہ بے ثابت ہے ان لوگوں پر جو بعلمان علیؑ کو
سب دشمن کر کے جبست علیؑ کے شیکیدار بنتے ہیں حالانکہ جید کرائے نے حق القین سماں پر کوشیطانی فرقہ قرار
دیا ہے۔ فاعتلہ دادی الایصال۔

دلیل ۱۹ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

وَلَكُنْ بِنِعْمَةِ اللَّهِ أَحَدُوكُنْ أَنَّ قَوْمًا أَسْتَشِهَدُ دَائِيَ سَبِيلِ اللَّهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَئْمَارِ وَيَكِيلُ فَسْلَ فَقْعَى إِذَا أَسْتَشِهَدُ شَهِيدًا نَاقِيلَ سَيِّدُ الشَّهَادَةِ -

(صحیح البخاری جزء ۲۵، مطبوعہ الاستقامہ)

(صحیح البخاری) میں بیان کرتا ہوں یہ بات کہ بیک نہ لے کے لئے میں ہمہ بین و انصار میں سے ایک
قوم شیعی کی گئی اور ہر ایک کا اپنا اپنا مرتبہ ہے حتیٰ کہ جب ہمارا شہید ایم جزو شہید کیا گیا یہ سید الشہادہ ہے ۱۷
ظری استدلال ہے۔ یہاں ہمہ بین و انصار میں سے مختوقین کو حضرت علی الرضاؑ نے شہادت سے تبریر
کیا ہے اور حضرت حمزہ علیؑ کو سید الشہادہ سے جو وصفنا ان کے ایمان نہ ہونے کی علامت ہے پھر
یکل فسٹل کے لفظوں نے تو چار چاند لگا دیئے۔

دلیل ۲۰ ایمان صحابہ از کتب اہل کتب

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ نَقْتُلُ أَبْلَاهَنَا فَإِنَّا لَأَعْمَلُ مَا يَرِيدُنَا ذَلِكُواْ رَعَى أَنَّا لَوْ تَرَيْدُنَا

(صحیح البخاری جزء متأخر)

(ترجمہ) اب تحقیق ہم حضرت کے ساتھ پہنچے اپ دادوں بجا توں افتخیلوں کو تسلی کرتے تھے اور یہ فعل بمار سے ایمان و سلام میں زیادتی کا باعث بتاتا تھا۔
ظری استدلال:- ظاہر ہے کہ یہ فعل نام صحابہ کرامؐ کلبے جس کو ایرانی طرف مسوب فرماد ہے ہیں۔

دلیل ۱۱ ایمان صحابہ کرامؐ از کتب شیعہ

وَقَدْ مَسَّتْ أَصُولُنَا نَعْنُ فِرْعَوْنَهُ لِرَبِيعِ الْبَلَاغَةِ جِزْءٌ مِّنْ ص ۲۷

(ترجمہ) بے شک اصول گز رجھکے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

ظری استدلال:- فروع کا مدل اصول پر ہوتا ہے حضرت علی الرضاؑ نے اس خطبہ میں صحابہ کرامؐ کو اصول سے تبریز کیا ہے اور اپنے نفس کو فروع سے اور ظاہر ہے کہ فروع اگر کافی ہوں تو اصول بند جہاں اکل ہوں گے اور سب سے پہلے تکمیل ایمانی کا درج ہے۔

دلیل ۱۲ ایمان صحابہ کرامؐ از کتب شیعہ

إِنَّ هَذَا الْأَمْرُ لِمَ يَكُونُ نَعْرَةً وَلَا خَدَّلَاتٌ، بِكُثْرَةِ فَلَاكِمَلَةٍ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَفْهَرَهُ وَجَنَدَهُ الَّذِي أَعْدَهُ فَأَمْدَهُ حَتَّى بَلَغَ مَا يَلْعَمُ وَكَلَّعَاجِشًا طَلَمَ -

ترجمہ جیک یہ دین کا کام اس کی نصرت و فتح لان کریت و قلت پر بنی نہیں۔ وہ خدا کا اپنا دین ہے جسے اس نے غائب کر دیا اور اسی کا اپنا شکر ہے جسے اس نے خود تیار کیا اور خود پھیلا یا حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا۔ ۱۲

ظری استدلال:- دین کا غائب ہنا ارتعانیا کے گوش گوش میں ہنپتا اگر یہ فضل ایزدی کا کاشہ ہے لیکن، کارت اشما و را ایمبار دین کے لئے ہر لوگوں نے جان و مال قربان کیا ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہا سکتا بالخصوص حضرت علی الرضاؑ سے یہ الفاظ اس وقت صادر ہو رہے ہیں جو کہ نادعی علم

ان سے جنگ فرس پر جانے کا مشروط طلب کر رہے تھے۔

بے حد تاسع ہے ان لوگوں پر جواب تک آنکھوں پیش و حسکے مذہب شیشے لگائے ہوئے
میں فاعل برداشتی الابصار اخیر میں ہید کراٹک ایک تصادع کی جاتی ہے تاظرین غور فرمائیں۔

خطاب علی مرکزیہ باشیعان خود زیرِ نگف فصاحت مترجم شیخ ص ۱۴۸

اب تو میری دل بے اور میں اس بات کو درست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے
دریمان تفرقہ امنازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملت فرمادے تو تم سے زیادہ میرے لئے
سرزادار ہوں وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی راہیں اور تمہیریں ہیون و مبارک ہیں وہ داشتندان
اور حکماء بردبار یوں کے مالک تھے۔

بحث متعلق فدک

یہ بیست پرانی بحث ہے بارہا اس سے متعلق فرقیین کے مابین مناظرے اور ربما جسے بھی ہو چکے
ہیں لیکن یوچیہ سارے تاب طبائع کے اقہار حق کے باوجود معاملہ جوں کا توں باقی ہے فعلی ہذا اقلًا
ہم شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات ذکر کریں گے أَنَّهُمْ فَقْتَالِيْمَاتِ بَرَزَخٍ

شیعوں کا پہلا اعتراض

ابو یکبر صدیقؑ نے سیدۃ النساء سے فدک چیزیں یا اتنا اس پر فرماتے اہلہ بنت رسول نواس والپر گئی تھیں
حالانکہ فدک ائمہ و شیعیں آیا تھا فعلی ہذا اصلیق قائم علم اور ظاہر ہے کہ قائم علافت کا مستحق نہیں بن سکتا اس پر
دلیل پیش کرتے ہیں لَوْصِيَّمَا لَهُ فِي أَدْلَاءِ دَكْمَ اللَّذِيْنَ مِلَّ حَقَّ الْأَنْتَقِيَّنَ ط

جواب دینے سے پہلے اعتراض کے دفعات کو شمار کر لینا چاہیئے مزید شرح و دفاقت کے
لئے خاص جملے درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ ندک چھین لیا گیا (۲) حضرت فاطمہ زینب (ع) ندک ان کے مذہب میں آیا تھا۔
 (۳) صدیق خالق شہر (ه) خلافت کا مستحق نہیں بن سکتا (ل) یُوْحَنْجِیْلُهُ اللَّهُ۔ الخ
 جب آپ نے ان دفعات کو ملاحظہ کر لیا تو گویا آپ کے ذمہ میں شیعوں کے اعتراض کے بعد شق
 آگئے ہیں کے جوابات ترتیب فارمول میں ملا جائیں گے۔

جواب ۱: صدیق اکابر کا سیدۃ النّاس سے ندک چھین لیئے کے عملان بیان کرنا اسرار بھوٹھے
 اس لئے ضروری ہے کہ پہلے ندک کے حدود اربعہ اپنے مذهب کے مطابق کتب شیعہ سے ثابت
 کرے کہ ندک سے مراد مختصر سایہ ہے یا وسیع تریں کیونکہ شیعیں ابتوں کے مطالعہ سے پڑھتا ہے کہ
 ندک کے حدود اکابر پر وہ بھی متفق نہیں۔

ندک کے متعلق پہلی روایت

فَلَمَّا كُذِّلَكَ فِي دَلَكَ فَأَنْهَا قَرِيْبَةً كَمِيرَةً ذَاتَ نَعْلٍ كَثِيرٍ۔ ۱۲۔ الخ

(ابن ابی الحدید شرح نہج البلاعہ ج) اصل ۱۲۸ پھر الہ من ادب ناخرا (۱۴۸)
 (ترجمہ) اور ندک اس طرح نہیں ہے (ترجمہ لوگ مشہور کہ ہے ہیں) بلکہ یہ ایک بڑی بستی ہے جس
 میں بہت سے بھروسے کے دخالت ہیں۔

ندک کے متعلق دوسری روایت

حَدَّ أَقْلَلَ (عریش مصر) حَدَّ دُومَ (روڈہ الجمل) حَدَّ سُومَ (تمہ) حَدَّ ثَارَمَ (جبل أحد)
 راصول کافی ۲۵۵ پاختلات الوار (عاشر ص ۱۲)

ندک کے متعلق تیسرا روایت

ہاردن رشیم نے امام موی کا قلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ندک نے لیں میں آپ کو والپس فیتا ہوں
 تو حضرت نے الگار فرمایا میہا تک کہ ہاردن رشید نے اعلار کیا تو حضرت نے فرمایا الگار وہ خواہ ندک تم مجھے بیتے ہو تو

اس کے پورے حدود مجھ کو دو تو میں لیتا ہوں نہیں پس۔ ہارون نے کہا اس کے حدود کوں سے ہیں پس حضرت نے فرمایا۔ (حداصل ندک) عدن پس ہارون کا زنگ فتن جو گیا اور حدود فنک سمر قند ہے، پس ہارون کا زنگ تردد ہو گیا اور حدود فنک افرینہ ہے پس ہارون کا زنگ سیاہ ہو گیا اور (صحیح بارم) سمعت الہ رب ہے جو علاقہ جزر اور آرٹیس سے متعلق ہے۔ پس ہارون نے تو بھی ہمارے لئے کیا رہ گیا، پس حضرت نے فرمایا میں نے تم کو پہلے کہا تھا کہ اگر بیس تم کو حدود کر کے بتاؤ تو تم نہ سے سکو گے۔ (انوار نعائیہ ص ۲۱، مناقب فائزہ ص ۲۲۸)

لہذا ہب تک ندک کے تعلق متفقہ علیہ بیان پہلی کر کے ان روایات کو باحسن و تجوہ لے دی کیا جائے تب تک نہ ہب امیت پر کوئی اختراض واقع نہیں ہو سکتا۔ تاظرین ملاحظہ فرمائیے رسالت مأجود کی وفات کے وقت حکومت آئی ویسیع ذہنی پھر ندک کا اخمام طالبہ اسے تعبوت کہا جائے یا تلقیہ فاعتبیر دیا اولی الاصمار۔

جواب ۳: اسلام غصب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ خلافت صدیق اکبر سے پہلے ندک سیدۃ النساء کے قبضہ میں رہ چکا تھا تو مت قبضہ بیان کی جاتے اور اگر نہیں تو غصب کا دعویٰ ہی اقرار بجلیل ہے۔

جواب ۴: کی ابو بکر صدیق نے سیدۃ النساء سے ندک چین لیا یا اہتمالی قبضہ دیا۔ اگر اتنا اُنیٰ قبضہ نہ دیا تو اسے غصب تبیر کرنا بھی جھالت کا ثبوت دینا ہے۔ والا افلا اختراض قطعاً۔

جواب ۵: حضرت سیدۃ النساء کا تاریخ ہو کر دالپس آشریت کے جانا ہر ہٹانی ہے پہلے یہ فرمائیے کہ سیدۃ النساء صدیق اکبر کے پاس حقیقت میں گئی بھی تھیں یا نہ۔ علی السقید یاداثانی اختراض باطل ہے۔ علی السقید اللذل علوم ہوئی کہ ابو بکر صدیق نہ حضرت سیدۃ کے نزدیک صحیح الایمان برزگ تھے صرف غبیل فیصلہ ندک کے تعلق تھی جس میں حضرت علی بن محبی شریک ہو گئے۔

۵ ایں گناہیت کہ در شہر شما نیز کنندہ

جواب ۶: اگر حضرت سیدۃ آشریت کے جانا مطاہبہ حق کے لئے تھا تو علوم ہو اکہ صدیق اکبر

ان کے نزدیک خلیفہ حق تھے اور وہ صحیح مانتی تھیں وہ خلیفہ جو دے امید انصاف لے کر جانا شاید
حضرت کے خلاف تھے۔ وعلیٰ العکس اخراض ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۳۔ حضرت سیدہ شہب سدیق اکبر شریعہ کے ہاں دعویٰ فدک کے کریم۔ اس میں حضرت
علیٰ الرضاؑ کی رفاد اجازت شامل تھی تو وقتِ اجازت بیان فرمائیے۔ اور
ساختہی ساتھیہ بھی واضح کرنا ہو گا کہ جس کی اپنی اجازت فرمائی ہے میں کل اپنے زمانہ خلافت میں
اس کے خلاف کیوں کیا اور جب استفادہ کیا گیا تو اپنے یہ جواب کیوں دیا۔ کوئی عذر دست
فِدَكَ إِلَى دَرَكَةَ فَاطِمَةَ لَتَفَرَّجْ وَأَعْتَقْ أَوْلَاقَرَقَ عَنْيَ جُنْدِيٍّ۔

(ترجمہ) اگر میں فدک ناظمۃ الزہراؓ کے وارثوں کو درکرد ول تو میرا شکر مجھ سے بعد ہو جائے گے
کیا بقول شیعہ حضرت علیؑ بزدل نہ ٹھہریں گے۔ حالانکہ خلیفہ کے لئے جڑات شرط ہے۔
جواب ۴۔ قولِ فاقہل نہار افس گئیں۔ یہ بھی شیعک حضرت سے جہالت کے سلک پر ایک بہتان ہے۔
کہ حضرت سیدہؓ کی نلاماٹی کی کیا وجہ ہے کیا یہ کہ سدیق اکبر شریعہ کے طبقاً سرور کائنات کے مال سے
ورثہ کیوں نہ دیا۔ یا یہ کہ حضرت سیدہؓ کی کیوں نہ دیا۔

علیٰ التقدیر الاقول کیا سرور کائنات ملی اللہ علیہ وسلم اور ازواج معلمات نے بھی اس قسم کا دعویٰ دائر کا
پر با بغیر ورثہ کے۔

علیٰ التقدیر الاقول کیا سرور کائنات ملی اللہ علیہ وسلم اور ازواج معلمات نے بھی اس قسم کا دعویٰ دائر کا
من ارشی فعالیہ البيان و علیٰ التقدیر الاثانی اخراض نہ رہا۔

اور اگر اخراض کی نوعیت یوں ہے کہ حضرت سیدہؓ کو مال فدک نہ دیا گیا اس لئے سدیق اکبر شریعہ
بھرم ہے تو پھر معاشر من کو بتانا پڑے گا کہ حضرت علیٰ الرضاؑ جو حضرت عباسؓ، حضرت سُن بن علیؑ، حضرت علیؑ
بن الحسینؓ، حضرت حسن بن حسینؓ، حضرت زید بن سُن بن علیؓ، حسن بن حسنؓ کے جائی پر عجلت مآب
شیعوں کا کیا فتویٰ ہے جبکہ خیراً و فدک یکے بعد دیگرے ان کے قبضہ میں آکتا ہے۔ اور انہوں نے
بعینہ سدیق اکبر شریعہ کے دستیر کے مطابق مل کیا ماہوا جہا بکھفہ دھرا باتا۔ ۵
عجیب شکل میں آیا یہ سینے والا جیب دامان کا بہ۔ واعتراف انکا ادھر اور ادھر انکا ادھر اور ادھر ا

جواب ۸:- اگر سیدہ پاک کا ناراضی ہر جانا ہی باہت اخراج ہے تو ثابت کرنا ہو گا کہ وہ کس پر ناراضی ہوئیں۔ حدیث اکبر پر یا اپنی ذات پر۔ اگر صدیق اکبر پر ناراضی ہوئیں تو اس حدیث سے خصیت علیٰ اُپنی بُکریۃ العقیدۃ دکھانا پڑے گا جب تک اسی روایت سے اس قسم کا جلد پیش نہیں کیا جائے گا دعویٰ ادا ناراضی فتحراہم ہے گا۔

وعلی التقدیر اثنان اخراجی واقع نہ ہو گا فاذاجاء الاحوال بطل الاستدلال

جواب ۹:- اگر صدیق اکبر پر صرف یہی الزام ہے کہ انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے سیدہ النساء ناراضی ہو گئیں تو شیعہ عترف کو تانا پڑے گا کہ حسب تولی و اتفاقات کے پیش نظر چنانچہ کے والا الاستفتاء سے حضرت علی پر کیا فتویٰ صادر ہو گا بیننا فترجمہ

حضرت علی پر سیدہ کی ناراضی

کتب علل الشرائع اور بشارت المصطفیٰ اور مناقب خوارزمی میں یہ مذکور ہے علی بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب عصر طیار میشے میں کتنے ان کے لئے کسی نے ایک کنیز پر بینی کاس کی قیمت پارہ زار در برم تھی اور جب عصر طیار میشے میں آئے اس کنیز کو بطور ہریر پنے جائی علی بن ابی طالبؓ کے پاس بھیجا افسوس کی تیرو جناب امیر کی خدمت کرنی تھی ایک دن جناب فاطمہؓ گھر میں آئیں اور وہ کیا کہ سرچناب امیر کا اس کنیز کے دامن میں ہے جب وہ حالت ملاحظہ فرمائی تو تھیز ہوئیں اور پوچھا آیا اس کنیز سے تم کئی تعلق کیا ہے جناب امیر نے فرمایا بخدا اسوگندہ میں نے اس کے ساتھ کوئی اخراج نہیں کیا اب تو کچھ تم کو منظور ہریساں کر دکر میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؓ نے کہا مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے اجازت دی لیں جناب سیدہؓ نے چادر سرپہ اور ڈھنی اور اس پر برقہ ڈال کر متوجہ خاڑ پر ہوئیں اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؓ اپنے بیاپ کی خدمت میں پہنچتیں جب تک از جاتب خداوند حسیل حاضر ہوئے اور کہا حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ جناب فاطمہؓ تمہارے پاس علی بن ابی طالب کی شکایت کرنے آرہی ہیں

ترحق علیؑ میں کوئی پیز فاطمہ سے قبول نہ کرنا۔ جب ناظرؑ داخل دولت مملئے پدر بزرگوار ہوئیں حضرت رسولؐ نے فرمایا اعلیؑ کے پاس جائیا۔ سبھوئیں تم سے راضی ہوں پس جناب فاطمہؓ جتاب ایشؑ کے پاس تشریف لائیں اور تمین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں (جلاما العیون اندوختہ ۱۳)

حضرت علیؑ پرستیدہ کی ناراضیگی

جلاما العیون اندوختہ ۱۳ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے ایک شقی کی اس خبر پر کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی اڑک کے تعلق نکاح کے لئے خواستگاری کی ہے حضرت علیؑ حضرت علیؑ مرضی پر نلاخ ہو گئیں اور رات کے وقت بغیر اطلاع کے لام تھیں کو کندھے پر بھاکرا اور امام کلثومؑ کو دلبئے ہاتھ میں سے کاپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریفے گئیں امیر علیہ الرحمہنام نے گھر میں سیدہ کو نہ پایا تو ہب غلیں ہوتے ہیں کہر سب کا پتہ نہ چلا بوجہ شرم و حجاب بیت رسولؑ میں جانے سے بھی کہر نہ گئے باہر کے تو مسجد میں نمازیں ادا کیں اور وہ خال کو جمع کر سو گئے جب رسولؑ خدا نے سیدۃ الشادیوں غلیں پایا دربارِ عداؤتدی میں لا الہ عن کی دعا فرمائی گھر میں سیدہ کو بھرا اور تو اہوا پایا۔ ان کو مع ان کے گوشہ ہائے جگر کے ساتھے کہ حضرت علیؑ کے پاس پہنچی اور تراب کے لقب سے یاد فرمائے جگایا اور فرمایا جاؤ ابو بکرؓ دعڑ کر ملا لاؤ ان کے آنے پر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا علیؑ سمجھ تھیں باتے فاطمہؓ نے اس نے اسے آزار دیا اس نے مجھے آزار دیا۔ ملخصاً

(حقائقین اندوختہ ۲۵۵ سطر ۱۱)

نوٹ:- ناظرعن پڑھتے وقت ذرا اشیعی تہذیب کو ملاحظہ فرماتے جائیں۔

حضرت علیؑ پرستیدہ کی ناراضیگی

جب ابو بکر صدیقؑ سے حضرت سیدہ عالیؑ داہیں تشریف لے گئیں تو حضرت علیؑ مرضی کو جا کر یہ فقط کہے۔ مانند چشتین در حرم پر وہ نشین شدہ و مثل خانہ بیان در خواہ گرخستہ۔

جو اب۔ نار انگلی فعل تلبیت ہے جب تک زبان سے ظاہر کیا جائے نا اسکی متصور نہیں ہو سکتی اگر معرض غصب سیدہ کامیٹی ہے تو اسے ثابت کرنا ہو گا اماست کی کتابوں میں ان الحدیث لفصر بعضہ بعضی کے ماتحت صحیح و رکھنے جس میں شریعت فاظ فتنے صدیق کاظمہ اس معاملہ میں اپنی نلاشگی کا اکیار کیا ہے حالوا برهان کمان کنتہ ضد قین۔

(۲) رہ حضرت سیدہ نہ کلایاں کرنا اس کے متعلق مشی کریں ثابت کرنا پڑے گا رہ حضرت سیدہ کا یہ تریں شریعت سیدہ کے ساتھ باشنا فنکڑ کا نتیجہ ہے یا محض قرآن سے سمجھ ریا گیا ہے۔ علی التقدیر یا تذکرہ ثبوت چاہیے و علی التقدیر یا ثانی بات اتنی قابل حیث نہیں جس پر دستے بڑے جھگٹ کی بنیاد رکھی جائے اور اگر افرض خلاف اس تحقیق کو غیر معتبر تصور کرنے ہوئے بگوئے گے تو پھر اسے جواب دو ہر ناپڑے گا۔

(۳) جب موسیٰ علیہ السلام کوہ حمرہ سے داپس آئے تو گو سالہ پرستوں کے مالا میں دیکھ کر حضرت ابرار بن علیہ السلام کی دلaczی اور سر کے بالوں کو انہوں نے قرآن مرجدہ کے ماتحت پکڑا یا نوچا تھا یا نہیں کر کے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بار بار حضرت علیہ السلام کو ان کے افعال پر گناہ کا ہبھی متعقیات کی بنیاد پر تھا یا مطابق واقع تھا۔

(۵) شیعی روایات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خیال کرنا کہ میں باپ سے بڑھ گیا ہوں یعنی تھا یا نہیں۔

(۶) شیعی روایات کے مطابق رسول کریم نے حضرت علیؑ کو قبلی کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا کہ نیات کی بنیاد پر یا تطعیمات کی بنیاد پر۔

(۷) حضرت سیدہ کامیٹی پر نار ارض ہو کر رکنا ہمچو جمیں الخلقینی لمر تھا یا اندازہ طبیعت۔

(۸) حضرت علی المرتضی کا یہ گمان کہ اگر میں نے عثمان کا بدل لیا تو میری قوت پولی جائے گی واقع کے مطابق تھا یا طبعی خیال۔

سو اگر آیات و دلایات کے مجموع ہونے کے باوجود حضرت رسول اللہ علیہ السلام پرستی علیہ السلام
خود حضور علیہ السلام حضرت سیدنا اور حضرت علی الرضا فیضیات اور لذانہ جمیعت کی بنیان پر ایک چیز
کہہ دیتے ہیں تو حضرت امام المؤمنین کے ارشاد کریں اور اس امر پر محوال نہیں کیا جاتا۔

بیٹھا میٹا ہپ پ کڑا کڑا اس تو بخو

جواب ۱: اگر صدیق اکابر پر شیعہ کا یہ اعتراض ہے کہ صدیق اکابر پر سیدنا کاتانا افسوس ہو جانا
باعث خبط اشیل ہے یا باعث نفس ایمان ہے تو چیرا یہی تجزیل الایمان محرف کو حضرت امداد علیہ السلام
کے متعلق بھی بتانا پڑتے گا کہ امداد علیہ السلام کے ایمان کی آپ کے ہاں کیا پرتوشن ہے جو کہ ان پر
رسول علیہ السلام نبی وقت کاتانا افسوس ہر ناقرآن سے ثابت ہے ہیئت نوجہہ ا

جواب ۲: انسوں کو شیعہ مفترض نفس غصب اور اختاب کے درمیان فرق نہ معلوم کر سکا وہ
اسے ترا اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ پلتی۔

جواب ۳: سوال کرنے کو بھی سلیمان پریسے جانیں لعنی شیعہ امداد علیہ منتکی کتابوں کو اگر بغور کیا
جائے تو یہاں افلاط غصب موڑ دے دیاں افظور نسباً بھی موجود ہے۔ کاش کہ یہ دری صاحب نے پورا
مطالعہ کر کے اعتراض نہ کیا۔

إِنَّهُ لَعَلَّا سَمِعَ كَلَامَهَا حِيَدَ اللَّهَ دَائِشَنِي وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مُتَقَوِّلًا يَا نَافِرَةَ النَّسَاءِ
فَأَبْشِرَنِي إِلَّا كَيْوَدَ اللَّهِ مَا عَدَدْتُ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلَتِ إِلَّا
يُأْمِمَ قَدْ قُلْتُ نَأَكْلَغْتُ نَأَغْلَظْتُ نَاهَبَرْتُ شَفَرَ اسْمَلَنَا فِيْكِ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ دَفَعْتُ
الْأَكْتَ رَسُولُ اللَّهِ دَحَاهَتْدَ إِلَى عَلِيٍّ دَأَمَّا سَوْنِي دَالِيكَ فَلَمْ يَسْمَعْتُ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولَ
إِنَّا مَعَاشِرُ الْأَفْيَاءِ لَا تُرِثُ دَهْبًا وَفِضَّةً مِلَكُوتَهَا وَلَا دَارًا وَلِكُنَا نُورِيَتُ الْإِيمَانَ
فَالْعِمَّعَ وَالْعِلْمَ دَالْتَهَ وَسَوْنَتِ بِعَمَا أَمْسَيْتِ وَنَعْصَمْتِ نَقْلَتِ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ
وَهَبَهَا لِي مَنْ يَشَهَدُ بِذِلِكَ تَعَاجَمَ عَلَيَّ أَعْمَ إِنْ طَالِبُ دَائِمَ أَمِينَ نَشِيدَ لِهَا بِذِلِكَ
نَعْجَاءَ عَمَرَ بْنَ الخطَابِ وَعَبْدَ الرَّزْكَ دِينَ بَشَعْنِ فَشِيدَ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کان یقِتَمَها فَتَالَ الْوَبْکَرِ صَدَقَتْ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَصَدَقَ عَلَى وَصَدَقَتْ أَمْ ايمَنَه
وَصَدَقَ عَمَرَ وَصَدَقَ عَبْدَ الرَّحْمَنَ وَذِكْرَ أَنَّ لَكَ مَا لِأَيْمَنَكَ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ حَصَلَ لَكَ اللَّهُ
عَلَيْكُو وَسَلَّمَ يَا فَذَدِّ مِنْ فَذَكَ قُوَّاتِهِ وَيَقِتَمَ الْبَابَيْنَ وَيَعْمِلُ مِنْهُ فِي سَيِّدِ اللَّهِ وَلَكَ
عَلَى الْعَوْانِ أَصْنَمْ يَهَا هَمَّا كَانَ يَصْنَمْ تَرْفِينِي بِهِ لَكَ دَلَاهَدَتِ الْعَهْدُ عَلَيْهِ يَمَدَ
كَانَ يَأْفَدَ غَلَّتِهَا فَيَدِنَ فَمَ إِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْغَلَّاتَ بَعْدَهُ كَذَلِكَ

رسْمِيْم مطبوعہ طہران جِزْء٢ بحوالہ نسیخۃ الشیعہ

(ترجمہ) جب ابو جہر سیدین شے حضرت سیدہ کا بیان نہ آرخدا کی تعریف اور حدود برخوبی مصلحتے
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہ ہائے سب احمد بن سے اپنی افضل باپ کی صاحبزادی خطاکی قسم میں نے
رسول نبیرؐ کی ماۓ مبارکہ سے تجاذب نہیں کیا میں نے تو اپسے عکس کے میں طلاق کیا ہے بیٹھا اپ
نے بات کر لی اور بڑی تلاطفی سے اکابر زیوال فرمایا ہے لیکن یہی طرف سے تجویہ دلے ہے کاشت تعالیٰ
ہم کو لاد کو مغفرت فرمائے جو دھلادہ کے بعد نلاسیہ کے میں نے حضرت رسول کریمؐ کی سوانح اور
آتی حال حضرت علیؑ کے سپرد کردیئے ہیں اور ان کے علاوہ میں نے تیرے والی سنا تا کہ ہم اپنیہ کا
گروہ مونے چاندی نہیں کا وارث نہیں بلتے بلکہ ایمان جلت علماء منت کا دراثت بنلتے ہیں میں
نے تراس پر عمل کیا ہے میں کلبجے اپ کے والدین گوارنے حکم کیا تھا اور خدا کی قسم میں نے فیض رواہی
کی ہے اس کے چواب میں حضرت سیدہ نے کہا میرے آجان نے بجے ہب کرواقاً اپنے فرمایا
بتائیا س معاشر میں اپ کا گراہ کرن ہے پس حضرت علیؑ اور ساتم لین اسے انہوں نے ہب کی کڑی
دی ان کے بعد حضرت گروہن خاطب اور حضرت عبدالرحمن بن عوف آئے تو انہوں نے یہ گراہی دی
کہ حضرت اپنی زندگی میں اس کی پیداوار کو تقسیم کرتے ہتھے پس ایذا کرنے کے باعث رسواں تجویں کی
صاحبزادی اپ نے سچ فرمایا اور ان سب نے سچ فرمایا اب تصنیف کی بات یہ ہے کہ بآخوند کیلئے
ستادی تیرے لشے ہے اور حضرت دسویں کریمؐ نکستے ہمہاری گورا راتات جتنا کوئی لیتے تھے اور باتی کو
تقسیم کر دیتے تھے اور بعض تیرے لاضی کر لے کے لئے میں سلفا کہتا ہوں کہ میں اسی طرح کرتا ہوں گا

جس طرح حضرت کرتے تھے۔ پس بی بی صاحب اس بیان پر اپنی ہو گئیں اور اب بکر ملیق سے وعدہ لے یا آپ سپر عدہ مدت المترک اسی طرح کرتے رہے اس کے بعد باہم خلق امارتی بھی اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ امیر مارٹن ماک ہذا تو اس نے اسے جائیر بلڈی اپر جا کر حضرت عمر بن عبد العزیز نے اولاد سینئر پر رد کر دیا۔

اکثر وہ ہے فدک کے متعلق یہ شیعہ کتاب کی روایت افسوس کش حضرات نہ ہماری روایتیں ماتے ہیں نہ اپنی۔ سچ ہے ہشت دھرم کا کوئی معلائق نہیں ہے۔
جواب۔ میراث انبیاء کا شب بھی بالآخر ہے اس لئے مفترض کر دیا اپنے گا لگ کر اونکھا تباہ کے مال سے درخواست کلتا بھی ہے اگر ترا باب انجام میں ہے تو چھپوں میں کی معافیت کا لیا جو اب ہے جبکہ یہ حدیث مختلف عبارتوں کے ساتھ نہ تھیں کی کتابیں میں موجود ہے۔

نبوئا رسول رورایت عدم توریث ملک تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اَنَّ الْعُلَمَاءِ يُنْهَاةُ الْأَنْبِيَاءَ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُؤْتُوْ تِنْوَانِيَاءَ وَلَا دُرْكَهَا وَلَا كِنْ
 أَوْرَتُوْ الْعُلَمَاءَ فَمَنْ أَخْذَ مِنْهُ أَخْذَ بِغْظَ ذَاهِرٍ (مولانا محدث کتاب العلم)

امام جعفر صادقؑ کا فتویٰ

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَنِسْتَةَ الْأَنْبِيَاءَ دَذَاكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُؤْتُواْ مَعْنَى دِرْكَهَا وَلَا دِنْتَارًا
 وَلِنَمَا أَوْرَتُواْ الْحَلَوِيَّةَ مِنْ أَحَادِيثِهِ (اصح کلف محدث کتاب العلم)
 ہر دو عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے رارث علماء ہوتے ہیں اس لئے انبیاء اپنی رہائش میں دریں و دریا نہیں چھوڑ کرتے بلکہ صرف علم و حکمت چھوڑ جاتے ہیں جس نے ان کے علمی ذخیرہ سے تسب استعداد حاصل کر لیا اس نے بلا حصے لیا۔

اوہ اسی مضمون کی روایتیں مسلم درجاتی میں بھی موجود ہیں افسوس کہ ہشت حصہ اب بھی خلیق خدا کو دھوکہ دینے کی خاطر اپنی نسخہ پر پکے ہیں۔

جواب اے صدیق اکبر کا سیدہ کو باوجود مطالبہ کے در شرمندی اگر قابل اصراف ہے تو
شیعوں کے پاس ذیل کی روایت کا یہ جواب ہے جبکہ سیدۃ النساء اپنے ابا کے پاس
حسنینؑ مکتن کر ساختے کرتے ہیں ورنہ کاملا بکرتی ہیں لیکن آپ یہ جواب دے کر ٹال
دیتے ہیں۔ میرے بچے حسنؑ کے نئے سیری اہمیت ہے انہی میرے بچے حسینؑ کے نئے سیری جرأت
ہے فرمائیے فخرِ دنیا مپر شیعوں کی طرف سے کیا فتویٰ عامد ہوتا ہے۔

أَتَ تَأْمِنُ مُؤْمِنًا بِنَتِ رَسُولٍ إِنَّهُ مَصَّلٌ إِنَّهُ عَلَيْهِ فَسَلَامٌ فَلَا يُكَوِّنُ الظُّرُفَّ فَلَمَّا قَاتَ
يَا سَوْلُ اللَّهِ هَذَا إِبْنَانَ نَوَّرَ ثُمَّ مَا شِئَ قَالَ أَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ لَهُ هَيْبَةً دَامَتُ الْحَسَنِ
فَلَدَهُ جُرُونَى۔ دخصال ابو بادیہ مطبوعہ طہران ص ۲۹۳

کیا یہاں بھی شیعی گھبیں گے کہ آپ اعیاذ بالله رسالت کے مستقذ نہ ہتے۔

حدیث توریث کے متعلق مختلف چالیں اور ان کے جوابات

پہلی چال اِنَّ الْأَمِمَّا دَلَمْ يُعِتَّلُ عَادِنَهُمَا دَالِ روایت میں ابوالجھری موجود
ہے جو کہ مدہبیاءہ است ہے فعل ہذا شیعی کتب میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جواب ماقول تو یہ ابوالجھری وہی نہیں ہے جس کا ذہب سنی مشہور کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ
رسول کافی میں جس ابوالجھری کا ذکر ہے اس کا نام ذہب میں ذہب ہے جو مدہبیاء شیعہ ہے لیکن ابوالجھری
منہب حدۃہ است کے ساتھ والستہ ہے اس کا نام سید بن فہرون ہے۔ فان محل الاشكال۔

دیکھنا اس طائفکی فتنہ کو شی دیکھنا ندکشی کے واسطے ایمان فروشنی درکھنا

حق سے ان کی مجرما جپشم پوشی درکھنا اور بھرہا ملک کی خاطر گرم ہوشی درکھنا

جواب اے خدا جانے کلینی صاحب نے اصول کافی امام مهدی کی فہمت میں پیش کی ہو گئی
اس وقت انہوں نے کیوں یہ کہہ دیا کہ ہذا اکاپ پرستیعتاً انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جب یہ
کتاب طبع دیا ہے تو تائید کرنے کا کیا فائدہ۔ کاش کہ ان باطل خیالات کا

کوئی کھوج نکالتا۔

دُوسری چال:- اگر انیاڑ کے مال سے درہ نہیں نکلا تو ازدواج النبی کو ان کے درہ سے مجرم کیوں دینے گا۔

جواب:- بکیا معرفن صاحب یہ ثابت کرنے کی وجت گواہ کریں گے کہ اذیاج ملکہ شاہ کو قبرے بعد از وفات سرور کائنات دینے گئے۔

جواب:- اگر وفات سے پہلے خاندان پاپی یورت کو کوئی مکان غنایت کرے تو کیا شیعوں کے کے نزدیک اسے بھی دشکے ساختہ موصوم کیا جائے گا۔

جواب:- اگر آپ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو وجتِ در عالم کی زندگی میں قرآن مجید کے اندر دستِ حکیم پرستگار کیوں کہا گیا اور در ترتیب فی بیوت التسلیم کیوں نہ کہا گیا۔ بہر حال شیعوں کے سوالات اس قسم کے لفظ ہوتے ہیں جنہیں سن کر تیرت ہوتی ہے۔ جب ہم نے اصل مسئلے کو صاف کر دیا اور شیعوں کے سب افراد کا ذمہ اپنے لیکن جواب دے دیا تو امام فلک نود بخوبی اڑ جائے گا۔

آیت مقدسہ سے شیعوں کا استدلال اور اس کے جوابات

لُوْصِيْحَمَا اللَّهُ فِي أَرْلَادَحْمَ بِلَذِكْرِ مِثْلِ نَظِالَ الْأَنْثَيْمِينَ ط
طڑا استدلال ہے یہ نصیحت کے لحاظ سے نبی غیرتی کو شامل ہے لہذا جس طرح امت کے مال میں سلسلہ واثت جاری ہوتا ہے اسی طرح حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں سلسلہ تواریث جاری ہو سکتا ہے۔

جواب:- اگر تیرت کے خطاب کے لحاظ سے معرفن کو اس قسم کے افراد کرنے کا دامیہ پیش کیا ہے تو اسے بتانا پڑے گا کہ فَإِنَّمَا مَطَابَ لَكُمْ مِنَ الْتِبَاعِ فَثُلَاثَ دَرِيمَ میں بالاتفاق خطاب علی سبیل العوام ہے کیا اس میں حضورؐ کی ذات مقدس داخل ہیں یا نہ

اگر داخل میں ترویل اور اگر خارج نہیں ہیں تو سرمختا ب کہ مر گیا ماہوا جو اکتم فوجا جانا
جوائیں۔ اگر قبول معتبر خطا ب کو عورت پر رکھا جائے تو سب ذیل ہمارت مسلم
بین الغریقین کا کی مطلب ہو گا۔ آمَانُهُمْ أَنْتَ أَتَبِعُهُ۔ اخْسَ

(رسراجی لاہستہ) و شرائع الاسلام لاہل الشیعہ

یعنی اولاد مسلم کا فریاپ کی رادث نہیں ہیں کتنی یا باپ بیٹے میں سے اک نلام ہو تو بھی
سلسلہ تواریث نہیں چل سکتا۔

جوائیں، اگر معتبر فرہ بھر تو بے کام بیتا تو اسے احتراں کرنے کی ضرورت بھی نہیں
نہ آتی اس لئے کہ اولاد یا نبیا کے مال میں ورثہ نہیں ہے۔ کیا لا یغفی علی ارباب البحیرۃ
ٹانیا یہ کہ ندک مال نئے تھا اور قاہر ہے کہ مال نئے کسی کے ملک میں واقع ہا ملک و متصور
نہیں کیا جاتا اور ندک کافی ہے ہر ناتوان ہر منہ شمس ہے کہ دو صلح کے سلے میں یہودیوں نے
نصف زمین ندک کی دینی منظور کی تھی جو مسلمانوں کے پاس مدعا العزیزیت المال کی ہوتی ہے۔
قرآن مجید پڑیں ہے مَا أَقَادَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ التَّرَیْ فَأَنْتَهُ دَالَّتُهُ

دَلَّتِی الْقُسْبَیْ فَالْيَمَنِیْ دَالْسَکِیْنِ دَابِنِ التَّبَیِّلِ۔

اس میں خاص فہرپ پڑیں احمدیک کسی کا تفسیر نہ تھا۔ قرآن مجید کا مطلب واضح ہے کہ مال نئے
کی پیداوار میں سے اس کے ہم پر بھی فریض کیا جاسکتا ہے اس سے رسولؐ بھی وقتی ضرورت میں ہوتے
کر سکتا ہے۔ آپ کے رشتہ دار اہل قیم مکیمین مساز بھی کھا سکتے ہیں۔

نوٹ۔ جو وکات ذ القربۃ حقۃ سے دلیل لیتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں کیونکہ
محمدؐ پیریز کے متعلق حکم کرنا شان الوہیت اور شان نبوت کی ہٹک ہے جب کہ یہ آیت
کلی ہے اور ندک کا مسلمانوں کے ہاتھ میں آنا بھروسہ کے بعد ہے دیسے دل بدلانے
کے لئے شیعہ لوگوں کیلئے پکڑتے رہیں تو اس بات ہے۔

دوسری آیت سے شیعی استدلال اور اس کے جوابات

دَرِيْثَ سُلَيْمَانَ دَاؤْدَ (ترجمہ) اور سلیمان داؤڈ علیہ السلام کے دارث ہوئے۔ طڑا استدلال ہے اس آیت سے معلوم ہوتا کہ انہیں علیہم السلام کے مالیں مالوں توریث جاری ہو سکتے ہے۔

جواب ۱۔ اگر شیعہ مفترض تھوڑے سے تدبیر سے کام بنتا تو اسے احراف کرنے کا داعیہ بھی پیش نہ آتا۔

اس لئے کہ اگر مفترض کے نزدیک راقعی یہ آیت قابلِ جمعت اور قابلِ استدلال گوی ہے یہ آیت کنایت سے گاہک داؤڈ علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے علاوہ نہیں تھے۔ ورنہ سلیمان علیہ السلام کے تھیں میری پورے ذکر کی کیا وجہ ہے۔

جواب ۲۔ اِنَّ سُلَيْمَانَ دَرِيْثَ دَاؤْدَ دَائِنَ مُحَمَّدَ سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّيْتَ سُلَيْمَانَ۔ رَاجِلَكَافِ (ترجمہ) بیشک سلیمان علیہ السلام داؤڈ علیہ السلام کے دارث ہوئے اور حضرت رسول کریم علیہ السلام کے دارث ہوئے۔

اگر سب قول مفترض درش سے مولا بہاں وہ شہ مال لیا جائے تو بتائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام کی کون سی مالی جانلوکے دارث ہوئے۔

اعتراض از اهل تشیع

کریمۃ النساء کا اگر ندک میں حق نہیں تھا تو مسیقی اکبر سے کیوں طلب کیا اور ابو جہنم پر کیوں نلاش رہیں اور ان سے مدت اندر سکیوں کام نہیں کی۔

جواب ۱۔ چونکہ سردار کائنات کی زندگی میں آیتیں اور حضرت مسیح کا کثریح فدک کی پیداوار سے آتا ہے اس لئے حضرت مسیح نے مجھا کریں مال ہمارے ملک میں ہے اس پر انہوں نے مسیقی اکبر سے مطالبہ کیا۔ واللہ اعلم۔

جوابت:- صدیق اکبر پر حضرت سیدہ کامرانی رہنما قلعہ غیر مثبت ہے ہم نے گذشتہ جوابات میں فریقین کی کہ بوس میں جوالجات باتفصیل نقل کرمیے ہیں (شرح میم طبعہ طہران حج ۲۵)

جوابت:- صدیق اکبر سے حضرت سیدہ کامرانی کلام ذکر اس کا مطلب ہے نہیں ہے کافی تدوینی (ب) صدیق مطلب اس کا یہ ہے کہ اس مسئلے میں گفتگو نہ کی چنانچہ فتح ایسا ری شرح بنانی لائق ۱۲ میں ہے نہ لفہ تکانہ فی ذلات ان دراسی طرح شرح سلم نوری مندرج ۲ مشین بمقابل میں موجود ہے من شاد فلیط الاعظم ثقائیہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آئین فوٹ:- ہبہ رالی روایت تعلماً ناقابلِ قبول ہے کیونکہ اس کی روایت میں شیعہ رادی موجود ہیں۔

واقعہ ہجرت اور رفاقت صدیقی سے متعلق شیعی اعتراضات کے جوابات

شیعی اعتراض:- کہا جا آہے کہ ہجرت کی شبِ انحضرت محلِ اشیاعیہ وسلم خارجی رفتے کو اپنے بستر سے پر سلاک رائیتے شریعت نے جا ہے نہ کہ راستے میں ابو بکر صدیقؓ ساختہ ہوئے ہے حضرتؐ نے اپنے اخلاقی حسن کے پیش نظر منع نہ فرمایا انہیں کا جانا حضرتؐ کے نشاکے خلاف تھا۔

جوابت:- فریقین کی ہجرت میں اس سرپر شاہد میں کہ انحضرت محلِ اشیاعیہ وسلم بغرضِ نفیس صدیق اکبرؑ کے دعاز سے پر شریعت نہ کے۔ چنانچہ باذل ایلہ (متعدد شیعہ علماء حیدری میں رقمطران ہیں)۔

چون سالم بحفظ جہاں آفسن	چنین گفت رادی سالار دیں
بسوے سرائے ابو بکر رفت	ززندیک آن قوم پر مکر رفت
کہ سابق رسولش خبر وادہ بود	پئے ہجرت اذیز آمادہ بود
گیوشش نداۓ سفر رکشید	نبی بر در غانتہ اش چوں رسید
زھانہ بردں رفت ہمراہ شد	چوں بو جھڑ زار حال اگاہ شد

مطلوب: جب انحضرت اس پر بکر قوم سے روانہ ہوئے تو سیعی سے صدیق اکابر کے درات خانہ پر تشریفتے گئے اور وہ بھی بھرت کے لئے تیار تھے کیونکہ حضرت نے اسے پہلے سے ہی مطلع کیا ہوا تھا جب انحضرت صدیق اکابر کے در روانہ سے پر پہنچے تو ان کے کافر پر مشکی نہ پہنچی جب صدیق اکابر کو روانہ کا علم ہوا تو گھر سے باہر آیا اور ساختہ ہز لیا۔

(فت) اس تو پیغم و شریع کے بعد بھی کوئی عقل کا اندازہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ صدیق اکابر خود بخود ساختہ ہوئے تھے۔

جواب: ا۔ یہ بھی اس سے زیادہ واضح اس کے الفاظ میں سمجھئے۔ ملا باقر مجلسی حیات الحروب میں لکھتے ہیں کہ: شادوندہ اسلام میرزا ندوی سفرایہ کے ابو جہل و اکابر قریش ج ۲ ص ۳۷ تبدیل کردہ انہ کے ترا بقتل رساند و خدا تیر امر میکند کہ علی را در جائے جو تھا بانی الی قول و ترا امر کرو، است کہ ابو بکر رہ را ہمراہ خود ببری۔

ترجمہ: شب بھرت جبڑا علیہ اسلام سرو کائنات کے پاس آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ ابو جہل اور دوسرے قریش تبدیل کر کچے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں اس بنا پر آپ کو خدا کا حکم ہے کہ علی مرتضیٰ کو اپنے بیٹے سے پر مسلمان کیجئے اور یہی حکم فرمایا کہ ابو بکر کو اپنے ہمراہ کے تشریفت لے جائیے۔

تعاریض: اب فرمائیے ابو بکر صدیق خود بخود گئے تھے ما بحکم خدا۔

جواب: یہ بھی اور عبارت ملاحظہ فرمائیے فتحی بن عسکری ص ۲۱، نیر آیت کلمہ عاہد و اعہد اُمرکَ اَنْ تَصْحَّبَ اَيْاً يُكِرِّرْ فَإِنَّهُ اُنْ لَّا تَلِفَ وَ اَسْلَمَ فَعَدَ اَنْكَ دَشْبُتْ عَلَى تَعَاہِدِكَ وَ تَعَاهِدُوكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ وَنَتَارَكَ وَ فِي غَرَبِ اِيمَانِكَ وَنَعْصَمَوْكَ نَتَالَ رَسُولَهُ اَنْتُو سَلَّمَ اَنَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِمَا فِي بَنْدِ پَرَاضِیَتِ اَنْ تَرِنَ مَقِیْمًا بَابِکَ رَبِّیْلَی فَوْلَهُ تَالَ اَبُو بَکِرِ رَبِّیْلَی اَرَسُولَ اَللَّهِ اَمَّا لَوْ اَنَّا عِشْتُمْ مُّمَرَّالَدِیَا وَ اَعَذَّبُتُ بَعْتِیْمَهَا اَشَدَّ اَعْدَابِ لَا يَرِنَ عَلَى مَوْتٍ مُّرِيْمَ وَ لَا نَرْجِ مُنْيِمَ وَ كَانَ دَالِلَغَبَنِي مَعْجَبَتِكَ تَكَانَ

ذِلِّكَ أَهْبَطَ إِلَيْهِ فَانِّا مَا لَكَ بِعِجْمَيْعِ مَالِكٍ هَبَنِي مَغَافِنِتَكَ فَهُنَّ وَأَنَا وَلَفِي
دَمَارٍ فَاهْلِي وَقَلِيدِي إِلَّا فِدَاءُكَ يَارَسُولَ اللَّهِ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ الْأَجَرَ مَمَّا أَنْكَمَ
اللَّهُ عَلَى قَدْلِكَ وَوَجَدَ مَا فِي مُوَاقِفَةِ الْمَاجِرِي عَلَى لِسَانِكَ فَعَلَّكَ صَوْقِي۔ يَمْزِيزُكَ
الْتَّمَعَ وَالْبَعْرِي وَالْتَّائِسَ مِنَ الْعِصْدِ يَمْزِيزُكَ لِقَاسِدِحِ مِنَ الْبَدْنِ ۲۰-

(ترجمہ) شبِ یہودتِ حضرت کے پاس جبریلؐ امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم
نرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکابر کے جائیے کیونکہ اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور
مساعدت کی اور آپ کی تروہت و نیاز خشراپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہو گا۔ پس انھر
نے فرمایا اسے ابو بکرؓ کیا تجویہ پسند ہے کہ تو میرے ساتھ ہے اور تو اسی طرح طلب کیا جائے جس
طرح میں طلب کیا جاؤں تو صدیق اکابرؓ نے جواب دیا یا حضرت اگریں سادی تر شدید ترین عذاب اور
تکلیفوں میں بستلار ہوں کہ تو مجھے موت آئے اور نہ ذرہ بھر تکلیفت دفع ہو لیکن یہ سب کچھ تینی ہی
محبت کے لئے ہر تو خدا کی قسم وہ مجھے میوب ہے اس سے کہ میں تمام شاہی اخوانوں اور ملکوں کا
بادشاہ ہو جاؤں لیکن رہوں تیرا مخالفت۔ اے میرے پیارے میوب میں تو میں رہا میری جان تو
کیا چیز ہے میرا مال اور میرا اہل دیوال سارا تجھ پر تربان ہے۔ پس انھرست نے فرمایا بیکھ فدا تعالیٰ
تیرے دل پر مطلع ہوا ہے جو کچھ تیری زبان پر مقاعدہ انسانس کے موافق پایا ہے تو اشد تعالیٰ
تجھے میرے لئے عنزہ کا ان ناک اور سر کے کردیا ہے میرے تم سے اور بنزرت در فوج کے کردیا ہے
میرے ہدن سے ۔

تلہیج، شیعو! امام عالی مقام کی اس روایت کو بار بار پڑھو اور اپنے علم شہوات مٹاو
جس کو من پیدا تھیں کی ضرورت ہو تو وہ سب ذیل شیعی کتب کا مطالعہ کرے ۔

(۱) تفسیر شریعتۃ النبیح ص ۳۳۳، ۳۳۴ (۲) مجالس المؤمنین ص ۲۱۔

جواب: اگر شیعہ لوگ اپنی کتابوں سے مکمل واقفیت حاصل کریں تو ان کو صحابہ کرام نے
کسی بزرگ پر رب کشاوی کی نوبت بھی نہ آئے گی چنانچہ صاحب مجالس المؤمنین رشید رکھتے ہیں ۔

ہر رفقن محمد و بر بے فرمان خدا یو د رجیالس المؤمنین ص ۲۱۷
 (ترجمہ) سرو اخہر ت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابو بکرؓ کا سامنے گئے جانا بغیر ارشاد
 الہی کے نتھا۔

شیعی عتراف ۱۔ غار کے بعد رسول کا حادثہ کا حضرت ابو بکرؓ کو لائن گز کہنا بتلاتا
 ہے کہ ابو بکرؓ فرگئے تھے۔

جو اپنے اس قسم کے شبہات میں وہ شخص بتلا ہو سکتا ہے جو علم سے تعلماً ہے یہ ہر ہو ورنہ
 قرآنی آیات اور کتب حدیث ولفظ سے صاف پڑھتا ہے کہ حزن در سرے کا ہوتا ہے اور شوف اپنا
 لیکن اگر حزن سے مراد بقول شیعہ خوف کیلیں لایا جائے تو کوئی ساحج ہے۔ دیکھئے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں خداوندی ارشاد ہے لا تَغْتَرْ إِنَّمَا يَعْلَمُ اللَّهُ مَا
 أَمْرَسَ لَكُمْ۔ (ریاضۃ الرحمۃ) اسے موسیٰ نبڑا میرے دبار میں پیغمبر ﷺ نہیں کرتے۔
 دیکھئے اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرگئے تھے فرمائیے کیا موسیٰ علیہ السلام کی
 ذات بھی شیعی نقطہ نظر میں طعون ہو سکتی ہے۔

(۲) لا تَغْتَرْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَكْلَى۔ پڑا (ریاضۃ الرحمۃ) اسے موسیٰ نبڑا پیش کر دیکھئے۔
 یہاں موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ سارین حادثہ ہونا ثابت ہوا ہے غذا جانے شیعی
 دار الاستفتار سے کلیم انشہ پر کیا فتویٰ حاصل ہوتا ہے۔

(۳) لا تَغْتَرْ إِنَّا نَسْلَنَا إِلَى قَوْمٍ لَّوْطَرْ تَرْجِحُهُ فَرَسْتُوْنَ نَے ابراہیم علیہ السلام سے کہا اپنے
 مت کیجئے ہم تو قوم لوط کی طرف بیسیے گئے ہیں۔

فرمائیے ابراہیم علیہ السلام کو جی تو کیا موسیٰ نبڑی تسلیم کیا بلے گا یا نہیں۔

(۴) لا تَغْتَرْ وَ لَا تَعْنَى إِنَّا مُنْجُونُكَ وَ أَهْلَكَ پڑا (ریاضۃ الرحمۃ) آپ نہ خوت کیجئے اور نہ
 غم، ہم ہی تجھے اور تیرے اہل کو بچانے والے ہیں۔

یہ خطاب لوط علیہ السلام سے ہے خون در زدن کے ہر در میختے ان کے حق میں استعمال کئے

گئے ہیں۔ شیعی علماء خدا جانے ان کو کس نگاہ سے دیجتے ہوں گے۔

(۵) لَا تَحْزِنْ عَلَيْهِمْ حَتَّىٰ (ترجمہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان پر فتنہ کیجئے۔

چلو یعنی ہمیں اعراض تو یہ حاضرین کا الفاظ صدیق بکری کے حق میں ثابت ہے زیاداً

یہ دون کا الفاظ خود انحضرت کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۶) الْأَخْفَافُ وَالْأَتْحَازُونَ وَابْشِرُوا بِالْعَنَّةِ الَّتِي لَنْتُمْ تَوْعَدُونَ (ترجمہ)

(ترجمہ) اے جہشیوں خوف و فتنہ کر دو اور بیشتر بریں سے (جو کتنہ کو وعده دیا گیا ہے)

خوش ہو جاؤ۔

اس آیت میں خوف و فتن کا جہشیوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

بحث متعلقہ لشکر اسما

شیعہ کہا کرتے ہیں کہ صدیق اکبر نے شکر اسما سے تخلص کیا حالانکہ اس امام

کے ماتحت حضرت نے خود تیار کر کے روانہ کیا تھا سب کو نام بنام متعین کیا اور بڑی تباکہ فرمائی

چنانچہ حدیث شریعت میں ہے۔ جَهَنْفَاجِيشَ أُسَامَةَ لَعْنَ اللَّهِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا

(ترجمہ) اس امام کے شکر کو تیار کرو جو اس سے تخلص کرے گا انشک اس پر لعنت ہے۔

جواب ۱۔ طعن کامل دلیل پر ہوتا ہے دلیل میں جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کا افری نکٹا

المفتضات کی کتب میں نقیر مل و خل شہرستانی کے کسی میں نہیں ہے اور شہرستانی حسب کتب جرج و

تمدیل ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہے اس بنابرہ دلیل ضعیف ہے اور ناستبلط۔

جواب ۲۔ صفر پریر کے دن حضرت نے حکم دیا۔

۲۔ صفر مغل کے بعد حضرت اسما کو حاہیر بنایا۔

۲۸ صفر بدعا کے روز آپ بیمار ہو گئے۔

۲۹ صفر غیس کے روز باؤ جو دلکھیت کے آپ نے نشان درست فرمایا۔

حسب ارشاد تبریزی شکر مقام جرف پر پہنچا جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے صاحبہ کرامہ نے بھی تیاری کر کے نجیبے بھیج دیئے کہ اتنے میں حضرت کو تکلیف زیادہ ہو گئی۔

۱۰. سیع الاول کو افاقہ ہوا تو اپنے لئے چھ حضرت اسماءؓ کو تیار فرمایا وہ تیاری کرنے کے حضرت کی حالت نازک ہو گئی۔ سارا شکر شدیدہ گیا تیاری بند ہو گئی حضرت نے فاتح پاؤ۔ صدیق اکابر خلیفہ بنائے گئے۔ حضرت اسماءؓ نے جنہاً مقام جرف پر گاؤ ریا۔ فوج جمع ہونے لگی تھی کہ مدینہ میں اطلاع پہنچی کہ قبائل عرب مرتد ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ صدیق اکابر سے بعض اچھے صحابہ نے کہ کر شکر اسماءؓ کی روائی ملتوی کر دی جائے لیکن صدیق اکابر نے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ جس شکر کو سرورِ کائناتِ نفسِ نفسیں تیار فرمائے چکے ہیں مجھے طاقت نہیں کہ اسے روک دوں جتنا پھر حضرت ابو جہش نے حضرت اسماءؓ کو شکر سمجھتے ہیجا اور وہ فضل خداوندی کے سامنے منزلِ مقصود تک پہنچ کر کامیاب ہوئے اور بعد وہ شام کو فتح کر کے واپس تشریفیت لائے۔

لہذا اس مسئلے میں صدیق اکابر پر فتنہ کرنا حقیقت سے لا اعلیٰ کی دلیل ہے۔

بِحَثٍ لَّسْتُ بِخَيْرٍ عَمَّا

شیعی عتر ارض:- ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے لست بخیر کہ دعا لکھ کم جس کا ترجیح ہے کہ میں تمہارے لئے بہتر نہیں ہوں اور علیؑ تم میں موجود ہے اس سے حضرت علی الرضاؑ کی افضلیت مسلم ہوتی ہے۔ لہذا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں بن سکتا جبکہ وہ منصور تھا۔

جو ابٹ اہلسنت کی کتب معتبرہ میں اس بارہ کا نام و تاثان تک نہیں ملتا ہو تو اس سے دلیل پکڑنا خلاف دیانت ہے۔

جو ابٹ اسیہ بارہ میں بیل التسلیمؓ کے ما بین بیت پر دلالت کر رہی ہے اور کرنفسی پر محو لی ہے۔

بحث اقرارِ معاہدے اور بکریہ

شیعی اعتراض۔ البر کرنے پر معاہدہ کا اقرار کیا تاہم نہ کامل الیمان نہ رہا پھر جو بکریہ
اسے خلیفہ تسلیم کیا جاتے۔

جواب۔ حقیقت میں شیعوں کو بعض صحابت نے یوقوت بنایا ہے۔ حافظہ زمل میں
نقل کشیدتے ہیں اندازہ خود لگائیں۔

حدیث شریف

حضرت خلیفہ علیہ السلام کا اس تناصیلی بکریہ کے پاس سے گھٹا اس حال میں
کردہ ردِ باتفاق صدیق بکریہ نے رعنے کی وجہ پر چیز اس نے کہ اک خلاد معاہدہ ہو گیا کیونکہ حضرت
کے پاس ہیں بہشت و سفرخ الیسی یاد ہوتی ہے جیسا کہ ہمہ انکھوں سے دیکھ رہے ہوں
لیکن جب گھر میں آتے ہیں تو بوجہ مشغولیت سب کپڑے بھول جاتے ہیں۔

صدیق بکریہ نے سبب آتا مددِ دلیل میراگی یہی حال ہے حضرت کے پاس گئے تو اپنے نظریاً
اگر تباراہی ہی حال ہے تو فرشتے ہیں۔ سے ساقِ مسافر کریں تبارے بیالس اور تبارے بستری
پر میں اسے حنظلہ کیجیے۔ (ترغیت)

ناظرین غور فرمائیں رَبَّنِیْ اَنْ حَذَرَتُكَ الْمُبَارَكَ شَهِيدٌ وَشَهِيدٌ اَنْ كَمَانِ دَشْتَانِ دِيْنِ کَامِنِ۔

جواب۔ اگر مدرس اصول کافی مدد کا مطالبہ کر لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی مزدوری بھی
کسوس دہوتی۔ ردِ ایمت ملا ظفر فرمائیے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَتْنَاهُ تَافِقَتْ فَقَالَ فَإِنَّمَا مَا تَفَقَّدَ وَلَوْنَاتِ فَقَتَ مَا أَتَيْتَنِي۔

رتضیٰ علیہ السلام ایک جوان افسر کے پاس آیا اور کہا یا رسول احمد بیک میں منافق ہو چکا ہوں

آپ نے فرمایا اشک قسم تو منافق نہیں ہے اگر تو منافق ہرتا تو ریسے پاس نہ آتا۔
اصول کافی کی اس حدایت نے بتا دیا کہ سبیے بیان تبریز منافق حقیقت پر بنی نہیں ہے یہے
دیاں بھی نہیں ہے۔ نافذ الاشکال

فاروق شان اور شیعی کتب، عزتِ اسلام فاروق اعظم کی ذات سے وابستہ ہے

رَدَى الْعَيَّاشِيُّ عَنِ الْبَاتِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَعْتَادَ لِلْإِسْلَامَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ يَأْنِي جَهْلِ بْنَ هَشَّامَ رَوْجَهْلِ (امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اشہد اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابن جہل بن هشام سے عزت عطا فرماء۔

طرز استدلال:- دیکھئے رسول کا نہاتہ نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علیٰ رفعی
بھی اسلام کے حلقے میں آچکے سختے۔ ابو بکر صدیقؓ صحیح، لیکن نظر انخاب نبوی نے اگرچہ تو ان دو میں سے ایک کو لیکن اس چنان کامن تاریخ کو ہی بنادیا۔ شیعہ اہل اہلسنت دونوں کا اس امر پر انغماق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظم علقم گیوشان رسول کریمؓ میں سے ہو گئے۔ سو واضح ہے جب تک دنیا کے اندرونی وقار مذہبی چرچا باتی رہے گا فاروق اعظم کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جادید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظم کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہار مسرت (نایخ التواریخ ص ۴۱۶)

جب فاروق اعظم میان لامے تو پیغمبر علیہ اسلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور آپ نے اسی خوشی میں تعزیز تکمیر کیا۔

(۳) فاروقِ عظیم آئے تو کعبہ کی چار دیواری میں نماز نصیب ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ص ۲۱۶)

درست علی خلاد رکعہ دو رکعت نماز بگنا اشت۔

ترجیح اور رسول خدا نے کعبہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

(۴) حضرت علی الرضاؑ کا فاروق عظیم کو شورہ دیتا رہیں ابلاعتریج ۲۳۷

وَمَنْ كَلَّا مِنْ لَهُ عَلَيْهِ التَّلَامُ دَقَدْ شَادِدَهُ سَهْرٌ فِي الْخَرْدَاجِ إِلَى قَنْدَلَةِ التَّدْمِيرِ

(ترجمہ) حضرت علی الرضاؑ کی کلام جیکہ فاروق عظیم نے اپ سے غرددہ ردم کی طرف ب نفس نہیں
جانے سے سفلی مشورہ طلب کیا۔

حضرت علی مرقسی کا ارشاد گرامی

(۵) ناروی عظیم مسلمانوں کے لئے ملبا اور ماوی تھے۔ (نفع الابلاعتریج ص ۲۳۷)

وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لَا يَفْعَلُ هَذَا الْتَّبَيْنُ يَا عُزَّاً إِلَّا عَنْكَ وَسَرِّ الْعِنَّةِ وَالْمَوْىٰ

نَصَرَهُمْ وَهُمْ بِأَلَيْلٍ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمِنْهُمْ دَهْمَ قَدِيلٍ لَا يَمْتَعُونَ حَتَّى لَا

يَمْوَتُ إِنْكَ مَعْنَى تَسْرِ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ قِيقَافٌ فَتَلَقَّهُمْ فَتَنْبُّهُ دَلَّا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ

كَافِفَةً دُعَنَ أَعْصَى بِلَادِهِ لَمْ يَكُنْ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ فَالْعُثُّ إِلَيْهِمْ

رَجَلًا مُجَرَّبًا وَأَعْفَرَ مَعْهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالْتَّصِيَّحَةِ ذَانَ أَظْهَرَ اللَّهُ فَدَالَّكَ مَا

تُحِبُّ دَارِنَ تَكِّنَ الْأَخْدُرِيَّ لَكُنَّتِ يُدْعَرِّي لِلنَّاسِ فَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ۔

(ترجمہ) جب خلیفہ ثانی ہرگز نے ردم پر پڑھائی کی اور حضرت علیؑ سے مشورہ لیا تو اپنے
فرمایا ان لوگی اسلام کو غلبہ دشمن سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ تعالیٰ فحمان اور
کفیں ہے اور ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے جب ان کی تعداد تباہیت
قلیل کی اور کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکا ہے
جب یہ کسی طرح روکے نہیں جا سکتے تھے اور خداوند عالم جی کی کیوں نہ ہے اب اگر تو خود

دشمن کی طرف کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو وہ سمجھ لے کہ پھر سلطانوں کو ان کے اقصائے بلاد را آخری شہروں ہمک پہنچانے ملے گی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہو گا جس کی طرف وہ رجوع کریں ہبنا تو وہ شنوں کی طرف اس شخص کو بصحیح جو کارکردہ ہو۔ اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جگ کی سختیوں سے تعلق ہوں اور اپنے سردار کی نیتیت کو قبول کریں اب اگر خدا غلبہ سیب کرے گا اب تو یہ چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اس کے خلاف نہیں آیا تو ان لوگوں کا مدعا اور سلطانوں کا مرجع تو موجود ہے۔ (زیرینگ فحافت مذکورین تاب)
لوٹ۔ اگر کسی کو مزید فضائل و مناقب کی ضرورت ہو تو صب زیل حوالہ جات
ظاہر فرمائیں۔

(۱) یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان دنماہب پر غالب کیا ہے۔ (زیرینگ فحافت مذکورین تاب)

(۲) اور شکر اسلام اس خدائی فوج ہے جس نے اس کی ہر چیز نصرت و تیمیک (زیرینگ فحافت)
لوٹ۔ واضح ہے کہ یہ اتفاق حضرت علی المرتضیؑ رضی اللہ عنہ کے ہیں جن کو اپنے
فاروقی خلافت کے ایام میں ان کے انسان کی فوج کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) آئام السنۃ و خالدۃ الیادعۃ یعنی فاروقی علیهم السلام نے سنت جوہی کو قائم کیا اور
بعثت کو تیجھے پھوڑ دیا۔ (فتح البلاعۃ ج ۱ ص ۲۵ مطبوعہ بیروت)

(۴) فاروقی علیهم السلام نے امام ریسینؑ کو شاہ ایران کی بیشی شہر پاونو عنایت فرمائی (اصول کافی م مکھتو)

(۵) جنگ احزاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پھر بسدار کیا تو وہ شنبیں معلوم ہوئیں جس پر اپنے مزید فرمایا کہ پہلی مدشی پر مجھے فتح کیں اور دوسرا پر فتح شام اور

تیسرا پر فتح عائش کی اشارت ملی۔ (رجیمات القلوب ج ۱ ص ۲۳)

- بحمد اللہ یہ ماں کے فاروقی علیهم السلام کے دست حق پرست سے فتح ہو گئے بہر حال فاروقی خدا

ثاقب کے سلسلے میں ہم انہیں مختصر مگر جامع حوالہ جات پر اتفاق کرتے ہیں۔

مسئلہ قرطاس

شیعہ کتبے میں کہ مرض وفات کے دنام میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کانہ خلب کیا تو فلدوی ائمہ نے حبہنا کتابت اسلام کہہ کر ٹال دیا۔ صرف ٹال انہیں بلکہ دربار سالت میں گستاخی کے اغافل بھی استعمال کئے۔

جو اپلے بحقیقت حال کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہم وہی حدیث نقل کئے دیتے ہیں بعدہ ان کے اخراجات کے جوابات تحریر کریں گے۔

قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْفَعِيلِيْنِ وَمَا يَوْمُ الْجَيْشِ أَشْدَدَهُ يَوْمُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعْدُودًا فَتَالَ إِيمَانِ الْأَبْرَارِ لِكُلِّ كِتَابٍ تَعْصِلُهُ أَبْعَدَهُ أَبْدًا فَتَازَ عَوْنَاقَ الْعَنْدِيْنِ
يَقِيْتَنَادِيْنَ فَتَالَوا مَا شَاءُوا هَبْرًا سَقْعَهُمْ نَسْبَهُمْ يَرْتَدُونَ سِنْدَهُ فَتَالَ دَعْوَيْنِ
فَاللَّذِيْنَ أَنَّا نِيْهُ خَيْرٌ مَمَاتَ دَعْوَيْنِ إِلَيْهِمْ كِفْرٌ يَتَوَكَّلُ بِالْكَوْتِ وَالْمَرْجُ وَالْمَدَعَاتِ
فَتَالَ بَعْضُهُمُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْوَجْهُ وَعِنْدَهُ الْقُرْآنَ حَسِنَاتِ كِتَابٍ لِتَعْلِقَتِ
أَهْلَ الْبَيْتِ نَأْخْتَصُهُمْ وَمُنْهَمُهُمْ يَقُولُ مَا قَالَ تَرِبُّ لَوْلَا يَكْتُبَ لَكَمْ كِتَابٍ لَنْ تَعْصِلُهُ
بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عَمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا الْفَنَدَةَ الْإِعْتِلَاتَ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قُوْمٌ مُؤْمِنُونَ -

(ترجمہ) ابن عباس نے کہا تھیں کہ ادن اور وہ کیسا دن تھا جبکہ آنحضرتؐ کو در زیر اداء ہرگیا پس فرمایا لا ذیر سے پاس میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں کہ تمہاس کے بعد قطعاً مراہدہ ہر پس جھکنے لگے جالا جا آنحضرتؐ کے سامنے کسی قسم کا جگہ اجازہ نہ تھا۔ پس کہنے لگے کیا حال ہے آپ کا کیا آپ تشریف لے جا رہے ہیں آپ سے پوچھ تو لوپس انہوں نے آپ سے سوالات شروع کئے لہس فرمایا آنحضرتؐ نے مجھے چھوڑ دو پس میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اور ایک روایت میں ہے لا ذیر سے پاس شاذ تھی اور دعا

پس بعض نے کہا حضرت مکو تکلیف غالب ہے اور تمبا سے پاس خدا کا قرآن ہے ہمیں کتاب اللہ کافی ہے پس الہیت نے اختلاف شروع کیا پس جبکہ نہ گے۔ بعض الہیت نے کہا لاو کاندھ ضرور کے پاس آپ تھیں اسی تحریر پر تکھدیں گے جس کے بعد تم گواہ ہو سکو گے بعض الہیت سے دو شخص تھا جو کرو دیا اکتا تھا جس طرح غرض کے کیا پس جب الہیت نے اختلاف و تو غاصہ کے سامنے زیادہ کیا تو آپ نے فرمایا مجھ سے اخراجاً۔

یہ ہے وہ حدیث جس کی حقیقت کو نہ بکر شیعہ خواہ خواہ زخم ملا پر فوجیہ کیا کرتے ہیں۔

(۱) اس حدیث میں اختلاف کی نسبت الہیت کی طرف ہے جس کے جواب کی ذمہ داری شیعوں پر ماند ہوتی ہے جبکہ وہ صرف اپنے کو الہیت بتاتے ہیں۔

(۲) فالوقِ ظلم کا تدلیلۃ العجم و عند لکھ القرآن حسبنا اکتاب اللہ کتب ایسا ہے کہ قول آپ نے حاضرین سے شور سے کے طور پر کتاب را اکتاب مل ائمہ علیہ السلام کی قیمت قطعاً تحدیث حدا۔
 (۳) نَأَخْتَصُّمُوا وَرَفَلَتَا الْغُرْفَةِ اللَّنْظَ تاتا ہے کہ شور و غرفہ بھی الہیت نے کیا ہے فاروق انکش اس سے بری ہیں۔

(۴) جب حاضرین را الہیت نے شور و غرفہ کیا تو آپ کا فرمانا ڈوموا عکی بتا تھے کہ الہیاء غصب اختلاف کرنے والوں پر قعداً و اختلاف کی نسبت الہیت کی طرف ہے۔

(۵) أَهْجَرَا سُتْغَمِمَہ کا معنی بکواس نہیں ہے بلکہ رکیا، آپ جلد ہو رہے ہیں آپ سے پوچھ دنو ہے جو یقیناً نازیں بانیں ہے۔

لہذا فاروقِ ظلم پر شیعوں کا ٹھنڈا فلکا بے بنیاد ہے۔

ورنہ فرمائی گئے

(۱) سرور کا نائب نے مطالبہ ہیں تحریر کے لئے کیا تھا جہادی تھا۔ جم دنی اکرا جہادی تھا تو استدلال غیر تام رہا۔

(۲) اور الکھیم وقی تسلیم کیا جائے تو فرمائی گئی کہ اس کی تعییں آپ پڑھ دیں گے اسی کیلی یا غیر مفردی اور

ضروری تھی تو استدلال نام ترہا۔

(۲۳) اور اگر ضروری تھی تو فاروق الحکم کے اس قول پر آپ نے اخبارِ نعمت فرماتے ہوئے خلائقی فرمان کی تعلیم کیوں نہ کیا العیاذ بالله آپ فرمائے تبلیغ میں تاہر ہے اس خدا اللہ نے فرمایا

(۲۴) بالفرض اگر مان لیا جائے کہ عمر نے ہی رکاوٹ پیدا کر دی تو ثابت کیا جائے کہ آپ کا خطاب

مرت فاروقِ الحکم سے تھا اور نہیں۔

(۲۵) اگر خطاب سب سے عقائد کا نہ نہ دیتے ہیں صرف حضرت علیؑ کو خیر مگر وہ اسلام ایسیست کہ نظر انہا زکر دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(۲۶) کیا حضرت علی الرضاؑ نے اس واقعہ کے بعد اس خدمت کو انعام دیا ہے جو حضرت رسالت کا ملی ائمہ علیہ وسلم اس کے بعد پانچ دن تک زندہ رہے ایسے میں اگر حضرت علیؑ یا سیدۃ النساءؓ نے قلم دوات اور کاغذ پیش کرنے کی تکلیف گئی تو شوہر پیش کیجئے ورنہ مل

اہم گناہ ہیست کہ در شہر شما نیز کشند

(۲۷) فاروق الحکم کے اس بیان کو سن کر سر در کائنات کا سکوت اختیار کن کیا رضامد پسندیگی کی علامت نہیں۔

(۲۸) فَاسْتَحْمِلُ بِالَّذِي أُدْرِجَ إِلَيْكَ أَوْ إِلَيْهِمْ | الْكُلُّ لَكُمْ وَمَا كُنْتُ^{ردد سر در کائنات} مُؤْمِنًا كے نزول کے بعد حضرت کا ایسی تھی بیعت قرآن اسلام پر محول کیوں نہ کیا جائے اور حسبنا اکتاب اللہ کہ کر فاروق الحکم کا سبک طرف سے جواب دینے کو کامیابی پر محول کیوں نہ کیا جائے۔

(۲۹) وہ کون سا قریب ہے جس سے یہ اثاثت ہوتا ہے کہ حضرت خلافت علی الرضاؑ میرزا چاہے تھے۔

(۳۰) بالفرض اگر تحریر ہیں رکاوٹ پیش آئیں گئی تھی تو آپ نے اپنی زبان درشتان سے کیوں نہ ماریا کر سیرے پر خلافت علی الرضاؑ کا حق ہے۔ (۳۱) بتعلیم شیعہ جب نہ تحریر ہے میرزا خلافت علیؑ ہو دکا

تحات واقعہ قرطاس میں خلافت کے مختلط کی تحریر پر چ منع فاردو؟

حصہ اول تمام شد

آپ کا مختصر دوست — دوست محمد قریشی

۷۸۶

الہست پاک طبیعت

حصہ دوم

از

حضرت العلامہ مولینا درست محمد صاحب قرشی

آپ نے فرمایا اسکی قسم تو منافق نہیں بہرہ اگر تو منافق ہر تا تو میرے پاس نہ آتا۔
اصول کافی کی اس روایت نے بتاویا کہ جیسے بیہان تہیمنا ناقوت حقیقت پر بڑی نہیں ہے ویسے
دہان بھی نہیں ہے۔ فاعل الا شکال

فاروق شاہ اور شیعی کتب، عزتِ اسلام فاروق اعظم کی ذات سے والبته ہے

رَوَى العَيَّاشُ عَنِ الْبَاتِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي إِلَّا سَلَامٌ يُعْمَلُ بِنَحْنَ أَنْتَ يَا نَبِيُّ جِهَلٍ بَنْ هَشَامٌ

(ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابن جہل بن ہشام سے حضرت عطا فرم۔

طرز استدلال:- دیکھئے رسول کا نخالت نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی رفقہ
بھی اسلام کے حلقة میں آچکے تھے۔ ابو جہل صدیقؓ فوجی، لیکن نظر انخاب نبوی نے اگرچہ تو ان
دو میں سے ایک کو لیکن اس چنان کا اختیار خدا کو ہی بنا دیا۔ شیعہ اور ہستہ
پرانعاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظمؓ حلقة گوششان رسول کریمؓ میں سے
ہو گئے۔ سو واضح رہے جب تک دنیا کے اندر دینی و قار مذہبی چرچا باقی رہے گا فاروق اعظمؓ
کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جادید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر انحضرت کا اظہار سرت (ناسخ التواریخ ص ۱۱۶)
جب فاروق اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ اسلام ان کے اسلام سے قوش ہوئے اور
آپ نے اسی خوشی میں نعمۃ تکمیر لگایا۔

رُباعیت

عشق اصحابِ بُنیٰ

کہتے اصحابِ پیغمبر کو ہیں اور جو جما
دوارِ محشر سے رکھیں وہ نجاشش کی آمید

حُب اصحابِ بُنیٰ ہی تو ہے یاں کی ولی

عشق اصحابِ بُنیٰ خلدِ بریں کی ہے کلید

چار یار

مگشین سرکار کے سربراہ گل ہیں چار یار
ان کی نوشبو سے معطر ہے یہ ساری کائنات

ان کی سیرت کو جواپناہیں گے اور دہمیں

وہ لقیناً روزِ محشر پائیں گے راہِ نجات

حافظ نور محمد الود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بحث متعلق بحال اقلم کاشوم

حَامِدًا وَمُصْلِيًّا

اہل تیشح اس سے انکار کرتے ہیں اور اہلست اس پر اصرار کرتے ہیں ذیل میں اولاً دلائل
نقل ہوں گے۔ بعدہ اختراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔
دلیل ۱۔ لما ترقی عمر واقی الی ام کلشوم فانطلق بھائی بستہ۔

راستی مصارف محنفه علامه طوسی

دستجمہ جب فاروق اعظم نے وفات پائی تو حضرت علیؓ ام کاثرہ کے پاس آگئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے۔

طریق استدلال ہے۔ فاروق اعظمؑ کی وفات کے بعد ان کی بیوہاں کلشومؓ کا ان کے گھر میں اکیلا رہ جانا اور حضرت علیؓ کا ایسی صاحبزادی کو اپنے گھرے جاتا تھا تاہم حضرتؓ سے مدد و معاشر کے لئے ثابت ہے۔

دلیل مُثُر علی علایی اسلام ام کاشتم را بادی تزهیریخ نمود و عباس بن عبدالمطلب یا جانش

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب متولی امیر تزویج شد (طراز المذهب مظفری مصنفه مزاعی مسایی ص ۳۲)

(ترجمہ) علی مرتضیٰ نے امکاناتوں کی شادی عمر فاروقی سے کی اور عباس شاہ سید ناظمی کے حکم سے شادی

کرنے کے متعلی ہوئے۔ (فہرست) ان دو دلیلوں سے یہ ثابت ہو گی کہ حضرت ام کاشمؑ کا نکاح

حضرت علیؑ سے ضرور ہوا ہے۔

ابلشت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جھوایات

اعتراض: جس امکن فرم کا نکاح غیرِ مخالفت سے ہوا ہے وہ اجر بندگی صاف نہیں

لهم حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں بھی۔

جواب ۱:- اگر دلیل اول کو فرم سے دیکھ دیا جائے تو احزان کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کیونکہ اگر یہام کاشم بنست ابی بدر شہری تو عبد الرحمن بن ابی بکر شاہزادی تھا کہ وہ اپنی بیوہ بین کو لے آتے شرعی اصول کے پیش نظر حضرت علیؑ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ اسے لے آئیں ان کلے آتا ہی بتاتا ہے کہ ان کی اپنی صاحبزادی بھی۔

جواب ۲:- نیز اہل تشیع کی نگاہ میں جب حضرت ابوذرؑ حضرت علیؑ کے دشمن تھے تو بھر کیستیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ ایک دشمن کی لڑکی کو لے کر پسے گھر میں آجائیں۔

جواب ۳:- اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو وہ اپنی کتابوں سے حضرت علیؑ کا کوئی قول پیش کریں جس میں اپنے نہاد کے صراحتاً یہ بیان دیا ہو کہ جس اتم کاشم کو میں لے آیا تھا وہ میری صاحبزادی نہیں بھی بلکہ ابو بکرؑ کی صاحبزادی بھی۔

جواب ۴:- اگر اہل تشیع کے پاس حضرت علیؑ کا کوئی قول موجود نہیں تو امام جعفر صادقؑ سے اس قسم کا تشرییکی بیان دکھائیں۔

نہ خبر رکھنے گا نہ تلار ان سے یہ باز در سے آز ماٹے ہوئے ہیں

المست کی طرف سے شیعی مسلم پر اعتمادات

اعتقاد ۱:- اگر اہل تشیع کے نزدیک زوجہ فاروقؑ اعظم بنت علیؑ نہیں بھی تو الصافی شرح اصول کافی جزو سوم صادرات کی عبارت کا کیا جواب ہے جبکہ اس میں حضرت علیؑ حضرت ام کاشم کو دختر من یعنی اپنی بیٹی بدلاتے ہیں۔

گفت اسی الرؤسین بیس بغاوت مفطر بشدم و قتیلک فکر کرد و فہیم آن سخن از این الہی جبریل علیہ السلام کے مددگرستن عہد نہیں است بلکہ مراد غصب دختر من است کہ بزر و خواہند گرفت۔

اعتقاد ۲:- اگر یہ ام کاشم ابوذرؑ صدیقؑ کی صاحبزادی بھی تو المست یا اہل تشیع کی

معترضین میں سے کوئی قول نامم برداشت معتبر پیش کیجئے۔

اعتراض ۳:- طراز النہب مظفری ص ۳۱ کی اس عبارت کا یہ جواب ہے کہ ہماروں انصار حضرت علیؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے مبارکبادی و دانہوں نے فوج دیج پر کچی تو آپ نے فرمایا ام کلثوم علیؓ ملکاچ کر دم بحقی میں نے ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کیا۔

اعتراض ۴:- للصلانی بحوالہ مذکور ص ۲۸۷ میں یہ کہوں مردم ہے اشارت بداری علیؓ کی حضرت علیؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں۔

اعتراض ۵:- طراز النہب مظفری ص ۳۳ سطر ۱۱ کی اس عبارت کا یہ جواب ہے انحضرت مادر و فرستہ است یکہ رقیہ بکری مکنۃ امام کلثوم کو درست عربی خطاب یو۔

ترجمہ علی الرقیہ کی دو صاجبویں تھیں ایک رقیہ بکری اور دوسری رقیہ صفری اور رقیہ بکری کی کنیت امام کلثوم بحقی اور دہی عربون الخطاب کے گھر تھی۔

اعتراض ۶:- اسی طراز النہب ص ۳۹ میں بحوالہ انسخ التواریخ ج ۱ کتاب دو مرد یہاں منقول ہے کہ دسال نہب بہجری عربون الخطاب بحضرت امیر المؤمنین فرستاد و ام کلثوم را اور بہرلویشن خواستگاری نہود۔ فرمائیے حضرت علیؓ نے ام کلثوم کے نکاح کے لئے بطور زلطیہ حضرت علی الرقیہ سے خواستگاری کیا ابیر کفر سے۔

اہل تشیع کی طرف سے الہست پر دوسرے اعتراض

جس ام کلثوم کو حضرت علیؓ کے نکاح میں دیا گیا تھا وہ بنت علیؓ نہیں تھی بلکہ ایک جنیتی تھی جس سے حضرت علیؓ نے اپنی کرامت سے مشکل بیشکل ام کلثوم کو دیا تھا اور حضرت علیؓ کے نکاح میں دے دیا تھا۔

جواب ۱:- ام کلثوم حقیقی کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ رکھتا کہ وہ سیدہ خاتون کی صاحبوی تھی اور پھر جنیتی کو اس پاک بی بی کے ہم شکل تصور کرنا اتنا بلا افلام ہے۔

جواب ۳:- کیا اس سے حضرت علیؓ کی شجاعت پر حفظ نہیں آتا کہ وہ اتنا بھروسہ ہے جو بھکتی کے خارج تھی حکم کی تعییں کے بغیر ان کو کوئی چارہ کا رہی نظر نہ آیا اور اپنے ناچار ہو کر ایک جنتیکو اپنی لڑکی کی شکل بن کر پھیج دیا۔

جواب ۴:- جنتیکے سے بھلا کی کب ترقی کی جاسکتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حقیقی شکل سے بھرتی ہو کر انسانی رنگ درد پ میں رہے۔ کیا یہ تقبہ ملہیت نہیں۔

جواب ۵:- جس امام کلثومؑ سے حضرت عزؑ نے نکاح کیا تھا وہ تو حاصل بھی ہوئی اور اس سے مسمی زید رکا بھی تو لمبہوا کیا آج تک کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی جنتیکو انسان سے بچہ پیدا ہوا ہو جو حقیقت کے لفاظ سے بالکل ہی تعارض و تناقض ہے۔

جواب ۶:- اگر وہ امام کلثومؑ حقیقت میں جنتیکی تو بعد از وفات عزؑ علیؓ ترقی کو کیا افسوس دت پڑی تھی کہ وہ جنتیکو اپنے گھر سے آئیں جب ہزورت ہی ختم ہو چکی تھی تو فرمادیتے کہ تو اپنی شکل میں چل جا۔

جواب ۷:- کبھی یہ کہنا کرایو بخوبی لڑکی تھی اور کبھی یہ کہ جنتیکی اور کبھی یہ کہ حضرت علیؓ سے حضرت عزؑ نے غصب کی تھی بہر حال کچھ تو ہے جس کی پرورہ داری ہے۔

دلیل ۱:- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِتْنَةً يُحِيجُ أَمَّا مُكْثُومٌ إِنَّ ذَلِكَ فَرْجٌ غَضِيبًا (فروج کائنج ۲ ملکا باب انکاج) (ترجمہ) امام باقرؑ تزویج امام کلثومؑ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ بیشک یہ پہلا بازد ہے جو ہم سے غصب کیا گیا ہے۔

طریقہ دلال:- شیعوں نے اتنا تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت امام کلثومؑ حضرت عزؑ کے نکاح میں اُنی فرقہ صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں برضاء رغبت اور دمکتے ہیں بطور غصب، اب عقل دائے خود سوچ لیں کہ الشاکر نے کے لئے کتنا سمجھ پہنچ سے کام بیا جا رہا ہے۔ جید کلارا اور ان سے روکی کا غصب ہو جانا اندکی پناہ۔

دلیل ۲:- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّمَا نَخْطُبُ لِلَّهِ أَمَّا مِنْ مُبَرِّئِ اللَّهِ

(ترجمہ) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں جب حضرت علیؑ رفیعؑ کی طرف خطبہ کیا گیا تو آپ نے جواب دیا ام کلشومؑ ابھی کسی ہے آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اب یعنی حضرت عباسؑ سے ملے اور انہیں دھمکی دی جس پر حضرت عباسؑ کے پاس گئے اور انہیں جا کر سارا بارہ سال یا بعد حضرت علیؑ نے امر نکاح کی تفویض فرمائی۔ (فرسخ کافی ج ۲ ص ۳۲)

فواہل: (ا) امام محمد باقرؑ کی خبر کے مطابق حضرت عزیزؑ نے حضرت علیؑ سے ام کلشومؑ کے متعلق خطبہ کیا۔

(ب) حضرت علیؑ نے ان کے ایمان پر جملہ کیا اور سرکیر کثر پر بلکہ اپنی صاحبزادی کا کسی ہونا تلاہر کیا۔

(ج) واقعہ کو گھر نے والا حقیقت پر نقاب ڈالنے کیلئے کوشش کر رہا ہے۔

(د) صاحب دائرة نے عرفان ورقؑ کو جایا اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کو مجبور حضن بتلایا ہے۔

(ه) عصرن عباسؑ کے درجنے کی خبر دی ہے بلکہ علیؑ رفیعؑ کو بھی تو فرزدہ بتلایا ہے۔

(و) یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباسؑ نے جا کر کالت نکاح کی جائز تسلیم کیا اور حضرت علیؑ راضی ہوئے۔

دلیل ۵۔ عن سلیمان بن خالد تعالیٰ سالت ابا عبد اللہ علیہ اہتمام من امۃ
تو قی غمازویہا این لعنه فی بیت زوجہا او حیث شاعت قال مل حیث شاعت ثم
قال ان غیلۃ اصولاً ابا عبد اللہ علیہ اہتمام عمراتی ام کلشومؑ فاغدہ بیدھا فانفع
بیها ای بیتہ۔ (فرود ۶ عاعی ج ۲ ص ۳۲۴۳۱)

(ترجمہ) سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے امام محمد باقرؑ سے اس دورت کے متعلق پرچاہ جس کا خاوند
فت ہو چکا ہو کر رہ کہاں عدت کر لایا ام کر لے فرمایا اپنے خاوند کے گھر پا چکاں چاہے اسکے بعد اپنے طور پر تسلیم
آپ نے فرمایا بیٹک جب عزیزؑ نے دفات، پائی تھی تو حضرت علیؑ ام کلشومؑ کو اپنے گھر رے آئے تھے۔

شیعی اعتراض اور اس کا جواب

بعض شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نبی مسلم تھے اور حضرت عزیزؑ نبی مسلم بب

کفروں جزو نہیں تو نکاح کیسا۔

جواب: فروع کافی حج ۲ ص ۱۳۱ کتاب انتکاح میں ہے اذ ا جاءَكُمْ مِنْ ترْضَوْنَ
خَلْقَهُ وَدِينَهُ فَنَزَّلَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ دِسَادَكِيرَهُ
(ترجمہ) جب تھارے پاس ایسا شخص آئے جس کے تم خلق اور دین کو پسند کرتے ہو تو اس
سے نکاح کر دو الہ۔ اگر تم نے نہ کیا تو زین میں قتلہ اور نسادر پا ہو جائے گا۔

تایید: عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال انکفوان یکون عفیفاً۔

ترجمہ: امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کفوئے مقصود یعنی ہے کہ جس سے تعلق قائم ہو رہا ہے نیک ہو۔
جواب: تصریحی طور پر بھی فروع کافی حج ۲ و تکالیف مطر ۲ میں موجود ہے:-
قریش یا تردد یا وہمن بنی هاشم (ترجمہ) پس قریش بنی اشم سے شادی کر سکتے ہیں۔

شیعی اعتراض

بعض لوگ یہ بھی کہدیا کرتے ہیں کہ ام کلثومؑ کی ترجیحتی تھی اور انہیں اخلاقی کی عمر بڑی۔ پس
غیر ممکن ہے کہ ان کا اپس میں نکاح ہو سکے۔
جواب: اگر حضور علیہ السلام کی عمر ہے جس سال کے قریب ہوا اور حضرت عائشۃؓ کی میراث
برس کی ہوا اور اپس نکاح ہو سکتا ہے تو وہاں بھی نا ممکن نہیں ہے۔

دلیل: اگر بنی ذئران و ادواری و ذئر بعمر فرستاد۔ (ترجمہ) اگر حضرت بنی کیم صلم
نے اپنی بیوی عثمان غنیؓ کو دی بھتی تو حضرت علیؑ نے بھی اپنی بیوکی عمر من کے نکاح میں دی۔

بھکت متعلق غادرًا آشما خائنًا

بعض لوگ غلط فہمی کی پہلے پرسلم شریف کی اس حدیث کو پیش کرایں کہ ایں سنت پر اعتراض کرتے ہیں

جس میں حضرت عزیز نے مایقاںی غادراً آشامانیاً بیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میرضی کی بنائے اخراجی یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کو غادر اور خائن سمجھتے تھے۔

جواب ۳: پہلے اصل واقعہ کو سمجھ لیا جائے بعدہ برابات کی طرف تو جو ردی جائے گی۔

انکشافِ حقیقت

مسلم شریف میں ہے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں آپس میں جھگوٹے ہوئے دربار میں پیش ہوئے حضرت عباسؓ نے فرمایا ناقض بینیٰ و بینیٰ ہذا۔

یعنی میرے اخراج علیؓ کے درمیان فیصلہ فرمائیے حضرت عزیز نے فرمایا کہ ضور علیٰ اسلام کے بعد ابو بکرؓ نجت خلافت پر مستکن ہوئے تو تم نے اسے ایسا سمجھا حال انکو وہ حق پر مقاوم ریقیناً عامل بالکتاب والست مقاوم رنیک تھا۔ پھر میں آیا تو تم نے میرے متعلق یہی خیال کیا حال انکو میں بھی تابع ملت ہوں نیک اور داشد ہوں۔ یہ ہے اصل واقعہ جسے تو زمر و ذکر پیش کیا جا رہا ہے۔ حقیقت میں فاروق الحکم کا یہ قول حضرت عباسؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق استعمال کئے ہوئے الفاظ کے جواب میں مختار ہے میرے متعلق تھا اُنھیں ہے حال انکو میں ایسا نہیں ہوں بلکہ حق پر عامل ہوں ماسی طرح حضرت علیؓ بھی انہیں الفاظ کے متعلق نہیں ہیں۔ جواب الفاظ اپ استعمال کر رہے ہیں۔

جواب ۴: میرضی کا یہ کہ حضرت علیؓ ان کو ایسا سمجھتے تھے غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں قال علیٰ یا تلمذانہیں ہے۔ بلکہ مایقاںہ ہے۔

جواب ۵: حضرت عزیز سے یہ الفاظ جملی انداز میں بزد ہوئے ہیں۔ اذلأجب حضرت عزیز نے یہ الفاظ کہے تو بھی سن رہے تھے اور جب حضرت عزیز نے حقیقت کی ترجیح کرتے ہوئے تھے پرانی پاکستانی کا اعلان کی تو بھی آپ نے تردید نہیں کی۔ جو نکلا تھا تو اول اول کے لئے تاریخ ہوتا ہے اور حضرت علیؓ کا

باً تھوڑی تروید نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرات شیخین واقعی نیک اور تابع الحق تھے نیز ان کے علاوہ وہ سرے صحابہ کرام کا موجود ہونا اور فاروقی بیان کی تروید نہ کرنا شیخین کی صفات دامت پر اجماع صحابہؓ کے مترادف ہے۔

جواب ۱: اہل تشیع اپنی کتابوں کے پیش نظر اس امر کے جائز نہیں کردہ حضرات شیخین کو غادر اور غاصب کہیں اس لئے کہ حضرت علیؑ کا حضرت ابو یکر صدیقؓ کے ہمچھے نماز پڑھنا ثابت ہے۔

مردہ العقول ج ۱ ص ۳۸۵ مطبوعہ مجتہد اشرف

اب یا نماز پڑھنے کا الکار کریں اور یا صدیقؓ کا بڑے متعلق ایسے اذناً استعمال کرنے سے پر بیز کریں۔

جواب ۲: حضرت علیؑ تھرست علیؑ کے نزدیک قیم بالامر کا درجہ رکھتے ہیں اور بالامر کی تشریح ملاباتر بلسی نے مردہ الفضل ج ص ۴۰۷ میں یوں کی ہے دال قیم بالامر ایمان یکون۔

الدامی جواب ۳: اس روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن سلم بن شہاب ذہبی ہے اس کی روایتیں اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اہل تشیع کی کتابوں میں بھی۔

چنانچہ اصول کافی ط ۳۴۹ ص ۳۴۹ مطبوعہ مجتہد اشرف میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔

مشہی المقال ص ۳۲۸ اور عین الغزال نے تحقیق اسماء الرجال میں اسے شیعہ بتا یا گیا ہے۔
بیان اللہ عزیز میں ہے کہ شیعوں کے بڑے بڑے مفتاداً اور پیشوواحدیوں میں حصہ اور شافیوں میں شافی بن کریم اور تقبیر روایت کرتے تھے۔

اصول کافی ص ۳۰۳، ۳۰۴ باب کتاب حق میں ہے کہ مذهب اہل تشیع وہ مذهب ہے جس کے ظاہر کرتے والا ہلاک ہونگا اور سچپا نے والا اعزت پائے گا۔ اس بناء پر یہ روایت اور اسی طرح بخاری شریف میں عفت ناظمہ نوالی روایت ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں ہے جبکہ ہر دو مقالات پر ذہبی ذہبی موجود ہے۔ نیز بخاری شریف کی احادیث کی صحت کے ہم منکر نہیں ہیں واقعہ قدک حدیث نہیں ہے بلکہ ایک اثر ہے جسے تاریخی واقعہ کی حیثیت حاصل ہے۔

بحث شک فی النبوة

اہل قشیعہ کہتے ہیں کہ حضرت میرزا لے صلح عدیدیہ کے موقع پر یوت میں شک کیا تھا اپنے ایسا شخص غلط کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا پہ جائیکہ اسے ادنیٰ درجے کا مسلمان تصور کیا جائے۔

الجواب۔ اہل تشیع کا یہ اعتراض محقق جھوٹ کا پلندہ ہے ہماری کسی معتبر کتاب میں فاروق عظیمؑ کے متعلق یہ ہے کہ آپ نے نبوت میں شک کیا ہو۔ ویل میں اذللہم ماقعہ کو تحقیقی طور پر اپنی کتاب سے نقل کریں گے بعد اُتبرانی مشیری پرچند اعتراضات کریں گے۔

انکشافِ حقیقت

نلما انتهى سهيل بن عمر رضي الله عنهما عما سمعه تكلم واطال اكلام وطالعها
ثم جرى بينهما المصلح فلما التم الامر ولم يبق الا الكتب، وشب عمر بن الخطاب
فانى ابا بكر فقال يا ابا يكرا المست رسول الله قال بلى قال افلست بالمسلمين قال بلى
قال اوليسوا بالشركين قال بلى فعلام نعطي الدنيا في ديننا قال ابو يكرا هاجر
الزمن غرزة فانى اشهد ان رسول الله قال عمر اشهد ان رسول الله ثماني وواشر
فقال يا رسول الله المست رسول الله قال بلى قال افتنا بالمسلمين قال بلى قال اوليسو
يا الشركين قال بلى فعلام لغطى الدنيا في ديننا قال انا عبد الله رسوله من اخالفه مرجأ
ولبن لحقعني قال نكاي عمر يقول مانلت الصدق واصوم واصلي راغعنق من الذي
ضفت يومئذ مخافته كلام الذي تكلمت به حتى وبيوت اني يكون خيراً.

ریحوالہ السیرۃ النبویۃ لابن حشام ج ۳ ص ۳۳ مطبوعہ مصر)
رت چلہ) جب سهل ضروری اسلام کے پاس پہنچا تو فتنگو زر الجی ہو گئی بالآخر معاملہ مصلح پر

طے پایا جب معاملہ سرت کر تھا کہ پونچا تو فاروقِ عظیم متین اندان میں اسٹھے اور جا کر صدیقِ بکر سے سوال کیا اے ابو بکرؓ کی حضور خدا کے پیغمبر نبیوں ابو بکرؓ نے کہا واقعی ہیں تو پھر کیا ہم مسلمان نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی ہم مسلمان ہیں عزت نے کہا کیا وہ مشکل نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی مشکل ہیں حقِ عالم نے کہا تو پھر ہم اپنے دین حصہ میں ذیل اور تیس شرطیں کہوں مان بھے ہیں صدیقؓ نے جواب دیا میرا نہ بہ ہے کہ حضور علیہ السلام ائمہ کے رسول ہیں حضرت عفر نے کہا یہ تو میں بھی مانتا ہوں کروہ ائمہ کے رسول ہیں پھر فاروقِ عظیم حضور رسولِ کریمؐ کے پاس گئے اور جا کر یہی پیغماں نیافت کیں آپؐ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں ائمہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں (یعنی جو کچھ دہر سے حکم ہوتا ہے میں وہی کرتا ہوں) مجھے تھیں ہے کہ خدا مجھے فدائی نہیں کرے گا حضرت عفرؓ کے فرمایا اس گفتگو پر میں مدعاً عمر صدیقات و پیرات کرتا رہا الغل روز سے اور ظلی غازیں پڑھتا رہا اور جتنی کو غلام آزاد کرتا رہا اس ٹوکرے کے مادے کہ شاید مجھ سے گفتگو میں کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

نااظرینہ: روایت آپ کے سامنے ہے نہ اس میں شک کا لفظ ہے اور نہ شک فی النبوتة
قد اجابت وہ من کیا کہ دیتے تھے ائمہ سے گورتے ہیں اور نہ عار کا لحاظ کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ جب صلح نامہ لکھا جاتا ہے حضور علیہ اسلام اس صلح نامہ کے لئے جب گواہیتیں ہیں تو فاروقِ عظیم کا اسم گرامی بھی لیتے ہیں۔ سوا گرامی الخطاۃ کو ثبوت پڑھ کر ہوتا تو صلح نامے پر گواہ کیوں بنائے جاتے۔ ملاحظہ ہو ر السیرۃ النبویۃ للابن ہشام ج ۲ ص ۳۳۳ سطر ۱۱)

تبہانی شن پر چند اعترافات

۱) کیا اہلسنت کی سی ہبہ تک رسالہ مصلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقِ عظیم پر اس تحذیل کے انہمار پر اعتراض کیا ہو، اگر ہے تو ثبوت وہ اعتراف نہ رہا۔

۲) قرآن مجید میں والو ہے کہ اب ہم علیہ اسلام نے دریا پر خداوندی میں عرض کی گئی تُجَیِّبُ الْمُعْتَقَیٰ
قالَ أَفَلَمْ يُؤْمِنْ قَالَ بَلٌ وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَ تَلْعِیٰ کہ آپ سردوں کو کیسے نہ کریں گے پروردگارِ عالم

نے فرمایا کیا ایمان نہیں لائے ہر خس کی ہاں ایمان تو ہے لیکن رجیع خس اس لئے تاکہ دل مطہن ہو جائے۔ پس اگر شیعی نقطہ نگاہ کے پیش نظر فاروقِ عظیم پورم ہیں تو خدا جلتے وال الافتاد رفس سے ابرہیم علیہ السلام پر کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت علیہ السلام کے ساتھ اس قسم کے خیالات کا ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اپنہا کیا وہ بھی زیر غتاب مخہریں گے۔

(۵) تفسیر صافی ص ۲۴۲ سطر ۱۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاروقِ عظیم کو دربارِ حملہ ندی سے بیس الفاظاً طلب کیا تھا اللہمَّ اعْزِ الْاسْلَامَ بِعَزِّ بَنِ الخطاب کہ اے اسلام کو ٹھیکن خطاپ کے ذریعے سے ہدایت دے فرمائیے اگر فاروقِ عظیم تمشک فی النبیوَةِ تھے تو سرور کائنات کی دعا کا نتیجہ کیسا انکلا۔

(۶) نوح البلاغہ ص ۲۵ سطر ۱۱ میں حضرت علیہ رضیٰ تھے فاروقِ عظیم کے متعلق ردِ عَلَیْکَ اسِّیَّ دِ مَثَابَةِ الْمُسْلِمِینَ فرمایا ہے جس کا معنی ہے مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور عالمے رہنمی فرمائیجہزوں میں شک کرنے والا ہوں سے مسلمانوں کا الجواب وادی کہتا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کیوں ورنماختراض نہ رہا۔

(۷) خلفاء مثلاش کے متعلق جس میں فاروقِ عظیم بھی بالخصوص شامل ہیں حضرت علیہ رضیٰ تھے نے اصول کا الفتاہ اللاق کیا ہے قدِ مَضَتْ أَسْوَلَ تَهْنُونَ تَرْوِيْعَهَا كا اصول بیان گوئیں گوئیں ہیں ہم ان کی فروع ہیں۔ پس معاذ اس اگر فاروقِ عظیم اور ان کی جماعت کو دین میں شک کرنے والا بتایا جائے تو فروع کے متعلق فرمائیجے آپ کا کیا خیال ہے۔

(۸) کیا فاروقِ عظیم کے متعلق حضرت علیہ کو بھی اس قسم کا شک تھا یا اگر نہیں تھا تو اختراع نہ رہا۔ اور اگر تھا تو ہماری کتابوں میں سے ان کا تصریح بھی بیان ثابت کیا جائے۔

(۹) کیا نبوت میں شک کرنے والے سے اس کی مفتخر مانی شہر بانو کو اپنے بیٹے سیدنا حسینؑ کیلئے لیتا جائز تھا کیا یہ غیرت کے خلاف نہیں۔

(۱۰) کیا پھر اسے اپنی صاحبزادی کا لکھا کر دینا بھی جائز ہو گیا۔ حولہ جات کے لئے سمجھ سالیق

کام طالع کیا جائے۔

(۱۱) احتجاج طبری ص ۲۵ میں ہے ان التکینۃ سلطق علی لسان عمر کہ بیشک اللہ کی سیکنیت فاروق اعظم کی زبان پر لوٹی ہے۔ فرمائیے آپ کے نزدیک یہ عبارت ہے یا انہوں اگر ہے تو انہوں نہیں۔ کیونکہ اگر سیکنیت ہے تو شک نہ رہا اور اگر شک ہے تو سیکنیت نہ رہی اور اگر ثابت نہیں تو احتجاج طبری کی عبارت کا جواب درکار ہے۔

بحث متعلق اقرار نفاق

شیعہ کہتے ہیں کہ میران الاعتدال میں ہے کہ حضرت عزیز نے حذیقہ کو مخاطب ہو کر فرمایا یا حدیفۃ بالله ان امن المذاقین۔ اے حذیقہ بیشک میں مذاقین سے ہوں۔

جواب ۱۔ میران الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع اور ضعیف قرار دیا گیا ہے فعل اہذا سوال ہی مسئلہ ہے۔

جواب ۲۔ جو منافق ہیں وہ اقرار نفاق نہیں کرتے اور جو ظاہر کر دیتے ہیں وہ منافق نہیں رہتے۔

جواب ۳۔ بالفرض اگر یاں لیا جائے تو بھی نفاق و قسم کا ہے ایک نفاق حقیقی اور دوسرا نفاق مجازی۔ نفاق حقیقی تو قطعاً محال ہے اس لئے کہ فاروق اعظم (بس پارٹی (مہاجرین) کے فروہیں ان کے تحقیق ایمان پر متعدد آیتیں قرآن مجید میں وارد ہیں جن کا مقابلہ موضوع حدیث نہیں کر سکتی۔ مزید تحقیق کے لئے اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول بحث ایمان صحابہ کرام کا مطالعہ کیا جائے۔ ہاں ایمت نفاق مجازی بھی ریا ہے تو اس سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہم کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور فاروق اعظم تو ماشاء اللہ برکم کے نفاق سے پاک ہیں۔

جواب ۴۔ بطور سلامات شیعہ کبھی کبھی سرفی کے طور پر بھی حقیقت کے خلاف بات خلہ بر

دی جاتی ہے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا تھا جبکہ آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ عثمانؑ کے تنک کے بعد ہمیں بیعت کر لیں آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) آنکھمَ وَزِيرَ أَخْيَرُ الْكُلُومَتِيُّ اَمِيرُ أَ (صحیح البخاری ۲ ص ۵) میں تمہارا وزیر ہوں یہ تمہارے لئے اچا ہے کہ میں تمہارا امیر ہوں۔ فرمائیے کیا حضرت علیؑ نے یہ کلام حقیقت کی بنابر فرمائی تھی کیا آپ کی وقارت شیعوں کے نزدیک مخصوص تھی اگر آپ امیر ہوں کہ خدا کی طرف سے آئے تھے اور خود رسول کرمؐ نے آپہیں منتخب فرمایا تھا تو وہ جو بتائی جائے کہ کیوں آپ نے فیصلہ نہدا اور نہی اور نہیں رسول کریمؐ کے خلاف ایک بات بلا تحقیق کیا ہے۔

(۲) دعویٰ والتسواغیری (صحیح البخاری ۱۸۲) مجھے چھوڑو کسی اور کو تلاش کرو۔ اہل تشیع کے نزدیک کیا حضرت علیؑ کی کلام حق و صفات پر مبنی ہے کیا حضرت علیؑ کی حقیقت یہ خواہش تھی کہ خلیلہ کسی اور کو بتا دیا جائے اگر اسی اعتماد تو پھر خلافت کا جگہ ڈاہی سرسے سے خشول ہے اور پھر یہ بھی بتانا ہو گا کہ ان حقیقت افراد کلمات کے بعد آپ کو کس نے مجبور کی تھا کہ حضرت عثمانؑ کے بعد تخت خلافت پر نشانہ ہو گئے۔

(۳) ان ترکیموں قاتنا کا جدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم ملن ولیتیمرو امر کم (صحیح البخاری ۱۸۱) اگر مجھے تم نے چھوڑو یا تو پس میں تم جیسا ہو جاؤں گا اور جسے تم خلیلہ بتاؤ گے میں تم سے زیادہ فربانہ رہو گا فرمائیے کیا یہ صحیح ہے اگر علی مرتضیٰ کے علاوہ کوئی خلیلہ بتا جائے تو آپ پر تبعیدی کی ضروری ہے۔ اگر ضروری ہے تو مخصوص امامت کا صرگئی اور امامت مخصوصہ اصول عقائد سے ہے تو پھر بیان کا کیا مطلب ہے بہر حال جو حواب ان بیانات کا ہو گا اسی جواب حضرت علیؑ کی طرف سے ہو گا۔

بحث احتراف بیت سیدہ خاتون و استفاطا الحمل

یہ احتراف ہی سرسے سے خشول ہے کہ حضرت علیؑ نے سیدہ خاتونؑ کا گھر جلایا۔

المست کی صحیح کتاب میں یہ روایت مستند طور پر موجود ہے اس بنابر میں جواب دینے کی قطعانہ درست نہیں ہے۔ چند ضعیف تاریخی کتابوں اور یہود دیاً تصنیفات سے عبارتیں نقل کر کے ہمارے سرخوناً انتظامی انصافی ہے۔

ابن شیع کے لئے لمحہ فکر یہ

(۱) حضرت عزیز کی عرضہ عنصرت ہمارے نزدیک مسلم ہے اور یہ روایت ہمارے نزدیک ناممکن قبول ہے۔

(۲) آپ کے ثابت کرنے سے خدا نخواستہ تینی توہین اس سے سیدہؓ اور حضرت علیؓ کی ثابت ہوتی ہے تو یقیناً جانبین کے لئے دل آزاری کا باعث ہے۔

(۳) کیا محمد ﷺ علیہ السلام کی ساری تعلیم کا یہی تبیحہ مکلا کہ آپ کے جانے کے بعد دنیا نے آپ کے گھر کو جلا جایا۔ العیاذ بالله.

(۴) کیا سیدہ ناظمہ اپنے خادم کی اجازت کے بغیر حضرت عزیز سے ہمکلام ہو نسلی تھیں۔

(۵) کیا حضرت علیؓ نے سیدہؓ کو ایک بار ہر بیج دیا تھا۔

(۶) جب حضرت عزیزؓ سب کچھ دیکھتے رہے تو کیا ان کو اس کا کچھ بھی اساس نہ ہوا۔

(۷) کیا حضرت علیؓ معاذ اندھا نے ڈرپوک تھے کہ اپنی عزیز کو جسی عزیز کے پرچے سے نہ پھا سکے۔

میرے شیعہ دوستو! اگر پیر نازاروں کی عزیز کنایا ہماں نہیں فرض کرے بلکہ عزیز رسولؐ کی عزیز کنایا تو اس کا معاذ اندھا ہے۔ خدا نخواستہ ایسا سکے جانبین سے ظاہر ہو نہ پائے جس بیانے محاکمہ اندھے کے عزیز رسولؐ سے بھی باقاعدہ ہو یہیں اسٹھنے بہتر ہے کہ ایسے توہمات کو نیک سامنے لایا ہی رہ جائے جسیں نہیں بوقتِ عزیز میں صحیح پہنچ کر جائے۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ لَهُ الْعٰلٰمَ عَمَّا يَرَى

حضرت عزیز نے اپنے دورِ خلافت میں ایک غلط کارکو زنا کے جرم میں سنگار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے فرمایا دفعہ حل کے بعد سنگار کیا جائے حضرت عزیز نے فرمایا لوالا علیؓ اگر علیؓ نہ ہوتے لمعلم عزیز عزیز

بلکہ ہر جانشی سے کہتے ہیں جو بلا جوان مسائل سے لام، ہر وہ خلافات کا مستحق کیسے بن سکتا ہے۔

جواب:- دائرة آپ کے سامنے ہے حضرت علیؓ کو کسی صورت سے اس عورت کے عاملہ ہونے کا علم تھا اور حضرت علیؓ اس سے بے غیرتی ہے جو حضرت علیؓ کو عالم الغیب تھوڑا مانتے ہیں کہ ان پر اعلیٰ اعیش کیا جائے کہ ایسے معاملات کو نہ جان سکنا الاعلمی اور ناتابیت کی دلیل قطعاً نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ دائرة وحدت اتفاق و اتحاد اور خلوص و گنجی کی دلیل ہے۔

فضائل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کتب اہل شیع

حضرت عثمان کا علم و معرفت

(۱) نبی مسیح علیہ السلام میں مطبوع الاستقرار میں ہے حضرت علیؓ عثمان سے فرماتے ہیں **دَانِ اللَّهِ مَا أَدْرِي**
مَا أَقُولُ لَكَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا تَعْمَلُهُ وَلَا أَدْلَكُ عَلَىٰ شَيْئٍ وَتَعْرِفُهُ۔

درست جو ہر خلکی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں کیونکہ مجھے جو پیروں کا علم ہے آپ بھی انہیں جانتے ہیں اور جو پیروں پر میں آپ کو وفات کرتا ہوں آپ بھی سے پہچانتے ہیں۔

(۲) حضرت عثمان کا علم حضرت علیؓ کے ززویکے سلم ہے۔

**إِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقَنَاكَ إِلَىٰ شَيْئٍ نَجْرَافُ عَرَوَةً لَا فَلُونَ إِلَيْشَيْئٍ فَنَبِغَكَهُ
وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا لَيْسَتِ بِمُؤْمِنٍ** نبی مسیح علیہ السلام نبی مسیح علیؓ (توضیح) بیشک آپ وہی جانتے ہیں جو ہم جانتے ہیں ہم نے آپ سے پہلے کسی پیروں کی طرف بست قلت نہیں کی کہ ہم آپ کو پھر وہی اور نبی حضور علیہ السلام سے ایک دفعت کرنے ملعوب احمد حاصل کئے ہیں جو آپ تک پہنچائیں بیشک آپ نے وہی دیکھا ہے جو ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے وہی سنائے جو ہم نے سنایا۔

(۳) حضرت عثمان کا صحابی ہونا سلم ہے۔

وَصَاحِبُتَ رَسُولَ اللَّهِ كَمَا صَاحِبَنَا (نبی مسیح علیہ السلام) (توضیح) اے عثمان آپ بھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں جس طرح ہم صحابی ہیں۔

(۲) حضرت عثمانؓ تمام صحابہ سے اقرب الارسال ہیں۔

أَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَوَجَهَ رَحْمَمِنْهُمْ وَقَدْ تَلَتْ مِنْ صُفْرِهِ مَالْمِيَّلَا.

(نحو البلافسج ۲۵۶) (ترجمہ) رحمی جیشیت سے رامے عثمانؓ آپ شہین سے حضور کے نزدیک اقرب ہیں کیونکہ آپ کو حضور کے ناماد ہونے کا وہ شرف حاصل ہوا ہے جو ان دونوں میں سے کسی کو نہیں ہوا۔

سیدنا حضرت عثمان اور ان کی جماعت کا میاں

۱۵۱ يَنَادِي مُنَادِيَ مِنَ الْمَمَاءِ أَقْلَ التَّهَارِ إِلَّا إِنَّ عَلِيَّاً عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشِيعَتْهُ هُنْ الْفَارِزُونَ
قَالَ عَيْنَاءُ وَيُنَادِي مُنَادِيَ مِنَ الْتَّهَارِ إِلَّا إِنَّ عَثَمَانَ وَشِيعَتْهُ هُنْ الْفَارِزُونَ (ترجمہ) میتوں کو شورش
ستجوہ، امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ انسان سے دن کے پہلے پھر ہر ایک فرشتہ پکارنے والا ندادیتا ہے کہ حضرت علی مرتضیؑ اور اس کی پارٹی والے کامیاب ہیں اور پچھلے پھر زدادیتا ہے خبردار تحقیق حضرت عثمانؓ اور اس کی جماعت والے کامیاب ہیں۔

رسول نکرم کا ہاتھ عثمانؓ غنیمؓ کا ہاتھ!

۱۵۲ وَبِإِيمَنِ رَسُولِ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ وَضُرُوبَ بِأَحْدَى يَدِيهِ عَلَى الْأَخْرَى لِعَثَمَانَ كَمَا لَوْنَ فِرْدَ الْجَمَاعَ (۲۵)

(ترجمہ) اور بیعت کی حضور اکرمؐ نے مسلمانوں کو اور اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے عوض بیعت کے لئے دوسرا ہاتھ پر مارا۔

طریق استدلال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں قتل عثمانؓ کا پڑھا چلتا ہے۔

حضرت علیہ السلام قصاص عثمانؓ کے لئے کئی ہزار صحابہ کرام سے بیعت لیتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ بغیر غلط بھتی اور عثمانؓ کی طرف اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ تصور کر کے ان کی طرف سے بیعت کرتے ہیں۔ دیکھئے اگر حضرت علی مرتضیؑ کے تعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ دمکدھی جمک جسی یعنی علیؑ کافون بھی کریم کافون ہے۔ تو یہاں حضرت عثمانؓ کے متعلق جبی یہ کہا جا سکتا ہے کہ

یدک یہ دی لئئی حضرت عثمانؑ کا ہاتھ مہر مصطفیٰ نے اپنا ہاتھ تصور فرمایا۔

حضرت عثمانؑ کی وفاداری پر ہموئی شہادت

(۷) آنحضرت نے جب مکہ مظہریں حضرت عثمانؑ کو بھیجا تو قوم قریش نے جواب دیا اے عثمانؑ اگر تو طواف کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن ہماری غیرت گوارانیوں کوئی کھول کر میں بیع جماعت یہاں اگر طواف کریں حضرت عثمانؑ نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو میرا یا ان نہ رہے گا چنانچہ صحابہ کرامؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عثمانؑ کے نصیب بڑے اچھے ہیں کہ اس نے بیت اللہ کا طواف بھی کر لیا اور صفا مروہ کی سعی بھی کر لی حضور اکرمؐ نے فرمایا مَا كَانَ لِيَفْعَلُ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانَ تَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلَقَهُ بِالبَيْتِ فَقَالَ مَا لَكُنْتُ لِأَطْلَقُ فَوْتَ دَرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْلَقْ بِهِ رَفِيدُعَ كَانَ كَانَ كَانَ كَانَ كَانَ كَانَ

(ترجمہ) عثمانؑ سے ہمیں موقع نہیں ہے کہ وہ ہمارے بغیر کہیے کا طواف کرے چنانچہ جب

حضرت عثمانؑ واپس آئے تو اپنے پوچھا اے عثمانؑ کیا تو نے طواف کیا تھا تو جواب دیا حضور اپنے کے بغیر عثمانؑ کیسے طواف کر سکتا تھا۔

(۸) غزدادت حیدری شرح حملہ حیدری ص ۲۳۳ مطبوعہ لوکشوں کھنوں میں ہے (مشک عثمانؑ سے کہنے لگا کہ اگر تم کو میں طواف حرم کا مضر ہے تو جائے نظر نہیں اور کچھ تجھے ہمیں گذر نہیں بے تسلی طواف کعیبر بجا لالیکن یہ محال ہے کہ نبی تیرے آدیں اور سب دین اپنے کے مع جماعت مسلمین سے مرح کو برپا کریں حضرت عثمانؑ نے کہا کہ بعلا بغیر رسولؐ خدا کے اگر میں طواف کروں گا تو عقیدہ میرا کس طرح قائم رہے گا — طرز استدلل :— بات واضح ہے عیاں راجہ بیان۔

حضرت عثمانؑ پر مکر میں کی پہنچہ داری

(۹) وَهُوَ الَّذِي أَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَينَ أَنْ نَذِبَّا النَّاسَ عَنْهُ۔

رنہج البلاشہ حاشیہ جامک مطبوعہ الاستقامۃ مصطفیٰ

(ترجمہ) حضرت علیؓ نے حضرت حسن و مسینؓ کو حکم فرمایا اور حضرت عثمانؓ سے دشمنوں کے حلول کو روکیں۔

حضرت عثمانؓ نے کامیابی حاصل کی

(۱۰) وَقَدْ قُلْتَ مِنْ صَهْرِهِ مَالْمِيَّالَا نَبِعْ الْبَلَاغَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عَاثِيرٍ فَرْضَى نَبِعْ الْبَلَاغَةَ الْكَتَبَتِیْنِ

فَلَمَّا تَهَّأَ تَزَوَّجَ بِنَبَتِیْ رَسُولُ الْإِلَهِ تَوْفِیَتِ الْأُمَّةُ تَزَوَّجَهُ الْمُنْقَبَّةُ بِالثَّانَیَةِ

(ترجمہ) ذی التورین حضرت عثمانؓ کا القب اس لشے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور کائنات کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیۃؓ اور حضرت اتمؓ کا شوہمؓ سے نکاح کیا ہے۔

مسئلہ بنات رسولِ کریمؐ پر دلائل

چونکہ فضائل سیدنا عثمانؓ کا ذکر بعدہ ہے مناسب ہے کہ مسئلہ بنات کو بھی واضح کر دیا جائے۔

دلیل مطہر: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَعْلَمُ عَنْبَانِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ احزاب پارہ ۴۲)

ترجمہ: اے نبی! ا تم اپنی ازدواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی خود توں سے یہ کہہ دو۔

طریقہ دلائل: دیکھئے بنت کا الفاظ ایک بیٹی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بنات بہت سی بیٹیوں پر اس بنا پر ہمارا مسلک ماشد احمد پختہ ہے جبکہ ہم چار بیٹیوں کے قائل ہیں اور اہل تشیع ایک کے اور قرآن بھی ہماری تائید میں موجود ہے۔

ایک شبہ کا جواب

بعن لوگ کہتے ہیں کہ بعض تعظیمی ہے جو نکہ سیدہ کا مرتبہ مسلم بین الفرقین ہے اس لئے تو قرآن کریم کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ سو جو ایسا عرض ہے کہ کائنات کے ائمہ فرما تھا صلی اللہ علیہ وسلم

بیسی برگزیدہ مسی اُج تک نہ پیدا ہوئی اور نہ قیامت تک پیدا ہوگی مگر قرآن مجید میں جہاں بھی حضرت علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے بصیرۃ مفروضہ مفترض کیا گیا ہے۔ دیکھئے انا اسلنٹ ف دمار اسلنٹ۔ یا یہاں التبع۔ یا یہاں المنشی۔ یا یہاں المدش قم غاندر۔ ۹۔ دربت۔ نکبات۔ و شابات۔ نقطہ قدر مفترض کے صیغوں اور ضمائر سے فاطب و مذکور کیا گیا ہے اگر تعظیم کے طور پر خدا تعالیٰ کے بغیر علی سیل التفاہ طلب اعزاز و اکرام کے پیش نظر جمع کا صینہ استعمال کیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جاتا۔

دلیل ۲: حیات القلوب ج ۲ ص ۱۹۷ میں مع بسنہ معتبر از حضرت صادقؑ روایت کردہ است کہ از بزرگی رسول خدا از خدہ بھی متولد شد تہ طاہر و قاسم فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ طرز استدلال ماس حدیث کی روایت میں بسنہ معتبر کا لفظ موجود ہے پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ تز بیچ بنات رسول کے سلسلے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں قطعاً غلط ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ ساری اڑکیاں حضور کو خدا تعالیٰ نے حضرت خدجہ سے عنایت فرمائیں پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خدجہ ابکری پہلے خاوند سے نے کرائی تھی غلط نہ ہے۔

اہل تشیع کے اعتراض کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے چھر رہے ہیں کہ حضور علیہ اسلام کی یہ اڑکیاں حقیقی نہ تھیں بلکہ بالہ کی اڑکیاں تھیں۔

جواب: حیات القلوب ج ۲ ص ۱۹۵ میں ہے جمع از علماء خاصہ و عالماء اخقاء اذ کہ دفتر ان بالہ خواہ بزرگ بودہ اند و برلنی ایں دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند۔

ترجمہ علمائے خاصہ و عامیک ایک جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم حضور کی حقیقی اڑکیاں تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ بالہ کی تھیں ان دو قولوں کی معتبر دلایتیں تردید کرتی ہیں۔

ملا باقر کا سفید جھوٹ

شیعی مصنفوں کی اصطلاح میں علماء خاصہ شیعی علماء کو کہتے ہیں اور علماء عامہ علماء میں اہلسنت کو۔ لیں ملا باقر مجلسی کا حیات القلوب میں علماء اہلسنت کی طرف اس قول کو منسوب کرنا خیانت اور انفراد پر دعا زی ہے۔

مسئلہ بالا پر حوالہ جات

بخوب طوال حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے بوقت ضرورت ملا حظ فرمایا کریں ۲۷۴
تحفۃ العوام ۲۹۰ ج ۲۸۵ مکمل طریق ۲۸۶، اصول کافی مکمل ۲۸۷، عالی کافی ۲۸۸، حجۃ حسن
مرۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۲۸۵، قول ابن عثیمین مرۃ العقول بحوالہ منکرو و تہذیب الاعکاف
ج ۲۸۵ اسٹریو، استبصار ج ۲۸۵ اسٹریو، تاریخ الائمه ۲۸۵۔

اہل شیع کا آخری اعتراض اور اس کا بہترین جواب
بعض شیعی ذاکر یہ کہتے ہیں کہ اگر حضورؐ کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو مبالغے کے
دان ضرور لاتے۔

جواب:- مبالغہ نہ ہے میں ہو گا ہے اور حضورؐ کی صاحبزادیاں بغیر سیدہ فالۃ النزہ ۲۹۳ کے
سب کی سب پہلے وفات پا جائیں تھیں لہذا اعتراض ہی سرے سے غلط ہے۔ یعنی حیات القلوب
ج ۲ باب ۲۹۴ میں ہے۔

(۱) زینب در مدینہ در سال ۱۰ قم، بحرت در برداشتے در سال ۱۰ شتم برحمت ایزدی واصل شد۔

(۲) رقید در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامے کرجنگ بد رو داد۔

رجسہ) حضرت رقید جنگ بد کے سال وفات پا گئیں۔

(۲۳) سوم ام کلثوم گویند کہ در سال ۱۰ ق م ہجرت بر حضرت ایزدی واصل شد۔

ترجمہ) حضرت سید و ام کلثوم وہ شہر میں وفات پا گئیں۔

مرید تفصیل بگے لئے ہیرے رسالہ رفع الشبهات عن سلسلہ النبوات میں دیکھ لی جائے۔

بحث متعلق احراف قرآن

اہل شیعہ کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید میوادیتے تھے لہذا مستحب خلافت نہ ہے۔
جو اب ۱۔ بخاری شریف میں ہے فامر ان یعرق بمسکلہ من القرآن جس کا
معنی یہ ہے امیر عثمانؓ نے قرآن مجید کے طے سوا کے جلالتی حکم دے دیا پس اعتراض ہی نہ رہا۔
اعتراض تو توبہ دار و ہوتا جب بخاری شریف میں امر ان یحرق القرآن یا المرق القرآن
ہوتا مگر حدیث گواہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

جو اب ۲۔ ہم خلق انسک ہونے کی حیثیت سے تو اس الام سے قطعاً بری ہیں اس لئے کہ
قرآن مجید کا بلا ناہماں سے نزدیک منع ہے چنانچہ فی القرآن مطبوع مصرح ۲۷۶ میں ہے وقی بعض
کتب الحنفیہ۔ ان المصحف اذا بلى لا يحرق بل يحضر له في الأرض ويدفن
(توجہ) احادیث کی بعض کتابوں میں ہے کہ قرآن مجید جب پلانا ہو جائے اسے جلا یا زججے
بلکہ زمین کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے۔

اہل شیعہ پر چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا عثمانؓ بقول شیعہ واقعی مجرم تھے تو کیا ایسے مجرم کے ساتھ و دستاں تعلقات
قام کرنے والے ہیں۔

(۲) اگر ہیں تو ٹھوڑت پچاہتے۔

(۳) اور اگر نہیں تو مقصودی کے ایام میں حضرت علیؓ نے سینیں مکریں کو ان کی حفاظت پر کیوں

ما مور کیا تھا۔

(۴) اگر تسلیم کر دیا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جلوادیئے تو فرمائیے تو فرمائیے اہلسنت کی کتابوں میں خود علیہ السلام سے اس کی نہی موجو دی ہے اگر ہے تو شاہت کیا جائے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۵) حاصل اعتراض یہ ہوا کہ احرار قیم تو یہی قرآن ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صرف قرآن مجید کے جلانے میں تو یہیں ہے یا کہ قرآن کے دیدہ و انتہی پچھے گراہی نے میں کبی تو یہیں ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو اصول کافی صحت میں ہے ناؤ میں یہم فطر جہاد امام جعفر صادقؑ نے قرآن مجید کو نہی پچھے گرا دیا۔ فرمائیے امام جعفر صادق پر کیا فتویٰ ہے۔ ما ہو جوا بکھر فہو جوا بنا۔

(۶) ماسرا نے قرآن کو جلانے میں اگر عثمانؓ نے حق بجانب نہیں تھے تو اس وقت کے اہل حق نے ان کو معنی کیوں نہ کیا اور اگر منع کیا ہے تو ثبوت چاہیئے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۷) جس قرآن کو سیدنا عثمانؓ نے جلوادیا تھا فرمائیے وہ موجودہ قرآن کامیں تھا یا خیر اگر عین تھا تو یہ کہاں سے آگیا۔ جبکہ اصل قرآن حضرت علیؑ نے ظاہرہ ہونے دیا اور امام مہدیؑ پھر کر غار میں جایا یا۔

(۸) اور اگر غیر تھا تو فرمائیے آپ اسے بھی قرآن تسلیم کرتے ہیں یا نہ اگر تسلیم نہیں کرتے تو اعتراض رہا اور اگر آپ کے نزدیک وہ بھی قرآن تھا تو موجودہ قرآن آپ کے مذہب میں ناقص تھا۔ فرمائیے کیا جواب ہے۔

(۹) جس وقت حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جلا دیئے کا حکم کیا اور اس حکم کی تعییں بھی کی گئی فرمائیے اس وقت حضرت علیؑ اس سے باخبر تھے یا نہ اگر باخبر تھے تو استکوت فی معرض المیا بیان رہیاں کے وقت چپ کر جانا بھی بیان ہوتا ہے) کے پیش نظر شریک کار سمجھ کئے ورنہ چپ سادھے کا کیا معنی اور اگر باخبر نہیں تھے تو اہل شیعہ کے ذکرین اس جملے کا کیا جواب نہیں گئے ان لا ہستہ یعلمون مَا کان و مَا یکون راصول کافی یعنی امام مَا کان و مَا یکون کو جانتے ہیں۔

بحث متعلق اخراج مروان بن الحکم

اعلوا فراز اہل الشیعہ، مروان کو حضور علیہ السلام نے مدینہ مقدس سے باہر لکال دیا تھا
لیکن عثمان نے اپنے عہد خلافت میں واپس بلا لیا تھا۔

جواب ۱: اہل شیعہ کے ذاکرین تیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضور علیہ السلام نے
مروان کو شہر پر کیا ہو حقیقت میں آپ کی تاریخی حکم پر تحقیق کر کر مردان کا باپ تھا اپس صغری کے
باعت حکم کے ساتھ مروان بھی چلا گیا لَا تَرْكُمْ قَانِدَةً دِنَّا أُنْسَى۔ لہذا مردان حضرت عثمان
کا بلا ناخلاف حکم رسول اللہ نہ رہا۔

جواب ۲: جب سیدنا حضرت عثمان نے بلا یا ترسیدنا حضرت علیؑ نے اسے اپنی بیعت
میں لے لیا پس اگر ان کا بلا ناگناہ تھا تو آپ نے اس کو بیعت کیوں کیا۔ اول میریا یعنی
قیل تسل عثمان۔ (نهج البلاغہ ج ۱ ص ۳)

جواب ۳: جب مروان ابن الحکم جنگ جمل میں قید ہو کر حضرت علیؑ کے پاس آیا تو حضرت عثمان
نے اپنی سنارش سے اسے چھڑایا۔ دیکھئے اگر مروان بن الحکم بچکر رسول مدد نہ سے شہر پر کیا گیا ہوتا تو
عسمن بن اس کی سفارش نہ کرتے۔ فاستفشم الحسن والحسین الی امیر المؤمنین فکلاماہ فیہ
فخلی سبیلہ۔ (نهج البلاغہ ج ۱ ص ۳)

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب رد المطاعن جلد اول میں سوال یہ ہے کہ اگر لو
ایسا انہ کا رعنایا تو حضرت علیؑ نے بیعت میں لیا کیوں اور عسمن نے سنارش کیوں کی۔

مروان کا میرمنشی بننا

اہل شیعہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان نے یحییٰ کو کاش کے مشورے سے محمد بن ابی بکر کو مضم

کام کم بننا کر بھجا تھا تو اسی مردان نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ خدا کو کر بیجید یا کہ جب محمد بن الی بکر کا پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور سیدنا عثمانؑ کے میراثی ہوتے کی وجہ سے خدا پر صرفت عثمانؑ کی ہرگزگاری۔

پس عثمانؑ کا ایسے شخص کو اپنا میراثی مقرر کرنا یقیناً دیانت کے خلاف ہے اور جب پبلک نے مردان کا مطالبہ کیا تو عثمانؑ نے دیا۔

جواب ۱۔ واقعی طور پر مردان بن ہنگز نہ مانوں رہا اور نہ ہبہ شہزادی میں بخط کے تعلق بیٹک لوگوں نے مردان پر رثہ کیا تھا مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ مردان سے جب دیانت کیا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا خلیفہ وقت کی بھی تحقیق اس کے خلاف تھی پس اس صورت میں جبکہ مدعی کے پاس کوہاہ نہ ہوں ملکہ مذکورہ اور قاضی کو تحقیقتِ راقعہ پر اطلاق نہ ہو مردان کو ملزم گردانہ یقیناً خلافات اصول ہے۔

جواب ۲۔ تحقیقت میں یہ بائی پاس کی اندھی سازش تھی جس کے نتیجے میں یقینہ و فساد رونما ہوا اور نہ کوئی ایسا دراقد نہ مقابس کا علم نہ ہو سکے۔

جواب ۳۔ مردان کو میراثی پہنچنے کا طعن اہل شیعہ کی طرف سے یقیناً غلط ہے اس لئے کہ ابن زید اور کی طرف سے عزیز رسولؐ پر کئے گئے مطالبہ تمام دنیا کے سامنے ہیں لیکن ملک فارس میں حضرت علیؓ نے اسے منصب امارت پر تعيینات کیا ہڑا تھا۔

جواب ۴۔ نیز عبدالرحمن بن ہبجم سے شقی از لی کو حضرت علیؓ نے پتی بیعت سے سرفراز فرمایا حالانکہ عبدالرحمن بن ہبجم ہی سیدنا اہل کتاب قائل ہے۔ ماہو جوابکہ فهمو یہا اتنا

جواب ۵۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؑ نے والپس کروں نہ کیا سوان کی خدمت میں اتنا عرض کر دیا جائے کہ عائشہ سدیقہؓ کے مطالبہ پر حضرت علیؓ نے سید بن الی بکر کو والپس کیوں نہ کیا۔

جواب ۶۔ نیز والپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ خبرم کو سزا دینا پبلک کا کام نہیں بلکہ خلیفہ وقت کا کام ہے۔

کیا سیدنا عثمان نے صحابہ کرام کو معزول کیا

اہل تیشیع کہتے ہیں کہ عثمان نے اپنے دورِ خلافت میں کبار صحابہ کرام کو معزول کر لئے کی جگہ اپنے ناندان کے چند ناجبر پکار نوجوانوں کو تو قریر کیا۔ مثلاً مغیر بن شعبہ، ابو مسی اشعری، عبدالستین بن معود، عبد اللہ بن ارشد، عزیز بن العاص۔

جواب ۱:- اصولی یہیت سے اہل تیشیع امراض کرنے کے چنانچی نہیں جبکہ وہ سید عثمان کی خلافت کے قائل ہیں اور ان کے معزول شدہ امراء کے جب ان کی خلافت ہی سرے سے ان کے نزدیک ناتاہل تسلیم ہے تر راقی امراض کی رعايت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
جواب ۲:- محرمن کو پاہیزہ کر سب سے پہلے ہماری کتب سے بعدہ امدادت کے لئے صحابیت کا ضروری ہوتا ہے اور جب امدادت قابلیت پر ہے اور طبائع کے اختلافات سے قابلیت کی دلیلی مسلم ہے تو معزول کرنے کا اعتراض ہی نہ ہے۔

جواب ۳:- یہ کون سی انوکھی بات ہے آپ سے پہلے خلقاً نے بھی اور خلافت میں ایسی اہم تبدیلیاں فرمائیں اور آپ کے بعد بھی، دیکھئے فاروق اعظم نے اپنے دورِ خلافت میں سعد بن ولی کو معزول کیا اور سیدنا علی الرقة نے تاچ خلافت سر پر مد کھتے ہی تسام بھی اپر کے امراء کو بیک قلم معزول کر دیا۔ حق

ایں گناہیں کر در شہر شانیز کشتہ

جواب ۴:- ابو مسی اشعری کی معزولی ہاختہ اذام نہیں ہے کیونکہ بھرہ کے علاقے کی اثر بظیا آپ کے خلاف ہو چکی تھی اپنے سیدنا عثمان اگلے کو معزول نہ کرتے تو بناوت کا اذر شہر خدا۔
جواب ۵:- افسوس تری ہے کہ اسکی کا اعلیٰ کے پیش نظر محرمن لوگ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ابو مسی اشعری کو معزول کر دیا لیکن یہ تون سوچا کہ پھر کہیں ان کو تعینات کیجی کیا یادِ اجتماعِ ملبری ملے۔
 میں ہے چند برس کے بعد آپ نے ان کو کو قدر کا اعلیٰ بنایا۔

جواب۔ بنیو بن شعیب کے متعلق حضرت عزیزی و صفت نبی نبی معاشر کلام میں سے حضرت عثمان
پر اس محلے میں کوئی اختراض منقول نہیں ہے۔
جواب۔ عبداللہ بن مسعود بودھے ہو چکے تھے اور ظاہر ہے کہ جعلپے میں فراہم مدارت پر اسے
سرانجام میں پاسکتے۔ پھر ان کے قائم مقام جس سبقتی کو مقرر فرمایا اور نبی بن ثابت صحابی رسول تھے۔
مدد بن العاص کی معروفی کی وجہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صرف یہی آباد ملک کی
آمنی میں نقصان ہوتا ہمارا باقاعدنا نہیں کیونکہ کوئی تحریر کیا گیا تھا۔ ان کا نام عبداللہ
بن سعد بن ابی سرح تھا جنہوں نے چند نوں میں آمنی کو دو گناہ بنا دیا۔ بہر حال جن کو معزول کیا گیا
بغیر مقول وجہ کے معزول نہیں کیا گیا۔

سیدنا عثمان نے کیا ابوذر غفاری کو جلاوطن کیا
اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو جلاوطن کیا حالانکہ وہ مومنین
میں سے تھے۔

جواب۔ ابوذر کے متعلق سیدنا عثمان کے خلاف جتنے ذہر طیب پر دیکھیا ہے اہل تشیع میں
مشہور ہو چکے ہیں وہ ساری حقیقت کے خلاف ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ ابوذر غفاری شام کا
کھانا کھا کر بیج کے لئے کچھ اخخار کرتا خلاصہ کہتے تھے اور خلاف تھے شام کے علاقوں میں آپ اس قسم
کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ جبکہ معاشر کلام آپ کے لئے مسلمانین خلاف تھے رفع اختلاف کیلئے میرزا شفیع
نے سیدنا عثمان کو خلاصہ کس خدا کے طلاق دی۔ آپ نے ان کو بلا بھیجا اور اپنے پاس رہنے کا اعلان
ہیا آپ نے متابکہ بنہ میں مقیم ہو گئے جسے بعینہ یہ روایت اہل تشیع کی کتاب ملک العفات جلد اول ص ۲۵۶ میں بجواہ تحقیق الباری ج ۳۰ م ۲۵۶ میں موجود ہے۔

کیا عمر ابن یاس پر سیدنا عثمان نے سختی کی
ہرگز نہیں چونکہ وہ سبقتی پر دیکھنے سے متاثر ہوتے جا رہے تھے اس لیے اپنے

ان کی فہمائش ضرور کی ہے ملکن سخت نہیں کی اور اگر کبھی لیستے تو پھر بھی موجودہ الام دنبتے اس۔ ایک اگر خلیفہ وقت اتنا جائزی نہیں ہے تو پھر خلافت کلہے کی کیا حضرت علیؑ سلسلے اپنے دورہِ ایافت میں اپنے علاں کو سخت و شست نہیں کہا کیا سیدنا علیؑ نے اپنے تبعین کو تشریف دیا میں اعاب یا انہیں کہا

کیا عبد اللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کیا گی

یقیناً کیا گیا لیکن اس میں کسی غیر کامیاب اعلان جب تک خلیفہ وقت بہت المال میں صفت دیکھے تو دیتا رہے اور جب چلے ہے بند کر دے اس میں سیدنا عثمانؑ جانشیں اور ان کی کارکردگی کسی کا وظیفہ مقرر کرنا فرائض میں سے نہیں اور بند کرنا خلاف سنت نہیں۔

کیا سیدنا عثمانؑ نے بہت المال کو بے ہال خرچ کیا

اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ عثمانؑ نے بہت المال کو بے ہال خرچ کیا۔

(۱) مردان کو طرابلس کے مال غیریت کا پانچواں حصہ دیا۔

(۲) عبد اللہ بن الجراح کو خس کلایا پانچواں حصہ دیا۔

(۳) عبد اللہ بن خالد کو بچاس ہزار درہم دیئے۔

(۴) بقیع کی چلکا فسے عام لوگوں کو روک کر اپنے لئے مخصوص کر دیا۔

(۵) انہی عمال نے جو بدعتوں ایساں کی تھیں ان کا تدارک نہ کیا۔

(۶) حدود کے جاری کرنے میں تفافل بردا۔

(۷) منی میں وحد کو تھن کی بجائے چار رکعتیں پڑھیں۔

جواب ۱۔ بہت المال کے بے ہال خرچ کرنے کا الام بے جا ہے اس لئے کہ بہت المال کے علاوہ سیدنا عثمانؑ کے پاس اپنی ذاتی ملکیت بھی حد سے زیادہ تھی جسکروہ خرچ کرتے تھے مگر غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت المال سے خرچ کرتے تھے جس کا ان کے پاس کوئی ثبوت

بیسا کہ طہری میں عہدت عثمان بن عفانؓ کا اپنا بیان درج ہے۔

(۱) مردان کا آپ نے طالبین کے مال غیرت کا کوئی حصہ عطا نہیں کیا بلکہ مردان کا پانچ لاکھ کے عوض میں اپنا تحریم یاد ہوتا ہے۔ (زادہ نہاد و نجاح ۱۲۹)

(۲) عبداللہ بن علی سرج سے والپس لے لیا تھا رطبی میں (۱۴۵)

(۳) عبداللہ بن علی سے بھی والپس لے لئے تھے (ص ۱۹۲ طبری)

(۴) بقیع کی پڑاگاہ کو اپنے لئے نہیں روکا تھا بلکہ بیت المال کے مویشیوں کے لئے خاص کر دیا تھا اور پھر یہ طریقہ ان کے دورِ فلافت سے باری نہیں ہوا بلکہ عہد نارویت سے ہیں (الرقبہ ۱۴۷)

(۵) پر عثمانیوں پر تدارک کرنے والا امام بھی غلط ہے۔ بلکہ طبری میں آپ کی تقریبیں کی تقریبیں گردید میں موجود ہے۔

(۶) اقتراض کا مدلد دو ادعیات پر ہے ایک عبداللہ بن عفر سے ہر مردان اور جنیت کے قتل کے ساتھ میں قصاص نہ لینا اور دوسرا سے ولید کی شرائج حدی کی حد میں تاخیر کرنا، مساوی کا بھابھی ہے کہ قصاص کے قائم مقام آپ نے اپنی بیسی پنچ سے دیت ادا فرمادی اور بعد میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ شہزادیں شریعت کے قواعد و ضوابط پر پوری نہیں آئی ہی تھیں جب تحقیق ہو گئی تو سزا میں ذرہ بھر بھی تامل نہ کیا۔

(۷) دورِ کنفوویوں کے قائم مقام چار رکعتیں اس لئے ادا فرمائیں کہ آپ نے امامت کی نیت کر لی تھی (مسنوناً حمد بن حبل ج اسلام)

سیدنا عثمان کا جنازہ

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان بغیر جنازہ کے دفن ہوتے اور بیت دنوں تک آپ کا جنازہ بے گور دکن پڑا رہا۔

ب) جواب: مرا لغطہ ہے اپنے جنم کے دن ۸ اردوی الحجہ ۲۵ مکہ کو شہید ہوتے مدینہ پر باغیوں کا قبضہ ہتا۔ باہمی آئی پھیل گئی تھی کہ کسی کو گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن باہم عورت کو اور مسٹر کی جماعت نے حضرت کے جنازے کو اٹھایا اور زیرین عوام نے اپنے کا جنازہ پر حالیا اور جس کو کوک (جو کہ جنتِ ابتعیج میں داخل ہے) میں دفن کر دیا۔

ج) جواب: اگر باقاعدہ تسلیم کرنا چاہئے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کا جنازہ بے گور و کفن پر ادا اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

د) کیا میدان کر بلائیں شبہا کر بلاؤ کون دیا گیا۔

(۲) کیا سیدہ فاطمہؓ کے لاڈے حسینؑ کے مرپاروں کو کفن نصیب ہوا۔

(۳) کیا ان کو گھوڑوں کے ٹالپوں سے روشنہا ہیں گیا۔

(۴) کیا ان کے جنازے کا انتظام کیا گیا۔

اگر نہیں کیا گیا تو کیا اس میں بال تسبیح شبہا کر بلاؤ کو قصور و احتہاش گے اگر نہیں تو مجلس میں سیدنا حضرت عثمانؓ کا کیا قصور ہے۔

کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرام کے مشائے ہوئی

اہل تشیع کہتے ہیں کہ قتل میں حقیقتاً عالم اتنے کا ہاتھ خاتم الرسلین علیہ السلام صاحبہ کرامؓ اس پر چوکش ہے۔ عاشمہ مددیۃؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اہل الفتنا کر برزا کے کو قتل کر دو۔

ب) جواب: اگر علی الرضاؓ کے اپنے خجہ پر اہل تشیع کو اعتبار ہے تو اس میں اپنے قتل عثمانؓ سے بڑات کا اثہار کیا ہے۔ چنانچہ شیع البلاقوش ۷ مکہ میں ہے الاما اخْتَلَفَ فِيهِ مِنْ قَدْمِ عُثْمَانَ وَنَعْنَوْنَ وَنَهْرَ بُرَاءَ۔ (ترجمہ) اہم کے اختلاف کی عاتی عثمانؓ کی دم کے متعلق اور جسم اس سے بری ہیں لیں جب سیدنا حیدر کو راضی برادر کو اثہار کر دے ہے ہیں تو یہ کیسے ملکن ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان اُن پر سلام عاصم کرے کر وہ خلافت و ائمہ کہہ دے ہے ہیں۔

جو ایٹھ۔ اگر حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کا ماتحت ہوتا تو حسین بن مکرمؓ کو ان کی پیروی کے لئے نہیجتے۔ (منیج ابلافتچ ج اسٹ)

جو ایٹھ۔ سید علیؓ سے صحابہ کلام کی جماعت نے قصاص عثمانؓ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا۔

يَا إِنْفُوَهَا إِنِّي لَسْتَ أَنِيْهُلُ مَا تَعْلَمُونَ وَلَكُنْ يَقِيْفُ فِي الْقُرْآنِ وَالْقُوْمُ الْمُجْرُونَ عَلَى بَعْدِ
شَوَّهِنِعِمٍ يَمْلِكُونَ مَا وَلَا يَمْلِكُهُمْ وَهَلَّهُمْ هُوَ لَأَرْ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عِبَادَةُ الْكَوْكَبِ وَالنَّفَّتُ الْجَوْمِ
إِعْرَابَكُمْ وَهُمْ غَلَّلُكُمْ لِيَوْمَ مَوْتِكُمْ مَا شَاءُكُمْ وَأَوْهَلُ تَرْوِيْنَ مَوْضِعًا لِالْقَدْسِيَّةِ مَلِ شَنْجِيْنَ تَرْوِيْنَ
قَرَانَ هَذَا الْأَمْرُ أَمْرًا جَاهِلِيَّةً كِيْرَانَ يَهُوَ لَأَرْ الْقُوْمَ مَادَّةً إِنَّ النَّاسَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ إِذَا
عَرِكَ عَلَى أَمْوَالِ فَرِيقَةٌ تَرْدِي مَا تَرْدُونَ وَفِرْقَةٌ مَا لَا تَرْدُونَ وَفِرْقَةٌ لَا سُرْعَ هَذَا فَلَا
ذَلِكَ نَاصِبُرُ وَإِنَّمَا يَهُمْ مَا تَنَاهُ وَتَقْعِيمُ الْقُلُوبُ مَسَايِعُهُمَا وَلَوْ مَغَدَّ الْعُقُوقُ مُسِيْمَةً
فَإِنَّهُ دُورُ وَأَعْيُقُ وَإِنْظَهُ مَا إِذَا يَأْتِي كُوكُبٍ أَمْرِيْعِيْدُ وَلَا تَفْعَلُوا أَعْلَمَةً تَضَعِيفُمْ فُوْقَ وَسِقْطُ
مَنَّةً وَلَوْرِثَ وَهَنَا فَنِيلَةً وَسَامِلَكَ الْأَمْرَ مَا لَسْكَ وَإِذَا أَمْبَدَ بَدَأَ فِي الدَّهْرِ إِنَّكَ
(۱)، (ترجمہ میں استدلال) اے بھائیو ہر مر جانتے ہو اس سے میں جاہل نہیں ہوں سکتیں میں
ماقت کب ہے۔

ظریز استدلال۔ معلوم ہوا کہ سید علیؓ وقتِ داماعت نہ ہونے کی وجہ سے قصاص نہیں
لیتے تھے ورنہ آپ کا قلبی مُشَاقاص بیٹنے کا تھا۔

(۲) بافلی قوم زور دن پر ہے وہ ہمارے مالک ہیں ہر جان کے مالک نہیں ہیں۔

ظریز استدلال۔ باخیوں کا زور اتنا تھا کہ سید علیؓ قصاص عثمانؓ کے سلسلے میں اپنی
jamاعت کو کاپیا ہو نا یقین نہیں کر سکتے تھے۔

(۳) تیسیں خبردار ہنا چاہیئے کہ تمہارے نوجوان باخیوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور اعراب
التفات کر رکھے ہیں ظاہری طور پر وہ تمہارے دوست ہیں۔

ظرف استدلال ہے اس متعلقے میں حضرت علیؑ پبلک میں سے گریا کئی اپنا ہمنا نہیں پاتے
بختے درز قصاص سے کہی چھوڑتے۔

(۴) وہ جو چاہیں تھیں تکلیف پہنچاتے ہیں۔

ظرف استدلال ہے ان حالات میں قصاص کا یہاں مشکل ہتا۔

(۵) جس پیزیر کام امادہ رکھتے ہو کر اپنیں اس پر قدسست نظر آتی ہے۔

ظرف استدلال ہے جب تدریت منقوص ہے تو مطالبہ قصاص کیا۔

(۶) صبر کر د لوگ خود بخود رفع ہو جائیں دل امیستان پکڑیں اور حقوق منصانہ اور عادلانہ طور
پر لئے جائیں۔

ظرف استدلال ہے اس فقرے میں ہمارے مقصد کی صريحی طور پر تصدیق موجود ہے۔

(۷) مجسم سے ہٹ جاؤ دیکھو میرا حکم تمہارے پاس کیاے کر آتا ہے۔

ظرف استدلال ہے اس ارشاد میں سائلین کے دلوں کو مطمئن فرمار ہے ہیں کہ قصاص لیں
گے اور ضرر لیں گے۔

(۸) ایسا کام نہ کرو کہ قوت ختم ہو جائے ذات و نسبت کاماتنا کا ناپڑے میں امر کو بند روکھوں گا۔

جتنا بند ہو سکے گا اور جب ناچار ہو جاؤں گا تو پھر قیال کر دوں گا۔ اور میرا آخری علاج ہے۔

یعنی جگ کر کے ہی قصاص لوں گا۔

قتلِ عثمانؑ پر

بواپک، صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خوش بخت غلط ہے۔ ذیل میں صحابہ کرامؓ کے
ماثرات سرچ کئے جلتے ہیں فور سے پڑھئے۔

(۱) حضرت علیؑ کا اعلیٰ راست

خدایا میں عثمانؑ کے خون سے بردی ہوں رطبات ابن سدرج ۳۵۵)

د) حضرت محمد امیر بن عباس کا افسوس۔

اگر ساری مخلوق اس قتل میں شرک ہوئی تو قوم بولٹک طرح ان پر پتھر ہوتے (طبقابن سعد ج ۳) ۵۴
رسدین زندگان اور شاد۔

(۳) حضرت فدی یکنہ کا بیان -
لوگو اگر تہاری پادھانی کی سزا میں کوئا احمد تم پر ٹوٹ پڑے تو بھی بجا ہے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

خشنان کی شہادت سے وہ رخت پیدا ہو گیا ہے جسے پھر ابھی بند نہیں کر سکتا۔ (طبقات ج ۳ ص ۲۵)
 (۵) عاصمہ بن عدی کا گز۔

(۴) زید بن ثابت کی آنکھیں اشکبار تھیں۔
 رُدْ كَهَا أَجْ رَسُولُ الْمُلْكِ جَانِشِينِيْ كَافَّا هَرَّ هُوْگَيْ اَبْ بَادْ شَاهِتْ كَادْ وَثَرْ قَعْ هُوْگَيْا هَيْ (طبقاج ۳۵)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ حادثہ کو سن کر زار و زار دنے لگ گئے۔

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں عثمانؓ مصلی ہوئے کپڑے کی طرح صاف ہو گئے (لیفقات ج ۲ ص ۳۷)

جواب ۹ - فامتلو ان غلاماً کا لفظ اور لاؤ تو حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں بلکہ تصرف راوی ہے۔ اور اگر فرمایا بھی تو غصے کے دقت مال اپنے بیٹے کو کہہ سکتی ہے جس سے تمدین مقصود ہوتی ہے حقیقت مقصود نہیں ہوتی۔ اور قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کی بات حقیقت پر مgomول ہوتی تو ان کے شہید ہو جائے کے بعد قصاص کامطا لیبہ ذکر نہیں۔

بھائی اس نے اس کے متعلق یہ فرمایا تھا ان کے تعلق سید و ملک شاہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ان امور سے عثمان نے تو پہ کر لی تھی۔ (فڈک النجات شیعی کتاب حج اطہر مدنوائے وقت پوریں گے)

سیدنا علیؑ بن ابی طالبؑ فہی الشد عنہ کے متعلق ششی عقائد و خواص

جل اہل سنت کے نزدیک سیدنا علی مرتفعۃ قابل صلاح ہم اور لا ائمہ صدوق رہیں آپ سید الادیاء ہیں ابو اساد است ہیں آپ کے رعنائی تیوہات کا یہ اثر ہے کہ آج تک سلاسل

ٹلش طیبہ کالات کو اپنے نام میں پھپائے ہوئے تھنگان طریقت و صرفت کو سیراب کر رہے ہیں۔
لیکن ذیل میں اہل تشیع کے معقدات درج کئے جاتے ہیں جن سے ان کی تباہیں بیرون ہیں۔

(۱) حضرت علیؑ نے اسی روپ میں - (رشیعی رٹل)

رسنوں کی ہوئی حاجت وائی علیؑ نے نوحؑ کی ناخللی
درکتار علیؑ مشکل کثائی زپا ناپا مام سے یوسف رہائی
لکھ یونسؑ کی کی دریا کے اندر

کیا یعقوبؑ کو یوسف سے آئا؟ دوا الیوبؑ کے تھوں کی کی دلہ
عطال خضرؑ کو ایسا سعی کو راہ ہویدا بیوی کا کیا چاہ
دیا اور علیؑ کو جنت میں منظر

علیؑ سے لوٹانے کی استعانت علیؑ نے کی حیاں اس کی امانت
جب اور اہمیم کچھ اہمیت علیؑ نے کی علیؑ نے کی امانت

ربا بے شیدت پیغمبرؐ کا یاد ر

(تاریخ الانہ شیعی کتاب ص ۵۲)

(۲) حضرت علیؑ علیؑ کی شفیعی قید نہیں۔ (رشیعی ناشتا)

علیؑ کا مجرمہ اک اک ہے نادر علیؑ کی ذات ہے ہر شے پر قادر

(تاریخ الانہ ص ۵۳)

(۳) حضرت علیؑ بھی کے برابر ہیں۔ (رشیعی بڑی) " " م ۲۵

بھی علیؑ نہر و نسبت بھم دوستاؤ بکی چھوں ربان قسلم

(۴) سیدنا علیؑ مرضیٰ نائب خدا ہیں۔ (رشیعی انزوا)

چنانچہ جہاں حضرت علیؑ کے حسام و مختاری شمار کئے ہیں وہاں ایک نام نائب خدا بھی

ہے۔ (تاریخ الانہ ص ۵۵)

(۵) سیدنا علیؑ تاج الانبیاء ہیں۔ (شیعی تخلیل)

متانی اساد میں صاحب تاریخ الائمر نے مکہ پریاں کی نام تاج الانبیاء شتم کیا ہے۔
تعریف (اہل شیعہ حضرت نے بڑھایا تو اس اپنے بڑھایا کر خدا بتا دکھلایا اور کھٹایا تو اس کو خلک پتاہ۔

(۶) حضرت علیؑ مرتفعہ معاذ اللہ ڈرتے ہیں۔ (شیعی عقیدہ)

ات التَّقِيَّةِ مِنْ دِينِ وَدِينٍ أَبَانُ وَلَادِينَ مِنْ لَا تَقِيَّةَ لِهُ (اصول کافی مطبوعہ الحرف)
امام رضا صادقؑ فرماتے ہیں تقدیر میرے اور میرے باپ دادے کے ایمان سے ہے اس کا
ایمان ہی نہیں بلکہ واقعیہ تہیں کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ تقدیر سے مراد خوف ہے۔
(تعریف) اس روایت سے ثابت ہوا کہ اہل شیعہ حضرت علیؑ کو نائب خدامانتے ہیں اور
ادھر ڈرپ ک تسلیم کرتے ہیں۔

(۷) حضرت علیؑ مرتفعہ کو پاؤ شاہ کے حکم سے سب و شتم کرنا جائز ہے۔ (شیعی عقیدہ)
أَمَّا النَّبَتُ فَسَيُتُوْلَىٰ - ر تہیج البلاغہ ج ۱۴۱ مطبوعہ الاستقامہ
(تہیج) اگر سب و شتم مجھے کرنا پڑے تو مجھے سب و شتم کریں۔

(۸) حضرت علیؑ نے ظالم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (شیعی عقیدت)

شَدَّ أَخْدَدَ يَدَ أَجْبَتْ بَكْرٌ قَبَاعِدَةَ رَاحْتِجَاجَ طبری سی ۵۲)
اس کے بعد حضرت علیؑ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ کو پکڑا اور بیعت کی۔

(۹) حضرت علیؑ نے خدا کے اصل قرآن کو گم کروایا۔ (شیعی بہتان)

فَقَالَ هَيَّاهَاتٌ لَّيْسَ إِلَيْهِ ذَالِكَ سَيْئَاتٌ - ر احتجاج طبری سی ۵۳)
پس حضرت علیؑ نے قرآن اسے گراب اصل قرآن کی طرف راستہ نہیں رہا جب تلمذ ہوئی
آئے گا تو ظاہر ہو رے گا۔

تعریف (اہل شیعہ ہیں جن لوگوں کے عقیدے میں یہ داخل ہو کہ قرآن مجید کو دنیا سے
علیؑ مرفوضی کرنے کم کر دیا ہے۔ تو ان کی نگاہ میں حیدر کراز کا مقام کیا رہا کیا امام اقل اس

لئے دنیا میں تشریف اللائے کر اصل قرآن غائب کر دیں اگر شیعی مذہب میں یہ بات
واقعی حق ہے اور یقیناً حق ہے تو پھر مذہب کا خدا حافظ جس مذہب کے خدا کا یہاں
ہو کر خدا کا قرآن صحابہ کی خالقت کی وجہ سے غائب کر دیں۔ خلاجاتے وہ امام کیسا
ہے اور مذہب کیسا ہے۔ بنی اسرائیل علیہ وسلم نے تو مکہ کے شرکیوں کے انکار کے
باور جو دینی قرآن کو کھول کھول کے بیان کیا مگر ان کا تابع دار ایک ایسا امام بھی ہے جو
پسے بنی کے سرماںئے کو صدیق و عزیز کی خالقت پر مدد و مددیتیا ہے۔ بلکہ اصول کافی میں موجود
چلاتے ہوئے الیوم القيمة ابد امداد تشریح اہلسنت پاکٹ بک حداد میں بیکھل جلتے۔
نیز شہادت حسین کا دھونگ بھی یقیناً بے جاتا ہے ہو گا کیونکہ جب اسلامی قرآن موجود نہ
رہا تو امام حسینؑ کی شہادت کب صداقت پر ہی رہی کیونکہ شہادت لقب میتوں سے سبقتی ہے بلکہ جس
قرآن کی علمبرداری پر انہوں نے راوی خدا میں سردیا ہے وہ صحیح ہو۔ فافہم
(۱۰) حضرت علیؑ نبوغ کا بوجہ اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکے۔ (شیدی انکشاف)

غزدادت حیدری ص ۴۶ میں ہے۔

وقت توڑ نے امنام ہام بیت الام کے ہر گاہ جناب فیض الانام نے حضرت علیؑ سے کہایا عمل
آدمی سے دوش پر پڑھوار دیاں بیوں کو گلادو جضرت علیؑ نے عرض کی ادب اس کا مفتونی نہیں
کر میں مہر نبوت پر پاؤں رکھوں۔ آپ میرے دوش پر سوار ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ باز نبوت
ہے تم مغل نہ ہو سکو گے۔

شمیدہ ترجمہ مقبول ص ۲۹ مطبوعہ بک ڈپو کرشن مگر لاہور سطر ص ۱۹ میں ہے۔

پس جیسے ہی آنحضرتؑ نے حضرت علی الرضا کی پاشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے
ہیں کہ رسالت کے بسب میں آنحضرتؑ کو نہ اٹھاس کا۔

نوٹ: اس سے مزید تشریح کے ساتھ ص ۲۹۱ تھیں مقبول میں بھی عبارت موجود ہے۔

(۱۱) حضرت علیؑ کا حلیہ دشیعی توضیح
جب آنحضرتؑ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی لور نظر کا لکھ جناب امیر الثوینیں کے ساتھ کر دیں

قریب سیدہ کو بطور راز آنحضرت نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی یہ سن کر جناب مسحوم نے
گردن جگالی اور عرض کی بابا آپ کی رائے مقدم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زبان
قریش کی زبانی سنا ہے کہ علی بن ابی طالب کا بیٹہ برڑا ہے ہاتھ بے لہے ہیں۔ پنڈلیاں موٹیاں
ہیں مگر کسکے حصہ پر یاں نہیں ہیں۔ مکھیں بڑی بڑی ہیں لان کا نہ ہاتا سخت تجھیے لدن کا نہ ہا
نا ظہر ہیتے خون کریں کہ کیا محبت و عشق رکھتے وہ لوگ بھی ایسی باتیں اپنی کتابوں میں لکھتے
ہیں کیا اس میں سید ناعلیٰ مرتفع شیر خدا کی توہین نہیں۔ کیا اس سے سیروکی صحت پر
حروف نہیں آتا۔ پس مذہب معلوم اہل مذہب معلوم۔

حمد کار کے لگے میں رسی۔ العیاد باشد (شیعی تحقیق)

(۱۲) غزوات چندی ترجیح چندی۔ بعد اس کے اہل دین نے رسی گردن امیر المؤمنین میں بازدھ

کیکپنی اور حرف مسجد کے لے چلے ۱۷

جب رسیاں گردن امیر المؤمنان میں ڈالی اور باہر دروانے کے لائے ایک سر اس کا تو

دست غریمین متحاوار دو مراد دست خالد بدیر میں بخاء ۱۲ (غزوات ۴۳۹)

حضرات ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ صفت اپنی طرف سے عبارتیں بنا
بناؤ کر شیعوں کی طرف مفہوم کر دیا ہے مجھے خطاے و مدد کی قسم ہے اگر میں اپنی طرف سے
کوئی سطیحی بناؤ کر غلط طور پر ان کی حرف مفہوم کر دیں تو قیامت کے دن خلافات کے مجھے رویاہ
بن کر اٹھائے۔

حیرت تو اس امر پر ہے کہ اہل تشیع بظاہر محبت و مودت کے راگ الالپتے ہیں اور در پرده
اہلسنت سے اتنی دشمنی ہے کہ نہ سکی پناہ۔

(۱۳) حضرت علیؑ کو ان کی بیوی کا خطاب (شیعی تدقیقات) خواجہ القین مطبوعہ طہران

مانند جنہیں در حرم پر دہنیں شدند

و مثل خاندان در خانہ گرینجتہ

رجسہ جس طرح کچھ رحم میں ہوتا ہے تو اسی طرح پر دے میں پھپ کے بیٹھا ہوا ہے

او خیانتی لوگوں کی طرح گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔

ناظرین نبود تو فرمائیں کہ اہل تشیع حضرت علیؑ اور سیدناؑ کے تعلقات کی کیا ترجیحی کردے ہیں۔

اب اس سے زیادہ سبز کتاب عربی احتجاج بلوںی صفت میں یہ جماعت ملاحظہ فرمائی۔

اشتملت شملة المحبين و قعدت حجۃقطنین۔

(۱۲) یعنی دفعہ متعدد کرنے سے درجہ حضرت علی المرتضیؑ جیسا ملتا ہے
شیعوں کی مذہب لوازی

من تعمیم تقدیر درجہ ک درجہ الحبیب و من تعمیم مرتبتین درجہ
ک درجہ الحسن و من تعمیم ثلث مرات درجہ ک درجہ علیؑ
و من تعمیم اربع مرات درجہ ک درجہ کی۔ (تفییرو منہاج الصالقین ج ۵ ص ۲۷۳)

(ترجمہ) جو ایک دفعہ متعدد کرے اس کا درجہ امام حسینؑ کے درجے جتنا ہو گا اور جو
شخص دو دفعہ متعدد کرے اس کا درجہ امام حسینؑ کے درجے جیسا ہے اور جو تین دفعہ متعدد کرے
اُس کا درجہ علی مرتضیؑ کے درجے جیسا ہے اور جو شخص چار یا پھر متعدد کرے اس کا درجہ
محمد علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے جیسا ہے ۱۲

بگوئی طوالت ان حوالہ جات پر اکٹھا کیا جاتا ہے وہ نہ ہمارے پاس ان کے
علاوہ بھی نہیں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن کو پڑھ کر انسان اہل تشیع کلمیان
اور اسی کی محبت کی اندر ورنی کیفیت پر ہمراں رہ جاتا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے
کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور دالی مثال یہاں صادق
آتی ہے یا نہ۔ اب ذیل میں ان کی کتابوں سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جن کو یہ
لوگ سب دشتم کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیؑ کے تعلقات ان کے ساتھ کیسے تھے۔
حقیقت میں یہ اس المترافق کا جواب ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب صحاپ کلام کو

حضرت علیؑ و شیعہ تھے تو علم کیوں دوست نہیں ۱۲

باقی صحابہ کرامؓ اور علیؑ مرتفعؑ کے رمیان تعلقاً

(۱) مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ وَالْأَئِمَّةُ مَعَهُ أَشَدُ أَمْرٍ عَلَى الْكُفَّارِ رَهَابُ بَيْتِهِمْ (قرآن)
 (ترجمہ) حضور بنی اسرائیل کے بھیجے ہوتے ہیں اور جو لوگ حضورؑ کے ساتھ ہیں و
 کافروں پر بڑے سخت ہیں اور اپس میں بڑے صیم ہیں۔

(۲) شَدَّا عَذَّ يَدَ ابْنِ بَحْرٍ فَبَايِعَهُ
 (ترجمہ) پھر حضرت علیؑ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اپس بیعت کی۔

صحابہ کرامؓ بے مثال تھے

لَعْدَ رَأْيِتِ اصحابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَرَى أَحَدًا مِنْكُمْ
 لِشَهَادَةِ حَمْدٍ۔ رَنْعِيجُ الْبَلَاغَةِ جِلْدُ اَوْلَى مِنْ ۱۹)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں بیشک میں نے حضور علیہ السلام کے صاحبہ کرامؓ کو دیکھا ہے
 میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشاہدہ میں پاتا۔

(۳) حضرت علیؑ مرتفعؑ نے صدیق اکبر کے چیخپے نماز ادا کی
 شُقَّ قَامَ وَلَتَهِيَّا الصَّلَاةُ وَعَضَرَ الْمَسْجِدُ وَصَلَّى غَلَطَ أَبِي بَكْرَ۔

(ترجمہ) احتجاج طبری ص ۱۵۷ مرتۂ العقول ج ۱ ص ۲۸۳)

حضرت علیؑ اٹھے نماز کے لئے تیار ہوتے۔ مسجد میں حاضر ہوتے اور
 ابو بکرؓ کے چیخپے نماز پڑھی۔

تفسیر قمی ص ۱۵۳، جلایہ الشیون ص ۱۵۳، غزوۃ است حیدری ص ۱۵۴

حضرت علیؑ نے اپنے بھائی جعفر طیار کی شہادت کے بعد ان کی بیویہ حضرت اسماء بنت عیسیٰؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد ان کو اپنے جمال عقد میں لے لیا تھا۔

لَا تَعْلِمَنَا نَزَقَ جَاهِهَا أَسَّا بِنْتُ عُمَيْسٍ بَعْدَ وَفَاتَ الْقَسْطَلْيُقَ
(رذک التجات چلد جدم ص ۳۳)

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ اسماء کے ساتھ صدیقؓ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔

(۵) حضرت علیؑ نے فاروقؓ عظیم کو مسلمانوں کے لئے جائے پناہ کہا
وَإِنْ تَكُنُ الْأَخْرَى إِنْجَتْ يَعْدَدُ الْأَنْتَسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ رِنْجِ الْبَلَاغَةِ ج ۲۵ ص ۲۵
(ترجمہ) اور اگر شکست ہوگئی اسے عمرؓ آپؓ لوگوں کے لئے مجاہوں گے اور مسلمانوں کے لئے یا نے رجوع ہوں گے۔

(۶) حضرت علیؑ کے نزدیک فاروقؓ کا شکر خدائی فوج ہے،
فَجِنَدَهُ الدَّيْرِيُّ أَعْدَّهُ دَامَدَهُ رِنْجِ الْبَلَاغَةِ ج ۲۶ ص ۳۹
رجوع اور عمرؓ کا شکر کا شکر ہے جس کو اس نے فرد بخوبی تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے۔

(۷) حضرت عمرؓ کی مفتول صبلی بی شہربانو سے حضرت حسینؓ کا عقد کیا
سیریٹ اول باب لا علی بن الحسین و امر شہربانو نبیت یزد بزرگ (اموال افی برشیہ مرۃ العصول ص ۳۹۵)

(۸) حضرت علیؑ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم حضرت عمرؓ کے عقد میں آئی
مکمل بحث نکاح ام کلثوم کا مطالعہ کریں گے جو کوئی اہلنت پاک بک ج ۲ کی پہلی بحث ہے۔

(۹) حضرت عثمانؓ کا داماد ہونا تسلیم کیا

وَقَدْ فَلِيتَ مِنْ صَهْبَةِ مَلَكِيَّنَا لَا - (نهج البلاغہ ج ۲ ص ۸۳) بے شک اے عثمانؓ اپکو حضور علیہ السلام کی دامادی کا وہ خرف حاصل ہے جو شیخین میں سے کسی کو نہیں ہے۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے حسینؑ کو حضرت عثمانؓ پر پیرہ داری کیلئے بھیجا

فَأَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَذْبَأَا النَّاسَ عَنْهُ - (نهج البلاغہ ج ۱ ص ۱)

پس حضرت علیؓ نے حسینؑ کو حکم کیا کہ جاہر حضرت عثمانؓ سے مقابلین کو دفع کریں۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنے بچوں کے نام خلفاء مثلاً وائے رکھے

حضرت علیؓ کے پیشے بیٹے کا نام ابو بکر ہے اور اشتریں کا نام عثمان اور تویں کا نام عمر ہے (تاریخ الائد ص ۲۵)

(۱۲) حضرت حسنؑ کے بیٹوں کے نام

حضرت حسنؑ کے پیشے بیٹے کا نام ابو بکر اور دسویں کا نام عمر ہے (تاریخ الائد ص ۲۶)

(۱۳) حضرت حسینؑ کے بیٹوں کے نام

حضرت حسینؑ کے آٹھویں بیٹے کا نام ابو بکر اور دسویں کا نام عمر ہے (تاریخ الائد ص ۲۷)

(۱۴) حضرت زین العابدینؑ کے بیٹوں کے نام

حضرت زین العابدینؑ کے آٹھویں بیٹے کا نام عمر ہے۔ (تاریخ الائد ص ۹۹)

(۱۵) حضرت موسیٰ کاظمؑ کے بیٹوں کے نام

حضرت موسیٰ کاظمؑ کے اٹھائی سویں بیٹے کا نام عمر ہے۔ (تاریخ الائد ص ۳۵)

بیکھر متعلق شہادت حضرت عثمانؓ

بعض لوگ چونکہ اس سلسلے میں معاذ اللہ حضرت علیؓ کے دامن کو راغد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قتل عثمانؓ کے سلسلہ میں بعض وجوہ غمی ہیں اور بعض خصوصی (غمی وجہ) سے ۳۷ کو

۱۔ سیدنا عثمانؓ نے تاج خلافت اپنے سر پر کھاستھے تک آپ کا دروغ خلا
نہایت امن و سکون سے گمراہ استھے کے بعد انقلاب کے آثار نمودار ہونے کے
اس کی وجہ آپ کی فطری زحمی ہے جس کی وجہ سے عمال نے اپنی منافی کا روایات
کرنی شروع کر دیں۔ جس کا ترجمہ آپ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ مگر مخالفین کے لئے
تو ایک شیعہ کامل جانا بھی کافی تھا۔

۲۔ بنی ہاشم خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے حالانکہ وہ غالباً پرستی کیونکہ حضور کرمؐ^{صلی اللہ علیہ وسلم}
نے الائمه من قریش فرمایا تھا من بنی ہاشم نہیں فرمایا تھا۔

(خصوصی وجہ) عبد اللہ بن سبایہودی کی خفیہ ساز شیش

عبد اللہ بن سبایہودی اپنی پرانی یہودیتہ روشن کے پیش نظر مذاقہ طور پر مسلمان ہو چکا
تھا۔ فطرت اسازشی طبیعت کا دل اسے شروع کر دیا تھا۔

(پہلی سازش) بنو ہاشم کو بنو امیر کے خلاف ایجاد تا شروع کیا۔

(دوسری سازش) بنی ہاشم کے تفوق کا پروگریڈ کر کے پیلک کو ہبتو ابنا لیا۔

(تیسرا سازش) سادہ لوح مسلمانوں کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ ہر بھی کے لئے
ایک دھمی ہوتا ہے حالانکہ قاعدہ منصوص نہیں ہے۔

۳۔ حضرت علیؑ قرب نسب کی وجہ سے افضل ہیں حالانکہ نسب کے بیت کو اسلام نے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؑ سے خلافت غصب کر لی گئی (حالانکہ اگر متعدد خلافت کو یہ قایل ہیں کر سکتے تھے تو یہ وجہ عقیدہ مشیعہ حضرت علیؑ معاشر شاہ کب رہتے ہیں) ملاحظہ ہو رہا تھا جو
۵۔ وحدہ تو خدا نے حضرت علیؑ کی خلافت کا کیا اور سے کہ خلفاء تلاشہ رحال انکیہ خبر ہیں کہ خدا و عدیے کے خلاف کبھی ہیں کرتا) ملاحظہ ہو معاشر کا آراء منتظرہ۔

۶۔ خلفاء تلاشہ ایمان سے خالی ہیں (حالانکہ ان کی ایمانی کی قیمت پر قرآن و حدیث میں کافی سنت یادہ شہادتیں موجود ہیں) ملاحظہ ہوا ہلستہ پاکٹ بک حصہ ع۔

۷۔ رامات انہ آشاء عشر تجیدے ہیں داخل ہے (حالانکہ قرآن میں تہ تو آمر کی امامت کا ذکر ہے اور تبارہ کا اور زان کے نام ہیں)۔

۸۔ موجود قرآن مجید کو اصحاب تلاش تے جمع کیا جب جمع کرتے والے معتقد علیہ ہیں ہیں تو جمیع پر کیا اخبار (حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے) ملاحظہ ہوا ہلستہ پاکٹ بک حصہ ع۔

۹۔ عمر نے معتقد جیسی افضل تین عبادت کو منع کر دیا حالانکہ اس سے تو درجہ اعلیٰ کامل ترے رہے رحال انکیہ خبر ہیں کہ اس میں انہ اور بنی اکرم کی تبریزت تو ہیں ہے)۔

۱۰۔ چونکہ خلفاء ظالمین کشت تھے اس لئے انہ نے اتفاقیہ میں زندگی برسر کر دی (حدا جلتے گراہی کے دور میں بھی جب اعلاء کلت اشہد نہ کر سکے تو امامت نے دنیا کو کیا فائدہ دیا ہے)

۱۱۔ ہرگز وہ قیامت کے دن اماں ووں کے تیجھے آئے گا۔ اور جنت کی ملکیتیں حضرت علیؑ سے ہوائیں گے (خدا جانے رسول اکرم اس دن کہاں ہوں گے جب کہ سب پکھھت علیؑ کے ہاتھ میں ہو گا۔ تفصیل کئے ملاحظہ ہو جلاء الافق امام حصہ ع۔

۱۲۔ حضرت علیؑ موصوم ہیں اللہ اغیر موصوم ہیں کا کوئی حق ہیں کہ وہ خلافت کر سکیں (حالانکہ

حکمت انبیاء علیہم السلام پر بند ہے جیسیں کیا ضرورت کہ تم خواہ مخواہ کی گانہ ظاہر کریں ورنہ شیعی کتابوں میں تلافت حکمت بہت سے دلائل موجود ہیں۔ یوں کہ وقتِ مناظرہ پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۱۳۔ پارچہ تن پاک ہیں (حالانکہ حضور علیہ السلام کی نام ہیویاں پاک ہیں جیسے صحابہ کرامؐ بھتنا حضور کرامؐ نے تزکیہ کیا وہ پاک ہیں۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ سے نازل شدہ پاکی کو پارچہ تشویں پر بنتہ رکھنا کیا خلاف حقیقت نہیں۔

۱۴۔ علی مرتعی اپنے کے دولاٹکوں کے علاوہ باقی ساری اولاد کے پہلے پہلے پیشوں کے علاوہ کوئی بھی امام نہیں۔

اویسیت کہ یہ کس قدر تائنسانی ہے کہ پہلے پیشوں کو امام سمجھا جائے اور جوان کے علاوہ ہر ہوں ان کو کذا اب سمجھا جائے۔ تاریخ الادرست^{۱۲}

بہر حال ان عقائد کے علاوہ بھی لوگوں کو طرح طرح کے مقابلوں میں مبتلا کرتا رہتا ہو کہ آجھکل اہل تشیع کی زبانوں سے سُنے جانتے ہیں۔

(رچو بختی سازش) بعد اثہر دین سبایٹھے پیٹھے یہ کہتے لگ جانا تھا دیکھنے یہ ہو دیو
کامڈیہب میں نے اسلام کو اچھا سمجھ کر چھوڑا ہے اسلام بڑا اچھا نہیں ہے، رسول
کریمؐ نہیں سے افضل ہیں۔ پھر کہتے لگتا حضور کی اہلیت سجنان اللہ آہ قربان جاؤں
آن پر صحابہؓ بھی یہ حق ہیں مگر اہلیت کاشان زالا ہے پھر انکھوں سے انسویریا کر ٹھنڈا
سانس نکال کر کہتا خلافت تو اہلیت کا ہی حق ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سل علی مجدد دآل محمدؐ کا
ورود کرنے لگ جانا۔ پھر علیگین چھپہ بنا کر افسوس ہے۔ ابو بزرگ و عمر و عثمانؓ نے برطانیہ کیا
اہلیت کا حق تلف کر لیا۔ خصب کر لیا۔ پھر کہتا ہم ان کے ذاتی طور پر دشمن نہیں ہیں۔ اگر
فڈک سیدہ کو رے دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اس بات پر زار و زار رونے لگ جانا
پھر آہ و بکاکی حالت میں لعنة اللہ علی اظہمین پکارنے لگ جانا اس طرح سے اس نے

ابنی ایک پارٹی سیدنا عثمان کے خلاف بنالی۔

پانچویں سازش - عبد اللہ بن سباء نے اپنے ہوا خواہوں اور تحریروں کے ذریعے بڑا کنجرا اچھا لامقصود اس کا یہ تھا کہ شرافت کا شیرازہ بھر جائے۔

چھٹی سازش - عراق و مصر میں پرانی کخفیہ جما جیں بنائیں پھر وہاں سے جب اُسے عبد اللہ بن عاصم دلی بصرہ نے نکالا تو کوفہ پہنچا پھر مصر کو دامالا قاتمة بنایا۔ عراق بھی فتنہ کا مرکز بن گیا۔

کوفہ میں مخالفین عثمانؑ کے نام

اشترنجی، جندب بن کعب، ابن ذی المخک، صدیق، ابن الکواد، کبیل، هرم بن صایی
یہ ہمیشہ حضرت عثمانؑ کے خلاف تہراگلتے رہتے تھے۔

ساتویں سازش - جب محمد بن ابی بکر کو دالی مصر پاک حضرت عثمانؑ نے بھیجا تو عبد اللہ بن سباء نے کسی طریقے سے خط لکھو کر سیدنا عثمانؑ کی عہر لگو اکرنا قبول انسان کو دے کر اسی راستے سے بھجو ایک محمد بن ابی بکر نے تمہارے پاس آ رہا ہے اسے قتل کر دو۔ جب وہ راستے میں پکڑا گیا تو قتل محمد کے متعلق خط لکھا محمد بن ابی بکر نے پیغیر کی تحقیق کے اعلان بغاوت کر دیا۔

ان کے علاوہ اور سازشیں بھی ہیں جن کا نتیجہ قتل عثمانؑ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر حضرت علی بن مفید مشورے دیتے رہے۔ پس حضرت علی نے تفصی اگر مخالفین میں سے ہوتے تو اپنے مفید مشورے نہ دیتے اپنے بچوں کو حفاظت پر ماورہ ز کرتے۔

تحقیقاتی کمیشن

عبد اللہ بن سباء کی اس انقلابی سازش نے جب خلافت کے خلاف معاذ قائم

کرایا تو سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں بھی سیدنا عثمانؓ کے متعلق کچھ نہ پڑھ شہزادات پیدا ہونے لگے آپ نے کوفہ بصرہ و مصر اور شام کی تحقیقات کے لئے حرب فیل حضرات پرشتمل و فدہ مقرر فرمایا۔

محمد بن مسند رضہ، عمار بن یاسین، عبد اللہ بن عمرؓ، اسامہ بن زیدؓ۔

حضرت عمارؓ کو نکل پڑیں گے سے کچھ فتاویٰ تھے ان کے علاوہ باقی حضرات نے بڑے اچھے حالات دیئے۔ اس کے علاوہ ہر سال حج کے موتعہ رہا پہنچے عمال سے عماہہ کا اعلان بھی فرمایا اور لفظ مذکور تعالیٰ ایسا کیا۔ مدینہ میں اگر سیدنا عائیؓ، طاولہؓ، زیرہؓ سے بھی مشویے لئے وہ اس لئے کہ یاعیوں کی جماعتیں تین پارٹیوں میں مشتمل تھیں سب کے سب سیدنا عثمانؓ کے معزز دل ہونے پر تو متفق تھے بیکن ان کے بعد انتخاب خلافت میں متفق تھے کیونکہ کوئی حضرت زیرہؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مصری حضرت علیؓ کو اور بصری حضرت طاولہؓ کو محمد اشتریہ نہیں تو زرگ ان کی سازش کے خلاف تھے جب ان کو علم ہٹوا کر یہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ڈانٹ کرو اپس کر دیا۔

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر یاعیوں کا حملہ

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو یاعیوں نے پھر مار مار کر لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا عثمانؓ پر یاعیوں نے اتنے پھر پسانے کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے منبر سے گرپٹ سے سیدنا ابن ابی وناص زید بن ثابت ابو ہریرہؓ سیدنا حسینؓ حفاظت کے لئے گئے مگر آپ نے واپس کر دیا۔ لوگ اٹھا کر آپ کو گھر لائے۔

سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بیلانا

آپ نے ان کو بیلانا کر فرمایا آپ جو بہترین طریقہ فرمائیں میں اختیار کروں حضرت علیؓ

نے فرمایا اپنی آئندہ کاظمی عمل واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان فرمادیجئے پس اپنے ایسا بیان دیا کہ لوگ اُردو پڑے مصروف کا حملہ ددبارہ رونما ہوا خلا کار استئین میں پھر دیتنا اس کی وجہ مزاجمت تھا، ہرچند سمجھا ایسا مگر ناکام آخر انہوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا صحابہ نے عرض کیا عثمانؓ آپ تمیں جانیں قربان کرنے کا حکم دے دیجئے اپنے فرمایا عثمانؓ کی جان تو قربان ہو سکتی ہے میکن عثمانؓ مدینہ میں خون یہاں کی اجازت نہیں دے سکتا بالآخر محاصرہ نے اس شخص پر پابند کر دیا جس نے زمانہ رسالت میں کسوان لے کر دنیا کے انسانوں کو سیراب کیا تھا حضرت علیؓ نے کہ باعیسوں کو سمجھا رہے تھے مگر بے حیانہ مانتے تھے آپ نے دراں کھڑے ہو کر تقریبیں فرمائیں مگر بے اثر ثابت ہوئیں۔

محاصرہ کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سخاوتیں

آپ نے پیشیں گوئی کے طور پر فرمایا کہ میری شہادت عنقریبہ ہو نیوالا ہے میں اس کے لئے ہر وقت نیاز پڑیا ہوں جمعہ کے روز سے آپ نے مسلسل روزہ رکھتا شروع کر دیا، میں غلام آزاد فرمائے کلام اللہ کی تلاوت میں ہر وقت مندرجہ ذیل حضرات کے قدر خلافت کے دروازے پر پہرا داری کے لئے حسب ذیل حضرات تھے۔

سیدنا حسینؓ، عبد اللہ بن زیدؓ، محمد بن مسلمؓ

پہراہ دروازے پر زبردست تھا باعی جب ادھر سے نہ آسکے تو انہوں نے پھاٹک میں آگ لگا دی پچھے لوگ اور چڑھا ائے مگر پوجہ میبست قتل نہ کر سکے بالآخر محمد بن ابی بکرؓ نے آگ کی ڈالا جسی مبارک پکڑی، آپ نے قرآن پڑھتی ہوئی حالستیں فرمایا تھیجے اگر تیرا اپنے زندہ ہوتا تو تجھے ایسا نہ کرنے دیتا ہچنا سچے محمد بن ابی بکرؓ کے ملے نہ اس کے ہاتھ کا پتے گے اور روزہ براندا میجھے اور ایک شقی ازلی عافیت نے قرآن مجید کو پاؤں سے ٹھکرایا کنان بن بشر نے پیشانی مقدس پر لے رہے کی لائٹ ماری جس سے

آپ پہاڑ کے بل گر پڑے اور زبان مبارک سے دُسْرَا اللہ کو گفت عَلَى اللّٰهِ بِحَلٰٰ،
مَصْطَفٰٰ لِهِ كَافِي التَّوْرِينَ مملکتِ اسلامیہ کا تاج و حب اس مخلوقاتِ حمورت میں نیچے گرا تو
تو آپ نے روکر فرمایا اسے اللہ میں نیزی رضایا پر راضی ہوں اس کے بعد بے شرم عمر بن
الحق سینے پر چھپ کر مسلیل دار کرنے لگا، آپ کی زوجہ حمرہ حضرت نائلہ خاتون جان
قریبی کرنے کے لئے آئی تو دشمن نے ہاتھ پر واکیا جس سے مخدودہ کی الگلیاں کٹ گئیں
سودا بن عزادی نے پیک کر شہید کر دیا، آپ کی آخری آواز سے فَسَيِّدُ كَيْفِيَةِ مُحَمَّدِ اللّٰهِ
وَهُوَ أَنْسَيْمُ الْعَلِيَّمُ۔ سنائی دے رہا تھا، آپ کی شہادت ۲۵ محرم کو ہوئی۔ یہ
ہے کابل سے مرکش نک فرمائی روز اسلامی باڈشاہ کی شہادت۔ رضی اللہ عنہ۔

أَهَمَّ الْمَوْهِيَّاتِ

با الخصوص حضرت عَالِشَّهِ صَدِيقِ رَحْمَةِ اللّٰهِ كے فضائل!

فضیلت علی

دِلِيلُ عَلٰى الْطَّيِيبَاتِ بِالْكَلِيمَاتِ دَالْطَّيِيبُونَ بِالْكَلِيمَاتِ۔

طریق استدلال کر ترجیہ الگندی عورتیں گندے مرد دن کے لئے اور گندے مرد
آنفاس کے نامدار کی عورت و شرافت کائنات میں مسلم ہے آپ کی ذات تقویٰ و
طہارت کی حامل ہیں بلکہ حضرت کی معیت درفاقت کی یہ تاشیر ہے کہ جو کھوٹا آیا تو کھرا
بن گیا، جاہل آیا تو عالم بن گیا ارباب بصیرت اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک ساعت
کی مجاہست نے ہزاروں کو زنگ دیا اور لاکھوں کو کشیدا یا پھر کیا اس سے انکار

ہو سکتا ہے جو بیویاں شب دروز سرور کائنات کی برکت مجلس سے مستغیض و مبتیر ہوتی رہیں دہ خانی روگیں کیا آپ کے نزد کیہ و تحملیہ کاؤں پر اثر نہ پڑ سکا اسی لئے تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول مکرم طیبین سے ہیں تو آپ کی ازواج مطہرات یقیناً طیبات سے ہیں لفظ طیبات کے نقدم اور لفظ طیبین کے تاخیر کی علت غافلی اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کی ازدواج یقیناً پاک ہیں بالخصوص حائلہ صدیقہ نجبوہ تھے جبوب خدا ہوتے کی بدولت امتیازی تقویٰ و طہارت کی ماں کے ہے۔

فضیلت ۲

دلیل ۲ اَذْوَاجُهُمْ أَمْهَالَهُمْ (دعا ناب)

ترجمہ۔ حضور کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

طرزِ استدلال۔ انسان جسم دروح سے مرکب ہے جسم دروح کی حقاً لفظ کے لئے ہے روح نہ ہو تو جسم کو ایک لمحے کے لئے انسان کوئی نہیں کہہ سکتا اس میں شک نہیں آسمان وزمیں ہشخر و حجر اگ فپانی شمس و قمر اور یہ سحر ہو ایں زمیں کی ساری پیداوار انسانی جسم کے لئے ہے لیکن جسم بھی آن سے تبا فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب اس میں روح ہو، روح ہمیشہ پاک اور زندہ رہتی ہے جسم کی حالت بیکار نہیں، جسم کی غذا فانی ہے اور روح کی غذا باقی ہے زندگا کو فنا ہے اور نہ ثرات کو۔

حضور اکرم مسلمانوں کے روحانی بآپ ہیں، تفسیر صافی ص ۱۳۴ اور بسب ایجادات کائنات میں مذکورہ بالا صفات میں سے حضور کو افضلیت سے موصوف ہونا لازمی ہے پس جس طرح حضور روحانی بآپ ہیں اسی طرح آپ کی ازواج بھی روحانی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غالباً اس عنوان سے ازواج النبیؐ کو اس لئے معذکیا ہے کہ ماں سے

سودا بی کرنے والا کسی سوسائٹی میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا اپنے جب جسمانی ماں کے منتعلق خداوندی ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْلِيلَ لِهُمَا أَتْهَى وَلَا شَهْرُ هُمَا دَقْلَ لِهُمَا قُولًا كَرِيمًا

کہ نہ آئے اُف کرنا جائز ہے اور نہ محض لکنا بلکہ نرمی اور شرافت سے بات کرنا اسلام
سے تو یہ سایہ نصیب ہے وہ شخص جو تمامی روحانی ماؤں کی سردار عالیہ صدقہ یقین فک
حق میں ناشائستہ اور نازیبا کامات استعمال کرے۔

فضیلیت ۳

دیرو عَلَى وَفِي الْكَافِي عَنِ الْبَاقِرِ فِي حَدِيثِ ازْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مثُلُّ اقْهَاتٍ (تفیر صافی ص ۲۶۴ مطبوعہ نیعمت اشرف)
اصل کافی میں حضرت باقرؑ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی
جنہیں رحمت و خلمت کے سلسلے میں والدہ کی مثل ہیں۔

طرزاً ستَدَلَالٌ۔ جادو دہ جو سر پر حپڑہ کے بولے سیدنا باقرؑ کا کلام ہمارے
مسک کے عین مطابق ہے اہل تشیع اہل سے فقط اکار نہیں کر سکتے۔

مؤلف تفسیر صافی اور مولوی قمی کی غلط بیانی

اہل تشیع کے ہر دو شخصیت مفسرین نے اہمات الموتیین کے حالات قیاس آرائیوں
میں کوئی کسر ہٹانا نہیں رکھی۔

جہاں بھی ازدواج نبیؐ کی فضیلیت مترشح ہو رہی ہو فوراً ایسی بے ڈھنگی تاویل کر دیتے
ہیں کہ جس کا اصلی مطلب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ قبول ہیں ان دونوں کی تفسیر وہ
قابل اعتراض جملے تعلیم کر کے ان کی حقیقت سے تعارض بیان کرتے ہیں تاکہ باقی مقامات
بھی حق دو اطل کے درمیان انتیاز کیا جاسکے۔

(غلطی ع۱) مؤلف تفسیر صافی نے سب سے پہلے غلط تفسیر کی ہے کہ مانع طبعہ اقواتِ حمہ فی استحقاق التعظیم مادمن علی طاعة اللہ مالک (یعنی ازدواج الشیء اس وقت تک قابل توقیر و شکریم ہیں جب تک وہاں تک طاعت پر رہیں۔

مؤلف کا منتظر ہے کہ عائشہ صدیقہ اس قاعدے سے خارج ہے حالانکہ مؤلف کو اتنا خبر نہیں کہ اس سے قرآن مجید کی معنوی تحریف ہوتی بلکہ مقدس کے اصل منعہوں پر زیادتی لازم آتی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں نہ زدیل علی میں ہم نے سیدنا باقر رہ کی عبارت بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ آیت سے دری معنی مراد ہے جسے اہلسنت ترجیح دیتے ہیں پس مؤلف صافی کی تفسیر بے اصل اور بے معنی ہے۔

(غلطی ع۲) مؤلف مذکور نے درمی غلطی یہ کہ کہ اس آیت کے تحت ہیں ایک بنادیٰ حدیث حضور اکرمؐ کی طرف مسوب کی ہے جو کہ نروایتاً درست ہے اور دو دو ایسا تو اس لئے کہ ایں حشدت کی کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث مردی نہیں اور اہل تشیع کی کتابیں ہماسے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور دو ایسا اس لئے کہ دو ایت میں حضورؐ کی طرف سے علی مرغخے اکریہ ارشاد ہے کہ جب میری عورتیں شرع کے خلاف کریں تو انہیں طلاق دے دینا گویا حضورؐ نے حضرت علیؓ کو طلاق لازم و لاج کی تفویض کی اور وفات پا گئے اور ظاہر ہے کہ حضورؐ کی زندگی میں سیدنا علیؓ سے طلاق دار نہیں اور اپنے کی دفاتر کے بعد طلاق کا کچھ اعتبار نہیں جبکہ شریعت میں ان الور کا تعلق ظاہری زندگی سے ہے۔

(ولیل ع۳) إِنَّ اللَّهَ لَنَقْدَسَ إِسْمَهُ عَظَمَ شَانَ نِسَاءَ الْبَيْنَ نَخَصَّهُنَّ
لِشَرْفِ الْأَقْهَاتِ (تفسیر صافی ص ۳۶)

ترجمہ: بلاشبہ عہد اعلیٰ نے حضور اکرم صلیم کی پیرویوں کا درجہ بلند کیا ہے یعنی تو وہ یہ ہے کہ ان کو اہم المؤمنین کے شرف سے مشرف فرمایا۔

روٹ اس سے آگے مفسر مذکور نے جو کچھ غلط بیانی سے کام بیا ہے اس کی پوری

تردید مذکورہ بالاضموم میں دیکھی جائے۔

فضیلت عہد

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمَأُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمَنَاتِ لَعْنَوْا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

آیت کی تفسیر ہولف صافی کی قلم سے

الغافلات متقاضی فن بہ المؤمنات با نہ و رسولہ لعنوا فی الدنیا والآخرة
حاط عنونی هن ولهم عذاب عظیم لعظم ذنبهم۔

ترجمہ:- بلاشبہ ہولف پاک دامن برائیوں سے غافل اور ایمان دار حورتوں پر
عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے
برداشت اخاذ ہے۔ (ترجمہ مقبول صحت مطبوعہ کرشن نگر لاہور)

طرز استند لال :- بعض مخالفین سے قطع نظر اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین
کا اتفاق ہے کہ یہ اور اس قسم کی دوسری آئیں عالیہ صدیقہؑ کی برأت کے سلسلہ میں نازل
ہوئی ہیں اور سانچہ ساتھ یہ بھی ظاہر ہو کہ ماشاء اللہ سیدنا محمد صدیقہؑ کا مقام خدا تعالیٰ کے
زدیک بہت بلند ہے حتیٰ کہ قرآن میں ان کے مخالفین کو ملعون و معذب قرار دیا گیا ہے۔

مفسر صافی اور مفسر قمی کی منقصانہ روشن

مولوی مقبول بے چار سے کافی کچھ نہ پوچھو دہ تو بالکل خوش چین ہے ویسے بھی سب کے
سب نے اس روایت کو لیا ہے اور بڑے فخر سے لیا ہے لکھتے ہیں کہ آیت میں جن تہمت
لگانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد وسیدہ عائشہؓ ہے اور جس رپمہت لگائی گئی اس سے
مراد ماریہ قبطیہ ہے اور تہمت ابن رسول حضرت ابراہیمؑ کے متعلق حقیقی حالات کریم مطلب

نہ آیت کے موافق ہے اور نہ ہماری کسی معتبر کتاب میں مذکور ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیت کے بھی مخالف ہے، چنانچہ اسی سوت کے ابتداء میں پروردگار عالم اشاد فرماتے ہیں:-

انَّ الَّذِينَ حَمَّلُوا لِلْأَفْلَاقِ عَصْبَةً مُنْكَمِّمَةً

ذیل ہیں-

(۱) ترجیح۔ مصنف تفسیر صافی عَصْبَةٌ مُنْكَمِّمَةٌ ص ۳۱۲

(۲) ترجمہ مقبول۔ بے شک جن لوگوں نے تہمت لکائی وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے۔ ص ۵۵۹

(۳) ترجمہ فرمان علی جماں۔ بے شک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لکائی وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے۔ ص ۵۵۹

رسی تفسیر نسخ الصادقین کی تحقیق کیا تھی اور رند دروغ برزگ رادرشان عائشہ گردھی اندراشمہ۔ ص ۲۴۳ ج ۴ جز ۱۶

ترجمہ:- بے شک جن لوگوں نے بہت بڑا جھوٹ عائشہ صدیقہ کے حق میں استعمال کیا ہے تم میں سے ایک گروہ ہے۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا تفسیروں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ ان تہمت لگانے والوں کا مصدقہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بتاتے ہیں وہ سراسر عالمی پر ہیں۔

اگر موجودہ اہل تشیع کے علماء میں تہمت و حراثت ہے تو وہ مذکورہ آیت اور تفسیری حوالہ جات کے جوابات بیان کریں۔

فضیلت ع

دیل ع۔ ۸۔ اُولِ شَافَ مُتَّقُونَ مَتَّالِيْعُوْلُونَ لِعَمَّ مَغْفِرَةٍ فَيُنَزَّكُمْ كَمْ (متقوں)
 (ترجمہ) لوگ جو کچھ ان کی نسبت بکار کرتے ہیں اس سے یہ لوگ بری الامیں۔ ان را کو
 لوگوں کے لئے رآخترت ہیں) بخشش ہے اور عزّت کی روایت ہے۔

(ترجمہ فرمان علی شیعہ ص ۵۴۲)

(طریقہ استدلال) علامہ قدوس نے عائشہ صدیقہ کو اس آیت میں مہربانیاں
 فرمائے ان کی مغفرت اور بلند مرتبت پر فہر تصدیقی ثبت قرآنی ہے۔

ملفست صافی کی زبردست جہالت

تفصیر صافی ص ۲۱۵ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ جیش اور جنیشوں سے مراد حضرت
 معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں اور طیش و طیشیں سے مراد سیدنا علی اور اس کے
 اصحاب ہیں حالانکہ بوقت نزول نہ ان کی آپس میں چیباش تھی اور نہ نزاع تھا۔ ناظرین فرمائیں
 کہ کیا یہ سراسر جہالت کا مظاہرہ ہے۔

دیل ع۔ ۹۔ وَ بَعْدَ اَذْرِیْزِ آیاتِ بیان طہارت ذیل عائشہ فرمی کہنا اور تہمت و انک
 جمعتے از منافقان مراد۔ تفصیر مہبلج الصادقین ص ۵۵۹ ج ۶)

(ترجمہ) ان آیات کے بعد خدا تعالیٰ نے دامن عائشہ کو تہمت اور متناقضیں کی جماعت
 کے بہتیاں سے پاک ثابت کیا ہے۔

(طریقہ استدلال) ملاحظہ کا شافی شیعہ مفسر نے اپنی قلم سے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ
 انہی آیتوں میں عائشہ صدیقہ کی طہارت کو بیان کیا گیا ہے لکھ میں ایک تو اقام المؤمنین کی
 رفتہ شاہت ہوئی دوسری یہ کہ مولوی تھی اور مفسر صافی کی بھی تردید ہو گئی کیوں کہ ان کے
 نزدیک ان آیات کے شان نزول کا حضرت عائشہ سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔

(دیل ع۷) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اهیات المؤمنین وَاکار صحابہ تفییش ایں معنے نمودند بہ طبیعت ذیل من گواہی دانند۔ تفسیر مہماج الصادقین ج ۲ (باہر انوار)

ترجمہ:- پس حضور علیہ السلام نے تمام اپنی بیویوں سے اور بڑے بڑے حملہ کرامہ سے میرے متعلق تفییش فرمائی تو سب نے میرے دامن کی صفائی پیش فرمائی۔

(طرزاً استدلال) طافتح ائمہ کاشتائی کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ سیدہ حائلہ صدیقہؓ کی عفت و عنعت اور تقویٰ و طبیعت تمام صحابہ و صحابیاتؓ کے نزدیک متقد اور جمیع علیہ تھا پس اگر اس زمانہ میں اس کے خلاف کسی کی زبان طعن دراز نہ ہو سکی تو اس کسی کا کیا اعتبار۔

دیل ع۹ البشیعی یا عائشہ فقد بر علک الله رج ۴ ص ۲۶۱

ترجمہ:- بشارت باور را اے عائشہ کہ حق تعالیٰ تبریزی تو فرمود۔ (منماج الصادقین ج ۷ ص ۳۷۱)

ترجمہ:- تجھے مبارک ہو اے عائشہ خدا تعالیٰ نے بذات خود تیری:- اُنت فرمادی ہے۔

(طرزاً استدلال) تمام اہیات المؤمنات کی قدر و منزلت ہے مائے نزدیک مسلم ہے مگر عائشہ صدیقہؓ کو تبریزی و تہنیت کے تحالف پر دروغ کارہ عالم کی طرف سے موصول ہو چکیں
دیل ع۱۰ لولا اذ سمعتھو خلت المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیراً

قالوا هذلا افلاک تبین ۱

ترجمہ:- ایسا کیوں نہ ہو اجیک تم نے یہ بات سن لی تھی تو ایمان والوں نے اپنے ہم ملک

روگوں کے متعلق بھلانی کا گمان کیوں نہ کیا اور یونہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، ۱۲

طرزاً استدلال- گویا خدا تعالیٰ کو عائشہ صدیقہؓ کے خلاف یہ الفاظ سُننے پسند آئے اس سے لولا کے ساتھ آیت کو شروع فرمایا تحریکیں و تشویقیں دی کہ یونہی کہہ دیا

چاکریہ بہتان ہے اور یہ تفہیٹا غیر توقع کے مطابق ہے۔

دیل ع۱۱- حاصل معنی آنکہ بایتی کہ مومنان بعد از استیاع ایں دروغ گماں بر دندی

بعائشہ۔ رتفیعہ میرزا جعیف الدین (ج ۶ ص ۲۴۲)

ترجمہ:- حاصل معنی یہ کہ مومنوں کو لا اُن تھا کہ اس جھوٹ کو سن لینے کے بعد عائشہ صدیقہ کے حق میں نیک گمان کرتے۔ ۱۲۔
 اطراز استدلال مطلب واضح ہے جیاں را پھر بیان۔
 دلیل ۱۲۔ ولہاً بعد حرمتماً الادت۔

رجح البلاعث (ج ۲ ص ۳۷) مطبوعہ الاستقامۃ مصری

ترجمہ:- اور عائشہ صدیقہ کے لئے ابھی تک پہلی عزت ہے سلیمان فصاحت ص ۳۲۸

مطبوعہ لٹل ان پریس لکھٹو

اطراز استدلال۔ فوج صدیقہ اور فوج جید رکار کے درمیان جنگ ہوئی تو اس کا نام جنگ جمل مشہور ہوا اور حقیقت میں یہ مذاقین کی ایک پچال بھی جس سے جہاں کو مقابط لگا، عبارت مذکورہ بالامیں حضرت علیؑ کا ارشاد ہے کہ اگر پھر میرے اور صدیقہ کے مابین جنگ ہوئی لیکن اس سے ان کی عزت و توقیر میرے دل سے تأمل نہیں ہوئی بلکہ ان کی دیسی عزت میری نگاہوں میں باقی ہے جیسا کہ آئئے نامہ کے زمانہ میں بھی۔

مترجم نوح البلاعث مولف سلیمان فصاحت کی جہالت اور سعید جھوٹ

صنف ع ۴۸ میں ظفر مہدی تقوی نصیر آبادی مذکورہ بala عبارت کا معنی یوں کرتے ہیں۔
 اُس کے لئے اب تک پہلی حرکت ہے۔ ۱۲۔

میں دنیا میں شیعیت کو چیلنج کرتا ہوں اگر ان میں تہمت ہے تو تہمت کا معنے اُفت کی کسی معتبر کتاب سے تکت ثابت کریں۔

ظہور صدق کہاں ان سے ان میں تاب کہاں

سیدہ عائشہ صدیقۃ رہ پر اہل تشیع کے چند اعتراضات

اوہر آن کے دندان شکن جوابات

پہلا طعن :- ان تسویاں ای اہل نقد صفت قلوب گما۔
 اہل تشیع کہتے ہیں کہ عائشہؓ اور حضرتؐ نے حضور علیہ السلام کے ایک راز کو نہ ہر کو دیا تھا جس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا اگر تم خدا کی طرف تو بکرو تو پس تحقیق تمہارے دل ڈیر ہے ہو سکے گیں۔
 بہر حال معلوم ہوا کہ شیخین کی دونوں صاحبو ادیلوں کے دل حق سے ڈیڑھ سے ہو سکے گئے اور یہ موجب فتن ہے۔

جواب :- اہل تشیع کے اعتراض کی بنا آیت مذکورہ بالا کے ترجیح سے غلط مفہوم پر ہے حقیقت یہ ہے کہ صفت کا معنے وہ نہیں ہے جو کہ ہمارے غالیفین نے سمجھا ہے فعلی ہندام فیل میں اولاً صفت کے لغوی معنی پر بحث کریں گے بعد اہمیت کا جتنی مدد تحریر کریں گے۔

لغومی بحث

صفت صفو سے ہے اور صفو کا معنے میلان ہے پس اگر کسی چیز سے میلان ہو تو عربی لغت میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

زیغ ادعیاء تنحر انحرافات

اور اگر کسی چیز کی طرف میلان ہو تو عربی لغت میں حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

انابت فی الافتات توبتہ صفو

صَفَّتَ کے متعلق عربی اصطلاحات

- (۱) صَنْعُهُ مَعْلُوفٌ (ترجمہ) اس کا میلان تیرے ساختہ ہے۔
 (۲) اصغیت الی نداءِ (ترجمہ) تو نے اس کی طرف میلان کیا۔
 (۳) ایسی یعلم بِصَنْعِ خَذَهُ (ترجمہ) لذکار خسارے کے مآل کرنے سے معلوم کیا جاتا ہے۔
 (۴) صَفَّتُ الشَّمْسِ النَّجُومُ (ترجمہ) سورج اور ستارے مآل ہو رچکے ہیں۔
 (۵) کان یصغی لِهَا إِلَّا (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے بَنی کے لئے بر تن کو نیچے مآل کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کا تلیجہ

حاصل یہ ہوا کہ صنفوہ کا معنی اس آیت میں مآل ہونا ہے پس جو لوگ حقیقی معنی کو جھوٹ کر غلط مفہوم کی تشریکرتے ہیں وہ فسادات قبلی کا ثبوت دیتے ہیں۔

پہنچ تائیدی جملے

اس سے پہلے کہ وہ جملے تحریر کئے جائیں سمجھ لینا پاہیزے کہ قد صفت قلوبکما سے پہلے ان تسویا ای اللہ کا جملہ موجود ہے یعنی آیت یوں ہے فَإِنْ تَسْوِيْ

اَلِلَّهَ فَقَدْ صَفَّتْ قُلُوبُهُمَا كُمَا كَمَا تَسْوِيْ اَلِلَّهَ شَرْطٌ ہے اور فقد صفت قلوبکما جزا ہے اور اس قسم کے جملے اصطلاح عرب اور قرآن مجید میں بیشمار ہو رہا، ان تستفتحوا فقد جاءكم الفتح (قرآن) اگر تم فتح کے طلب کا رہو تو پس تمہارے پاس رجوع آگئی ہے۔

- (۶) ان یکندیوں نقد کذب سامنے قیلہ (قرآن) اگر وہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو پس

تحقیق آپ سے پہلے نبیوں کی بھی تکنیب کی گئی ہے۔

(۲) الاتنصر وَهُوَ فَقَدْ نصَرَهُ اللَّهُ (قرآن) اگر تم نے رسول کی امداد نہیں کی تو پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کی خود بخود امداد فرمادی۔

(۳) ات یعوْدُوا قَدْ مَحْسِنَتْ سَنَتْ الْأَذْلِينَ رَقْدَآتْ مجید)

(ف) ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صرف ان سے جملہ شروع ہوتا اور فقدا کے حرف سے جزا کا بیان ہوتا قرآن مجید میں شامل ذائع ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا پس اس آیت میں بھی ان تسویا ای اللہ شرط ہے اور فقد صبغت قلوب کما جزا ہے جس کا منظہ یہ ہے اگر تم دونوں بیان خدا کی طرف رجوع کرو تو پھر تمہارے دل خندلکی طرف مائل ہو چکے ہیں۔

جو اعلیٰ ہے جو لوگ صفت کا معنی اپنیر حاکر کے عائشہ صدیقہؓ اور حنفیہ مطہرہ پر اعراض کرتے ہیں وہ حقیقت میں غلطی پر ہیں اس لئے کہ اگر دل ٹیکرہ ہونے سے مراد مائل ای التور ہوتا ہے تو اعراض ہی نہ رہا اور اگر اس سے رحمانی اللہ کفر و فسق یا غلبی قادر ہے تو حضور علیہ السلام نے طلاق دے کر جدا کیوں نہ کر دیا۔

اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتماد احادیث

اعْمَلْ اُنْ شَيْعَةَ اَنْ تَرَأَنَ مُحَمَّدًا مِّنْ مَّا لَا يَعْلَمُ لِكَ النَّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَاتِ بَدْلٍ
بِهِنْ مِنْ ازْدَاجٍ وَلَوْا عَجَبَ لَقَ حُسْنَهُنَّ قَرِيبٌ مُّرَبِّعٌ (سورۃ الحزب رقیع عت)

(ترجمہ) اے جیبیں مکرم ان بیویوں کے بعد نہ تو تیرے لئے اور عورتوں کا کتنا حلال ہے اور نہ اس کے قائم مقام بدن حلال ہے اگرچہ وہ جیں وہ جیں کیوں نہ ہو۔

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت صلیم کی بیویوں کی مدرج و تو سیف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کو ان پر اکتفا کرنے کا حکم اور ان کے بغیر سے منع فرمایا ہے پس اگر

اہل تشیع کے علماء میں ہست ہے تو اس آیت کا جواب دیں۔

اعتراف نمبر ۲:- قرآنی آیات کے سیاق و سبق کا منشاء ہی ہے اہل الہیت سے مراد اول بالذات ازدواج مطہرات میں اور ثانیاً بالعرض حضرت رسول کریم میں پس اگر حضور علیہ السلام کی بیویاں بقول اہل تشیع قابل اعتراض ہیں تو یُطْهِرَكُمْ تُطْهِرِمُیمَا ۷ کیا جواب ہے۔

اعتراف نمبر ۳:- بعثت نبیوی کی علت غافل یقیناً موئیں دو منات کے قلوب کا تزکیہ اور تحملیہ ہے۔

یز کیم و دیلما لکتاب منتعدد مرتقبہ قرآن مجید میں وارد ہے پس جو بیویاں شب و روز اور سفر و حضرت میں حضور کی رفیقہ حیات رہیں اگر آپ کے تزکیہ کا ان پر بھی اثر نہ ہو تو حضور کی بعثت کا کیا مطلب رہا۔

ہے دکھا سکیں نہ جو راہ منزل میں ان ستاروں کو کیا کروں گا!

جو خود ہوں محروم روشنی سے میں چاند ستاروں کو کیا کروں گا،

اعتراف نمبر ۴:- حضور علیہ السلام مر من وفات میں بتلا ہوئے تو آپ نے علی ہیل الاتلاق عائشہ صدیقہ کے گھر پہنچ کیا بدیہی امر ہے کہ عائشہ صدیقہ کا گھر اگر محبوب تھا تو عائشہ صدیقہ کی وجہ سے کیونکہ مکان سے جنت مکیون کی وجہ سے ہوتی ہے پس اگر بقول شیعوں عائشہ میتوڑھی تو حضور علیہ السلام نے باقی بیویوں سے ان کے گھر کو تربیح کیوں دی

اعتراف نمبر ۵:- حضور کا ارشاد ہے ہم انبیاء کا گردہ ہیں دم وہاں دفن ہوئے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں اگر اہل تشیع کے قول کو صحیح مان دیا گئے تو انہیں جواب دینا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے نامناسب مقام پر وفات دی کیوں اور آپ نے وہاں وفات پائی کیوں۔

اعتراف نمبر ۶:- ترجمہ مقبول ص ۱۲۶ کے حاشیہ میں ہے جہاں سے خمیس دہاں دفن پس اگر مذکورہ بالاحدیث صحیح ہے تو شیعہ حضرات بتائیں کہ عائشہ صدیقہ کے گھر سے

خدا تعالیٰ نے سردار کائنات کے جسم مقدس کا خمیر لایا کیوں اور پھر وہاں دفن کیا۔

۷۔ آجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!

اعتراف نمبر ۷:- قرآن مجید میں ہے یا آیتہا النَّبِیُّ جَاءَهُدَ الْفَعَارَ وَالْمُنَافِقُینَ
وَأَفْلَظَ عَلَيْهِمْ رَزْجِهِ) اسے جیپ مکرم کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر
تشدد کرو۔

فرمائیے اگر لقول شما معاذ اللہ حضور کی وہ بیویاں ویسی بھیں تو حضور نے ان پر تشدد
کیوں نہ کیا۔ اگر تشدد کیا ہے تو ثابت کیا جائے، اور اگر تشدد نہیں کیا تو فرمائی خداوندی کی
تبیہ نہیں ہوئی۔

اعتراف نمبر ۸:- سرور کائنات نے جب اظہار نبوت فرمایا اور شریعت مطہرہ کا عالم طرا
اس کے بعد کفار و مشرکین یا بد مذہب منافقین کے ساتھ نکاح کرنا جائز رہا یا نہ اگر جائز رہا
تو فلا تکعوا المشرکت حتیٰ لومت کا کیا جواب ہے جن کا معنی یہ ہے کہ مشرک کہ عورتوں
سے نکاح نہ کرو جی کہ ایمان لے آئیں۔

اگر ناجائز تھا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ اپنے نکاح کیوں کیا۔

اعتراف نمبر ۹:- عائشہ صدیقہؓ کے متعلق حضور کو حقیقت حال کی خبر تھی یا نہ، اگر
تھی تو جیسا کہ دیکھ دیکھ کر نہیں کیا تو لقول شما عالم کان و ما کیوں کہاں رہے۔

اعتراف نمبر ۱۰:- ہماری کتابوں سے وہ صحیح حدیث پیش کیجئے جس میں حضور علیہ السلام نے
ان کے عدم ایمان پر شخص فرمائی ہو۔

اہل تشیع کا اہل سنت پر دوسرا اعتراض

قرآن مجید میں ہے وَ قَرُنَ فِي مَوْتِكُنَ بیٹے اپنے گھر وہ میں رہ جاؤ اور

ظاہر ہے کہ یہ خطاب جہاں باقی عورتوں کے لئے ہے وہاں حضور علیہ السلام کی ازدواج بھی مستثنیٰ نہیں، پس سیدہ عائشہؓ کا حضرت علیؓ کے مقابلے میں نکلتا قرآن مجید کے حکم کے خلاف ہے۔

جواب ۱:- قرآن کا مطلب اگر یہ ہے کہ گھر سے مطلقاً نکلتا بھی ناجائز ہے تو یہ غالباً فریقین کے نزدیک غیر مسلم ہے اور اگر قرآن کا معنے یہ ہے کہ زناہ جاہلیت کی طرح بے نقاب ہو کر بغیر ضرورت شرعاً کے تور تین گھر سے باہر نکلیں تو یہ تمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور کسی مسجد دار کے نزدیک باعثِ اعتراض بھی نہیں، پس معتبر من کو چاہئے کہ آیت کا توجہ کرتے وقت ہوش و عقل سے کام ہے۔

جواب ۲:- اہل تشیع کے اعتراض کی بنا اس پر ہے کہ عائشہ صدیقہ مدینہ مقدس سے باہر جنگ کے لئے تشریف لے گئیں اور یہاں کے لئے ناجائز تھا اس بنا پر انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ مدینہ مقدس سے نکلیں یا حضرت علیؓ مرتفعہ ادا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ زوجہ مُصطفیٰؐ کے معظمه سے واپس ہو گئیں اور راستے میں فوج علیؓ نے جاکر استمہ بند کر دیا تو محبوب محبوب خدا تعالیٰ اس الزام سے بری ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کے معظمه میں حج کرنے کو تشریف لے گئیں ادھر مدینہ میں بلوائیوں نے خلیفہ رسول حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ان کو وہاں ختم پہنچی تو فوراً وطن (مدینہ) کو لوٹیں راستے میں جنگ جل واقع ہوئی جس میں مخالفین نے اپنا پورا پارٹ ادا کیا۔ پس حضرت عائشہؓ کا نہ تو اس غرض سے نکلا ثابت ہو اور نہ اعتراض دار ہوئا اگر اہل تشیع میں ہمت ہے تو صحیح ثبوت ہم پہنچائیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

اعتراض نمبر ۱:- عائشہ صدیقہؓ مدینہ مقدس سے حج کے لئے تشریف لے گئیں، با

جنگ کی خاطر اگر حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں تو نص صریح سے امتناعی حوالہ پیش کیا جائے اور اگر جنگ کی خاطر گئی تھیں تو اپلنت کی صحیح روایت پیش کی جائے۔

اعتراض نمبر ۲: جس وقت عائشہ خاتون سے باہر گئی تھیں کیا وہ تاریخ اور شہادت غلطی کی تاریخ ایک تھی یا مختلف اگر ایک تھیں تو یقیناً خلاف واقع ہے اور اگر مختلف تھیں تو اعتراض ہی نہ رہے۔

اعتراض نمبر ۳: اگر تسلیم کر دیا جائے کہ آپ صرف اس لئے گھر سے باہر نکلی تھیں تو فرمائیے اس میں ان کا کیا قصور کیا تقصیص کا طلب کرنا خلاف شرع تھا واضح کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۴: تمام اہل شیع اس پر مستقیم ہیں کہ سیدہ فاطمہ فاطمۃ نبی ندک کے لئے تمام حورتوں سمیت گھر سے باہر نکل کر ابو حیان صدیقؑ کے دربار میں آئیں۔

پھر اسچہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ تہران ص ۲۸۱ سطر ۱۲ میں ہے۔

پھر خیرہ یاں حضرت رفاقتؑ ر سید۔

فرمائیے قرن کا حکم سیدہ فاطمہ پر بھی شامل تھا یا نہ اگر شامل تھا تو کیوں اور اگر شامل تھا تو گھر سے باہر کیوں نہیں۔ ماہدو جواب کمر فہدو جوابنا

اعتراض نمبر ۵: جلاء العیون ص ۱۳۱ میں ہے پس حضرت بازنان بنی ہاشم مسجد در آمد نہ رکن بنی ہاشم پر پڑھ دی پیش روئے اُنحضرت آؤ یختند براۓ آنکھ مجحت حق تعالیٰ را بسائ تما حکم کند۔

اس عبارت سے مکر ر سیدہ کا گھر سے باہر نکلنا شیعوں کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔

اہل شیع کا تیسرا اعتراض

سیدنا علیؑ کے دور خلافت میں زوجہ رسول کریمؐ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؑ سے

جنگ کی حالات کو برحق خلیفہ سے بغاوت کرنا طلب از تھا۔

جواب: جو لوگ جنگ جمل کی بغاوت سے تعبر کرتے ہیں وہ حقیقت میں جمل کا بہوت دیتے ہیں، نازارہ بخ کری کے سیاہ و سیید کو نہیں حضورؐ تی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کو منظمه کو حج کے لئے تشریف لے گئیں تو پچھے دشمنوں نے خلیفہ رسولؐ کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے والے سبائی پارٹی کے غنڈے تھے مریتہ الرسول اور کھلے بندوں دشمنوں کا جملہ کر کے ایک خلیفۃ المسلمين کو قرآن مجید کی تلافت کرتے وقت قتل کر دینا کوئی تھوڑا ساختہ تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رحمہم المومنین کا درجہ رکھنی بقیں ان کے لئے حضرت عثمانؓ بھی فرزند تھے اور حضرت علیؓ بھی انہیں خطرہ تھا کہ ایک بیٹا تو آج ما را گیا ہے خدا نبوستہ اگر دشمنوں کو تلاش نہ کیا گیا اور قاتلین کا سراغ نہ نکالا گیا تو کل دوسرے فرزند کے متعلق یہی سنتے ہیں آئے گا اس لئے ضروری ہے کہ قاتلین کو تلاش کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزادی جلے اسی غرض سے آپ کے ساتھ کافی سے زیادہ لوگ ساتھ ہوئے جب آپ مقام جمل پہنچیں تو ادھر قاتلین عثمانؓ کے پیٹ میں درد پڑنا شروع ہوا وہ چوں کہ جلد بازی سے حضرت علیؓ سے بیعت ہو پچے تھے اس لئے انہوں نے مشروہ دیا کہ عائشہؓ آپ پر حملہ کرنا چاہتی ہے آپ ہمیں منع نہ کریں یہم ضرور ان کے مقابلہ میں جمع ہوں گے اگر انہوں نے حد کیا تو جواب میں گے ورنہ ہمیں راستے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے طوعاً کر رہا احیانت دے دی اور صریح حضرت عائشہؓ نے ایک قاصد بیچ کر اطلاع دی کہ علیؓ مر تھے نہ تو میں تیری تھالت ہوں اور نہ معاند حقیقت یہ ہے کہ میرا جلدی لوٹنا محض قاتلین اور غنڈے دل کی تلاش کے لئے ہے اُمید ہے آپ میری اس میں معاونت فرمائیں گے قاصد کا پہنچنا تھا کہ حضرت علیؓ کے چہرے سے اطمینان کے اثرات نمودار ہونے لگے آپ نے فرمایا آپ صرف آئے والی رات تک صبر سے کام میں کل انشاء اللہ تحقیق کر کے معاندیں کوششیت کے مطابق سزادی جائے گی۔ قاصد و اپس لوٹا تو سبائی پارٹی نے جاسوسوں کے ذریعہ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ

کے باہمی مشورے سے اطلاع پاکر مشورہ کیا گئے یہ ہوا کہ آجی رات کے وقت امیر المؤمنین کو بتائے بغیر دونوں فوجوں پر بلود کر دیا جائے تاکہ اگر تم نہ ہیں تو وہ بھی نہ ہیں چنانچہ جب رات ہوئی تو خندوں نے حملہ کر دیا سیدنا علیؑ کی فوج نے سمجھا کہ عائشہ صدیقہؓ کا قصور ہے اور عائشہ صدیقہؓ کی فوج نے سمجھا کہ حضرت علیؑ کا قصور ہے سارا دن جنگ میں گزر گیا جنگ میں عائشہ صدیقہؓ کے لشکر کو شکست ہوئی، حضرت حسنؓ کو حضرت علیؑ نے بھیجا کہ ام المؤمنین کو جاکر گھر پہنچا میں شام کو امیر المؤمنین اور امام المؤمنین کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے امام اللہ پڑھ کر بے خبری کا ثبوت دیا اور ایک دوسرے پر رضا کا افراد کیا ہیں ہے اصل داقعہ جسے توڑھ مردھ کر غالپنیں طرح طرح کے طعن کیا کرتے ہیں مزید تفصیل تاریخ اسلام مصنفہ مولانا معید الدین ندوی اعظم گڑھی میں ملاحظہ فرمائیں۔

بحث متعلق سید نامعاویہ

سید نامعاویہ کے فضائل

استدلال علی۔ دال سابقون الا قلوب من المهاجرين والأنصار
الذين اتبعوهـ رضى الله عنهم ورضوا عنـهـ واعـد لهم جنتـ تجـرىـ منـ
تعـتهاـ الـأـنـهـارـ فالـدـيـنـ فـيـهـ أـبـدـاـدـ الـفـوزـ العـظـيمـ

(ترجمہ) ایمان کی طرف ہجرین و انصار میں سے بہت لے جانے والے اور جن لوگوں نے شک میں ان کی پیروی کی خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور تیار کر دیا اللہ نے ان کے لئے بہشت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

یہی بڑی کامبیابی ہے۔ ۱۲۔

ظرف استدلال ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں تین قسم کے گروہوں کے متعلق رضام خداوندی کا ساری تینیکیت اور یہشت بریں کا مفترده دیا گیا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو مکمل معظومہ سے بھرت کر کے مدینہ مقدس سے پہنچے۔
 (۲) وہ لوگ جو مدینہ منورہ میں حضور کے حامی اور مددگار ہے۔

(ج) وہ لوگ جو مہاجرین والنصار کے دین حق اور مذهب صادق میں تبع ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پہنچے دو گروہوں میں حضرت معاویہ نہیں آئکے لیکن نیسراں گروہ سے بھی کسی صورت خلائق نہیں ہو سکتے۔

تبیعین کے اقسام

تبیعین کی دو قسم ہیں ایک وہ جن کو حضور علیہ السلام کا دیوار نصیب ہوا اور دوسرا وہ جن کو وہ مبارک عبید الرحمن نصیب نہ ہوا، البتہ عنانہ لفاظ عمال میں موافق و مطابق رہے اگرچہ مذکور فقرات میں ان دونوں قسموں کے لئے جنت کا دخول اور دخول کے بعد خلوود کی بشارت موجود ہے لیکن پہلا قسم دوسرے قسم سے اعلیٰ افضل اور طیب ہے جس کا کوئی ذی شعور اور عتمان در الکار نہیں کر سکتا۔

استدلال ہے۔ ابن بابویہ بن عبدعتبر ازابی امام روایت کر دے اس طبق حضرت رسول فرمود کہ خوشحال کیکہ مرابینہ دوایمان اور دو بنیں ہیں ہفت مرتبہ گفت۔ ایں را بحوالہ حیات القبور ج ۲ ص ۲۵ مطبوع نور کشوار کھٹو۔

ترجمہ ہے۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ ابو امامہ سے نقل کیا ہے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجیب قسمت ہے اس شخص کی جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لا یا پس آپ نے یہ بات تقریباً سات مرتبہ دہرائی۔

طرز استدلال یہ شیعی روایت سے یہ تو بخوبی واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو ایمانی حالت میں دیکھنے والا بڑا ہی خوش قسمت ہے اور یہ سئہ اہلسنت کے ہاں بھی مسلم ہے اب فریقین میں کوئی بھی ایسا نہیں جو سید نامعاویہ کے صحابی اور زمانہ رسالت میں ایمان لانے کا مشکل مولیں یہ امر متحقق ہے تو سید نامعاویہ کے خوش قسمت ہوئے میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہے۔

استدلال ع۲:- بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب رسول خدا و وزارہ ہزار لفڑی دندھشت ہزار لفڑی از بدبیہ و دو ہزار انہاں مکہ و دو ہزار لفڑی آزاد کردہ رہیات القلوب ص۴۵ ج ۲ مطبوعہ نوکشونہ لکھنؤ

(ترجمہ) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ بارہ ہزار تھے جن میں سے آٹھ ہزار جوان مدینہ سے اور دو ہزار مکہ سے اور دو ہزار غلام آزاد کئے ہوئے تھے۔ طرز استدلال ۲:- حضرت جعفر صادق نے صحابہ کی تعداد اپنی معلومات کے ماتحت جتنا بھی آن سے ہو سکا بیان خرمادی ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ صحابہ میں سے تھے۔

استدلال ع۳:- بسند دیگر از حضرت رسول اُر روایت کردہ است کہ اخیرت فرمود خوشحال کسیکہ مراد بیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسی سادیدہ باشد کہ او مراد بیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسے راد بیدہ باشد کہ او کسے راد بیدہ باشد کہ او مراد بیدہ باشد۔

رجواں رہیات القلوب ص۴۶ ج ۲ مطبوعہ نوکشونہ لکھنؤ

(ترجمہ) دوسری سند کے ماتحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا خوش قسمت ہے دیکھنے والا یعنی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی۔

طرز استدلال ۳:- سید نامعاویہ آن خوش قسمت انسانوں میں سے میں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو احالت ایمان دیکھا اور خدا تعالیٰ نے ان کو خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

استدلال ع۵۔ شیخ طوسی بسنده معتبر از حضرت امیر المؤمنین روایت کرده است که آنحضرت فرمود که وصیت میکنم شما با صاحب پیغمبر شما که ایشان را دشنام نہ بینید اما پیغمبر شما آنانند که بعد از وبدعی در دین نکرده باشند و صاحب بدعی را پناه نداده باشند بد رستیک حضرت رسول ایں جماعت را بین سفارش کرد (حیات العذوب صفحہ ۲۵)

(ترجمہ) شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں ہمیں وصیت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو گالیاں نہ دینا اور اصحاب پیغمبر وہ ہیں کہ آپ کے بعد چنہوں نے بدعت نکلی ہو اور صاحب بدعیت کو پناہ نہ دی تو حضور علیہ السلام نے اس جماعت کی میرے پاس سفارش فرمائی تھی۔

طریق استدلال ع۶۔ مذکورہ بالا کے تین مکرے ہیں حصہ اول و دشنام نہ بینید تک ہے اور حصہ دوم نہ ادا ہاشمی تک ہے اور حصہ سوم آخر تک پہلا اور تیسرا حصہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے اور در میان والا حصہ ادخال راوی ہے یعنی راوی نے اپنی طرف سے بڑھا کر قتل علیؑ میں ملا دیا ہے تاکہ پڑھتے والا امتیاز نہ کر سکے اور وہ یوں کہ مذکورہ تعریف صحابہؓ کے متعلق نہ تو حضور علیہ السلام سے ثابت ہو سکی ہے اور نہ کسی صحابی سے ہیں صحابی کی یہ تعریف صرف اس روایت میں آتی ہے جس کے لئے فریضیں کی کتابوں میں ذرہ برابر بھی تائید موجود ہیں۔ فی الجملہ روایہ دشن کی طرح آنحضرت کے صحابہؓ کی شان اور سمعت واضح ہو گئی اور حضرت علیؑ کے قول سے یہ بات پائیہ ثبوت تک پہنچ گئی کہ صحابہؓ کرام حضور علیہ السلام کو عزیز تھے اور ان کو گالیاں دیئے والابارگاہ بنوت میں منقضی معتبر مطرود اور مردود ہے۔

استدلال ع۷۔ بسنده بگر روایت کرده است از عبد اللہ جہونی کہ گفت بدنے در خدمت رسول خدا بودیم ناگاہ دوسوار پیدا شد تا پھول آن حضرت ایشان را مشاهدہ نمود فرمود کہ ایں دو کس از قبیلہ مدح اندھوں نہیز دیک آمدند معلوم شد کہ ازان قبیلہ اندھیں یکے ازانہ اندھیک آنحضرت آمد کہ بیعت ناید چون آن حضرت دست اور لگفت برائے

بیعت گفت یا رسول اللہ مرا خبر د کے کے کہ ترا بیند و ایمان بتوریا اور دو تصدیق تو ناید و
متابعہ ت تو کند چہرہ ثواب از برائے اوہست حضرت فرمود کہ طوبیے از برائے اوہست پس
با حضرت بیعت کرد و برگشت و دیگرے بنزدیک آمد و دست حضرت را گرفت و گفت
یا رسول اللہ مرا خبر د کے کے کہ ایمان بتوریا اور دو سخن تو با ور کند و پیر وی تو ناید و ترا ندید
باشد پھر ثواب برائے اوہست حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ طوبیے از برائے اوہست
پس بیعت کرد و برگشت۔

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ رد ایت ہے عبد اللہ جہنی نے کہا ایک دن ہم حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے تھے کہ دوسار نمودار بُوئے جب آپ نے ان
کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ تبیہہ مدرج سے تعلق رکھتے ہیں جب نزدیک آئے تو تپہ چلا کہ واقعی وہ تبیہہ
مدرج کے فرد ہیں پس ان میں سے ایک حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور بیعت کے لئے
پا تھر بڑھا یا حضور علیہ السلام نے جب اس کا ہاتھ پھردا تو اس نے دیافت کیا کہ جو شخص آپ
کو دیکھ لیتا ہے اور ایمان بھی لے آتا ہے اور تصدیق بھی کرتیا ہے اور آپ کی اتباع بھی
کتا ہے پس اس کے لئے کیا ثواب ہے آپ لے جواب دیا اس کے لئے خوشخبری ہے
پس آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور چوہم لیا۔ بعد کہ دوسر آیا اور حضرت کا ہاتھ کے کروش کی
یا رسول اللہ جھے خبر دیجئے جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے سخن پر اقتیار کرتا
ہے اور آپ کی پیر وی بھی کرتا ہے مگر زیارت سے مشرف نہیں ہوا اس کے لئے کیا ثواب ہے۔
آپ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے پس بیعت ہو کر چلا گیا۔ ۱۲۔

طرزاً استدلال: - مذکورہ بالا رد ایت صحابہ کرام کی مقبولیت اور رکاوہ ثبوت میں معزز
و مؤثر ہونے پر دلیل ہے طوبی کا استحقاق اولًا بالذات صحابہ کرام کے لئے اور بعدہ تابعین
کے لئے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیغام رحمت اور پیام برکت ہے اور
حضرت معاویہ بھی یقیناً اسی درجہ رفیعہ کے مستحق ہیں۔

اہل شیع کی طرف سے ایک سوال اور اس کا جواب

شیعہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں مطلقاً صحابہ کی امانت کے فضائل دستاں اور علاج اور حامد درج ہیں اس میں بھی معاویہ بن سعیان کا ذکر نہیں ہے۔

ایجاب:- علیہ بیہل التعمیر ہم نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام کی مقبولیت کے دلائل پیش کر دیتے۔ اب جب تک انہیں روایات سے انہیں سندات کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کا اخراج ثابت نہ کریں گے۔ یہ دلائل ان پرچحت رہیں گے اور ہمارے لئے مفید رہیں گے۔

۵
أَبْحَابَهُ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ وَالْأَئْمَاءِ

لَوْاَپَ اپْنَى دَامَ مِنْ صَيَادَ آَغْسَى!

استدلال عکم۔ من کتاب لہ علیہ السلام

کتبہ الی اهل الامصار یقمن فیہ ما جدی بینہ و بین اهل صفين
د کان بداء امرنا انا التقينا والقوم من اهل الشام و انظاهران بینا واحد
و نینیا واحد دعوتنا في الاسلام واحدہ ولا نستزید هم فی الایمان بالله
و الاصدیقین بر رسوله ولا یستزیدوننا الامر واحد الاما اختلفنا فیه من

دم عثمان و نحن منه براء۔ رنهج البلاغة ج ۱۳ ص ۲۷

(ترجمہ)۔ حضرت علیؓ کا خط بوجہ کہ آپؓ نے تمام شہروں میں آؤینا کرنے کے لئے کہا آپؓ نے اس میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے جو کہ آپؓ کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہون گی۔ ہماری بے شک روایٰ ہوئی ہے یہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے بنی ایک ہے اسلام کی طرف دعوت بھی ایک ہے نہ ہم تو جید و رسالت کے ساتھ ایمان لانے میں ان سے نیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں ویسی امر ایک ہے صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق ھا۔ اس میں یہیں یقیناً بری ہیں۔

ظرف استدلال اور فوائد ۔

(۱) حضرت علیؓ کا قول شیعی کتاب سے منقول ہے اور اہل تشیع پوجت ہے۔
 (ب) حضرت علیؓ نے ایسا خط اس لئے شہروں کے بورڈوں پر آوریہ الیکٹریک کہ حضرت علیؓ نے
 اور حضرت معاویہؓ کے درمیان غلط برہ فریگنڈہ ختم ہو جائے اور حقیقت حال سے
 دنیا بآخیر ہو جائے۔

(ج) حضرت علیؓ نے یہ واضح کر دیا کہ معاویہ اور ان کا عقیدہ ایک تھا۔
 ۱۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا رب ایک تھا۔
 ۲۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا بنی ایک تھا۔
 ۳۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا اسلام ایک تھا۔
 ۴۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ ایک دوسرے سے ایمان اسلام تصدیق رسول
 اللہ میں زیادہ نہ تھے۔

۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا اپس میں اختلاف دم عثمانؓ میں تھا اور جس
 سے حضرت علیؓ نے براٹ کا اٹھا کر دیا۔

پیغمبرؐ اب جکہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی مجہی کیفیت واضح کر دی ہے تو اہل
 تشیع کو پاپیئے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کریں۔

اہل تشیع کا پہلا اعتراض اور اس کا جواب

بہت سے تمہارے اہل سنت حضرات امیر معاویہؓ کے خلاف ہیں یہ اہل تشیع کو
 اس میں منفرد بھتنا غلط ہے۔

الجواب ۱۔ اہل سنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ
 کرام میں سے ایک تھے صحابی رسولؐ ہونے کی چیزیت سے حضرت صدیقؓ اکبرؓ اور حضرت

علیٰ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی فرق تھیں البتہ مراتب کی حیثیت سے نہ وہ
ہمارے ہیں داخل ہیں اور نہ انصار ہیں میں اس حقیقت سے باقی حضرات کو ان پر فضیلت
دینا بدبہیات سے ہے جس کا کوئی منکر نہیں لہذا جو اہل سنت سبیم نہ معاویہؓ سے بغرض
رکھتے ہیں وہ حقیقت میں نہ ہب حق سے ناگشنا ہیں ذیل میں اہل سنت کی تابوں میں
سے ان کے مناقب و فضائل نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

فضیلت علیٰ :-

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جِدُودَ الْمَهْدِ
تَرَوِهَا وَعِذَابَ الظَّالِمِينَ كَفَرُوا رَقَاءَ
(البوعبد الرحمن اسم وابوهہ یوم نعم مکہ و شهد دنیا تاریخ الخلق ۱۳۵)

ترجمہ حدیث و قرآن

طرزاً استدلالٰی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو صاحب
بیوت کے گروہ ہیں سے تھے اپنی سکینت (رحمت) نازل فرمائی اور کفار کو معدب بنایا
اور غلط اپنے ہے کہ حضرت معاویہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ جنین میں حاضر ہوئے اور خدا
تعالیٰ کی رحمت کے سخن بنتے اور یہی تاریخ الخلق کی عمارت آیت کے مفہوم کے ساتھ
جوڑ رہے۔

فضیلت علیٰ ۲ :-

وَكَلَّا إِلَهًا لِكَتَابٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَى لَهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرَ حَدِيثَ وَثَلَاثَةَ وَسْتَوَنَ حَدِيثًا۔

ترجمہ میں حضرت معاویہؓ حضور علیہ السلام کے کاتبین میں سے ایک تھے رابین قرآن
مجید جس وقت نازل پڑتا تھا تو حضور علیہ السلام جہاں علی مرتفع نما اور باقی حضرات سے

لکھواتے تھے وہاں حضرت معاویہ سے بھی قرآن مجید کا لکھوا یا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ جب تک کتاب میں حب نزیل صفات نہ ہوں تب تک قرآن مجید کی کتابت کے لئے انتخاب غلط ہے۔

(صفتِ اول) کاتب کے لئے دیانت دار ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک لکھنے والا حیات دار نہ ہوتا تک قرآن مجید اُس کے حوالے کرنا غلط ہے۔

(صفت دوم) لا یستہ الامطہرون کے پیش نظر کاتب کا پاکیزہ ہونا بھی ضروری
 (صفت سوم) کاتب قرآن کا ایمان دار ہونا بھی ضروری ہے، لیکن کہ بے ایمان کا نہ
 قرآن سے تعلق ہے اور نہ حضورؐ بے ایمان سے قرآن لکھوا سکتے ہیں۔

(صحفتِ چہارم) فہم سلیم کا ہوتا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک کاتب قرآن ذوق سلیم اور فہم کامل کامال نہ ہوتا تک کاتب نہیں بن سکتا، جب کہ ایسے اشخاص سے لفڑی کا خطرہ ہے اور سجدۃ اللہ سیدنا معاویہ اُنہیں صفاتِ ارباب کے مالک تھے۔

فہدیت علیہ

ات النبی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لمعویۃ اللہ ہم ماجعلہ ہادیاً
مهدیاً۔ (تاریخ الخلفاء بحوالہ ترمذی شریف
ترجمہ) بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ معاویہ کو بدایت کرنے
والا اور بدایت یافتہ تا۔

طرزاً استدلل: جضوگ کی دعا بلا آرنہ میں جاتی بحمد اللہ حضرت معاویہ ہر دو صفتیں سے موصوف ہوتے۔

فہرست عکس

عن العریاض ابن ساریة سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم يقول
اللهم علم معاویۃ المکتاب والحساب رتاریخ الحلتاء ۱۳۴

ترجمہ:- عیاض بن ساریہ کہتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سننا تھا وہ فرماتے تھے
اے اشہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا۔

طریقہ استدلال :- بحمد اللہ دعا حضور کی رون بحق متظہر ہوئی خدا تعالیٰ نے کتاب
کا علم ایسا دیا کہ فرم قرآن یہی حاصل اور کتابت بھی اور حساب کے سلسلے میں امارت اور
بادشاہی نصیب ہوتی۔

پس مذکورہ روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہرگیا کہ سیدنا معاویہؓ نے شمار
خوبیوں کے مالک تھے۔

استدلال ۹ :-

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبِ الْجَهْنِيِّ قَالَ لَمَّا طَعَنَ الْمُحَسِّنَ بِالْمَدَاشِ تَهْبِيَةً وَهُوَ مُتَوَجِّعٌ
فَقَتَلَ مَا تَرَى يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَانَّ النَّاسَ مُتَعَيِّرُونَ فَقَالَ أَرْعَى دَائِلَةَ إِنْ مَعَاوِيَةَ
خَيْرٌ لِّيْ مِنْ هُوَ لَا يَنْزَعُ عَمَرَنَ الْهَمَرِيِّ شِيعَةً۔ (راجحتاج طبری ص ۱۶۳)

ترجمہ:- زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ کو بیعتِ معاویہ کے
سلسلے میں طعنہ دیتے گئے میں آپ کے پاس آیا آپ کو اس وقت نظرے تکلیف بھی پس پڑی
نے عرض کی اے حضرت رسول کریمؐ کے فرزند لوگ ہیران ہیں آپ نے یہ کیا کیا معاویہؓ سے
بیعت کر لی، آپ نے فریا خدا کی قسم بلا شہم جو حضرت معاویہؓ پر ہے ان شیعوں سے
بہتر سے ہو کہ میری محبت کا درجی کرتے ہیں۔

طریقہ استدلال :- سیدنا معاویہؓ سے امام حسنؑ کا بیعتستہ ہوتا اور اس کا تمام شیعوں سے
ان کو بہتر سمجھنا ہیقیناً سیدنا معاویہؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے مذکورہ بالا عبارت میں
حسب قائل انہوں نو ہجروہیں۔

اب سیدنا حسنؑ کے نزدیک امیر معاویہؓ بیعت کے اہل تھے۔

۲:- سیدنا حسنؑ نے حلفیہ بیان اس سلسلے ویاکہ حضرت معاویہؓ کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیا

و در ہو جائیں۔

۳۔ سیدنا حسنؑ نے صلیلیہ بیان اس لئے کیا کہ حضرت معاویہؓ سے بیعت ہو کر بتا دیا کہ حضرت امیر معاویہؓ حضرت رسولؐ کے دشمن نہ تھے۔

استدلال عذاء۔ کلینی بند معتبر امام محمد باقر روایت کردہ استصلاح کائنات امام حسنؑ یا معاویہؓ کو براۓ امت بہتر پورا دانہ دنیا و ما فہما۔ (رجال الداعیون ص ۱۶۲)

ترجمہ:- کلینی نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وہ صلح جو کہ امام حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے کی امت کے لئے دنیا و ما فہما سے بہتر تھی۔

ظرف استدلال ج۔ اگر امیر معاویہؓ بیعت کے لائق نہ ہوتے تو حضرت امام حسنؑ بیعت نہ کرتے اور امام محمد باقرؑ سے دنیا و ما فہما سے بہتر نہ کرتے۔

اہل تشیع کا دروس مراعات اور اس کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے ہیں کہ یہ محدث حقی بیعت نہیں تھی، لہذا اہل شریعت کا یہ مشہور کہنا کہ امام حسنؑ نے بیعت کی تھی قاطبہ صلح تو مشرکین سے بھی حضرتؑ نے کی تھی۔

(جواب) انجیل طبری میں وضاحت کے ساتھ بیعت کا لفظ موجود ہے۔ عبارت از

میں ملاحظہ فرمائیے:- لما حاصالم الحسن بن علی ابن ابی طالب معاویۃ بن ابی سفیان دخل علیہ الدس فلامہ بعنه هم علی بیعته فتال و یعنیم لات درون ماعلمت

والله ملذی خیل لشیعیتی۔ (اججاج طبری ملاک)

ترجمہ:- ہرگاہ حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی لوگ حضرت حسنؑ کے پاس اگر بعض ان میں سے حضرت مسیحؑ کو اس کے بیعت کر لینے پر ملامت کرنے لگے آپؑ نے جواب دیا نہیں افسوس ہے بھلام جانتے ہی کیا ہو جو کچھ میں جانتا ہوں خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے میرے تابع داروں کے لئے بہتر ہے۔

اس عبارت کے بعد شیعوں کا اعتراض نہ رہا۔

استدلال علیہ۔ بدستینکہ من بیعت کردم بایں و اشاره کرد معاذیہ۔

(جلماء الشیعوں ص ۲۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ ہے شک میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے اور امام حسنؑ نے اشارہ حضرت معاذیہ کی طرف کیا۔

طریقہ استدلال ہے حضرت حسنؑ نے بیعت کا اقرار کر کے شیعوں کو قیامت تک کے لئے ساکت صامت کر دیا، اب یا تو یہ لوگ امام حسنؑ کی امامت اور دانائی کا انکار کریں اور یا حضرت معاذیہ کی عظمت کا اقرار کریں، میسر اچور دروازہ نہ ہم نے آج تک حوالف کو تلاش کرنے دیا ہے اور نہ کرنے دیں گے۔

اہل شیع کا تیسرا اعتراض

حضرت علیؑ کی عظمت مسلم ہے امیر معاذیہ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے آنا
جیران کن ہے۔

جواب علیؑ ہے حضرت عائشہؓ کی عظمت قرآنی آیات کے پیش نظر مسلم ہے، حضرت علیؑ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے شہر مدینہ سے آنا اس سے کہیں زیادہ جیران کن ہے جبکہ حضرت علیؑ نے نہ اولاد کے تھے اور حضرت عائشہؓ نے نہ والدہ ہے اور قرآن مجید میں لائق لہما اوت دل اتنہ رہما وقل لہما قولا کہ جمی مرجو در ہے کہ ان بآپ کو نہ تو اُف کرتے کی اجازت ہے اور نہ بستر کتے کی بلکہ اگر حکم ہے تو قول کریم کا۔

جواب نہیں۔ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ حضرت پیغمبرؐ کی بنادر پر تھیں جس میں تھی پر فریقین کے نزدیک حضرت علیؑ تھے اور اجنبیادی غلطی کا صادر ہونا تھا کہ ان نہیں بلکہ بشری متفقہیات میں سے ہے انسانی کمزوریوں سے کوئی جی بغير انبیاء کے خالی نہیں لیکن

ان کمزور یوں سے کسی کے چل کر داغ دار تو کیا جا سکتا ہے مگر اس کے ایمان پر خط نجت نہیں
کیونچا جا سکتا جب کہ اس کے سالمیت علی الایمان کی شہزادت نجع البلاغتہ میں حضرت ہمینے
دے دی ہے اور حضرات حسینؑ نے بیعت منظور کر کے اپنے والدکرم کے مضمون
پر موذید انہم ہرثبت کر دی ہے۔ (رجال کشی ص ۲۷ مطبوعہ بیٹھے میں ہے۔)

استمد لال علیہ: قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام يقول ان معاویۃ
کتب الی الحسن بن علی صلوات اللہ علیہما ان اقدم انت و الحسین واصحاب علی
ضرج معهم قیس بن سود بن عباد رضی اللہ عنہم انصاری فقدموا شام فاذن لهم معاویۃ
واعدهم الخطباء فقال یا حسن قمنا یم فقام جنایع ثم قال للحسین علیہ السلام قم
لبایع فقام فبایع ثم قال یا قیس تم فبایع فلتفت الی حسین علیہ نظر ما یأمره
فقال یا قیس انعه انا لی یعنی الحسن۔

ترجمہ: رجال کشی ص ۲۷ مطبوعہ بیٹھی (شمیعون کی معتبر کتاب) میں ہے رادری کہتا ہے
کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنایا ہے فرماتے تھے کہ حضرت معاویۃؓ نے سیدنا حسنؑ کی طرف
والانعامہ بھیجا کہ آپ حضرت حسینؑ کوئے کہ میرے پاس تشریف لا امیں اور آپ کے ساتھ
حضرت ہمینے ساختی بھی ہونے پاہیں پس حضرات حسینؑ کے سانذ قیس بن عبادہ
الانصاری بھی چلے آئے پس جب سب کے سب شام میں آئے تو امیر معاویۃؓ نے ان
کو دربار میں آئے کی اجازت دی اور ان کی امیری ان کی درج و شناس کے خطیب مقرر فرمائے
پھر امیر معاویۃؓ نے حضرت حسنؑ سے کہا آپ تشریف لا ائمیے اور بیعت کیجئے پس حضرت حسنؑ
آئی ہے اور بیعت کی بعد سیدنا حسینؑ نے اپا ائمیے قیس اکٹھوا اور بیعت اکرو پس قیس
نے رضاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف التفات کی اور وہ اس لئے
آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دیکھئے بالگا و حکیمت سے کیا ارشاد ہوتا ہے تو آپ یعنی حضرت
حسینؑ نے فرمایا اسے قیس بلاشبہ حضرت کس نے میرا مفتدار ہے اجنب اس نے بیعت

کرنی ہے تو تیرے متعلق ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔

بحث متعلق صداقت مذہب اہل سنت

سب سے پہلے مذہب حقہ اہل سنت کے دلائل کے سلسلے میں کلام الہی سے استنباط کیا جائے گا، بعدہ شیعی کتب سے تائیدی عبارتیں پیش کی جائیں گی۔
 استند لال عَلَى أَهْدِنَا الْقِرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ حِكْمَةُ الدِّينِ الْمُعْتَدِلُ عَلَيْهِمْ پ
 ترجمہ:- چلا ہم کو سیدھی راہ۔ رسہ ان لوگوں کا جس پر آنے العالم کیا۔

طرز استند لال :- مذکورہ بالآیت میں پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں تقبیلیت کے لئے ایک بے مثال دعا کی تلقین فرمائی ہے جو کہ مذہب حقہ کی جان ہے۔
 صراط مستقیم کا مدعی ہر اہل مذہب ہے گر تو معتبر ہے جس کا تجھیں بالکل صراطِ کی شریک
 دیوان کے مطابق ہو۔ خداۓ تدوں نے صراطِ الٰئمیۃ انعُمَتْ عَلَیْہِمْ بیان فرمایا و لخ
 کر دیا ہے کہ وہ لوگ سچائی کے راستے پر ہیں جن پر میرے انعامات ہوئے ہیں جو میرے
 احیات سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

منعم علیہم کی تلاش اور انعام کی قسمیں

انعام و قسم کے ہیں عمومی اور خصوصی۔ عمومی انعامات میں شمس و قمر بھی ہے شجر و ججر
 بھی ہیوادات بھی ہیں اور بیات بھی انکھ بھی ہے اور قوت باصرہ بھی زبان بھی ہے اور
 قوتِ متكلمه بھی دامغ بھی ہے اور قوتِ ذہن فیض بھی مال داد لا د بھی ہیں اور زین و مکان
 بھی تو ہم ہر ایک انسان کے لئے الگ الگ قسم کی نعمتیں ہیں جن سے انسان کو خدا تعالیٰ

نے مشرف قربا یا ہے لیکن ان سب نعمتوں کا خلاصہ اور راشد تعالیٰ کی نعمت خاص صرف
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی ہیں اور بس۔
لقد من اللہ علی المؤمنین اذابعث فیہم رسلاً مِنْ أَنفُسِهِمْ۔

ترجمہ:- بلا شعبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احان کیا ہے جبکہ ان کے نفر سے
اپنے بیارے رسول کو ان میں پھج دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمۃ العالمین کی ذات مقدس کو خدا تعالیٰ نے اولًا
بالذات جن کے پاس بھیجا اور جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت عظیمہ کی قدر کرتے
ہوئے قبول کیا وہ کون ہیں تو اتر سے ثابت ہے کہ جو ان لوگوں میں سے اگر اس بیارے کی
آواز پر یہیک کہما تو صدیق اکبر فرنگ اور بیخوں میں سے اگر کامڑ تو جید کو قبول کیا تو جید کامار
نے عورتی میں سب سے پہلے اگرایا ان لامبی تو صدیق اکبر فرنگ اور غلاموں میں اگر دیار
نبیوت کی کرسی کو غلامی نصیب ہوئی تو زید بن حارثہ کو بھی وہ مقدس گردہ ہے جنہوں نے
سب سے پہلے اس نعمت کی قدر کی اور خدا نے ایمان کو ہارنا کا کران کے گلے میں ڈال دیا۔

خلاصہ الكلام

یہ چارہ ستیاں سب کی سب بہارے نزدیک باعترت قابل تمعظیم اور لائیں صدیکیم
ہیں لیکن الگ امعان النظر سے درکھا جائے تو ہر اکیم کا مقام امتیازی طور پر الگ الگ
نظر آتا ہے۔

(۱) صدیقہ اکبریؓ کے متعلق ہمیں تسلیم ہے کہ وہ سیدہ کی ماں ہیں اور حضرتؓ کی
فرار خ دستی کا سبب ہیں لیکن رسالتؓ دبیوت کی تصدیق قائمیت کے لئے شہادت
کا انحصار ان پر نہیں کیا جا سکتا جبکہ حضورؐ کی بیوی بھی قیس اور ازان قسم مستورات بھی۔

(۲) زید بن حارثہ غلام ہیں، غلام کی شہادت کی کیا وقعت۔

(۳) سیدنا علی مرتفعی جب ایمان لاستے ہیں تو اپنے کی عمر تقریباً ۱۰ سال کی ہے عدم بلوغ

کے وقت اتنا بڑی شہادت کے متعلق آپ ہی فیصلہ کیجئے۔

باقی صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی توشیں و تصدیقیں نے انہار سات کے پہلے
دن سے ہی عالم اسلام کو فائدہ دیا اور آپ نے اس نعمتِ عظیمی کو کما حقہ قبول و
منظور کیا اور ان کا مذہب بیتیبا اہل سنت ہے۔

حقائیت مذہب اہل سنت پر دو مراسلات لال

الحمد لله الذي أكلَّ الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب
وبِقِيمَةِ الصلة ومتى رأته ملهم ينفقون هـ والذين يؤمنون بما أنزل الله وما
انزل من قبله وبا الآخرة هـ يومئذ.

ترجمہ: یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں متعین کے لئے رہنا ہے متعین
وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کر قائم کرتے ہیں اور ہمارے دینے میں ہرگز
مال سے خرچ کرتے ہیں جو قرآن اور توریت واجیل پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر
یقین کرتے ہیں۔ ۱۲۔

طرز استدلال: سورة بقرہ کیہ ابتدائی آیت سارے قرآن کے معنایں کے
لئے بنترا نہیں کے ہے اس میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) قرآن مجید کے اس مجموعہ میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کنجائش نہیں۔
(۲) متعقی لوگ بھی اگر یہ راست کی را ملیتے ہیں تو قرآن سے۔

(۳) متعقین کے اوصاف یہ ہیں۔

(۴) غیب پر ایمان۔

(ب) اوقات وارکان کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہرگز نماز ادا کرنا۔

(ج) اللہ کے دبیس ہوئے سے بکم شرح خرچ کرنا۔

(د) قرآن مجید پر ایمان لانا اور رباتی کتب سماں دی کو برحق جانا۔
 (ر) آخرت پر تقین رکھنا۔

مذکورہ بالا صفات میں امر اپنے مجدد اللہ کامل اور مکمل ایمان رکھتے ہیں تو اہل سنت
 و رہنر واقعی کا تویر حال ہے کہ ان کو اس مجموعے پر تقین نہیں جس کی پوری تفصیل اہلسنت
 پاکٹ بک حصہ ۱ کے مبحث علیٰ میں بیان گیا تھا دیکھی جائے، نیز اس کے علاوہ میری تصنیف
 رو المطاعن حرصہ علام طالب عجمی کریا چائے مزید بار متعین کے اوصاف میں (د) میں ہے
 بعفت بیان کی گئی ہے قرآن مجید پر ایمان لانا بحمد اللہ قرآن مجید پر ایمان اور اس کی پوری
 خدمت اگر حصے میں آئی ہے تو اہلسنت کے پس کیا اہلسنت کی حقانیت کو بروزگاری
 سے واضح دلیل ہیں۔

مزہب اہل سنت کی حقانیت پر تبیر الاستدلل

حدی للحقین پڑے (ترجمہ) (قرآن مجید) تدقین کے لئے رہنماء ہے۔
 طرز استدلل ہے۔ قرآنی ارشاد کے مطابق قرآن جب تدقین کے لئے رہنماء
 پھر اتوہمیں قرآن سے تدقین کی نشانہ ہی کرنی ہے کہ کون ہیں اور ان کی کیا علامت
 ہے۔ ان القرآن یفسر بعضہ بعضًا کے پیش نظر تدقین کے متعلق حسب ذیل
 ارشاد الی ملاحظہ فرمائیں:- ان اولیاء الامحقون ۶

لیئے تدقین کے بغیر بیت اللہ (مسجد حرام) کے وارث اور کوئی نہیں ہیں۔ فرمائیے۔

روزِ اول سے (یعنی جب سے محمدؐؑ مذہب شروع ہوا ۱۷۰)

تا حال مسجد حرام کے وارث کون ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت کا ثریف خدا تعالیٰ نے
 کس فرقے کو مرحمت فرمایا مجاہرت کے بہ کس قوم کو نصیب ہوئی صاحبِ سنت رسولؐؓ کوئی
 سے لے کر تا حال فرمائیے بغیر اہلسنت کے کسی کو قبضہ نصیب ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ اُنکی

ہے اور قانون الہی میں ہر چیز ممکن نہیں تو یقین کیجئے کہ مذہب اہل سنت کے خدام ہی کعبۃ اللہ کے اولیاء رواحت ہیں اور قرآن انہیں حضرات کا رہنمائے اور خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن کو اسی جماعت کے بیان سے ہی شروع فرمایا ہے۔

۷ ایں سعادت بزرگ بازو نیست

تما نہ بخشد خدا شے بخشنده ۱

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر حجۃ مقام استدلال

فَأَنْ أَمْنُوا بِمِثْلِ مَا أَمْنَتُمْ بِهِ فَقَدْ أَهْتَدُوكُمْ^۱ وَإِنْ تَوْلُوا فَأُنَاهِمُ فِي شَقَاقٍ
ترجمہ:- پس اگر ایمان لاے میں اسی طرح جس طرح تم ایمان لائے ہو تو پس ہدایت یا فتح ہو
گئے اور اگر پھر گئے تو پس بلاشبہ وہ بڑی بد صحیتی میں ہیں۔

طرز استدلال ہے:- مذکورہ بالا آیت میں صحابہ کرامؐ کے ایمان کروگوں کے ایمان کی مقبولیت کا معیار بتایا گیا ہے یعنی دربار خداوندی میں وہی ایمان قابل قبول ہے جو صحابہ کرامؐ کے ایمان سے متابعت ہو پس اگر صحابہ کرامؐ پچے مذہب پرست ہوتے تو خدا تعالیٰ نہ ان کے ایمان کی اہمیت بتلاتے اور نہ ان کے ایمان کو معیار بناتے ظاہر ہے کہ اہل تشیع صحابہ کرامؐ کی شان کے نتائج ہیں اور نہ ایمان کے سیدنا اہل سنت ہی ایک جماعت ہے جو ان کو ایمان دار بھی سمجھتی ہے اور ایمان داروں کے نقش تدم پر چلتے کی سعادت بھی۔
صحابہؐ کی اطاعت دین حق کا جزو اعظم ہے

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر پانچواں استدلال!

أَللَّهُ ذَلِيلُ الَّذِينَ لَا مُنُوْا يَغْرِيْهُمْ مِنَ الظُّلْمَةِ إِلَى النُّورِ^۲

ترجمہ:- اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندر چیروں سے روشنی کی طرف نکال لیتا ہے۔

طریق استدلال ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہر زمانہ میں بھی طرفی کار رہا ہے کہ جو بھی کفر سے نکل کر مدھب حقیقت کی آخوشی میں آتا جائے اسے اپنے دامن عطفت میں لیتے جائیں اور ان کے دار شدین کو اسے ہر قسم کی تابیکی سے نکال کر اسلام کے نور میں داخل کرتے جائیں بھی دستور خدا نے قدوس کا ردزادہ اول سے جاری و ساری ہے۔

لیکن زمانہ نبوی سے قرب و بعد کے اثرات اگر مختلف نہ ہوتے تو سرد کائنات کو خیر القرون قرنی کہنے کی ضرورت نہ پڑتی، مومن ہر عہد کے تابع نہ رہیں لیکن خیر القرون زمانہ نبوی کے مسلمانوں کو وہ امتیاز حاصل ہے جو کسی کو نہیں (فضائل سیدنا معاویہؓ کی بیحث میں شیعی کتب سے چند معلومات میں نے ایسیں قسم نقل کر دی ہیں دہان ملاحظہ فرمائیں۔) اگر یہ تابعہ مسلمات میں سے ہے تو کوئی فرد بشر اس سے ان کا رہنہیں کر سکتا کہ زمانہ کی چیزیں سے جتنا قرب اور تقدم پڑھتا جائے گا اتنا خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش مزید ہے۔

مزید ہوتی جائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھیں ایسی نوازشات سے نوازے گئے۔
 (۱) بالخصوص سیدنا ابی بکرؓ اور سیدنا عمرؓ۔ اول الذکر کا تو کیا کہنا حضورؐ نے نبوت کا اظہار فرمایا تو کفر کی تابیک سے نکل کر دامن رسالتؐ میں بیانہ نصیب ہوئی۔ نور علیؑ (۲) حضورؐ نے مکھپوڑ کر مدینے کا سفر اختیار کیا تو صدیقؓ اکبرؓ کو رفاقت تبویل نصیب ہوئی۔
 (۳) حضورؐ ابھی بستر مرض پر ہیں تو صدیقؓ اکبرؓ کو سرد کائنات کا مصلح نصیب ہوا۔ نور علیؑ (۴) حضورؐ نے دنیا کے اسلام کو درج مفارقت دیا تو صدیقؓ اکبرؓ کو خبر نبویؓ کی نسبت مروانہ نکل۔
 (۵) صدیقؓ اکبرؓ کی ذفات ہوئی تو وضۂ رسولؐ میں جگہ ملی۔ نور علیؑ

نتیجہ استدلال

پس ہائیں دو ہیں یا تو ایں تیشیع مذکورہ بالا مقامات کے نور ہونے کا انکار کریں یا اقرار

اگر انکار کریں گے تو راز منکش ف ہو جائے گا اور قیامت تک اُمرت مسلمہ کے سامنے
بو شکست کے قابل نہیں رہیں گے، اور اگر اقرار کریں گے تو چھپیں گے، کیونکہ جن کو یہ نوری
مقام نصیب ہوئے وہی ظلمت سے نکالے گئے اور انہیں کی دراثت نہ لتے
لی ہے۔

سودا صحیح ہو گیا کہ ان ہی لوگوں کا نہ ہب برق حق تھا جبکہ وہ سب کے سب اہلسنت
تھے اور راہلہ سنت کا نہ ہب بھی نوری مذہب بھہرا۔

۵ ایں سعادت بزرگ بازو نیست

تاریخ مجھ شد خدا تے مجھ شندہ!

حقانیت مذہب پر چھپتا استدلال

حوالہ ایضاً علیکم و ملکتکہ یحضر جکم من التلہیت الی التور ۴
ترجمہ:- خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر راس صحابہ کرامؓ رحمتیں بھیجا ہے اور اس
کے ذریثے تاکہ تم کو اشہد تعالیٰ ظلمت سے روشنی کی طرف نکال لے۔

ظریف استدلال:- خطاب اس وقت کے ایمانداروں سے ہے جو زمانہ نبوی میں ایمان
لائے انہیں متعدد داندھیروں سے اجھا لے میں لایا گیا اور انہیں پر پر درود کار عالم اور
ملانکہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، خواص اور خاص الخاس کا اندازہ خود لگائیجیے
پسرو دیکھئے کہ مذہب اہلسنت کی تائید ہوتی ہے یا نہ۔

۶ گرنہ پیند بر و زمشیرہ چشم
چشم آفتاب، راچہ گناہ

حقانیت مذہب پر ساتواں استدلال

تدریج احمد بن ابی حیان لور و کتاب مبین یہ مدی بہ اہلہ من اتبیع رضوانہ سبل اللہ

و يخرج بهم من الظلمات إلى النور

ترجمہ:- بلاشبہ تمہارے پاس اشکی طرف سے درجہ زیں آئیں نورِ سالٰت اور کتاب بُدایت اس کتاب کے ذریعہ خدا تعالیٰ رہنمائی سیدھی راہ کی اس شخص کی کرتے ہیں جو اس کی رضاکار طلب گار ہوا اور اسے اندر ہیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائیں۔ طرزِ استدلال ہے خدا تعالیٰ نے اپنی روایتیت والوہیت کی ترجیحی کے لئے دو چیزیں ارسال فرمائیں۔

(۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) قرآن مجید کتاب اللہ

آفاؤ نامدار نے دعویٰ ظاہر کیا تو قرآن نے اس کی تائیدیں واضح دلائل پیش کئے پس جن لوگوں نے مان لیا ان کو دو چیزیں حاصل ہوئیں۔

(۱) سُبْلُ الدِّلَام - (سلامتی کی راہ)

(۲) اندر ہیروں سے نیکل کر آجائے میں آنا۔

اور اپنیں نعمتوں سے مشرف ہونیوالے یقیناً ساہبِ کرام ہیں اور وہ اہلسنت ہیں۔

صداقت مذہب پر آٹھواں استدلال

کتاب انزلناه اليك ليخرج الناس من الظلمات إلى النور باذن ربهم إلى
صراط العزيز۔ (رپٗ۔ رکوٗ ۱۱)

ترجمہ:- یہ کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف اس لئے تازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف اشکی اچارت سے اشکی راہ کی طرف نکالیں۔

طرزِ استدلال ہے نزول قرآن کی بیلت غائی بھی بھی ہے کہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نورِ اسلام میں لاایا جائے۔

باد ندیہم کی قید بڑھا کر پورہ دگار عالم نے واضح کر دیا کہ غشائے ایزدی جسی اسی میں ہے کہ اندر ہیروں سے نکلیں اور اُجاہے میں آئیں۔

صراط العریز سے بتا دیا کہ وہ لوگ جس راستے پر چلیں گے وہ خدائی راستہ ہو رہا۔ اب صحابہ کرام کے راستے کریا تو خدائی پر تسلیم کریں اور یا آیت سے انکار کریں اگر انکار کرتے ہیں تو انکار قرآن ہے اور اگر خدائی راستہ تسلیم کرتے ہیں تو مذہب اہلسنت کی حقانیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ ۵

عجب مشکل میں آیا یعنی دالا جیب دداماں کا
رادھرمانکا ادھر ادھر ادھرمانکا ادھر ادھر

حقانیت مذہب پر لاؤں استدلal

هوا ذی ینزل علی عبدہ آیات بیتات لیخرب جک من النظمت الی النورات اللہ

بکمل درجت السعیم۔ (رپک)

ترجیحہ: - خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے نبی پر کھلی آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم کو نظمت سے ذرک طرف نکال لے بلاشبہ خدا تعالیٰ تم پر رفوت السعیم ہے۔

طریق استدلال: حضور پر کھلی آیتیں نازل کی گئیں تشریف و نزول آیات کی طبقت صحابہ کریم کو نور میں لانا بنتلا یا گیا ہے تو ہمارے مذہب کی صداقت میں کون سا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔

اہل شیع کی طرف سے ایک شبہ اور اس کا جواب

شیعی مولویوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید میں مدحیہ آیتیں پائیں گے وہ عترت رسول کے حق میں تبلائیں گے۔ فعلی ہذا بیہاں بھی وہ کہا کرتے ہیں کہ یہ اور اس

قلم کی دیگر آئیں تمام کی نام عترت رسول کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔
جواب ہے یہ شبہ قطعاً بے بنیاد ہے اور اس تخلیل کی حقیقت ہباداً منثورہ
سے کم نہیں۔

درجہ ہے اہل تشیع کے مذہب میں تمام ائمہ کرام خلقی طور پر موصوم ہیں ان سے
نہ گناہ سرزد ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے، حالانکہ ان آیات میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن
اور رسول اس لئے فیبا میں تشریف لائے ہیں تاکہ وہ تم کو ظلمات سے نکال کر بادیت
میں سے آئیں پس اہل تشیع ان آیات سے استدلال کریں گے تو ائمہ کرام کی مخصوصیت
کا انکار کریں گے اور یہ ان کے لئے زیر کا کڑوا گھونٹ ہے اور اگر صحابہ کرام کے
حق میں ان آیات کو تسلیم کریں گے تو ان کا مذہب باطل ہو جائے گا۔

نَهْ خَدَاهُي مِلَانَهُ وَصَالَ صَنْمُ !
نَهْ ادْهَرَكَ رَبِّي نَهْ ادْهَرَكَ رَبِّي

خطایت مذہب پر دسوال استدلال

وَالْتَّابِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمَهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِآهَانَ
رضی اللہ عنہم فرضیون عنہم۔

ترجمہ ہے۔ اور ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار میں سے اور جو لوگ ان
کے تابعدار ہیں شریعت میں خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو سکتے۔
ظرر استدلال ہے۔ رضا کا مرضیکیت خداوند عالم کی طرف سے نہیں گرد ہوں گو عطا
ہٹا ہے۔

(۱) جو لوگ مکمل مفظہ حچوڑ کر سروکائنٹ کے اشارے پر مدینہ منورہ چلے گئے
وہ جو ہوں نے مدینہ منورہ میں آنے والے مہمانوں کی قدر کی اور حوصلہ افزائی کی۔

(ج) جن لوگوں نے ان دونوں گروہوں کے نتیجہ قدم پر چل کر اپنی تندگی بسکی۔ اصطلاح عرب میں پہلے حضرات کو ہماج کہا جاتا اور دونوں کو انصار اور تیمورگروہ آجکل وہ ہے جسے اہلسنت سے تعمیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں نہ صاحبِ کرامؐ کے متعلق کچھ سمجھ ہے اور نہ عترت رسولؐ کے متعلق شکایت ہے دونوں کو اپنا مقصد ادانتے ہیں اور دونوں کی اتباع اور اقتدار میں اپنی سنجات۔

حقانیت مذہب پر گیارہواں استدلال

هُو الَّذِي أَسْلَمَ رَسُولَهُ يَا الْهَدِئِي وَدِينَ الْحَقِّ لِيَظْهُرَ عَلَى الدِّينِ كَلَهُ وَكُفِّرْ بِأَنَّهُ شَهِيدًا
ترجمہ یہ ائمہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو مدد ایت اور دین حق کے اس لئے
بھیجا تاکہ مذہب حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اس پر ائمہ تعالیٰ گواہ ہے۔
طرز استدلال ہے۔ اس آیت میں حسب ذیل امور کو سیان کیا گیا ہے۔

— (۱) تعارف خداوندی —

— (۲) عترت رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم —

— (۳) تقویرت پیغام کے لئے قرآن اور کلمہ توحید —

— (۴) ادیان باطلہ پر دین حق کا علیہ۔

بائیی ربط و نسق ۱۔

ان امور اربعہ کا یا ہمی تعلق اس طرح پر ہے کہ خداۓ تعالیٰ نے اپنے تعارف کے لئے
سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور انسان کی تائید کے لئے قرآن (الْهُدِئِي) اور اسلام
(دِینُ الْحَقِّ) نازل فرمائے۔

ان سے مقصد ویسی ہے کہ دین حق کا جمیع ادیان پر غلبہ اور اقتدار ہو اسلام کا بول بالا ہو
اور کفر کا ممنہ کالا ہو، چنانچہ تاریخ اسلام اور واقعات عالم شاہد ہیں کہ سرور دو عالمؐ

کے زمانہ اقدس میں اسلام عرب سے باہر نہ کھل سکا ابتدہ اس پیشین گوئی کا تیجہ فاروق اعظم کے زمانہ خلافت میں ہو یہاں آئوا۔

پس اگر ان کے زمانہ کو دریافت کی تفسیر و تشریح یا نائید و تصدیق نہ سمجھا جائے تو نہ قرآن سچا رہتا ہے اور نہ پیشین گوئی رہا تیجیں کہ مہدی امیں گے اور اگر دین کو غالب کریں گے، اول تو مسلمانوں کے دوڑے طبقوں میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آئیں گے مگر پیدا ہو کر امیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں پیدا تو تیرہ سو سال سے ہو سکیں دہ کسی مصلحت کی بناء پر غارہ سرمن رای میں چھپ کر گوشہ نشین بن کر زیست ہوئے ہیں ایک وقت آئے گا وہ باہر نکلیں گے رسول کریمؐ اور حیدر کراپنی اپنی قبردن سے نکل کر ان کے دست حتی پر بعیت کریں گے اور ان کے مریدین گے، دہ ابو بکر و عمر و عثمان و زید و عاویہ، عالیہ صدیقة و عیرام کو زندہ کر کے خاطر خواہ سزا میں دیں گے۔ (حقیقتیں بالرجوع) پس جن کے متعلق اختلاف ہے وہ مکوت عنہ کے درجے میں رہے اور جن کے ذریعے سے دین نے دبیکے گوشے گوشے میں اپنے نور سے صیا پاشی فرمائی وہ یعنی مقبول خدا ہے اور انہیں کامد ہب حق ہے اور وہ یقیناً اہلسنت تھے۔

حقانیت مذہب پر بارہواں استدلال

وَعَدَ اللَّهُ أَمْنِيَّكُمْ وَعَمِلُوا الصَّلَوةَ لِيُتَخَلَّفُوكُمْ فِي الْأَرْضِ كَا سَخَلَتِ الظِّيَّنُ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلِيَمَّا نَتَّنَ لَهُمْ دِينِهِمُ الَّذِي أَرْتَخَنِ لَهُمْ۔

طراز استدلال پوری تفسیر و تشریح حصہ اول میں لکھا چکا ہوں یہاں بھرپر یہ بیان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ جن خلقاً کو منصب خلافت پر نائز المرام فرمایا انہیں کے دین اور مذہب کو کائنات میں غالب نصیب ہو اور جن خلقاء کو غالب اور اقتدار نصیب ہو اور یقیناً اہلسنت ہی ہے۔ تو ثابت ہو اک داقعی مذہب اہلسنت برحق ہے۔

حقایقت مذہب پر تیرہواں استدلال

الذین امنوا و لم يلبسوا [عما نهム بظلم او لئک لہم المن و هم مجتداون
ترجمہ ہے جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا یہ لوگ ہیں جن کے لئے
امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

طراز استدلال مکھرا ایمان لانے والوں اور ایمان میں ٹرک، اور ظلم وعدوان کی
ملاوٹ نہ کرنے والوں کو بحمد اللہ حسب وعدہ الہی امن نصیب ہو اور انہیں کے متعلق
ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت فرمائی۔

حقایقت مذہب پر چودہواں استدلال

لکن الرسل والذین امنوا معه باہدوا بآموالہم و افسح لهم و ائلئک لهم
الخیرات فاولئک هم المفلحون اعد الله لہم جلت تجری من تحتها الانہر
خلدین فیھا ذائق الفوز العظیم (۶۹)

ترجمہ:- یہیں رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان دار ہیں جہاڑ کرتے ہیں ان کے
اموال و نفس سے اور ان کے لئے بعلا ثیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں خدا تعالیٰ نے
ان کے لئے ایسی بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی
برٹی کامیابی ہے۔

طراز استدلال:- سیاق آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت مذاقین کے مقابل گروہ
کے حق میں تازل ہوئی ہے کیونکہ مذاقین کی حرکتیں سایق آیت میں جو سطور ہیں وہ یہ ہیں۔

— (۱) استاذ نک ولو ابطول منهم اجازتیں لیتے ہیں۔

— (۲) قالو خدنا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم ہمیں چلتے۔

(۳) رخصانہ الخالف یعنی رہنے والوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔
اد نبھد اللہ صاحب کرام ان نینوں بیماریوں سے پاک تھے انہوں نے جان بھی دی اور
مال بھی قربان کیا انہیں کے لئے بھلانی اور انہیں کے لئے نلاج، اب جب وہ نلاج والے
ہوں گے تو ان کے متبوعین یقیناً نلاج پائیں گے۔

حقانیت مذہب پر پندرہواں استدلال

قد انتم المؤمنون الذين هم في صلواتهم عاشرون والذين هم من اللّغة معروضون
والذين هم للزكوة ناعلون والذين هم لفروعهم حافظون الاعلى ازدواجهم
اد ما ملكت ايمانهم فن ابتغى دراء ذلك فاذلك حمل العادون۔ (۶۷)
ترجمہ:- بلاشبہ مومن کامیاب ہو گئے، مومن وہ لوگ ہیں جو نمازوں میں خشوع کرتے
ہیں لغو سے اعراض کرتے ہیں اور تذکیرے نفس کرتے ہیں اور اپنے فروع کی حقائق کرتے
ہیں مگر اپنی عورتوں اور لوٹبیوں پر۔

پس جو شخص اس کے علاوہ طلب کرے گا پس وہ حدستے تجاوز کر کر تیوا لے ہیں۔
طرزاً استدلال:- ذکورہ بالآیت میں دو لوگ ہوں کو علی سبیل التقابل ذکر کیا گیا ہے۔
ا) جو لوگ اپنے فروع کی حقائق کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں اور لوٹبیوں سے اپنے وجود
کو محظوظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔
(۲) جو لوگ اس کے علاوہ (متغیر) وغیرہ کے متلاشی ہیں۔

پس متلاشیاں متغیر وغیرہ کو (عادوں) شریعت کی حدود کو توڑنے والا بتایا گیا ہے۔
اوہ تاریکین منہ کو مغلوب رکا میاب ہونے والا بتایا گیا ہے۔
سو سجاد اللہ اہلسنت چونکہ متغیر کے مکر ہیں اور اسی رہنمہ اس کی مسوغیت کے ناول
ہیں لعند ابھی کامیاب ہیں اور یہی فوز و نلاج کے لائی ہیں۔

حقائیت مذہب پر سولہواں استدلال

اما اهل السنۃ فالمتسکون بمساندة ائمۃ لهم ورسوله۔

راجحجان طبری ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف

ترجمہ:- بہر حال اہلسنت پس مضبوط پھرٹنے والے ہیں اس طبقہ کو جو کہ قد اور اس کے پیارے رسول نے ان کے لئے تیار کر دیا ہے۔

طرز استدلال:- حضرت علیؑ کا یہ اعلان اہل شیع کے لئے عبرت کا ایک تازیانہ ہے اور مذہب اہلسنت قبل کر لینے پر مصروف ہے۔

کوئی کی جامع مسجد، منبر رسولؐ، بعد کار و ز اور اس قدر واضح بیان کس قدر بے شیل اور بے عدیل ہے۔

حقائیت مذہب پر تیرہواں استدلال

من قوله عليه السلام سيملاك في صنان محب مُقْرِّطٍ يذهب به الحب إلى غير الحق ومبغض مفترط يذهب به البغض إلى غير الحق وغير الناس في حال الشط الاوسط فالذمة

(نہج البلاغہ ص ۲ مطبوعہ مصری الاستفهام)

ترجمہ:- بلاک ہجن گے میرے متعلق دو گروہ ہند سے زیادہ محبت رکھتے والے جو محبت کی وجہ سے حق کی راہ کو چھوڑ دے اور بعض رکھتے والا بعض کی وجہ سے غیر حق کا طالب ہو۔ میرے متعلق سیدھی راہ پر چلتے والا وہ ہے جو میان روی اختیار کرے ایسے شخص کو لازم پکڑا لو۔

طرز استدلال:- سیدنا علی مرضی اپنے ذکرہ خطبہ میں گردہوں کا ذکر کیا ہے۔

- ۱) اہل تشیع کا... جو حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔
- ۲) خواسج کا... معاذ اللہ جو سیدنا علیؑ اور ان کی جماعت کو دائرة ایمان سے خارج
سمجھتے ہیں۔
- ۳) اہلسنت کا... جو بفضلہ تعالیٰ سیدنا علیؑ کے نقش قدم چلتے پر اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

حقایقت مذہب پر اٹھارواں استدلال

وَالنَّمْرُوسُ وَالسَّوادُ الْأَعْظَمُ فَإِنْ يَدْعُهُمْ عَلَى الْجَمَاعَةِ إِيَّاكُمْ فَالنَّفْرَةُ فَإِنَّ الشَّادِمَنَ
النَّاسَ لِلشَّيْطَنِ كَمَا إِنَّ الشَّادِمَنَ الْغَمَّ لِلذَّبَابِ الْأَمْنَ ادْعَى إِلَى هَذَا الشَّعَارَ فَأَقْتَلَهُ
وَلَوْ كَانَ تَعْتَدَ عَامَتِي هَذَا۔ رَنْجِيجُ الْبَلَاغَةِ ج ۲ ص ۱۱

ترجمہ۔ سو اور اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پڑتا اس لئے کہ بلاشبہ اس جماعت پر
خدا کا ہاتھ ہوتا ہے فرقہ بازی سے پھوکیز کی جماعت سے میلکہ ہونے والا شیطان کے
حستے کا ہے جیسا کہ روئی سے الگ چلتے والی بھری بھیری ہے کا جستہ ہونا کرتی ہے خبردار جو
جماعت سے علیحدگی کی طرف بلاشے اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے
بھی کیوں نہ ہو۔

طرزاً استدلال۔ اہلسنت و الجماعت کی تائید اور شیعہ فرقہ کی تردید واضح طور پر
سیدنا علیؑ نے فرمادی ہے، عیاں راجہ بیان۔

حقایقت مذہب پر ایسوال ۱۹ استدلال

مِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ التَّلَامُ بِعَمَّ إِبْنِ الْخَطَابِ وَقَدْ أَسْتَشَارَهُ فِي غَرْفَةِ الْفَرْسِ نَفْسِهِ
إِنْ هَذَا الْأَمْرُ مِنْكَ لَحْرَكَةٍ وَلَا خَذْ بَحْثَرَةٍ وَلَا قَلْتَمٍ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي
أَظْهَرَ دِيْنَهُ الَّذِي أَعْدَاهُ وَأَمْدَاهُ رَنْجِيجُ الْبَلَاغَةِ ج ۲ ص ۱۹

ترجمہ ہے۔ حضرت علی مرتفعہ نے عمر بن الخطاب کو عز و فریض کے متعلق مشورے کے سلسلے میں حسب ذیل جملے فرمائے۔

(۱) بلاشبہ اس دین کا معاملہ یعنی اس کی نصرت و خدلان فوج کی قلت یا کثرت پر بہمنی نہیں ہے۔

(۲) یہ خدا کا اپنا دین ہے جس دین کو خدا نے خود غالب کر دیا ہے۔

(۳) خدا کا اپنا شکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور پھیلایا ہے۔

ظرف استدلال ہے۔ سیدنا علی مرتفعہ نے واضح طور پر فرمادیا کہ اسے عمرہ تیرے دو ریں دین تین بلندی اور غلبے پر ہے اور تیرا شکر دنیا کے طول و عرض تک پھیل جکا ہے پس جس مذہب کے غلبے کو حضرت علیؓ نے بحق تسلیم کیا ہے اور اس کے غلبے کا اقرار کیا ہے وہ یقیناً وہی مذہب تھا جس کو فاروق عظیمؓ نے اپنا یا ہٹوا تھا اپس ثابت ہوا کہ دینی مذہب حضرت علیؓ کے تزدیک سمح تھا اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت تھا۔

حقایقت مذہب پر پیسوال استدلال

والعرب الیوم فان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عنيزون بالاجتماع

(نهج البلاغة ۲۷ ص ۳۹)

ترجمہ ہے۔ عرب کے مسلمان ان دنوں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں پس وہ اسلام کی چیزیت سے کثرت میں ہیں اور اجتماع کی چیزیت سے غالب ہیں۔

ظرف استدلال ہے۔ یہ سیدنا علی مرتفعہ کے مفروضات اہلسنت کے لئے اہل تشیع پر بطور حجت کے رہیں گے کبونکہ اگر فاروق عظیمؓ کے دو ریں مذہب حقیقت کو غلبہ و اقدار

نہ ہوتا۔

تو مذکورہ بالاتفاق استعمال نہ کر سکتے۔

آپ نے کثیر و فراز بالاسلام فرمائیں اس دور کے مسلمانوں کے صحیح الایمان ہونے پر
مہر تصدیق کر دی ہے اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت کے دلدارہ تھے۔

حقایقت مذہب پر اکیسوال استدلال

ابن بابویہ رداشت کردہ استدلال کے چون گفتگ اقل راز دستگ راشکت و فرمودہ
اللہ اکبر کلید ہائے شام را خدا بمن داد بخدا سو گند کہ قصر ہائے سرخ اور رامی بینم پس گفتگ
دیگر راز دو شملت دیگر راشکت و لفظت اللہ اکبر خدا کلید ہائے ملک فارس را بمن داد
نجد اسو گند الحال قصر سپید مدائی رامی بینم چون گفتگ سوم راز و باقی سنگ جدا شد
گفت اللہ اکبر کلید ہائے بین بمن داد بخدا اسو گند کہ در دارہ ہائے صفات رامی بینم۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۲۹ - ۳۳۰)

ترجمہ:- ابن بابویہ نے رداشت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برداخت دنی
جب پہلی مرتبہ بسولالگایا تو پیغمبر کا تیسرا حصہ مکھڑے مکھڑے ہو گیا اور آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی چاپیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم میں شام کے سرخ محل دیکھ
رہا ہوں پس دوسری دفعہ پیغمبر پردار کیا تو دوسری تہائی مکھڑے مکھڑے ہو گئی آپ نے فرمایا
اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے ملک فارس کی چاپیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم اب میں
مدائی کے سفید محل دیکھ رہا ہوں جب آپ نے تیسرا مرتبہ پیغمبر پردار کیا تو باقی پیغمبر
مکھڑے مکھڑے ہو گیا پس آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے میں کی چاپیاں عنایت
فرمادی ہیں خدا کی قسم میں صفات کے در داروں کو دیکھ رہا ہوں۔

طرز استدلال:- ظاہر ہے کہ یہی ملک نہ حضرت کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور نہ
آپ کے زمانہ میں حضور کی دفات ہبوٹی ابو بکر صدیقؓ نے تخت خلافت پر ممکن ہوئے آپ
کے بعد فاروق اعظمؓ کی باری آئی تو فتوحات کا ہر طرف سے در دارہ کھل پڑا اُنہیں کے

و در خلافت میں میں فتح ہوا اور انہیں کے عہد حکومت میں فارس۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروقی فتوحات کو نبوی فتوحات نہ کہا جائے اور آپ کے عہد میں دین کی ترقی کو صحیح اسلام کی ترقی تصور کیا جائے تو حضور کا علماء اسلام کی تعبیرتابت کرنا ناممکن سی نظر آتی ہے۔

پس علی سبیل اللہ و ماقرئ اقرار کرنے پڑے سے گاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف زمانہ عمر میں پورا ہوا اور فاروق اعظم کا مدھب یعنیاً صحیح مدھب تھا۔

حقانیت مذہب پر بائیسوال استدلال

ثم قام و تهیأء للصلوة و حضر المسجد و صلی خلف ابی بکر راحجاً طبری م ۵۹
ترجمہ:- بعد حضرت علیؓ اٹھے اور نماز کے لئے تیاری کر کے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

طریق استدلال :- صدیق اکبرؓ کے پیچے حضرت علیؓ کا نماز پڑھنا یعنیاً ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اگر آپؓ صحیح مذہب پڑھوئے تو سیدنا حیدر کارڈ صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

تائیدات

یعنیہ یہی روایت مرثیۃ العقول ص ۸۸ شرح الفردع والا صول مستقہ ملا باقر محلی (مطبوعہ شجف اشرف) میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح جلالہ العیون ص ۱۵ اضمیر رجمہ مقبول ص ۱۵ مطبوعہ بکٹ ٹرلوکر شن ہرگز لاہور میں بھی ہے۔

انتیا ۵ :- اہل شیع اس عبارت کے روکرنے کے لئے بے انتہا کوشش کرتے ہیں چنانچہ میرے زمانہ تک شیعی علماء نے حقنے کر کئے ہیں وہ میں نے ایک رسالہ میں کہو دیتے ہیں اور ان کی تردید یہی ساقہ ساخت کر دی ہے ناظر بن پڑھیں اور لطف اٹھائیں

اس رسالے کا نام التحقیق الحجی فی صلوات علی ہے۔

حقانیت مذہب پر تبیہ وال استدلال

من کتاب علیہ السلام الی معاویۃ انہ بایعنی القوم الذین بایعرا ابا بکر و عمر
و عثمان علی ما بایعوا هم علیہ فلم یکن للشاهدات یفتار ولا للغائب ان یرد
انما الشوری للهذا جدین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموی اماماً کان
ذاللک اللہ رضا انان فرج من امرهم خارج عن امرهم خارج بطبع ادب دعۃ
روحۃ الی ما فرج منه نان ابی تائلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین۔

رنہج البلاغہ ج ۳ ص ۵ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ

ترجمہ:- حضرت علیؑ نے حضرت معاویۃؓ کے پاس یہ خط لکھا تھا بلا شیہ جو قوم جس
مذہب پر ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی وہی قوم اسی مذہب پر میری بیعت ہوئی ہے
پس حاضر کے لئے اختیار کا حق نہیں اور فاقہ کے لئے رد کرنے کا حق ہمہ جریں و
انصار کو ہے پس اگر وہ جمع ہو کر کسی کو امام چین لیں خدا کی اس میں رضا ہوتی ہے پس اگر
کوئی خارجی طعن کر کے اس فیصلے سے نکل جائے تو چونکہ اس نے مسلمانوں کا راستہ چھوڑ
کر غیر مسلمین کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے پہلے اسے لوٹا دیں وہاں
جباں سے وہ نکلا ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے ساتھ جہاد کریں۔

طرز استدلال:- سیدنا علی مرتبہ اپنے اس عبارت میں دو جملے ایسے بیان فرمائے
ہیں جن پر اہلسنت کو ناز ہے اور جن میں مذہب اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت ہے
۱) علی ما بایعوا هم علیہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر خلقاً نے ملائش کے مذہب کو
حضرت علیؑ پر تحفظ نہ کیجھ تھے تو ہمہ جریں والانصار کو اس مذہب پر بیعت نہ کرتے۔

۲) علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین معلوم ہو کہ خلقاً نے ملائش اور ہمہ جریں والانصار کے

مشورے کو تسلیم کر لینا ایمان ہے اور اس سے انحراف دین سے انحراف ہے۔

۲۳ حقانیت مذہب پر حج پیسوال استدلال

قالت ان العلبة تکون للمسلمین ۱

رُمْرَةُ الْعُقُولِ شَرْعُ الْفَرْدَعِ وَالْأَصْوَلِ ص ۳۹۴ ج ۲ مصطفیٰ ملا باقر مجلسی)

ترجمہ:- سیدہ فاطمہ الزہراؓ نے فرمایا پیشک علمہ مسلمانوں کو ہی نصیحت ہو گا۔

طریق استدلال ہے۔ فاروقی دوسریں ملک تاریں پر حملہ ہوا تو یہ دبیر دعویٰ ہوا یعنی ذرہ کی لڑکی شہ بالرغم قرار ہو کر فاروق اعظمؑ کے دربار میں پیش کی گئی سیدنا علیؑ بھی سیدنا حسینؑ کو لے کر دربار فاروقی میں پہنچے، سیدنا عمرؑ نے تشریف آوری کی وجہ پر چھپی تو آپ نے سیدنا حسینؑ سے متعلق درخواست کی جس پر اتفاقیار کر لینے کی صورت میں حضرت علیؑ نے شہ بانو سے کہا شہ بانو نے نہ حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہ حضرت عمرؑ پر اٹھی تو سیدنا حسینؑ کے کندھوں پر رکھ دیا مقصداً یہ تھا کہ میری شادی ان کے ساتھ ہوتی چاہیئے، یہ ماجرہ دیکھ کر دونوں مکار ہے تھے سیدنا علیؑ نے وجہ پر چھپی تو بتایا کہ گذشتہ رات سے پہلی شب تھے سرورِ کائنات صلیمؐ کی زیارت ہوئی ساتھ ساتھ ان کے سیدنا حسینؑ بھی تھے آپ نے میرانکاچ آن سے کر دیا دوسرا رات سیدۃ النساء کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھے کامڑ توجیہ کی تلقین کے ساتھ ساتھ بشارت فرمائی کہ یہاں کفر و اسلام کی جنگ ہے بلاشبہ غلبہ مسلمانوں کو ہو گا اور توہمارے پاس صحیح سالم آئے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروق اعظمؑ اور ان کی فوج مسلمان نہیں تھے۔ اور ان کا مذہب صحیح مذہب ہنہیں تھا تو سیدۃ النساء نے ان کو مسلمانوں سے ملقطب کیوں فرمایا۔

حقایقت مذہب پر چیزوں استدلال ۲۵

تم مختصر اصول نعن فروعها۔ (طبع البلاق ج ۲ ص ۳ مطبوعہ الاستقامتہ مصریہ)

ترجمہ:- اصول گز رچے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

طریق استدلال ہے حضرت حیدر کراہی نے خلائق اللہ کو ایمان و عقائد میں اصول بتایا ہے اور اپنے وجود کو بع اتباع کے فروع پس اگر خلائق اللہ کو صحیح الایمان نہ سمجھا جائے تو حضرت علیؓ کے ارشاد کا کچھ مطلب ہی نہیں رہتا۔

حقایقت مذہب پر چیزوں استدلال ۲۶

الله بلاد فلان منتدى قوم الا ودادى العدد خلف الفتنۃ اقام السنة ذهب
لنق الشاب (رنهیج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹)

ترجمہ:- اللہ ابو بکر دیا عمر فاروقؑ کو جزاۓ خیر دے بلاشبہ اس نے کبھی کو سیدھا کیا بیماری کا علاج کیا فتنے کو تبھے ڈال دیا اور اپنے ساتھ نہ آنے دیا سنت رسول کو تمام کیا وفات پائی تو اعمال والے کپڑوں کو ہر داروغہ سے مناکر کے گئے۔

طریق استدلال ہے سیدنا علی مرتفعہ کا یخطبہ مذہب حق کی بہترین دلیل ہے۔

(۱) جب ہر قسم کی کبھی کوفار و قویں دشمنیں نے سیدھا کر دیا تو گریا ان کا مذہب کبھی سے پاک ہو کر صراط مستقیم کا نمونہ بن گیا۔

(۲) بیماری کا علاج کیا تو دین میں ہر قسم کی تشدیدستی آگئی۔

(۳) فتنوں کا استیصال کر کے دین کو فتنوں سے محفوظ کر دیا ہی مذہب کے کہان کے عہد میں دین دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گیا۔

(۴) سنت رسولؐ کو وہی قائم کرتا ہے جسے سنت سے محبت ہوا اور جیسی شانِ اہلسنت کی ہے۔

حقانیت مذہب پرستا بیسوال استدلال

لریت اعلام ہدیٰ و معابغع دجیٰ قد حقت بہم الملائکہ و تنزلت علیہم
الستکینۃ و فتحت لہم ابواب السمااء و اعدت لهم مقاعد انکرامات فی
مقام اعلم اللہ علیہم فیہ فرضی سعیہم و حمد مقاہمہ -

رنھیج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹۵

صحابہ کرامؓ کے متعلق سیدنا علی مرضیؓ کے ارشادات

ترجمہ بلاشبہ میں نے ہدایت کے نشانوں اور اندھیرے کے چرانوں کو دیکھا ہے
رحمت کے فرشتوں نے ان کو گھیر پا ہتھا خدا کی خاص رحمت ان پر نازل ہوتی رہتی تھی
آسمان کے دروازے ان کے لئے کھل گئے بزرگی کے مقامات ان کے لئے بیمار کئے
گئے ایسا مقام ان کو نصیب ہوا جہاں خدا تعالیٰ نے ان کو جھانک کر دیکھا۔ پس ان کی
کوششوں پر راضی ہٹا اور ان کے مرتبے کی تعریف فرمائی۔
ظرف استدلال می خلفاء نبی اللہ کو سیدنا علیؓ نے حسب ذیل القاب سے ملقب
فرمایا ہے۔

(۱) ہدایت کے نشان [پیش] یعنی جن کو ہدایت حاصل کرنی ہے وہ ان کے
ارشادات کے تحت حاصل کر سکتے ہے۔

فرمائیے اس سے زیادہ الہست کی حقانیت کی اور کیا دل پاہیے جبکہ صحابہ کرامؓ سے
امل تیشیع بیزار بھیرے اور اہل سنت فرمائیں بردار۔

(۲) اندھیروں کے چراغ [علیؓ نے] ان کا مذہب ان کا دین یقیناً سچا ہے اور حضرت
علیؓ نے ان کو ہدایت کا چراغ قرار دیا ہے۔

رجست خداوندی کے مورد رجست نازل بھی ان پرستوں ہے جو حجی اللہ
بھول بن کا عقیدہ صحیح ہنہیں ان پر تو خدا کا

قہر نازل ہوتا ہے۔ خانہم
بہر حال صحابہ کرامؐ کے جملہ اوصاف جن کا تذکرہ حضرت علی مرتدؑ نے فرمایا ہے سو ل
آنے صفات پر بنتی ہے اور ان کا مدہب یقیناً صحیح ہے۔

حقایقت مذہب پر اعتمادیں اسند لال

اطلع اللہ علیہم فرضی سعیہم و حمد مقامہم (فتح البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)

ترجمہ:- اور گزر پکا ہے طراز استدلل ملا حنفہ فرمائیے جن کی سائی پستدیدہ ان کا
عقیدہ صحیح کیونکہ بغیر ایمان کے کسی کی بھی کوششیں پستدیدہ نہیں ہو سکتیں اور جن کا مقام مخدود
آن کا مدہب مخدود

حقایقت مذہب پر اعتمادیں اسند لال

اختیوالستہ و امال والبدعة - (فتح البلاغہ ج ۲ ص ۱۳)

ترجمہ:- صحابہ کرامؐ نے نعمت کو زندگی کیا اور بدعت کو مار دیا۔

طراز استدلل:- صحابہ کرامؐ کا کام ہی یہی حق ان کی زندگی کا دستور العمل ہی یہی حق
کہ بدعت نہم ہوا درست نہیں رسولؐ کی اشاعت ہوا درکیوں نہ ہو جبکہ مذہب رسی ان کا اہلست

حقایقت مذہب پر اعتمادیں اسند لال

اوہ علی اخواتیں قرآن فاحدکم وہ وتد بر الفرض فاقامواه (فتح البلاغہ ج ۲ ص ۱۵۱)

ترجمہ:- جدا فی کاتائب میرے بھائیوں پر جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور حکم کیا اور فرقہ فیض میں
خوز کیا تو انہیں قائم کیا۔

ظرف استدلال جو مومن کا بھائی برود میسے شرع بغیر مومن کے اور کوئی نہیں ہوتا حضرت
علیؑ نے صحابہ کرامؐ کو بھائی بتا کر ان کے کامل الایمان اور صحیح المذهب ہونے کا اعلان کیا۔
ہے اور صحابہ کرامؐ کے ایمان میں اہلسنت کے مذهب کا تحقیق ہے۔
اس کے علاوہ سب ذیل آیات و افات سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

اکتیسوال استدلال

لَنْتَمْ خِيرَامَة أَخْرِيجَت لِلنَّاس تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفْ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرْ۔
ترجمہ:- اے صحابہ کرامؐ تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے بطور نمونہ کے ظاہر
کی گئی۔ نہارے کام دوہیں بھی کام اور رہائی سے روک مقام۔
ظرف استدلال:- پچونکہ حضور خیر الامم میں اس لئے آپؐ کی امت خواہ خواہ خیر امم
ہو گی یکن جس امت کو خیر الامم قرار دیا گیا ہے صحابہ کرامؐ اسی امت میں سے خیر امت میں
اسی لفظ خیر میں افضلیت اور برتری کا رتبہ پیش پیش ہے اور یہ یقیناً مذهب حقہ کی
حقانیت کے لئے ثابت ہے۔

پنیسوال استدلال

اَللَّهُمَّ اعْزِ الْاسْلَامَ بِعَمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ اَدْمَارِيْ حِيلَ (تفسیر صافی، تفسیر مذکون)

ترجمہ:- یا اللہ اسلام کو دوہیں سے ایک کے ساتھ غلبہ عنایت فرم۔

ظرف استدلال:- مکملہ کی آبادی میں نگاہ نبوت کا انتخاب اسلامی باہ و بیال
کے لئے ہر ف دوہیں کے متعلق آیا یکن صاحب نبوت نے دوہیں سے ایک کے
چنانہ کا ذمہ دار خدا تعالیٰ کر بنا یا علیہم بذات الحقد و در نے فاروق اعظمؐ کا انتخاب
فرمایا۔ محمد اللہ انہیں سے دین کو زرقی ہوئی اور یہی مذهب حقانیت کے مدار بھہرے۔

۳۳ حقانیت مذہب اہستہ پر تبیینیسوال استدلال

وقد قلت من صهرہ مالمینا - (نعمہ البلاعۃ)

طراز استدلال : حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا آپ کو حضور کے ایسا شرف دامادی حاصل ہے جو کہ صدیقؑ و عمرؓ کو نصیب نہیں ہوا۔

انہار بتوت کے بعد حضور اکرمؐ اس شخص کو ہی رشتہ دے سکتے ہیں یا باقی رکھ سکتے ہیں جو کامل الایمان اور صحیح العقیدہ ہو، روحی العقیدہ اور ضعیف الایمان کے ساتھ نہ رشتہ قائم کر سکتے ہیں نہ کہ سکتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ بناں اہستہ ہے تو ان کی سداقت ہیں مذہب کی صداقت کا راز مستتر ہے۔

۳۴ حقانیت مذہب پر چوتیسوال استدلال

طراز استدلال : حضرت علیؓ کے تین بھائی ہیں عقیلؓ طالبؓ جعفرؓ طیارؓ حضرت جعفرؓ تھمید ہو جاتے ہیں تو وعدت کے بعد ان کی پیوہ حضرت اسماء بنت عیشؓ کا نکاح حضرت علیؓ ابو بکرؓ سے کر دیتے ہیں۔

پس اگر ابو بکرؓ صادق العقیدہ نہ ہوتا تو حضرت علیؓ ان کو رشتہ نہ دیتے۔

(رجواں حق الیقین ص ۲۷۱ مطبوعہ تہران خیابان)

۳۵ حقانیت مذہب پر پنجمیسوال استدلال

حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثومؓ حضرت علیؓ کی سیدہ خاتون سے لڑکی تھیں اگر ان کا مذہب صحیح نہ ہونا تو آپ یہ رشتہ ان کو عنایت نہ فرماتے۔

مذہب کی حقانیت پر چھپیسوں استدلال

چونکہ حضور اکرم علیہ السلام کی صاحبزادیاں بالتفاق فریقین چار تھیں اور اپنے نے دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تھا اپنے اگر حضرت عثمانؓ میں صحیح العقیدہ نہ ہوتے تو اپنے ان کا نکاح باقی تر رکھتے تفصیل کے لئے بحث متعلق سیدنا عثمانؓ کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

مذہب کی حقانیت پر سینیسوں استدلال

سیدنا علیؑ نے اپنی بیادوں حضرت اسماء بنت میش کا نکاح سیدنا ابی بکرؓ سے کیا جواہر فیل میں درج کیا تھا میں اسے ملاحظہ فرمائیں۔

صداقت مذہب الہمت پر ۳۸ چھپیسوں استدلال

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ط

ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طریق استدلال:- خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت جس گروہ کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً حق پہنچوں گے۔

قرآنی آیات نبوی ارشادات اور امدادگرام کے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب حضرات کا دستور العمل سب سے اور اسی کی تلقین کرتے چلے گئے۔

مفہوم صبر کے بر عکس جزع فزع ہے جسے ہم آئندہ صفات میں واضح کریں گے پس ظاہر ہے کہ جس گروہ کے مراسم میں جزع فزع لوازمات ثرعیہ میں سے ہے اس کے ساتھ خدا کی معیت نہیں اور جس کا مذہب جزع فزع سے پاک ہے اس کے ساتھ

خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت ہے اب آپ ہی بتائیں کہ اس مذہب کا نام کیا ہے۔

صدقۃت مذہب الہستد لال پر آتنا یہ سوال استدلال

وَلِبَشِ الرَّصَابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ دَانَا إِلَيْهِ بِالْجُنُوبِ إِلَيْكُمْ
عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ وَاللَّهُمَّ اهْمَدْهُمْ عَلَى دُنْ

طزا استدلال ہے۔ واضح ہو چکا ہے کہ اہل تشیع کے مقابلے میں اہل ستہ
ہیں اور جو صابرین ہیں ان پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہیں اور وہی بُدایت یافتہ ہیں پس اس باد
پر علی المُتَقِّین ہمیں کہنا پڑے گا کہ بُدایت یافتہ جماعت ہر فہرست مذہب استدلت ہے جبکہ صبریں
کا شعار ہے۔

صدقۃت مذہب الہستد پر چالینے وال استدلال

وَالْعَحْرِفَةُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي نُسُقِ الْأَنْوَارِ إِنَّمَا يَأْتِيُ عَمَلُهُ الظَّمِيلُ حِلْمٌ
وَلَوْا صَوْا بِالصَّبْرِ (سورة العنكبوت)

ترجمہ ہے۔ اور قسم ہے مجھے زمانے کی تحقیق انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان
لائے اور عمل کئے نیک اور حق کی تلقین کی اور صبر کی وعیت کی۔

طزا استدلال بخیران سے بچنے کے لئے چاروں چیزوں کا ہونا ضروری ہے
ایمان کامل، اعمال صالح، تو اسی بالحق، تو اسی بالصبر۔ تو اسی بالحق کے پورے مصداق الہستد
ہی ہیں۔ جو تقویٰ کے وجوہ اور جزو ایمان ہوتے کے قابل ہیں اور جزو ایمان ہیں ان کا تو کیا
ہی پوچھنا۔

بیکث متعلّق ذلائل حفایت اہل تشیع

شیعہ حضرات اپنے مذہب کی صفات پر جس قدر دلائل پیش کیا کرتے ہیں ہم پہلے ان کی ایک ایک دلیل پیش کریں گے، بعدہ اس کے جواب دیں گے، اگر مناسب معلوم ہوا تو ان کے دلائل پر اعتراضات بھی کریں گے۔

شیعوں کا پہلا استدلال

وَإِنَّ مِنْ شِيَعَتِهِ لَا يُبَارِهِمْ

ترجمہ بہ پیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے۔ طرز استدلال ہے۔ دیکھئے مذہبیاً حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اگر شیعہ نہ ہوتے تو پورا دنگار عالم شیعہ کا الفاظ ان پر استعمال نہ کرتا۔

جواب۔ لفظ شیعہ بیان گروہ کے معنی سے متعلق ہے مذہب پر شیعہ کا الفاظ قرآن میں کوئی بھی اطلاق نہیں کیا گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو بیان فرمایا ہے وہاں اس قسم کا الفاظ موجود نہیں ہے قرآنی آیت ملاحظہ فرمائیں۔

ما کان ابراہیم یہودیا و نصرانیا و لکن کان حنیفًا مسلمًا
”ترجمہ۔“ نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نصرانی لیکن آپ تھے باطل سے ہٹ کر حق کی طرف مائل مسلمان۔ مذکورہ آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام کا مذہب بیان کیا گیا ہے وہاں لفظ شیعہ مذکور نہیں اور جہاں لفظ شیعہ مذکور ہے وہاں مذہب مزاد نہیں۔

پس صحیح مطلب یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ میں

سے تھے یعنی جس طرح وہ نبی تھے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے بارہ اعتراضات

(۱) اعتراض۔ اگر آپ کا استدلال صحیح سے تو گرا انفر (لغت) یا قرآنی آیات سے ثابت کیجئے کہ یہاں لفظ شیعہ سے مراد مذہب شیعہ ہے اور بس۔

(۲) اعتراض۔ آپ کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مستقل نبی تھے وہ کسی کے تابع نہیں۔ اور شیعہ کا معنی تمہاری اصطلاح میں تابعداری کرنے کے معنے سے متصل ہے پس جو تابعدار ہو وہ مستقل نبی نہیں ہوتا اور جو مستقل نبی ہو وہ متبوع نبی نہیں ہوتا۔

(۳) اعتراض۔ بالغرض اگر تسلیم کر دیا جائے تو آیت سے ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ نوح ہونا ثابت ہوگا اور تمہارا دعویٰ شیعان علیؑ کے مذہب کا اثبات ہے پس جو کچھ ثابت ہوا وہ تمہارا مقصود نہیں اور جو تمہارا مقصود ہے وہ ثابت نہ ہوا، لہذا کوئی اور استدلال پیش کیا جائے۔

(۴) اعتراض۔ اگر شیعہ کے لفاظ سے اس آیت میں شیعہ مذہب مراد ہے تو حسب ذیل آیت کا جواب مطلوب ہے۔

ات الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعَالِسْتَ مِنْهُمْ ۚ

ترجمہ۔ جن لوگوں نے دین کوٹکڑیے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ اے سبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ آن کے گرد میں سے نہیں ہیں، فرمائیے جب حضور کیمؐ آپؐ کے روز میں سے نہ ہوئے تو آپؐ کے مذہب کی کیا حقیقت رہی۔

۵۔ آپؐ اپنی اداوں پر ذرا خور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(اعتراف ع۶) ات فرعون ملا فی الارض وجعل اهلها شیعاً (قرآن)
 ترجمہ:- بلاشبہ فرعون نے زین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنایا تھا
 فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب لیا جائے تو فرعون کے اہل و عیال کے متعلق آپ کا
 کیا خیال ہے۔

(اعتراف ع۷) لَمْ لِتُنْزَعْنَ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ إِيَّاهُمْ أَشَدُ عَلَى التَّحْمِنِ عَتَبًا رَالْقَرْآنِ
 ترجمہ:- اس کے بعد کالیں ہر شیعہ سے جو کہ خدا تعالیٰ کا سبک زیادہ سخت ہے فرمان ہو گا
 فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب شیعہ کیا جائے تو آیت کا جواب کیا یہ لازم ہائے گا
 کہ شیعہ کا لفظ اس انسان پر خدا تعالیٰ نے استعمال کیا ہے جو خدا تعالیٰ کا سبک بڑا ہے فرمان ہو
 (اعتراف ع۸) قُلْ هُو قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فُوْقَكُمْ وَمِنْ تَحْتَ
 ارْجِيلَكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيعَةً۔ (قرآن عیجم)

ترجمہ:- کہہ دیجئے خدا تعالیٰ اس پر توان سہے کہ بھی جو سے عذاب تمہارے اور پرے
 یا تمہارے بیچے سے یا تم کو شیعہ بناؤ کر آپس میں روادے۔
 فرمائیے اگر شیعہ سے مراد شیعہ لیا جائے تو کی پھر ان کے مذہب ہوتے میں شک
 باقی رہ سکتا ہے۔

(اعتراف ع۹) وَلَا تَكُونُو مِنَ الشَّرَكِينَ مِنَ الظَّالِمِينَ فَدَقَعَهُمْ فِي نَهَمٍ وَكَلَّوْ شِيعَةً (قرآن)
 ترجمہ:- نہ بنو مشرکین سے ان لوگوں سے جنہوں نے دین کو بخوبی کر دیا اور
 بن گئے شیعہ بتائیئے ہیاں شیعہ کا اطلاق اچھے لوگوں پر کیا گیا ہے یا کن پر۔

(اعتراف ع۱۰) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ تِبْلِكَ فِي شِيدِمِ الْأَقْلِينَ وَمَا يَأْتِي هُمْ مِنْ
 رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَتَهَزَّوْنَ (قرآن عیجم)

ترجمہ:- اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی ہیں رسول پرے شیعوں میں ان کے
 بارے کو رسول نہیں آیا مگر ان سے استہرا کیا کرتے تھے۔

دیکھئے یہاں شیعوں کو رسول سے استهزاء اور مزاح کرنے والا بتایا گیا ہے تھے
کیا جواب ہے۔

(اعتراف علی) حقائق متن مطبوعہ ملاباقر مجلسی مطبوعہ تہران میں ہے اختصار
مادر برائت آنست کہ بزرگی جو نیدان تھا ہے چہار گانہ یعنی ابو بکرؓ عمرؓ و عثمانؓ و عاصمؓ
وزنان چہار گانہ۔

یعنی عائشہؓ و حفصةؓ و زہرا و ام حکم و از جمیع اشیاء و اسیاں ایشان۔

پس اگر اشیاء کے لفظ کو مذہب پر اطلاق کیا جائے تو بتائیے مذکورہ بالاعبارت
کا کیا جواب ہے۔ جبکہ اشیاء جمع شیعہ کی ہے اور شیعہ کا لفظ ابو بکرؓ اور عاصمؓ کے
تا بعد اروں پر استعمال کیا گیا ہے۔

(اعتراف علی) احتجاج طبری مطبوعہ صحیف اشرت مصنف احمد بن ابی طالب
طبری میں ہے۔

وَانظروا مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ شِيَعَةِ عُثْمَانَ وَمُحَبَّتَهُ.

ترجمہ مذکورہ سے پہلے عثمانؓ کے تابعوں کو اور اس کے محبین کو دیکھو۔
فرمایا ہے اگر لفظ شیعہ سے تمہارا مذہب مراد لیا جائے تو پھر عیارات کا کیا مطلب ہے کہ
(اعتراف علی) فروع کافی کتاب الرسنیج ۳ صفحہ مطبوعہ نول کشور نکھنؤ مصنف محمد بن
یعقوب کلبی میں ہے۔

قَلْتَ وَكَيْفَ النَّدَاء قَالَ يَنْأَى مِنَ الْمُنَادِي مِنَ الْمُنَادِي أَوْلَى النَّعَارِ الْأَنْعَانِ عَلَيَا
وَشِيعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُونَ وَقَالَ يَنْأَى مِنَ الدَّارِ الْأَنْعَانِ عَلَيْهِ عُثْمَانَ

وَشِيعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُونَ۔

ترجمہ میں نے امام سے کہاً عثمان سے کیسی نہادتی ہے آپ نے فرمایاً عثمان سے نہاد
دینے والا نہاد دیتا ہے دن کے پسے جختے میں۔

خبردار تحقیق علی مرتضیٰ اور اس کی پادری کامیاب ہیں اور نداد کرنے والا دن کے آخری حصے میں نداد فتنا ہے۔

خبردار بیشک حضرت عثمانؓ اور اس کی پادری کامیاب ہے۔
ہس اگر شیعہ کا معنی شیعان علی کیا جائے تو بتائیے شیعہ عثمانؓ کا کیا معنی رہے گا۔

اہل تشیع کا حقانیت مذہب شیعہ پر دو مراد لال

هَذَا مِنْ شِيَعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ (قرآن)

ترجمہ:- یہ موسیٰ علیہ السلام کے شیعوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے ۱۷
سو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھی شیعہ تھے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیعہ موسیٰ
علیہ السلام کے وقت کے ہیں۔

جواب:- اسی کے متعلق جسے موسیٰ کا شیعہ کہا گیا ہے اسی کے متعلق آگے چل کر
إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ بے شک ترکھلا مگراہ ہے کہا گیا ہے فرمائیے اب مزاج کیسا ہے۔

اہل تشیع کا تیسری استدلال

حدیث ثریف ہیں ہے أَخْرَى مَعَ عَلِيٍّ معلوم ہوا جب حق علیؑ کے ساتھ ہے
تو اہل تشیع حق پر ہیں جبکہ شیعہ تبعین علیؑ میں سے ہیں۔

جواب:- حق علیؑ کے ساتھ یہ تو مستم ہے لیکن اہل تشیع کا حق پر ہذا اس حدیث سے
مستفاد نہیں ہوتا۔

جواب:- حضرت علیؑ نے خلخال نے تلاش کی سیبت قبول کی انجام طرسی پس حق علیؑ کے
ساتھ ہے۔

حضرت علیؑ تے صدیق اکبر کے صحیح نماز ادا کی ٹرزا العقول ॥ ॥ ॥

حضرت علیؑ نے مخالف ائمہ شیعہ کے ساتھ بینگ نہ کی۔ پس حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

حضرت علیؑ نے ابو جعفر صدیقؑ کو اپنی بجاووج دی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حضرت علیؑ نے فاروقؑ اعظمؑ سے رشتہ لیا اور دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حضرت علیؑ نے حسینؑ کو حضرت عثمانؑ پر حفاظت کے لئے مأمور کیا۔ ۔ ۔ ۔

اہل تشیع کا چور تھا استدلال

یا معلیٰ امتَ وَ شِیْعَتَكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

ترجمہ:- اے علیؑ تو اور تیری پارٹی کا میاب ہے۔

جواب ۱:- مذکورہ بالاسطور میں ہم نے واضح کر دیا ہے کہ جس طرح تبعیعین علیؑ کا میاب ہے اسی طرح تبعیعین عثمانؑ بھی کامیاب ہے اس کا میاب میں اختیاز صحت گیا۔

جواب ۲:- اصول یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے صدیقؑ اکبرؑ سے بیعت ہو کر وفاداری کا اعلان کر دیا تو جو بھی تبعیع علیؑ ہو گاؤں سے تبعیع صدیقؑ بننا پڑے گا جبکہ حضرت علیؑ مخالف ائمہ شیعہ کے اور دینی دینیوی میں شریک کا درد ہتھے بلکہ جو علیؑ کا صرف ایسا تبعیع بننا چاہتا ہے جس اتباع سے یقین ملاش کی جو آئے تو ایسی اتباع کا نام حقیقت میں اتباع نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے اور تقابل فی العمل ہے۔

جواب ۳:- تبعیع کی علامت یہ ہے کہ آقا اس پر راضی ہو مگر اہل تشیع کا یہ حال ہے کہ حضرت علیؑ ان پر سخت ناراضی نظر آتے ہیں پس وہ ان کے آقانہ رہے اور یہ ان کے تبعیع نہ رہے اب ذیل میں ہم اہل تشیع کی کتابوں سے یہ ثابت کریں گے کہ اہل تشیع پر حضرت علیؑ ناراضی تھے اور سخت عرضب ناک تھے۔

حضرت علیؑ کا اپنے شیعی حلقے سے خطاب

دِلْلُ الْغَضْبٌ ایما النّاس افی استنفر تکم لجھا و هؤلاءِ القوم فلم تنفر وَا
اسمعتکم فلم تجیبوا فانصحتکم فلم تقبلوا (احتجاج طبری ص ۹)

ترجمہ:- اے لوگوں نے تم کو جہاد کے لئے تیار کرنا پاہا تم تیار نہ ہوئے میں نے تم کو
(دین) کی بائیں سنائیں پس تم نے جواب نہیں میں نے تم کو صحیح کیں پس تم نے قبول نہ کیا۔
(ف) مذکورہ بالا خطاب بتاتا ہے کہ حضرت علیؑ اپنے زمانہ کے شیعوں سے ناراض تھے
اور اس زمانہ کے شیعہ بھی آپ سے پیزار تھے جب کہ آپ ان کو بلاتے تھے تو وہ ساختہ
زدیتیے تھے ان سے بات کرتے تھے تو جواب نہیتے تھے نیچت کرتے تھے قبول
نہ کرتے تھے۔

حضرت علیؑ کا غضبناک خطبہ

دِلْلُ الْغَضْبٌ مـ اـ تـ لـ اوـ عـ لـ يـ كـ الـ حـ كـ مـ تـ عـ رـ ضـ بـ وـ عـ نـ هـ اـ عـ ظـ كـ مـ بـ الـ وـ عـ ظـ لـ ةـ الـ بـ الـ لـ فـ ةـ فـ نـ فـ رـ قـ وـ نـ هـ اـ کـ مـ حـ مـ رـ مـ سـ تـ نـ فـ رـ تـ فـ رـ مـ فـ رـ مـ قـ وـ نـ وـ تـ وـ (الحالہ احتجاج طبری ص ۱۰)

ترجمہ:- اے لوگوں تم پر دامنی کی بائیں پڑھتا ہوں تو تم الکار کرتے ہو تھیں بھیب انداز
میں دعظت کرتا ہوں تو تم جدا ہو جاتے ہو گویا تم دیے گئے ہو جو کہ شیر سے بھاگتے ہوں۔

جیدر کر ارش کا واضح ترین خطبہ

دِلْلُ الْغَضْبٌ اـ حـ كـ مـ عـ لـ اـ جـ هـ اـ هـ لـ لـ جـ حـ دـ فـ مـ اـ اـ عـ لـ اـ اـ حـ رـ تـ وـ لـ حـ تـ اـ لـ كـ مـ
مـ تـ نـ فـ رـ قـ بـ اـ يـ اـ دـ اـ سـ بـ اـ تـ رـ بـ عـ وـ نـ اـ لـ مـ جـ اـ لـ سـ کـ مـ حـ لـ قـ اـ تـ خـ رـ بـ وـ نـ الـ اـ مـ شـ اـ لـ تـ نـ شـ دـ وـ نـ
الـ اـ شـ عـ اـ رـ تـ جـ سـ تـ سـ وـ نـ الـ اـ خـ بـ اـ کـ اـ رـ (احتجاج طبری ص ۹)

ترجمہ:- اے شیعوں میں تھیں ظالموں سے جہاد پر برآ گھستہ کرنا ہوں جب میں آخر

نک پہنچا ہوں تو تمیں دیکھتا ہوں کہ جہا ہو جاتے ہو اپنی مجالس میں جا کر حلقتے ہاندھ کر
شایدیں مارتے اشعار پڑھتے میرے حالات کی جاسوسی کرتے ہو۔
(ف) بتائیئے جو لوگ حضرت علیؓ سے بُرا سلوک کریں حضرت علیؓ کے متعلق حلقات بنائے
باکر مثال بازی کریں آپ کی خبروں کی جاسوسیاں کر کے دشمنوں کو خبر دیں کیا انہیں حضرت
علیؓ کے گروہ کا فرد قرار دیا جا سکتا ہے۔

شیعائی علیؓ کا حضرت علیؓ کے متعلق عقیدہ

نقولون ان علیتاً يكذب كما قال قريش لنبيها و لا يحتاج لمبرى ص ۹۳۴
ترجمہ۔ زادے شیعوں تم کہتے ہو کہ علیؓ جھوٹ بولتا ہے جس طرح قریشی اپنے بنی کو
جھوٹا کہتے تھے۔

(ف) حقیقت اور یہ ہے کہ اس عبارت نے شیعوں کا بھائنا پھوٹ دیا ہے اگر
اس زمانہ کے شیعوں کے ایسے کروتے نہ ہوتے تو حضرت علیؓ ان کے ذمے اس قسم کے
النامات عائد نہ کرتے اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ یہ حضرت علیؓ کے معتقد ہیں یا دشمن۔

اہل تشیع کے حق میں حضرت علیؓ کی دعا

دِلِيلُ الغضب عَلَى الظَّالِمِينَ فَيَا أَيُّلَّمْ فَعَلَى مِنْ أَكْذَابِ عَلَى اللَّهِ إِمَامُ عَلِيٍّ وَلِعَلِيٍّ رَاجِحٌ مُبَرِّى ص ۹۵
ترجمہ۔ خدا تمیں تباہ کرے بھلامیں کسی پر کذب بیانی کر سکتا ہوں خدا پر یا اس کے رسول اللہ کے
فہ ناظرین خود سوچ لیں کہ حضرت علیؓ کے یہ الفاظ آپ کے منسے کتنا درود انگیز
لیجئے میں نیک رہے ہیں۔

حضرات اہل شیع کی اندر و فی کیفیت جید رکارڈ کی زبان سے اور حل فیہیں

دِلِلُ الْغَضَبِ عَلَيْهِ وَايَتُهُ الشَّاهِدَةُ ابْدَانُهُمُ النَّائِسَةُ عَنْهُمْ عَقُولُهُمْ
الْمُخْتَلِفَةُ احْوَانُهُمْ

ترجمہ:- خدا کی قسم اسے وہ گروہ جن کے بدن صافر ہیں عقیدیں غائب ہیں اور خیالات مختلف ہیں۔
(ف) شیعی گروہ کے حق میں حیدر کار کا بیان ان کی باطنی کیفیت اور اصلی حقیقت کی
وضاحت کے لئے بہترین ثبوت ہے۔

غصے میں ڈوبی ہوئی دعا حیدر کار کی زبان سے

دِلِلُ الْغَضَبِ عَلَيْهِ وَايَتُهُ نَصْرٌ مِنْ دُعَائِكُمْ وَلَا اسْتِرْأَى حُمْدًا
تَأْسِيَةً كُمْ وَلَا قُرْبَةً عَيْنَ مِنْ ادَالَكُمْ (احتجاج طبری ص ۴۷)

ترجمہ:- خدا اسے غالب نہ کرے جو تمہیں مدد کے لئے بلاشے اور خدا اس کا دل خوش نہ
کرے جو تمہیں غنوارتا شے اور خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے جو تمہیں جائے پناہ دے۔
(ف) مطلب واضح ہے عیاں راچ بیان، فیصلہ ناظرین پر ہے کہ اب اہل شیع کو حضرت
علیؑ کا محبت سمجھیں یا نہ۔

حضرت علیؑ کا پائیکاٹ

دِلِلُ الْغَضَبِ عَلَيْهِ اصْبَعْتُ لَا اطْعَمُ فِي نَصْرِكُمْ وَلَا اصْدَقُ قَوْلَكُمْ فَرَقْلَهُ بَنِي
وَبَنِيْكُمْ وَعَاقِبَنِيْ رَبِّكُمْ مِنْ هُونَيْرِ لِمَنْ كَمْ دَعَا قَبْكُمْ مِنْ هُوشْتَرَ لَكُمْ مَقْتِي (احتجاج طبری ص ۹۳)

ترجمہ:- میں نے صحیح کے اس فیصلے میں رکآج کے بعد) نقول میں تمہاری مدد کے متعلق
طبع رکھوں گا اور نہ تمہاری کسی بات کو سچا بات نہ کا، خدا تعالیٰ تمہارے اور میرے

دریان بھائی ڈال دے اور تمہارے بدلتے میں خدا مجھے ایسا گروہ نہیں جو نیزے
لئے تم سے بہتر ہوا اور خدا میرے بدلتے تمہیں ایسا امیر دیدے جو تمہارے لئے بُرا ہو۔
(ف) آپ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت علیؑ دل سے شیعوں کے ساتھ
کس قدر محبت پیار رکھتے تھے سچ تو یہ ہے کہ ان کے اس وقت کے کرتوں نے جید
کرائے کو اتنا نگ کر دیا تھا کہ ان کو ذرہ برابر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔
فرمائیے اب شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے پیارے گروہ کے فرد رہے یا نہ۔

شیرازی کی زکاہ میں شیعی فرقے کی پوزیشن

دلیل الغضب ۹۴۔ وَاللَّهُ لَوْدَدَتْ أَنْ مَعَاوِيَةَ صَارَ فَنِيَ بِكُمْ صِرْفَ الدِّينَارَ
بِالدِّرْهَمِ تَأْخُذُهُ مِنْ عَشْرِهِ مِنْكُمْ وَاعْطَانِي رِحْلًا مِنْهُمْ۔
ریحوالہ احتجاج طبری ص ۹۷ و نهج البلاغہ ج ۱ ص ۱۹ مطبوعہ الاستنادہ مصریہ
ترجمہ: خدا کی قسم میں پستند کرتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے دس درہم سے اور ایک درہم
دے یعنی میرے بے فاسا پاہی مجھ سے دس لے اور اس کے بدلتے میں ایک جو انہوں
ونا دار دے دے۔

(ف) جن کی فطرت ہی ہے وناٹی پر مشتمل ہو جعلاناں سے آمید رفا کیسی۔
تعریض: اگر ونا دار ہوتے تو سیدنا حسینؑ کو شہید نہ کرتے۔

اہل تشیع سے حضرت علیؑ کا تاچکے تھے

دلیل الغضب ۹۵۔ وَاللَّهُ لَوْدَدَتْ أَنْ لَمْ اعْرَفْ كُمْ وَلَمْ تَعْرُفْ لِاِجْمَاعِ طَبَرِيِّ مَكَّةَ
ترجمہ: خدا کی قسم مجھے یہ بات بے حد پستند ہے کہ نہیں تمہیں پچانوں اور نہ تم مجھے پہچانو۔
ف: بات بھی بالکل صاف ہے کہ جب محبت کا صرف لیادہ ہے حقیقت پکے

بھی نہیں تو تعلقات کے بقا کا کیا فائدہ۔

اہل شیع کے اسلاف کا پاکیزہ کیر کر حضرت علیؑ کی زبان سے

دِلِيلُ الغضب عَلَى رَهْبَانِيَّةِ الظَّاهِرِ فِيمَا الفِرَاغُشُ وَالْمُنْكَرُاتُ تَمْسِيكُوكُو وَتَصْبِحُوكُومُ
كما فعل باهل المثلثات من قبلکم (احتجاج طبرسی ص ۹۵)

ترجمہ: تم میں بے جیائی اور غیر شرعی اور ظاہر ہو چکے ہیں جو تمہیں صبح و شام و ریاب باد
کریں گے، جیسا کہ تم سے پہلے تمہارے مثل لوگوں سے کیا گیا۔

در بار خداوندی میں حیدر کراچی عاجزانہ دعا

اور شیعی حقیقت کا اکٹھاف

دِلِيلُ الغضب عَلَى رَهْبَانِيَّةِ الظَّاهِرِ فِيمَا الفِرَاغُشُ وَالْمُنْكَرُاتُ تَمْسِيكُوكُو وَتَصْبِحُوكُومُ
اللَّهُمَّ لَا ترْضِعْنَاهُمْ أَبَدًا لَا ترْضِعْنَاهُمْ عَنْ أَمِيرِ وَأَمْتَ قَلْوبِهِمْ كَيْمَاتُ الْمُلْمَ
فِي الْمَاءِ۔ (احتجاج طبرسی ص ۹۵)

ترجمہ: اے اللہ بلاشبہ میں ان پر ناراضی ہوں انہوں نے مجھے ناراضی کیا ہے
میں ان پر رنج ہوں انہوں نے مجھے رنج کیا ہے اے اللہ بیرا ان پر راضی نہ ہوتا
ہمیشہ خواہ امیر ہو یا غریب اے اللہ ان کے دلوں کو ایسا ارادے جس طرح نکل پانی
میں حل ہو جاتا ہے۔

(ف) اب بھی اگر اہل شیع ہی رٹ لگاتے رہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے گردہ کے ہیں
تو بقیتاً ان کی ہست دھمی ہے ورنہ حضرت علیؑ نے سئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔
جواب ع ۳۰۔ اہل شیع کا اپنے کوشیعہ کہتا ان کی کتابوں سے ثابت نہیں ہے بلکہ

امام حضر صادق نے ان کو رافضی کے نام سے ملقب کیا ہے۔

اہل تشیع کا اصل نام

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضة قال قلت نعم قال ما یہ ماماہ موسیٰ کم
بل ایہ مسماکم۔ ریاضۃ کافی ج ۳ ص ۱۵ سطیں
کیا اہل تشیع کا نام رافضی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا اہل خدا کی قسم تمہارا یہ نام خدا نے
رکھا ہے۔

پس اگر تہمت ہے تو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کرو۔

یعنی جسے اہل تشیع حضرات نے قرآن سے ثابت کیا امام عالی مقام کی زبان سے
وہ اس کا نام نہیں اور جو ان کا نام ہے وہ قرآن سے ثابت نہیں پس شیعہ سے
مشتق ہے میں سے متعدد لالات سب کے سب ہمہ منتشر احوال کئے جیسا کہ۔

پہلا مکار اور اس کا جواب

مکر یہ کیا جاتا ہے کہ جن شیعیان علیہ الکاذب کیا گیا ہے ہم ان سے برأت کا اخبار کرتے
ہیں کیونکہ وہ تنازعات میں الجھ کر دغا باز ہیں پچھے تھے البتہ ہماری نسبت اُن شیعیوں
سے کی جا سکتی ہے جو امام عالی مقام سیدنا حسن مجتبی کے عہد مقدس ہیں تھے۔

جواب ملے۔ اس مکار کا لعلی ہونا تقریر مکر سے ہی ثابت ہو رہا ہے جس کے جواب
دنیے کی چند اس ضرورت نہیں کیونکہ جب ابوالائد (علیہ السلام) کے چند میں ان کی بے وفا قی
طنثت از بام ہو چکی ہے تو ان کے بیٹے سے محبت اور پھر اس کا دار و مدار ایک بے اصل
سی بات ہے۔

جواب ۲ امام حسن کا اظہار تاسف

عبارت علیٰ۔ جلاء العيون ص ۲۵۱ مطبوعہ تہران مصنفہ ملا باقر مجلسی میں حضرت امام حسنؑ اپنے مجتین کو مجا طبہ ہو کر فرماتے ہیں۔

چنانچہ وفاکر دید برائے کسیکہ از من بیہر بود چہ گورہ اعتماد کنم بر گفتہ اے شہاد حال
آنکہ با پدر من پھر کردید پس از متبر فرد امد سوار شد و متوجہ شکر گاہ مگر دید بچوں بار سید
اکثر آنہا کا اظہار اطاعت کردہ بود تند و فاتح کر دند حاضرہ شدند پس خطبہ خواند فرمودہ
مرا فریب دادید چنانچہ امام پیش از مرافق فریب دادید۔

ترجمہ۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا جب تم نے اس سے دفاتر ہمیں کی جو مجھ سے بیہر
خطاب ہیں تم پر کیسے اعتماد کر دیں اور تمہاری یاتین کس طرح تسلیم کر دیں حالانکہ میرے
باپ حضرت علیؑ سے تم کیا کر چکے ہو۔

پس آپ متبر سے نیچے تشریف لائے اور سوار ہو کر شکر گاہ کی طرف چلے گئے جب
چنانچہ جن لوگوں نے فرمانبرداری کا علاوہ کیا ہوا قابلے و فاشابت ہوئے اور حاضرہ ہوئے
پس آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم نے مجھے اسی طرح فریب دیا ہے جس طرح کہتے
پسے امام را آجائیں کو فریب دیا تھا۔

طرزاً تند لال ہے عبارت اور اس کا ترجیح دوبارہ سرشارہ پڑھئے اور رخوذ نسبتہ نکالیئے۔

انکشافِ حقیقت

عبارت علیٰ۔ جلاء العيون ص ۴۵۷ مطبوعہ تہران میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں
”بس اباظ مدائش تشریف ہر دن آنجا خواست کہ اصحاب خود را امتحان کند کفر و نفاق و
بے وفائی آں منافقان را بر عالمیان ظاہر گرداند۔“

ترجمہ:- جب حضرت امام حسنؑ مدان تشریف سے گئے ہیں آپ نے چاہا کہ اپنے مجیتین اور دوستوں کا امتحان سے ٹوں ان کے کفر و نفاق اور ان کی بے وفا بیوں پر جہاں کو مطلع کر دوں۔

طریق استدلال میں امام حسنؑ کے نزدیک اختقادی اور مسلکی حیثیت سے اُس کا جو مقام تھا اُسے قطعاً بھویلے۔

عبارت ہے۔ چوں آں منافقان ایں سخنان را از حضرت شیعہ نہ باکید گیر نظر کرند گفتند از سخنان او معلوم می شود کہے خواہد باما عاویہ صلح کند خلافت با او و اگذار فہیں ہمہ رہنماؤں کو معلوم کیا کافر شد۔ شیخ حضرت ریختند و اباب حضرت راغب کردند حجتی مصلح حضرت را از زیر پایش را کشیدند و رواشے مبارکش را از دو شش سبوند

(جلاد العیون ص ۲۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- جب اُن منافقوں نے حضرت امام حسنؑ سے یہ مطالبہ کیا تو لگے ایک درس کی طرف دیکھنے، آپس میں کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؑ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کا خواہشمند ہے اور خلافت اس کے پرداز کرنے والا ہے پس سب کے سب کھڑے ہو گئے اور کھنگے اپنے باپ کی طرح یہ بھی کافر ہو گیا، امام حسنؑ کے خیے کو چاڑھا دالا سامان لوث یا حجتی کر پاؤں کے نیچے سے مصلیٰ کی پیغام یا اور اپکے دو شش مبارک سے چادرہ کھینچ لی۔ طریق استدلال ہے واضح ہے عیاں را چہریاں۔ استدلال کا ماحصل ہم ناظرین کی فہم و فراست پر محدود ہے۔

مجھیتین کی دو نگی چال

عبارت ہے۔ پس بیت ہزار کس از اہل عراق بنا امام حسنؑ بیعت کر دند و آنہا کہ بنا و بیعت کردہ بوزد شمشیر پر درسے اور کشیدند (جلاد العیون ص ۲۵۳)

ترجمہ یہ پس بیس ہزار شخص عراق والوں نے امام حسنؑ سے بیعت کی اور انہوں نے
بیعت کی ہوئی تھی انہوں نے تلوار آپ کے مند پر کھینچی۔

دوسرامکرا دراس کا جواب

بعض اہل تشیع آن شیعوں سے بہارت کا اظہار کرتے ہیں جو کہ امام حسنؑ کے عہد میں
تھے البتہ عہد سیدنا حسینؑ کے شیعوں سے اپنی نسبت قائم کن باعث فخر سمجھتے ہیں، سو
اس کے جواب میں شیعی کتب سے عبارتیں درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

سیدنا حسینؑ کا پہلا والا نامہ

عبارت ماء۔ جلاء العیون ص ۳۵۶ میں وہ خط نقل کیا گیا ہے جو کہ مجتہدین کی طرف سے
حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف پہنچا گیا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ التَّحْمِينِ التَّرْدِيْجُهُ

ایں نامہ ایست بسوئے حسینؑ ابن علیؑ از جات سیمان ابن صردخزادی و میریب ابن
نبیحہ و فارع ابن شداد و ابن منظاہر و سار شیعیان اور از مؤمناں و مسلمانان کو قدر سلام
چُدا بر تو باد۔

ترجمہ۔ سیمان ابن صردخزادی مسیب ابن نجیب اور رفاق ابن شداد ابن منظاہر اور باقی
شیعیان کرام کی طرف سے یہ خط سیدنا حسینؑ بن علیؑ کی طرف پہنچا جا رہا ہے وہ شیعہ اہل کوفہ
کے مومنوں اور مسلمانوں میں سے ہیں اللہ کی سلامتی آپ پر وائم و فائم ہو۔

طریق استدلال ہے اس عبارت سے سرف اس تقدیثات ہو گا کہ جن حضرات نے
سیدنا حسینؑ کو دعوت نامے ارسال کئے تھے وہ اہل تشیع تھے۔

ایک اہم اجتماع

عبارت ۲۔ جلاء العیون ص ۲۵۶ مطبوعہ تہران میں ہے، شیعیان کو قہ در خانہ سیمان این صرخہ اسی جمع شدند۔

حمد و شناخت تعالیٰ ادا کر دند و در باب فوت معاویہ و بیعت ریز یہ سخن گفتند سیمان گفت پھر معاویہ ہم تھم داخل شد و حضرت امام حسینؑ از بیعت امناع نموده و بجانب کم مغلظہ رفتہ است شما شیعیان اور پدر بزرگوارید۔

ترجمہ:- شیعیان کو قہ سیمان بن صرخہ اسی کے گھر میں جمع ہوئے اند تعالیٰ کی حمد و شناخت کرنے کے بعد انہوں نے امیر معاویہ کے مرتبے اور ریزید کے تخت سلطنت پر پہنچنے کے متعلق گفتگو شروع کی تو سیمان نے کہا امیر معاویہ مر جپا ہے اور امام حسینؑ بیعت یعنی سے انکاری ہے اور وہ کم مغلظہ کو چلا گیا ہے تم ان کے والد بزرگوار کے شیعہ ہو۔ طرز استند لال ۲۔ اس عبارت سے مزید بیان یہ بھی ثابت ہوا کہ سیمان اور اس کے گھر میں مشورے کے لئے جمع ہونے والے شیعہ تھے اور ان کی اپنی زبانی اقرار بھی موجود ہے اور یاد رہے کہ وہ کوفہ ہی کے رہنے والے تھے۔

ایک سوچاں خط

حارت ۳۔ پازاہل کو قہ بعد از دور و فنا ارسال آں تا صد ان قیس بن عبد اللہ بن شداد و عمار بن عبد اللہ را فرستادند یا صد و سیجاہ نامہ علماء اہل کو قہ نوشتہ بودند۔
جلاء العیون ص ۲۵۶

ترجمہ:- بعدہ دونوں کے بعد قیس بن عبد اللہ اور عمار کو ایک سوچاں خطوط علماء اہل کوفہ کے لئے ہوئے دے کر روانہ کیا۔

طرز استدلال :- مذکورہ مقصد کے علاوہ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطوط
کے پیچنے والے اور بلا نے والے کوفہ کے بڑے بڑے شیعہ ہی تھے۔

عبارت مگر:- تا آنحضرت دریک روز شش صد نامہ ازال غداران بآں حضرت رسید
چون مبالغہ ایشان از حدگزشت رسولان بسیار زندیک آنحضرت جمع شدند دو از ده
ہزار انہ نامہ بآں جانب رسید حضرت در جواب نامہ ایشان نوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم
بسوئے گروہ مومنان و مسلمانان شیعیان۔ (جلاء العیون ص ۳۵۵)

ترجمہ:- ایک دن میں ان غداروں کی طرف سے چھو سو خطوط امام حسینؑ کو لے جب ان
کا اصرار حد سے زیادہ ہوا اور بے انتہا فاصل حضرت حسینؑ کے پاس جمع ہو گئے اور ہزار
خطوط کو فہم کی طرف سے آں جانب کو موصول ہوئے حتیٰ کہ آخری خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم یحییؑ ابن علیؑ کی طرف سے مومنوں، مسلمانوں شیعیوں کی طرف
میرا خطا ہے۔

طرز استدلال :- کوفے کے شیعوں نے سیدنا حسینؑ کی طرف خط لکھے اور آپ
آمادہ سفر ہوئے۔

واضح لوٹ

ان کے لکھنے کے مطابق سیدنا حسینؑ نے امام مسلم کو فہم بھج دیا اور امام مسلم وہاں
پہنچ گئے اب وہاں کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔

خلاصہ کر رونا

عبارت مگر:- مردم کو فراستماع قدم مسلم اپنے اس در بسیار نمودند بحمد اللہ اور
آمداد نامہ امام حسینؑ را بر ایشان می خواندا ان استماع آن نامہ گریاں گردیدند بیعت می کر فتنہ آنکہ
بر دست مسلم بیع دو ہزار نفر از اہل کوفہ بشرفت بیت۔ آں حضرت سرفراز شدند۔

(جلاء العیون ص ۳۵۸)

ترجمہ:- جب حضرت مسلم کو ذیں تشریف لائے تو گوں نے خوشی منانی اور خدمت عالیہ میں ماضی ہوئے سیدنا مسلم نے حضرت حسین کا خط پڑھ کر سنایا تو سب کے سب روپ پرے جی کہ ۸۰۰ اہل ارشاد میں ایسا اشخاص اہمیان کو فتنے بیعت کی۔ طرز استدلال:- ہبھولانے والے وہی بیعت کرنے والے، وہی خط کو من کر رہے

ہے ابتدائی عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا!

عبارت علی:- جلاء العيون ص ۳۶۱ میں ہے کہ چھیں ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ درخانہ سالم بن میتب مسلم بن عقیل نزول قرمود و ازرو ہزار کس با او بیعت کر دند چوں ابن زیاد و اقل شد در میان شب بخاذ ہاتی ابن عودہ انتقال نسود دانہ پہاں از مردم بیعت جی گرفت تا انکہ بیعت پنجاہ ہزار نفر بار بیعت کر دند۔

ترجمہ:- مسلم بن عقیل نے سالم بن میتب کے گھر میں نزول فرمایا بارہ ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کی جب ابن زیاد کو قے میں آیا تو وسط شب میں مسلم بن حسیل ہاتی بن عودہ کے گھر پہنچئے اور چھیں ہزار افراد نے آپ کے ساتھ بیعت کی۔

طرز استدلال:- پہنچتے تو اس قدر ثابت کیا تھا کہ خطوط اسن کروتے تھے اب اس عبارت سے یہ ثابت ہٹا کر انہوں نے آپ سے بے حد محبت کا اعلان کیا جی کہ چھیں ہزار نے بیعت کر لی۔

امام مسلم کا محاصرہ

عبارت علی:- عبد اللہ بن حازم روایت کردہ است من در مجلس ابن زیاد بودم کہ ہاتی سا مجرم گردانید و امر کرد بجس اور چوں آں حالت مشابہ کرد میں نزد مسلم آمد و قضیہ را با و نقل کردم چوں اصحاب مسلم درخانہ ہاتی جمع شدہ بودند مسلم مر امر کرد کہ ندا کنم در میان

ایشان کہ بیرون آیند منادیاں رافع مودکہ ندا کر دندیا منصور امانت چوں بے دنایاں اہل کوفہ
ندا مسلم راشنید ندر بے درخائے باقی جمع شدند مسلم بیرون آمد و براۓ ہر قبیلہ علم ترتیب
داو دراند ک وقتے مسجد و بازار پر شد اصحاب او دکار بر ابن زیاذ تنگ شدہ وزیادہ ۱۰

پنجاہ نفر دردار الامارتہ او بیاد نبوذند۔ (جلد العيون ص ۳۴۳)

ترجمہ:- عجم الدین سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے ہاں تھا کہ ابن زیاد
نے ہاتھ بن عودہ کو (جس کے گھر تین امام مسلم تھے) مجرم کر دیا اور حکم دیا کہ جاکر اسے قید کر دو
یہی نے جب اس حالت کا مشاہدہ کیا تو میں نے امام مسلم کو اگر تادیا جب مسلم کے صحابہ باقی
بن عودہ کے گھر جمع ہوئے تو امام مسلم نے مجھے فرمایا کہ جاکر ان کو اعلان کر دوسو میں نے اعلان
کر دیا جب بے دنایوں نے پیغام سننا تو ہالی بن عودہ کے دروازے پر سب کے سب
جمع ہو گئے حضرت مسلم پاہر تشریف لائے تو ہر قبیلے کا علم ترتیب دیا تھوڑے وقت میں
مسجد اور بازار پر ہو گئی اور ابن زیاد کے پاس پچاس آدمیوں کے بغیر کوئی باقی نہ رہا۔
طرزاں تدریں لالیں۔ اس سے پتہ چلا کہ ابن زیاد کے پاس اپنی فوج اتنا تھیں تھیں۔

بیعت کرنے والوں میں مسلم کے پاس ایک بھی نہ رہا

عیارت عہد مرم از استماع ایں سخن متفرق ہی شدندتا انکہ چوں شام شدند زیادہ از
نکی نفر پا مسلم نماندہ بودند چوں مسلم ایں حالت رامثا پرہ کرد و خدر و مکراہل کوفہ مطلع گردید
داخل مسجد شد و نماز شام ادا کر دچوں از نماز فنا سخ شد ده نفر پا اور نماندہ بودند خواست کہ از
مسجد بیرون رو ڈچوں از درکنده بیرون رفت با اور نماندہ بود۔

ترجمہ:- ابن زیاد کے درانے کے بعد لوگ امام مسلم سے جہذا ہو گئے تھی کہ جب شام ہوئی
تو تباہی سے زیادہ نہ رہے جب شام کی نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو دس باقی نجھ گئے اور
جب دروازے سے باہر آئے تو کوئی بھی سانحہ نہ رہا۔

کوفیوں کی بے وفاگی

عبارت ۹:- وعیت سوم آنکہ حضرت امام حسینؑ کو کوفیان بے وفا کی گردند و پیر عمر تو باری نزک و ندبر و عددہ ہائے ایشان اعتماد مکن (جبلاء العيون ص ۳۶۴)

ترجمہ:- امام مسلم نے تیسری وصیت یہ کی کہ امام حسینؑ سے کہا کہ کوفیوں نے میرے ساتھ بے وفاگی کی ہے اور تیرے پچھے کے فرزند کی اور ادھمیں کی لہذا تمہیں چاہئیے کہ ان کے وحدوں پر اعتماد نہ کرنا۔

طریقہ استدلال:- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مسلم کے نزدیک بھی شیعہ صالحین غیر متفق علیہ تھے جن طرح حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کے نزدیک تاقابل اعتماد تھے۔

قلب و شمشیر پر تخالف

عبارت ۱۰:- زرارہ بن صالح گفت بخدمت امام حسین علیہ السلام سر و زبل از توجہ آنحضرت بجانب عراق دعاض کردم کہ مردم کو قدر ایشان باست و خمشیر ہائے بلندی (امید جبلاء العيون ص ۳۶۹)

ترجمہ:- زرارہ بن صالح کہتے ہیں کہ میں سیدنا حسینؑ کے پاس عراق کی طرف عزم کرتے سے پہلے پہچا تو میں نے عرض کی کہ آنحضرت کوفیوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنوائیں کے ساتھ ہیں۔

طریقہ استدلال:- زرارہ کا بیان بتاتا ہے کہ کوفیوں کے ارادے بدلتے ہوتے اور ان کی تلواریں امام حسینؑ کے خون کی پیاسی ہو چکی تھیں۔

(ف) ناظرین کرام خود بخود اندازہ لگایں کہ حضرت علیؑ سے لے کر امام حسینؑ تک ان شیعیان کرام کا کیا طرز عمل رہا۔

حضرت محمد بن الحنفیہ کا اظہار خیال

عبارت ع ۱۰۔ بستہ معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اندر رشیب کے سید الشہداء حازم گردید در صحیح آن روز متوجه گردید محمد حنفیہ نجروت آن حضرت آمد و گفت اسے برادر تو دلنشتی عذر و مکاریں کو فرانسیت پیدا و برادر خود ہی تر سکم کہ با تو نیز چنیں کنتند۔ (جلد المیعون ۳۴۹)

ترجمہ:- امام جعفر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے جب کوئی جس کو قت کا راد کیا اور صحیح کو متوجہ کوئی ہوئے تو محمد بن حنفیہ امام حسینؑ کے بھائی حضور کی خدمت میں تشریف لائے اور عمن کی اسے میرے بھائی تو اہل کوفہ کی ان دھوکہ بازیوں اور کروں سے آزاد فیہ ہے جو کہ انہوں نے حضرت علیؑ اور حضرت سیدنا حسنؑ کے ساتھ کی تھیں مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ اپ کے ساتھ بھی وہ وظیرہ اختیار نہ کریں۔

میدان جہاد میں حسینی خط طبیہ جلد المیعون ۳۵۰

عبارت ع ۱۱۔ ایہا انس من نیا مدم بسوئے شما مگر بعد ازاں کہنا ہائے و متواں پیکیا شما پیا پے بن رسیدہ نو شتہ بودید کہ البتہ بیا بسوئے ماک امام پیشوائے نداریم۔

ترجمہ:- اسے لوگوں میں تمہارے پاس تب آیا ہوں جبکہ تمہارے خطوط و قاصدیے بعد دیگرے میرے پاس پہنچے کہ آپ ضرور تشریف لا یتے کہ آجکل بیمار امام کوئی نہیں ہے۔

سیدنا حسینؑ کی بد دعا اور محییں کے عجیب القاب

عبارت ع ۱۲۔ چوں امام حسینؑ یے باکی دیسے سیاٹی ایشان رامشادہ نو دا زر و مے رضا و تسلیم دست نیاز بدرگاہ خداوند علیم پرداشت و دعا تھواند۔ (جلد المیعون حصہ ۳۵۱)

ترجمہ:- جب سیدنا حسینؑ نے بلا نے والوں کی بے باکی اور بے حیاتی کو ملاحظہ فرمایا

از روئے رضاوی سیم نیات کے ہاتھ خداوند ملیم کی درگاہ میں اٹھائے اور دعا فرمائی۔
(ف) بخلاف ابتدی ہے تو ہی وہ تھے کون جن کو ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کیا جا رہا ہے
بتائیں تو پڑھ پلے۔

سیدنا حسینؑ کا ایک واضح ترین بیان اور ثمر فام کے امت سے خطاب

عبارت ۱۴:- لعنت باد بر شمار بر ارادت شما سے بے وفا یاں جفا کار خدار ما را در
ہنگام اضطرار با مدد ویاری خود طلبیدید چوں اجابت شما کردیم و بر لئے پرایت و نصرت شما
آدمیم شمشیر کیسے بر روئے ماکشیدید و دشمناں خود را بر ما یاری کر دیدا سے قوله بے نسب
با قتل اہل بیت رسالت کر دیدا ز مثل مگس بر سرے خوان جمع شدید مانند پروازگان
بے باکانہ خود را بر آتش ز دیدیم صحیح باور دہائے شما سے مگر اہن امت ترک کنندگان کتب
متفرغان احزاب پیر و لان شیطان و ترک کنندگان خیزان امام کشیدندگان اولاد پیغمبر ان در
ہلاک کنندگان مومنان یاری کنندگان ظالمان وای بر شمار۔

ترجمہ:- لعنت ہوتم پا اور تمہارے عقائد پر اے بے دقاوی ظالمو مجھے پریشانی کے وقت
تم نے بلا یا اور تم نے مجھ سے مدد طلب کی، جب میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہاری
ہدایت اور امداد کے لئے آگیا تو تم نے کہنے کی تلوار بھارے مسٹر پر چلا دی اور تم نے
ہمارے دشمنوں کی امداد اثر ورع کر دی تم نے اہل بیت کے قتل پر کمر پاندھی اور بدغیتو
کے دست خوان پر کھیلوں کی طرح جمع ہو گئے اور بے باک پروانوں کی طرح اپنے وجود کو تم
نے آگ میں دھکیل دیا اندھا تھا ری شکلیں بدل دے اے امت کے مگرا ہو کتاب اللہ کو

چھوٹ نے والو شیطان کے پیروکار درسول نکرم کو چھوٹ نے والو یعنی برول کی اولاد کو قتل کرنے والو اہل بیت کی اولاد اور مجین کو بلاک کرنے والو، بغیر باپ کے حرام یہ مسلمنوں کو تکلیف دیشے والو، ظالموں کی اعادیں کرنے والو خدا تمہیں تباہ و بر باد کرے۔
 (ف) آمین ثم آمین!

خلاصۃ المبحث

ان تمام عیاراتوں سے آپ نے معلوم کر دیا کہ ان حضرات کا یہ کہنا کہ ہم ان کے مجین ہیں سے ہیں، یہ تو یہ جھوٹ اور دھوکہ را ری ہے بحمد اللہ ان حضرات کی پسی محبت و اتباع اہلسنت و انجامات کے دلوں میں مركوز ہے اور بس۔

بحث متعلق فضیلیت صدیق و فاروق

اہلسنت کے مسلک میں خدا تعالیٰ کی تمام خلائق میں سے زیادہ رتبہ انسان کا ہے اور تمام انسانوں میں سے مسلمانوں کا اور عام مسلمانوں میں سے اولیاء اللہ کا اور صحیح اولیاء کرام کے صحابہ کرام کا اور تمام صحابہ میں سے خلفاء اول بعده کا اور خلفاء اول بعده میں سے صدیق اکبرہ اور فاروق اعظم کا اور ان دونوں میں سے سیدنا صدیق اکبر کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدحیل میں دلائل درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

إِنَّ أَكْرَمَهُمْ مَنْعِنَدَ اللَّهَ أَنْتَمْ

استدلال علی ترجیہ بلاشبہ تمب میں سے معزز خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محتی طرز استدلال ہے۔ مذکورہ بالآیت میں الحق کو افضل المسلمين اور اکرم المؤمنین بتایا گیا۔

ہے ویسے ہم نہ صحابہ کرامؐ کے منقی ہونے کے منکر ہیں اور نہ اہل بیت کے، فرق صرف اتنا ہے کہ نص قرآن سے بغیر ابو بکر صدیقؓ کے کسی کا تلقی ہونا ثابت نہیں ہے فریقین کی کتابیں اور مفسرین گواہ ہیں کہ جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ اور عامرین فہریہ وغیرہ کو خرید کر آزاد کیا تو آیت نازل ہوئی۔ **وَسَيَجْعَلُنَّهَا أَلَّاقَ الَّذِي لَوْقَتِ مَالَكَ يَأْتِكُمْ** جہنم سے بعید کر لیا جائے گا وہ اتفاقی اجس نے اپنے ماں کو تزکیہ و تطہیر کے پیش نظر خرج کیا ہے۔

امانت کی تفہیروں میں سے تفسیر ابو سعوہ، روح المعانی، تفسیر کپری، بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، مدارک کی عیاراتیں شاہد ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
یکن اہل تشیع کی مجرم تفہیر مجمع البیان مصنفہ علامہ جلسی میں بھی ہے۔
إِنَّ الْآيَةَ نَزَّلَتْ فِي أَبْنَى بَكْرَ لَهُنَّ أَشْتَرَى مَمَّا لَيْكَ الَّذِينَ اسْلَمُوا مَثُلَّ بَلَالَ وَعَامِرِينَ فَهُمْ بِهِ وَغَيْرِهِمَا وَاعْتَقُهُمْ۔

ترجمہ۔ بلاشبہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اپنے ان غلاموں کو جو اسلام لائے ہیں جیسے بلالؓ اور عامرین فہریہ وغیرہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔
پس ان دونوں آئیوں کو ملانے کے بعد یقیناً یہ تیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا ابو بکر صدیقؓ اتفاقی ہونے کی چیزیت سے تمام صحابہ کرامؐ اور حملہ مسلمین میں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

إِسْتَدْلَالٌ عَلَىٰ كُلِّنِّمْ خَيْرٌ أَمْتَهُ نُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (۳۷ سورۃ آل عمران)
ترجمہ۔ اسے صحابہ کرامؐ تمہریں اُمت اور یگانہ نہ روزگار ہو۔

طریق استدلال ہے یقیناً اس آیت میں اولًا بالذات مخاطب صحابہ کرامؐ ہیں اور دوسری خدائ تعالیٰ کے نزدیک خیر و بُرکت کے نفع اور فضیلت و افضليت سے متصف ہیں جب صدیق اکبرؓ بالقین مومنین میں سے صفت اول میں ہیں تو خیر و بُرکت کی چیزیت سے

سے بھی سب سے افضل طہریں گے اور ناظم ہر بے کو ہمارے شیخ حضرات افضلیت سیدنا علیؑ کے سلسلے میں سبقت ایمانی کو بھی پیش کیا کرتے ہیں، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب حضرت علیؑ حضور اکرمؐ کے فیوضات حاصل کرنے کے بوئے یونیع علامہ ہوئے اس وقت تک صدیق اکبرؓ فیوضات رسالت سے تلب و گرد کو پورا انتور کر چکا تھا۔

اہل تشیع کی تفسیر سے ہمارے مدعا کی تصدیق و تائید!

(تائید علیؑ تفسیر مجع البيان ص ۲۳ میں ہے۔ داختلت فی المعنی بالخطاب فقیل هم المهاجر و خاصۃ و قبیلہ خطاب للصحابۃ و لکته یعم مائر الامۃ ترجمہ:- اس آیت کے خطاب کے مفہوم میں مفسرین کہتے ہیں کہ خیر امت کے مصداق حبایا جریں میں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جیسے صحابہؓ میں لیکن یہ خطاب تمام امت کے لشکر ہے۔

(الف) صاحب مجع البيان نے تفسیر نقل کر دی ہیں ہمارے نزدیک پہلی تفسیر راجح ہے جیکہ متفق ہیں الفرقین ہے اور حبایا جریں میں سے افضل یقین سابقہ صدیق اکبرؓ فیوضات میں۔
 (تائید):- لما تقدم فکری الامر والنهی عقبہ تعالیٰ بذکرہ من تصدیق للقیام
 بذالک مددہم ترغیبیاً فی الاقتداء بهم فقال كنتم خيراً ملة
 اخرجت للناس۔ (تفسیر مجع البيان ص ۲۳)

ترجمہ:- امر و نہی کے ذکر کے بعد ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو امر بالمعروف و نبیع عن المکر کے لئے وقف تھے تاکہ درس سے لوگ اقتداء کریں اور اسی وجہ سے ان لوگوں کو متبرہن امت کے معزز خطاب سرفراز فرمایا۔ ۱۲۰

افضیلت صدیق پر ایک اور شہادت

استدلال ۳:- وَمَن يطِعُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنَّمَا يُعَذَّبُ الظَّالِمُونَ لِئَلَّا هُمْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْتَيْنِ طَالِبُوْنَ طَالِبِيْنَ وَالشَّهِدُوْنَ آءُوا الصَّالِحِيْنَ وَحْسَنَوْنَ وَلِئَلَّا رَفِيقًا -

ترجمہ:- جس نے ائمہ اور رسول کرم کی اطاعت کی پس وہ ان کے ساتھ ہو گا جو انعام یافتہ ہیں، ہمیوں صدیقین شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ ہمیشہ رفیق ہیں۔

طرز استدلال ۴:- ذکر وہ بالا آیت میں منع حبیبم کے چار گروہ ذکر کئے گئے ہیں ابیاء علیهم السلام، صدیقین، شہیدوں صالحین گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمیوں کے بعد صدیقین کا درجہ ہے اور سیدنا حضرت ابو بکرؓ بقول رسول اکرم صلعم اور بقول ائمہ کرام یقیناً صحتی ہی ہیں۔

ابو بکر صدیق ہے سرور کائنات کا ارشاد

تغیرتی مطبوعہ نجف اشرف ص ۲۴۶ میں ہے لتا کان رسول اللہ فی الغار قا لای بکر کافی انظر الی سفینۃ جعفر فی اصحابہ یقوم فی البصر و انظر الی الانصار مختسبین فی افنيہ حرف قفال ابو بکر و تراہم رسول اللہ قال نعم قال فاریانہ معفسهم حلی عینہ فراہم حرف قفال له رسول اللہ انت الصدیق۔

ترجمہ:- امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو آپ نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ میں بطور مکاشفہ جعفر طیاراً وران کے ساتھیوں کی کشتوں کو دیکھ رہا ہوں گروہ اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں رسول اللہ آپ کیا ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا "ہاں" ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی دکھادیجئے آپ نے ان کی انکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا پس رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ

تم صدیق ہو۔

صدیق کی صداقت پر امام محمد باقر کی شہادت

علی بن عیسیٰ اروی بن شیعی عالم نے کشف الغمہ عن سحر قاتل میں امام محمد باقرؑ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السین هل یجز فقال نعم
قد حلی ابو بکر الصدیق سییفہ بالقضیۃ فقال الراوی فانقول هكذا فوثب
الامام عن مکانہ فقال نعما الصدیق نعما الصدیق من لم يقل له
الصادق فلا صدق الله قوله۔

ترجمہ:- امام محمد باقر سے دریافت کیا گیا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوا ہاں جائز ہے یا نہ آپ
نے فرمایا ہاں جائز ہے اور فرمایا کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوا یا بھا تو
اس پر راوی نے کہا کیا آپ اُسے صدیق کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں صدیق ہے ہاں
صدیق ہے ہاں صدیق ہے پس جو شخص ان کو صدیق سمجھے خدا تعالیٰ اس کے قول کو
چاہ کرے یا خدا تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کرے۔

صداقت صدیق پر قرآنی شہادت

تَفَيِّرْ جَمْعُ الْبَيَانِ مِنْ هُنَّ بِهِ - وَالَّذِي جَاءَ بِالْصَّدْقِ وَصَدَقَ بِهِ إِنَّكُمْ هُمُ الْمُتَقُونُ
قیل وَالَّذِي جَاءَ بِالْصَّدْقِ قَدْ سُولَ اللَّهُ وَصَدَقَ بِهِ أَبُوكَبَرٍ -

ترجمہ:- جو صدق لے کر آیا وہ حضورؐ کی ذات اور ہے اور جس نے اس صدق کی
تصدیق کی وہ ابو بکر صدیقؓ ہے۔

إِسْتَدَالَ عَلَى الْأَنْتَصَرِ وَهُوَ فَقَدْ نَصَرَ اللَّهَ ثَانَى اثْنَيْنِ اذْهَمَ فِي الْغَارِ ذِي قَوْلِ
لِصَاحِبِهِ لَا تَعْزِزُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا -

ترجمہ:- اگر تم نے حنور علیہ السلام کی مدد نہ کی تو پس خدا تعالیٰ نے خود بخود مدد فرمادی جبکہ دوسرا تقدیر و کا۔

طریق استدلال:- رسالت ماب صلم نے دعویٰ نبوت کیا تو منکرین نے تسلیم نہ کیا کئی برس کو معتقد میں گدارے، آخر کار بارگاہِ روایت سے بھرت کا حکم ہوا۔ حضور صدیق اکبرؓ کو ساختھ لے کر چلے رب العالمین نے سر در دو عالم کو سراپا نبوت بتایا تو صدیق اکبرؓ کو سراپا نصرت۔

سارے قرآن میں خدا تعالیٰ نے اگر نصرت کا اطلاق کیا ہے تو صرف صدیق اکبرؓ پر اور یہی ان کی افضیلیت کی دلیل ہے۔

یزیر فاقہ نبوت کے لئے خدا دراں کے پیارے رسول کا انتخاب بھی سونے پر سہما گا ہے۔ نیز لحساً حبہ میں صاحب کی اضافات کرنا ایسے ضمیر کی طرف جس کا مرجع بغیر سر در دو عالم کے اور کوئی نہیں بتتا ہے کہ صدیق اکبرؓ سر در دو عالم کے اول بالذات صاحب (ساختی تھے) اور باقی ثانیاً بالعرض اور اگر بالذات ہی تسلیم کریا جائے تو پھر بھی قرآنی نص کے مطابق صدیق اکبرؓ ہی صاحب الشیئی ٹھیکریں گے اور یہ دہ فضیلت ہے جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

(لاتعن) سے پہنچ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؓ کا حزن و ملاں سر در دو عالم کو گوارانہ ہٹوا فوراً تسلی دے کر اجیتان فرمادیا ناکہ قلب صدیق قلق و اضطراب سے مصلحت نہ ہو جائے اُدھر سید در دو عالم کا قلبی تعلق ملاحظہ فرمائیے اور ادھر رب العالمین کی بارگاہ میں مقیوم کا اندازہ لگائیے کہ جو القاظ آپ کی زبان قیض تر جان سے صادر ہوئے وہی الفاظ بلا ابھر قرآن مجید میں ذکر کردیئیے تاکہ قیامت تک صدیقؓ کی سدافتح و رفاقت پر زندہ شہادت فائدہ فائیم رہے۔

ایں سعادت بردار بازو نیت ہے تا زندگی میں بخشنده

شیعی عالم صاحب تفسیر مجتمع البیان کی مفید تفسیر

استدلال عثہ۔ ثم عاد سیحانہ الى ذكر المهاجرين والانصار
ومدد لهم فاثنى عليهم فقال والذين مهاجروا وجاحدوا في سبيل الله
ای صدقوا الله ورسوله وهاجروا من ديارهم وآفاقهم يعني من مكة الى
المدينة وجاهدوا مع ذلك في اعلاء دین الله والذين آواهوا ونصروا
ای نصر وهم ونصر وتابعوا ولذلك الذين حققوا ايمانهم بالهجرة
والنصرة۔

ترجمہ:- پھر اللہ تعالیٰ نے جہا جرین و انصار کے حامد و حasan اس آیت والذین هاجروا
وجاهدوا فی سبیل اللہ سے بیان فرمائے یعنی ان جہا جرین نے اشناور اُس کے رسول
کی تصدیق کی ہے اور اپنی محبت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور
بادجوہ اس بھرت کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے اللہ
کے دشمنوں سے اور جہاد بھی کئے اور والدین آؤاد نصر و ایسے انصار کے فضائل
بیان فرمائے یعنی انصار نے ان جلاوطن جہا جریئ کو اپنے کتبہ میں طاکر قیام کرنے کے لئے
مکانات دیئے اور بنی متنی اللہ علیہ وسلم کی بڑے نازک و فتوں میں امداد فرمائی اس کے بعد
ہر دو کی مشترک فضیلت بیان فرمائی کہ ولذلك هم المؤمنون بمقابلہ مخفرة و رزق کردیں
یعنی ان جہا جرین نے بھرت و نصرت سے اپنے ایمان کو محقق کیا۔

طرزا استدلال :- مذکورہ بالآیت میں فضیلت کا عمار بھرت و نصرت کو قرار دیا گی
ہے اور نظر ہے کہ جس طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ شرف بھرت میں سب سے نائب
ہیں اسی طرح نصرت رسالت میں بھی سابق النایات ہیں ان دونوں تخلیتوں کا بجا جمع
ہونا یقیناً ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

مفسر صافی کے بیان میں صدیق کی افضلیت کا بیان

استدلال علیه لاتهم حققوا ایمانهم بالہجرۃ والنصرۃ والانسلاخ
من الاهل والمال والنفس لاجل الدین (تفسیر صافی ص ۱۸۳)

ترجمہ:- سچے ایمان دار اس شخصیں کہ ہبھا جریں والعوار نے تھنڈیں دین کے لئے بھرت اور نصرت سے اہل و عیال جان دمال کے ترک سے اپنے کمال ایمان کو ثابت کر دیا۔ طنز استدلال:- شیعی عالم مفسر صافی نے قرآنی آیت کی تفسیر میں تحقیق ایمان اور صداقت نیں الاسلام کے لئے حسب ذیل امور کو فہارکیا۔

- (۱) کو منظہ سے مدیریت مقدمہ کی طرف بھرت کرنا۔
- (۲) سروکائنات میں اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا۔
- (۳) ساحب نبوت پر اہل و عیال شمار کر دینا۔
- (۴) حضور پام قربانی کرنا۔

(۵) اپنی جان یار کے حوالے کر دینا۔

مذکورہ بالا اور میں سے اگر کسی میں ایک بھی پایا جائے تو اس کے تحقق ایمان کی علاالت ہے۔ اور کیا شان ہے اس کی جو تمام صفات مذکورہ کا حامل ہو اور بجد اشد صدیق اکبر میں انہیں اوصاف سے منصف ہے۔

صدیق اکبر کے اوصاف حمیدہ پر دلائل برائیں ملا کاشی کی حق گوئی

بحیرت صدیقین پر دلائل:- دلیل علیہ اذَا افْرَجْهُ الذِّيْنَ كَفَرُوا ثَانِي اشیاءں لَمْ يَكُنْ عِنْهُ الْأَجْلَ وَاعْدَ اذْهَمَهُ فِي الْفَارَغَ اُثُورٌ وَهُوَ فِي جَبَلٍ هُمْ مَكَّةُ عَلَى سِيرَةِ سَاعَةٍ اذْيَقُولُ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ الْوَكِيرُ (تفسیر صافی ص ۱۸۳ سورۃ توبہ)

ترجمہ:- جب کفار نے حضور علیہ السلام کو مغلظہ سے نکالا تھا تو اپ کے ساتھ بغیر ایک جوان کے کوئی نہ تھا جب کہ وہ دونوں خاریں تھے اور حضور علیہ السلام اپنے رفیق ابو بکرؓ سے فرمائے ہے تھے۔ لَا تَحْزِنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔

استنباط:- مفسر صافی شیعی عالم نے بتا دیا ہے کہ سرور کائنات کے ساتھ بھرت کی شب بغیر صدیق اکابرؓ کے اور کوئی نہ تھا۔ مشاٹ استنباط یہ ہے کہ بھرت کا موقع اگرچہ سب چہا جوین کو نصیب ہوا میکن صدیقؓ کی بھرت میں ایک امیازی شان موجود ہے وہ یہ کہ باقی صحابہؓ تو اپنے اہل دعیاں کو ساتھ میے کر چلے یکن صدیق اکابرؓ کو ہر بے بھاد ریکت سید محمد مصطفیٰؒ کو ساتھ لے کر چلے لوگ بھرت میں اپنے اہل دعیاں پر پہرا دے رہے تھے یکن صدیق اکابرؓ صاحب حسن و جمال کی حفاظت و صیانت کر رہے تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ملا یاقر مجلسی کی تحقیق (حیات القلب ج ۲)

۳۵۱

دلیل ۳ و۔ قرآن مرکرہ است کہ ابو بکرؓ کو تمراہ خود ببری۔

ترجمہ:- حضور کے پاس جبریل علیہ السلام آئئے اور عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے اپ کو حکم کی ہے کہ بھرت کی شب ابو بکرؓ کو تمراہ لے جانا۔

استنباط:- حضور علیہ السلام کے ساتھ بھرت کی شب رفیق سفر ہونا تو مسلمات میں ہے یکن ملا یاقر مجلسی نے یہ روایت بیان کر کے بتا دیا کہ حضور علیہ السلام صدیق اکابرؓ کو با جہاد خود ساتھ نہ لے گئے تھے بلکہ حکم خداوندی کے مطابق نہ لے گئے تھے مشاٹ استنباط یہ ہے کہ یہیک حضرت علیؓؑ کے لبتر پر سوئے یکن افضل تروہ ہے جو لبڑا لے کے ساتھ سویا اور نہ ہرف غار میں سویا بلکہ قیامت تک مزار میں سویا اور اس وقت سویا جبکہ صاحب مزار کے ساتھ کوئی نہ سویا۔

حضرت حسن عسکری کی تحقیق (تفہیم حسن عسکری)

وليل علیه - امرک ان تستححب (يا يكرفانه ان آنسلد و سا عدك
دوازرك و ثبت علی تعاهدك و تعاقدك كان في الجنة من رفقائك وفي
غرفاتها من خلصائك -

ترجمہ: شب بھرت حضرت کے پاس جب میں آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبر شے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور مسامدت کی قدوہ روزہ محشر آپ کے ساتھ بنت تو میں مکافلوں میں ہو گا۔

استنباط ہے۔ شب بھرت صدیق اکابر کا ساتھ جانا اگر مسلمات میں سے ہے تو با مرخدا فردی حسنور کا ساتھ لے جانا بھی متفق علیہ ہے سید حسن عسکری کی روایت نے مزید تسریح کر دی ہے کہ صدیق اکابر نے رسول خدا کی رضا کے پورے مساعد و معاون تھے یعنی وصہ ہے کہ آپ کو قیامت سے پہلے نبی خضراء نصیب ہوئی جس کی عترت مسلمانوں میں معبر و مفتر ہے۔

صاحب خروات حیدری کا بیان (غروات حیدری)

مرزا باول لکھتے ہیں کہ ہرگاہ جناب نبوی دولت سرا سے نکلے تو پہلے درخواست ابو بکر بن ابو شافعہ پر اُسے کس داستے کو ابو بکر بن ابی اُپ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چینا پس آپ نے آغاز دی اور گھر سے باہر بلکہ کوپتے ہمراہ بیا جب شہر سے باہر آئے اور راستہ یثرب کا پیش نظر رکھا تو حضرت رسول اللہ نے نعلین مقدس کو پائے مباک سے نکال بیا اور سب پرستہ را، ہی سفر ہوتے یہ حال دیکھ کر ابو بکر نے آپ کو اپنے شانہ پر بٹھالا۔

تشریح نصرت صدیق

بہوت نصت علم الائتکار و قد نصراللہ - (ترجمہ) گذر چکا ہے۔

استدلال ہے خدا تعالیٰ نے صدیق اکبر کو سراپا نصرت فراہم کیا ہے جبکہ آپ کے بغیر
یا تفاوت فریقین کوئی بھی آپ کے ساتھ رفیق سفر نہ تھا۔

صدیق اکبر کی جان مصطفیٰؑ کے حوالے

ثبوت نصرت علیٰ ہے یعنی اخراج رسول کردن درجاتیکہ دو گم دو بود یعنی با ادب و مهربانی
کس کو آن ابو بکر است یعنی نصرت داد پیغمبر را و قیمیکہ ابو بکر در غار بودند
(تفسیر منہاج الصادقین ص ۳۴ مطبوعہ تهران)

غار ثور میں رسول کریمؐ کے لئے روٹی اور دودھ

صدیق اکبر کے گھر سے آتا تھا

ثبوت نصرت علیٰ ہے مجاہد گوید کہ رسول نے شبہ نہ روند در غار بود از عروہ روایتیں کہ ابو بکر
سماں کو سفندے سے چند بود تماز شام حامرون نہیں بلکہ سفندے اس را بہ در غار راندی دلیشان از شیر
گو سفندے اس نور دندی۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص ۱۷۲)

ترجمہ۔ مجاہد راوی کہتا ہے کہ حضور علیٰ السلام غار ثور میں تین دن اور تین راتیں رہے
اور عروہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؑ کی چھڈ دیتیاں تھیں شام کی نماز کے وقت ابو بکر
صدیقؑ کا نلام عامروہ بریوڑ غار کے دروازے پر لاتا تھا اور حضور علیٰ السلام وہ دودھ پیتے تھے۔

روٹی بھی صدیقؑ کے گھر سے آتی تھی (منہاج الصادقین ص ۱۷۳)

ثبوت نصرت علیٰ ہے وقار الدین گوید کہ عبدر الرحمن در خفیہ بامداد دشیانگاہ آمدی در لشے
دلیشان طہام آوردی۔

ترجمہ:- اور فائدہ کہتے ہیں ابو بکر صدیقؓ کا بیٹا عبدالجلیل صحیح شام آنا تھا اور ان کے نئے روٹی تیار کر کے لانا تھا۔

صلیلؒ نے بارہ بیوت اپنے کندھوں پر اٹھایا (غذافت جیدری)^{۴۵}

چوں رفتہ زد اماں دشت تدم فلک سائے مجرد گشت
ترجمہ:- جب حضرتؐ نے بیا بان میں تدم رکھا تو آپ کے قدم بدرک مجرد ہونے
لگے یہ حال دیکھ کر ابو بکرؓ نے سلفت کو اپنے شانہ پر بھالایا۔

تو صحیح و تشریح اور رد فع الوسایس

کہا جاسکتا ہے کہ صدیقؒ اکابرؓ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تو کیا ہو اجواباً
عرض ہے کہ یہ وہ فضیلت ہے کہ ان لوگوں میں سے بغیر صدیقؒ اکابرؓ کے کسی کو نصیب نہیں
ہوئی کہ جب حضرت علی مرتفعؓ نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی تو حضرتؐ نے یا تو انکا رفرمایا اور یا
وہ خود بارہ بیوت کی برداشت نہ کر سکے۔

سید محسن علی صاحب شیعہ کی تحقیق (غذافت جیدری)^{۴۶}

وقت توڑ نے احتمام با میت الحرام کے ہرگاہ جناب خیر الانام نے اُن حضرات سے
کہا کہ یا علیؑ اور میرے دوش پر چڑھو اور ان بتیوں کو گرد و تب حضرت علیؑ نے عرض کی کا دب
اس کا مفہوم نہیں کہ میں ہر بیوت پر پاؤں رکھوں آپ میرے دوش پر سوار ہو دیں حضرت
لئے فرمایا یہ بارہ بیوت ہے تم تھل نہ ہو سکو گے۔

مقبول لاہوری کی تحقیق ضمیمه مقبول ص ۱۷۹

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علی مرتفعؓ کی بیٹت پر تدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ

تقلیل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو اٹھانے کا۔

مذکورہ پالا تحقیق کی مزید تائید۔ ضیغمہ مقبول ص ۲۹۱

اے علیؑ اس بُت کا میں کیا علاج کروں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ بھی میں حضورؐ کے سامنے جھکا جاتا ہوں حضورؐ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھیٹ لیں جاب رسولؐ خداگئے فرمایا کہ اسے علیؑ اگر میری امت اوقل سے نے کر آخونک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضاؑ نے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا یو جد بھی اٹھائیں تو نہیں اٹھاسکتے۔

براءۃ خلیفۃ صدیق رضی

استدلال ۱۔ جمیع مسلمانان ابو بکرؓ پر بیعت کر دند و اخہار رضما و خوشنودی با و سکون و اطمینان بسوئے اونموزد و گفتگو کے مخالف اور بدعت کنندہ است و خارج است اور اسلام۔ (بحار الانوار مترجمہ شریف مرتبہ ف)

ترجمہ:- سب مسلمانوں نے ابو بکر صدیقؓ کے درست حق پرست پر بیعت اور رضما و خوشنوی سکون و اطمینان کا اٹھا کر کیا اور کہتے گئے کہ اس خلیفے کا مخالف بدعتی ہے اور راذرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت علیؑ بھی صدیقؓ اکابرؓ کو افضل جانتے تھے راجحاج طریق ۵۳

استدلال ۲۔ ثم تناول يدابی هکر فتايعة۔

ترجمہ:- بعدہ حضرت علیؑ نے ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طریق استدلال:- کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی تب متحقق ہو سکتا ہے جب اُسے افضل دیز تسلیم کیا جائے اور سیدنا صدیقؓ اکابرؓ سیدنا علیؑ کی نگاہ میں تقبیبا ایسے ہی تھے۔

برائحتیلیت صدیق حضرت اسماء بنت عمیس کانکاچ حق ایقین باقر بختی ۲۲۱

اسماء بنت عمیس کہ در آں وقت زن ابو بکر بود و سابقان طیارہ۔

ترجمہ:- اسماء بنت عمیس کہ اس وقت صدیق اکابر کی الہیہ بختی اور آپ سے پہلے حضرت علیؑ کے جہائی جعفر طیار کی بیوی تھی۔

ظرف استدلال:- جعفر طیار سیدنا علیؑ کے حقیقی جہائی تھے ان کی شہادت ہوتی ہے تو حضرت علیؑ ان کانکاچ عقیل سے نہیں کرتے بلکہ اگر سرز میں عرب میں اس رشتے کے لئے تجویز کرتے ہیں تو صدیق اکابر کے وجود مسعود کو ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک سیدنا ابو بکر صدیقؑ کی شخصیت اور فضیلت مسلم تھی درہ آپ ایسا نہ کرتے۔

ازالہ شہب

بعض جہاں کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت اسماء چونکہ بیوہ بختی اس لئے حضرت علیؑ کا اس نکاح سے کوئی تعلق نہیں تھا سو عرضی یہ ہے کہ یہ شبہ چند دیوار کی بناء پر غلط ہے۔ (راوی) اس لئے کہ صاحب حق ایقین میں ملا باقر مجلسی نے تصویح کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس مذہب شیعہ کھتی تھی اور شیعہ یقیول اہل تشیع ہوتا بھی دی ہے جو سیدنا علیؑ مرتبے ہما فرمائیزدار ہو ظاہر ہے کہ اس بناء پر حضرت اسماء بغیر حضرت علیؑ کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتی۔

(ثانی) اس لئے کہ اگر یہ نکاح بغیر منماٹے علیؑ مرتبے کے ہوتا تو حضرت علیؑ کم احتراں ہی کر دیتے حالانکہ آپ سے اتنا بھی ثابت نہیں۔

استدلال:- فقل لست ہمنکر فضل عمر و لکھ ایکرافضل من عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ مفتض

ترجمہ:- امام محمد باقر نے فرمایا ہیں عمر شاہ کی فضیلت کا مذکور ہیں ہوں لیکن ابو بکر حضرت

عمرہ سے زیادہ افضل ہیں۔

طرز استدلال ہے فاروق اعظمؑ کا رتبہ سادات کرام کے نزدیک مسلمات میں سے ہے جبکہ سیدنا علیؑ حضرت عمرؓ کے متعلق حسب ذیل القاب استعمال فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے لئے جائے پناہ۔ لاتکن للمسلمین كالقة دون اقصی بلا دهم

(نیچ البلاعث ص ۲۵ مطبوع الاستقامة)

(۲) ایمانداروں کے لئے جائے ربوغ یسوس بعدک مرجع یہ یعنی
الیہ۔ (نیچ البلاعث ص ۲۶)

رسن کنت بـ اللناس و مثابة للمسلمين۔ (میچ البلاعث ص ۲۷)

(۳) قیم بالامر کا رتبہ حضرت عمرؓ کو حاصل تھا۔ دمکان القيم بالأمر مكان النظام من الحجز يجمعه ويضمه۔ (نیچ البلاعث ص ۲۹)

(۴) قیم بالامر کا رتبہ اور اس کی تشریح۔ والقيم لابدان يکون عالماً لجمیع القرآن و سائر الأحكام يکون منصوباً عليه مخصوصاً عن الخطأ والزلل۔ (مرءة العقول ص ۱۳)

ترجمہ: قیم کے لئے ضروری ہے کہ سارے قرآن تمام احکام کا عالم ہو اور مخصوصاً علیہ اور گناہوں اور لغزشوں سے منصوص ہو۔

(۵) سیدنا علیؑ کا اس لقب سے حضرت عمرؓ کو ملقب کرنا بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت علیؑ کے نزدیک حضرت عمرؓ انہیں القابوں سے ملقب تھے۔

خلاصہ مبحث اور صدیق الہبؑ کی افضیلیت کا ثبوت

مذکورہ بالحوالہ جات سے جب آپؑ نے معلوم کر لیا کہ سیدنا فاروق اعظمؑ کا مرتبہ حضرت رسولؐ کی لگاہ میں ایسا ہے تو آپؑ کو اس امر کا بھی یقین کرنا پڑے گا کہ سیدنا صدیق الہبؑ

ان تمام صفات کامل کے جامع بھی نہیں۔ اور ان اوصاف سے بہت سی اور صفات کے حامل بھی جس سے صدیق اکبرؑ کی افضلیت روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہونے لگتی ہے جبکہ امام محمد باقرؑ کا اعلان ہے کہ صدیق اکبرؑ سیدنا عمرؑ سے افضل ہے۔

(نحوٹ) فضائل اور افضلیت صدیق اکبرؑ کے منتعلق ہمارے پاس پیشہ دلائل ہیں جن کے لئے علی الحمد لله کتاب کی ضرورت ہے پاٹ بک کی حیثیت کے محصر ادلائل ذکر کر دیتے ہیں اب تویل ہیں ان دلائل کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن سے فرقی تلافت افضلیت سیدنا علیؑ پر استدلال فائم کیا کرتے ہیں۔

افضلیت سیدنا علیؑ پر ادلل شیع کا پہلا استدلال

اور اس کا جواب

استدلال علیٰ۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل اليك و قرآن حکم

ترجمہ۔ لے رسول رعیہ السلام، جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے دہ بیان کر دیجئے۔

طرز استدلال ہے۔ دیکھئے اس آیت میں امامت سیدنا علیؑ کی تبلیغ کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ میں جمیع صحابہ کرامؓ سے افضل تھے اگر کوئی اور افضل ہو تو خدا تعالیٰ اور کی افضلیت و امامت کی تبلیغ کا بھی حکم فرماتے۔

جواب علیٰ۔ آیت مذکورہ سے استدلال عطا ہے اس لئے کہ ما انزلہ سے مراد اگر سیدنا علیؑ مرتبے کی امامت ہو تو ثابت کرنا پڑے گا کہ اس قسم کی آیت یعنی نازل ہو چکی ہے جس میں سیدنا علیؑ مرتبے کی امامت کا ذکر ہو حالانکہ قرآنی آیتیں کوہاہ بیں کو کہیں بھی فرماں ہیں اس قسم کا ذکر موجود نہیں پس جایکے آپ کی خلافت بلا فصل کا ذکر ہو جس کے ثابت کرنے کے لئے زمین دامان کے قلاسے ملائے میا رہے ہیں۔

جواب علیٰ:- ان القرآن یفسر بعضہ بعض کے میں نظر مانسل سے قرآن مجید کے بغیر اور کچھ نہیں تو سائل یہ ہوا کہ اسے رسول پہنچاتے رہئے اُس قرآن کو جو کہ آپ پر نازل کیا گیا ہے ذیل ہیں شیعی مفسرین کے چند تفہیری جملے بطور استشهاد نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استشهاد امام مفسر صافی کا بیان

وَالَّذِي يَوْمَنُونَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُكَ مِنَ الْقُرْآنِ وَالشَّرِيعَةِ (تفہیر مال مطہورہ ایران)
طریز استدلال :- دیکھئے شیعی مفسرنے یہاں مَا انْزَلَ اللَّهُكَ سے مراد قرآن و
شریعت مراد یا ہے بس جس طرح یہاں مَا انْزَلَ اللَّهُكَ سے مراد قرآن و شریعت ہے
اسی طرح دوسری بھی قرآن و شریعت مراد رہے گا جس کے حکم کی خداوند جل شانہ نے تاکید
فرمادی۔

استشهاد علیٰ مفسر صافی کا بیان

وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ مِنَ التَّورِيهِ وَالْأَنْجِيلِ وَالْزَبُورِ وَصَحْفِ إِبْرَاهِيمَ
ر (تفہیر صافی مطہورہ ایران)

طریز استدلال :- دیکھئے اس عبارت میں بھی وَمَا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ سے مراد
کتب منزکہ کی گئی ہیں اور بس۔

فضیلیت حیدر کرا رہ پاہل تیشیع کا دوسرا استدلال

اور اس کا جواب

قُلْ تَعَالَى لَوْا نَدْعُ ابْنَاءَنَا بِنَاءَ كَمْ وَنَسَاءَنَا دَفَنَاءَ كَمْ وَالْفَسَنَا دَالْفَسَنَا

طریق استدلال ۱۔ دیکھئے مبابل کے دن حضور علیہ السلام حضرت علی اور حسنینؑ میں اور سیدہ کو ساختے گئے تھے معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ افضل ہیں۔

جواب ۱۔ قرآن مجید میں حضرت علیؑ کا ساختے جاماذکور نہیں اور روایات میلان کے علاوہ اور وہی کا بھی ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہوا اہلست پاکٹ پکٹ حصہ اول بحث مبابل۔

جواب ۲۔ زیادہ سے زیادہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان کو يوم بیان ساختے گئے لیکن پھر بھی افضلیت ثابت نہ ہوتی کیونکہ اس میں اُن کے ساختہ ان کی پیوی اور ردِ دینپر بھی شریک نہیں۔

جواب ۳۔ مہ عند الخوارج افضلیت تو کیا فضیلت بھی شاید ثابت ہو سکے جبکہ حضور کرم صلح سیدنا علیؑ کو اس لئے ساختے گئے تھے کہ وہاں یا کردعاۓ لعنت کریں اور صدیقین کو بخوبی کوشش ہجرت اس لئے ساختے گئے تھے تاکہ در رحمۃ العالمین کی خفالت مصیانت کر لیکیں۔

اہل تشیع کا تیراست دلال اور اس کا جواب

یطہر کرم تطہیر

طریق استدلال ۱۔ آیت تطہیر مشہورین الفرقین ہے یہ آیت اہل بیت کے قرآن مجید میں عترت رسول مقبول میں سے کسی ایک کا نام بھی موجود نہیں اور اگر ہے تو اہل بیت کا اور اہل بیت سے مراد قرآنی سیاق و سبان کے پیش نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہیں اور ہیں مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہوا اہلست پاکٹ پکٹ حصہ اسے۔

جواب ۲۔ اہل تشیع کا اس آیت سے استدلال خلط ہے کیونکہ اگر اس میں تطہیر کا ذکر ہے تو ذہاب رجس کا بھی ہے اس بنابرہ شیعوں کے ذاکرین کو مانتا پڑتے گا کہ اُنکا کرام ابتدا سے معصوم بھی نہیں ہوتے در نہ ذہاب رجس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۳۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی فضیلت ثابت ہوگی نہ کہ افضلیت اور

انضباطیت بھی ایسی جس میں حضرت علیؓ کے ساتھ احادیث کے مطابق اور بھی شرکیت تھے اور شرکیت رہے۔

اہل تشیع کا چوتھا استدلال اور اس کے جوابات

من كنت مولاہ فعلیٰ مولاہ۔ (حدیث)

طرزاً استدلال ہے مولیٰ کا معنی اس حدیث ہے مسند اس سے یعنی جس کے مصطفیٰ اور دیگر اس کے حضرت علیؓ بھی سردار ہیں پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ بعد از سرور کائنات سے افضل ہیں۔

جواب علیؓ مولا کا معنی اولیٰ لینا خلاف عربیت ہے جبکہ مفعل کبھی بھی افعل کے منے پڑتے ہیں آتا۔

جواب علیؓ مولا کا معنی اگر سردار یا جائے تو لازم ہے کہ حضرت علیؓ نہ تام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے وہ افضل ہو سکتا ہے جو کہ از کم وسف نبوت سے متصف ہو اور حضرت علیؓ بیعتنا بنی ہبیں نے بلکہ حضور علیہ السلام کے امتی تھے۔ شیخ مقبول ص ۲۱۹۔ جناب امیر المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؓ جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا تھا ہی مدینہ میں رہنے سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تنہیا ایک امت قرار دیا ہے۔

پس اس لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذمیل لازم ہے کیونکہ غیر نبی کو انبیاء سے افضل نہ لیا جائے۔

جواب علیؓ اور اس سے حضور علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔

اولاً اس لئے کہ حضور بعد از خدا سب سے افضل ہونے میں یکتاں رہے ٹانیاً اس لئے کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

ات اللہ ہو مولا و جابریل صاحب المومین۔

پس اگر مولا کا معنی سردار کیا جائے تو معنی یوں بتے گا۔ بلاشبہ اللہ سردار ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور زیک مومن بھی سردار ہیں حضور علیہ السلام کے اور یقیناً یہ خلاف حقیقت کیونکہ لازم آئے گا حضور علیہ السلام سب کے غلام بن جائیں معاذ اللہ۔

خلاصہ مبحث

لہذا جب مولا کا معنی درست کیا جائے گا تو سارے شبہات دُور ہو جائیں گے اور حدیث معنی یوں بتے گا۔ جس کا میں درست ہوں پس علی مرتفعہ بھی اس کا درست ہے۔

اہل تشیع کا پانچواں استدلال اور اس کا جواب

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَىٰ بَايِعُوا.

ترجمہ حضور نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی مرتفعہ اس کا دروازہ ہیں۔ طرز استدلال یہ دیکھئے اس حدیث میں حضور نے اپنی ذات کو مدینۃ العلم فرمایا ہے تو علی مرتفعہ کو باب علم اور یہی فضیلت کی دلیل ہے۔

جواب علیہ بیک بیک بعض لوگوں نے نادقیقت کی وجہ سے اس حدیث کو صحیح کہہ دیا ہے لیکن حقیقت میں یہ حدیث روایتاً سند آنا خالی قبول ہے۔

(۱) قال البخاری اَنَّهُ مُنْكَرٌ وَلَيْسَ لَهُ وَجْهٌ صَحِيفٌ

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے صحیح ہونے کی کوئی دبجوہیں ہے

(۲) قال الترمذی اَنَّهُ مُنْكَرٌ غَرِيبٌ

امام ترمذی نے اسے منکر غریب کہا ہے۔

(۳) يَحْمِلُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُعَاذٍ أَسْبَابَ اَسْلَمَتْ

(۳) ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

(۴) شیخ حجی الدین نووی حافظ شمس الدین ذہبی شیخ شمس الدین جز ری نے کہا ہے کہ یہ حدیث موصوف ہے۔

جواب علٰی۔ بر تقدیر تسلیم اگر حدیث کے صحیح ترجیح کو دیکھ لیا جائے تو سرے سے اعتراض ہی دار نہیں ہوتا کیونکہ باہمہ کا ضمیر علم کی طرف راجح نہیں ہے بلکہ مدینۃ کی طرف ہے یعنی حضور کی علم کے شہر میں تو علی شہر کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ شہر کے اندر گھر میں داخل ہوئے والا انسان سب سے پہلے شہر کے دروازے کو عبور کرے گا اور دروازہ شہر سے باہر والی دیوار کی حد میں ہی ہوتا ہے اور یہی حال صاحب نبوت کی خلافت کا ہے کہ انسان مرائب کی بیشیت سے جب بھی بیت علم نبوت تک پہنچنے کا قصد کرے گا تو سب سے پہلے اسے خلیفہ چہار قسم تک رسائی حاصل ہوگی اور ان کے ذریعہ سے تیسرے دوسرے پہلے تک اور اس کے بعد صاحب نبوت کے خوبیت تک اور یہ ہمارے مددک کے قلعے مخالف نہیں ہے۔

اہل تشیع کا چھٹا استدلال اور اس کا جواب

اول کم و رو داعلی الحوض اول لکھ اسلام مکملی ابن ابی طالب اخر جهہ ابن ابی عدی ترجیح۔ سب سے پہلے حوض کوثر پر بھی حضرت علیؑ جائیں گے اور سب سے پہلے سلام لانے والے بھی حضرت علیؑ ہیں۔

(۵) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ سب سے افضل ہیں۔

جواب علٰی۔ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام سیف ہے اور وہ کذاب ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی فرمائیں ص ۲۸۸ مطبوعہ مجتبائی میں فرماتے ہیں۔

فیہ ضعف بات حاکمًا اخر جهہ من طریق سیف و تعلیقہ النجی بات سیف مکذائب
 ترجمہ:- اس حدیث میں ضعف ہے حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سیف کی
 روایت سے بیان کیا ہے اور نجی نے کہا ہے کہ سیف جھوٹا ہے، لہذا یہ حدیث ناقابل
 قبول ہے۔

ساتوائیں استدلال اور اس کا جواب

النظر الی وجہ علی عبادۃ

ترجمہ:- حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبارت ہے۔
 جواب علیؓ تقریباً یقین میں مولانا شاہ ولی اللہ ماحبؒ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔
 اخراجہ جماعت فیہ وضاعان و مجاهیل و مترکون قال العقلانی باطل و قال الخطیب غریب
 ترجمہ: جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں بنادھیں بیان کرنے والے
 بھی ہیں اور بعض راوی متذکر بھی ہیں۔ علامہ عقلانی نے کہا ہے کہ حدیث باطل ہے
 خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ غریب ہے بہر حال جریح کا درجہ تعمیل پر فائز ہے اور
 حدیث ناقابل قبول ہے۔

اٹھوائیں استدلال اور اس کا جواب

امروالله صلی اللہ علیہ وسلم سد الابواب لشارعۃ فی الحجۃ و ترك یا ب علی اخراجہ احمد
 ترجمہ:- رسول کریم صلیم نے مسجد میں آنے والے راستوں کے ساتھ دروازے بند
 کرنے کا حکم دیا تھا بغیر حضرت علیؓ کے دروازے کے۔

قال الشاہ ولی اللہ فیہ بجهول و لنسانی و فیہ مجھوں و المخطیب و فیہ مجاهیل قیل
 وضعہ التراضیۃ و قال این حجر ان انباتہ (قرۃ العین)

ترجمہ:- شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فرمایا اس حدیث کی روایت میں روی مجھوں ہے
نگی کی روایت میں بھی ایک روایت مجھوں بے خطیب نے فرمایا کہ اس روایت میں بہت
سے رادی مجھوں ہیں بعض نے کہا کہ رواضخ کی خود ساختہ روایت ہے ابن حجر نے اس کے
اثبات کی طرف میلان کیا ہے لیکن ان سے اس کی تصحیح ہونہیں سکی۔

جواب علیؑ:- اگر صحیح ہان یا جائے تو پھر بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ذخیرہ عاد
میں اگر حضرت علیؑ کے متعلق دار ہے تو صدیق اکابرؑ کے متعلق بھی صحیح روایت موجود ہے۔

نوال اتدلال اور اس کا جواب

لَا يَحْضُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْتَ قَالَ دُعْوَةُ الْجَيْبِ الْأَقْوَلَةُ فَلَمْ يَزِدْ الْمُتَفَقُونَ حَتَّى قَبِضُ
ترجمہ:- جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا یہرے جیب
کو بلا روپیں آپ نے جب تک وفات نہ پائی حضرت علیؑ کے ساتھ بغل گیر رہے۔ سو
معلوم ہوا کہ علیؑ مرتبے افضل تھے جبکہ آپ نے علیؑ سبیل الخصیص یہ سہر بانی سرف حضرت
علیؑ مرتبے پر فرمائی۔

جواب علیؑ:- اول احادیث ناقابل اعتماد ہے۔ دارقطنی میں یہ روایت موجود ہے شاہ
ولی ائمہ صاحبؒ حضرت دہلوی قرة العین مسیحیں ۲۸۹ میں لکھتے ہیں۔

دفعہ وضاع دار رده ابن الجوزی فی الواهیات۔

ترجمہ:- اس روایت کی سند میں ایک رادی ہے جو موصوع رینا وٹی (حدیثیں)
بیان کرتا ہے ابن الجوزی نے اس روایت کو داہیات میں شمار کیا ہے۔

رسال اتدلال اور اس کا جواب

عَنِ الْجَادِرِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَنَ وَبِي إِنَّ أَمَنَ وَبِي إِنَّ أَمَنَ

یصافحت وانت الصدیق الکبر وانت الفاروق بین الحق والباطل -

ترجمہ:- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؑ آپ میرے ساتھ پہلے ایمان لاتے والے ہیں، آپ قیامت کے روز میرے ساتھ پہلے پہلے مصافح کریں گے آپ سب سیاق اکابر ہیں اور آپ حق و باطل کے درمیان فاروق ہیں۔

جواب علیؑ:- شاہ ولی اللہ نے فرمایا-

فیہ رافضی یروی المناکیر - رقرۃ العینین ص ۲۸۹

ترجمہ:- اس روایت کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

گیارہواں استدلال اور اس کا جواب

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی و و تیاری و خلیفتی من اہل و تیاری
اترک بعدی یقظی دینی و نیجہ موعدی علیؑ

ترجمہ:- حضور علیہ السلام نے فرمایا پہلک میرا بھائی اور میرا ذریرا اور میرا خلیفہ میرے اہل سے اور بہتر جس کو میں اپنے بعد اس لئے چھوڑ جاؤں میرے وعدے پورے اور میرے قرض ادا کر دے حضرت علیؑ ہی ہے۔

جواب علیؑ:- شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے رقرۃ العینین ص ۲۸۹ میں لکھا ہے اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

بارہواں استدلال کی حقیقت

(حدیث) انا داعلی من لور و کناعن، بین العرش فیہ کذاب رقرۃ العینین ص ۲۸۹

ترجمہ:- میں اور علیؑ ایک نورے ہیں اور ہم عرش کے دائیں طرف تھے اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

تیرہوں استدلال کی حقیقت

(حدیث) من لم يقل على خير الناس فقد كفر فيه شيء متهم رقة العينين ص ۲۸۹

ترجمہ:- جو شخص علی مرتفع کو سب سے اچھا نہ کہے تو اس نے کفر کیا اس روایت میں
راوی شیعہ ہے جو کہ بالذمہ ہے۔

پندرہوں استدلال کی حقیقت

(حدیث) علیٰ خیر البشر من ابی فقد کفر فیه من هو امام اهل التشیع فیه
زمانیه وهو متهم به (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ:- علیٰ خیر البشر ہے جو انکار کرے گا کافر کرے گا۔ اس میں ایک رادی ہے جو کہ اپنے
زمانے کے اہل تشیع کا امام ہے۔

پندرہوں استدلال کی حقیقت

(حدیث) حبٰت علیٰ بِاکلِ السَّيْنَاتِ فَخَرَجَهُ الْخَطَّابُ فَقَالَ باطل رقة العینین ص ۲۸۹

ترجمہ:- حبٰت حضرت علیٰ کی گنہوں کو کھاجاتا ہے (خطیب نے اس حدیث کو بیان کر کے
فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔

سولہوں استدلال کی حقیقت

حدیث، عن سلمان قال سأله رسول الله صلى الله عليه وسلم من وصيه قال

وصيي دعوضهم سوي و خليفتى في أهلى وغيره خلف بعدى علىٰ رقة العینین ص ۲۸۹

ترجمہ:- سلمان کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا وصی کون ہے تو آپ نے

قریب اکہ میرے دصی اور میرے اہل میں خلیفہ اور میرے بعد اچھا حضرت علیؓ سے اس روایت میں مجھوں رادی موجود ہیں اور ایسے رادی بھی ہیں جن کا نذر میرب گرفتے ہیں۔

۱۸) سترہ ہوئیں استدلال کی حقیقت

انَّا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَذَلِكَ عَلَىٰ وَفَرِيتَهُ يَعْتَمِدُونَ الْاَدْصِيَا آتَىٰ يَوْمَ الدِّينِ فِيهِ
مَتْرُوكٌ وَحْدَهُ الْمَكَّةُ۔

ترجمہ:- میں خاتم النبیین ہوں اور علیؓ اور اس کی اولاد خاتم الاصحیا ہیں قیامت تک اس میں متروک اور کذاب رادی موجود ہیں۔

۱۹) اٹھاہ ہوئیں استدلال کی حقیقت

عَنِ النَّبِيِّ كَنْتَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلًا فَقَالَ إِنَّا وَهُنَّ لِجَةٍ عَلَىٰ إِمَّتِي
يَوْمَ الْقِيَمَةِ اخْرُجْهُ الْخَطِيبُ وَفِيهِ مِنْ أَيْتَهُمْ۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا تو اپؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو فرمایا ہیں اور یہ قیامت کے دن جنت ہوں گے۔

۲۰) آئیں ہوئیں استدلال کی حقیقت

قَالَ مثْلِي وَمُثْلِ شَجَرَةِ اصْلَهَا وَعَلَىٰ فَرِهَاهَا - فِيهِ رَافِضٌ يَرْوِي الْمَنَاكِيرَ
وَضَعَفَاءَ -

ترجمہ:- حضورؐ نے فرمایا میری اور علیؓ کی مثال درخت کی ہے میں اصل ہوں اور علیؓ اس کی فروع ہے۔ اس روایت کی سند میں رافضی ہے جو کہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے اور ضعیف روایات بیان کرتا ہے۔

بیسویں استدلال کی حقیقت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت و شیعتك فی الجنة۔

”زوج، حنفی نے فرمایا ہے علیؑ تو اور تیرے تابع دار بہشت میں جوں کچھ اس روایت میں
دو راوی ہیں جو کہ محبوث ہیں۔

اکیسویں استدلال کی حقیقت

عن ابن عباس قلت للنار حواز قال نعم قلت دما ه هو قال ثبت علی بر اطالب

آخر جه الخلیب و فیہ جماعتہ من الکذابین رقة العین

ترجمہ:- ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا رسول اللہ کیا آگ
سے عبور کرنے کا ذریعہ بھی ہے آپؓ نے فرمایا ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے آپؓ نے فرمایا
علیؑ کی محبت۔

خلیب نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ اس میں محبوث راوی موجود ہیں۔

باکیسویں استدلال کی حقیقت

اقل روح ستمت علی فیہ کذاب رقة العین ص ۲۹

ترجمہ:- جس روح نے پہنچے میرے اور پر سلام لہادہ علیؑ کی روح تھی اس روایت میں
کذاب راوی موجود ہے۔

تیسرویں استدلال کی حقیقت

عنوان صحیفہ، لؤمن ثبت علی۔

ترجمہ: مومن کے صحیفے کا حداں حضرت علیؓ کی جنت ہے اس کے متعلق کہا ہے۔

(۱) قال ابن الجوزی لا اصل لهُ

ابن جوزی نے فرمایا اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے۔

(۲) قال الذهبی باطل و سندہ مظلومٌ

علام ذہبی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے اور اس کی سند بے اصل ہے۔

چوبیسویں استدلال کی حقیقت

لما عرج بي رايٰت على ساق العرش مكتوبًا لا إله إلا الله محمد رسول الله ايـد بـعـلـيـنـقـوـهـي

مطلوبہ میں عرش پر کلمہ طیبہ کے ساتھ حضرت علیؓ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

(۱) قال ابن عذی باطل

ابن عذی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے۔

(۲) قال المحفوظ ابن حجر موضوع بلديب

علام حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ یہ حدیث یقیناً بلا شبه موضوع ہے۔

پچھیسویں استدلال کی حقیقت

لـاءـيـتـ عـلـىـ بـابـ الـجـنـةـ مـكـتـوـبـاـ لـاـ إـلـهـ إـلـاـ لـهـ مـحـمـدـ رـسـولـ اللـهـ عـلـىـ جـيـبـ اللـهـ

قال الذهبی موضوع۔

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر کلمہ طیبہ کے ساتھ علی جیب اللہ کھاد کیا۔ ذہبی نے فرمایا یہ روایت موضوع ہے۔

چھپیسوں استدلال اور اس کا جواب

ولادت فی الکعبہ کی تحقیق

استدلال اہل شیعہ، چونکہ سیدنا علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہوتی ہے اس لئے آپ جمیع امت سے افضل بھرے۔

جواب علیؑ سیدنا علیؑ مر لفظ کا کعبہ میں پیدا ہونا اسلامات میں سے نہیں ہے اور نہ اس کے متعلق سماری کتابوں میں صحیح طور پر تصریح ہے لہذا خیر متفق چیز سے استدلال، ہی غلط ہے۔

جواب علیؑ کعبہ بیت العبادت ہے بیت الولادت نہیں پس اگر ولادت ثابت ہی ہو جائے تو پھر بھی مقام فضیلت نہیں۔

جواب علیؑ کعبہ اس وقت بیت الاذان والاصنام بنا ہوا تھا تین سو سال گھنیت اس میں مرکوز تھے اس بنابر جمی ولادت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

جواب علیؑ اگر شریعت میں یہ مدارفیت ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور اس فضیلت سے مشرت کئے جاتے حالانکہ کتب شریعت گواہ ہیں نہ حضور علیہ السلام کی ولادت کعبہ نہیں ہوتی۔

جواب علیؑ یہ استدلال ان لوگوں کے لئے تو ہو سکتا ہے جو شریعت سے بالکل کوئے ہوں لیکن جن کو معلوم ہے کہ

(۱) مسجدوں میں سے کعبۃ اللہ کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے۔

(۲) مسجدوں میں انسان بھی داخل اس وقت ہو سکتا ہے جو ظاہر ہو۔

ولادت کے موقع پر پہنچ کے پیدا ہونے کے وقت مساجد کو استعمال نہیں کیا جاسکت۔

(۴) حافظہ اور صاحب نفاس عورت کے لئے تو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ اندر رہنا۔

(۵) اور اگر بے علمی کی وجہ سے ایسا ارتکاب ہو جائے تو استغفار لازم ہے وہ اس قسم کی روایتیں سن کر متاثر ہو سکتے ہیں اور نہ معتقد۔

جواب علیہ:- مزنا حیرت و ہلوی کے طرز کلام اور وجہ استنباط اور طرز اجتہاد سے اگرچہ ہمیں شدید اختلاف ہے لیکن انہوں نے اس سلسلے میں کامیاب کعبہ میں ولادت کو کی مقام تعجب نہیں فلاں فلاں بھی کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں پس اگر ایسا ہے تو ما بر الاتفیاز فرق نہیں رہا۔

جواب عک:- افتیافت کے ثابت کرنے کے لئے ولادت کے دن کے کمالات ہیں کہ خالی از انعام ہے، جبکہ اس کمال کا کمال ہونا بھی ثابت از شرع نہیں۔

جواب علیہ:- اہل تشیع تو حضرت علیؑ کو کعبہ کی وجہ سے مشرب سمجھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ کعبہ اگر بیت العبادت بنائی تو حضرت علیؑ کی وجہ سے پس فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ کعبہ کو پاک کیا تو سیدنا علیؑ اور حضور علیہ السلام نے۔

افضلیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند مغالطے

اور آن کے جوابات

پہلا مغالطہ اور اس کا جواب

لقریب مغالطہ:- حضرت علیؑ نے تو کفر کا زمانہ ہی نہیں پایا اور صدیق اکبر خواروق اعظم دیغرو کفر سے اسلام کی طرف آتے ہیں۔ اس لئے سیدنا علیؑ مرتبہ افضل ٹھہرے۔

جواب علیہ:- ابتدیہ علیہم السلام کی تو قدرت ہی محلی اور مزکی ہوتی ہے اس کے علاوہ اگر کسی

نے زندگی کی ترقی پایا ہوا اور وہ اسلام میں بھی پیدا ہوئے ہوں، اور یہی معیار افضلیت ہو تو ہمارے ہبایاں میں پھر حضرت عرشے ان کے فرزند کا مرتبہ ہی بلند تصور کیا جائے گا۔ جبکہ ان کی تربیت ہی اسلام دایاں میں ہوتی۔ دیکھئے کتنا خلط اڑائیہ لگا ہے۔

جواب ۱۳۔ کلام نفس فضیلت میں نہیں افضلیت میں ہے سیدنا علیؑ کے ساتھ تو اس رنجھی میں اور بھی شرکیب ہیں جیسے کہ سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ میں افضلیت ثابت ہے ہوتی۔

جواب ۱۴۔ بہ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک وہ ہے جسے محبوب، کا وصال متعدد لکھتوں اور بہراہ مصوبتوں کے بعد حاصل ہو اور درسرا دو ہے جسے ذرہ بھر بھی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے، فرمائیے منصف محبوب کی لگاہ میں مرتبہ کس کا نیادہ ہوگا۔

سیدنا علیؑ تو حضور کے گھر کے پر دردہ نتھے انہوں نے زمانہ طفویلیت میں اگر مان بیلو کیا۔ کمال تو اس کا ہے۔

کہ اور نبوت کو خواب میں دیکھتا ہے اور تین کریم ہے۔ (حالہ غرداہت جیدری)

گھر پہنچتے ہی دربار نبوت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ (حالہ غرداہت جیدری)

کسی سے مشورہ کئے بغیر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور دایاں دا اسلام کی لاج رکھتا ہے۔ (نامہ التواریخ)

شتو والد کے نذہبی کی پرودا کرنا ہے اور نہ ان کی مخالفت سے خوف کھاتا ہے۔

(اغر دامت جیدری)

سیاست اور اقتدار اگرچہ ابو جہل و ابو لہب کے ہاتھ میں ہے مگر ذرہ بھر بھی پردا نہیں کتا۔ رغبات جیدری

صرت ایاں لانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ میدان تبلیغ میں اعلاء کلمت اللہ کے لئے رنج د تکلیف میں برابر کاشرکیب رہتا ہے۔ تاریخ اسلام۔

(۸) جان ہو یا مال سب کچھ یاد کے قدموں پر شارکر دیتا ہے۔

(۹) اَلْمَوْبِرُ وَلَهُ اَنْبَعُونَ الْفَا انفقہا کلمہ اعلیٰ رسول اللہ رقرۃ العینی ص ۱۳۱

(۱۰) اگر محظوظ کو شادی کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو، سال کی لڑکی بسطاں شریعت آن

کے حوالے کر دیتا ہے۔ (حیات القلب ج ۲ ج ۲)

(۱۱) محظوظ اگر ملن چھوڑنے کا اشارہ کرتا ہے تو وطن کو بھی خبر باد کہہ دیتا ہے۔ (تفیر علکی)

(۱۲) سانپ کا نہر تو برداشت کر دیتا ہے مگر محظوظ کی بیٹی اسی برداشت نہیں کر سکتی۔

(اسیرت ابن خثام)

(۱۳) محظوظ بینندی میں ہے تو یہ جاگ کر بپڑہ داری کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ (رمذانات)

ذرالصلاف سے تفرمایئے کہ قدکش ارجمند اور اعلیٰ رہ۔

مغالطہ ۳ اور اس کا جواب

یا عکلی آنٹ و متنی و آنا منک

ترجمہ۔ اے میں تو مجھے سے ہے میں شجو سے ہوں۔

جواب علیہ۔ ایسے خطابات الہبای مثودت کے لئے ہوتے ہیں حقیقت پر محوال نہیں ہوتے۔

جواب علیہ۔ اگر حقیقت پر محوال کیا جائے تو یہ ناظم کے ساتھ حضرت علی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

جواب علیہ۔ جب سیدنا عثمانؓ کے لئے بیعت لینے لگے تو اپنے باقاعدہ قرار دیا
فرمایئے کیا دہل بھی یہ اتحاد متصور ہو گا یا نہ۔

جواب علیہ۔ اس قسم کے الفاظ جب حدیث مکون کے متعلق بھی دارد ہیں تو خصوصیت نہ۔

مغالطہ ۴ اور اس کا جواب

صدیق اکابر ہنگنوں میں قرار کر گئے تھے اور حضرت علیؓ پیانت قدم رہے۔ لہذا افضل
حضرت علیؓ رہے۔

جواب ۱۔ سیدیق اکبر جو یا حضرت علیؓ کا ذکر صراحتاً ثابت قدم رہتے کا قرآن میں
بے اور نفراء کا۔

جواب ۲۔ اور اگر تسلیم کر دیا جائے تو جب کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس
انتشار سے پہلے منع نہیں قرآن ثابت نہیں جس کا امر ابھی تک خدا تعالیٰ کی طرف سے
نہ ہوا اس پر عتاب بھی منحصر نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۳۔ برلندر تسلیم بھی موڑ داعتراض نہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کو اپنی شجرے منع
کیا گیا بلکن اس کے باوجود انہوں نے کھایا بہشت سے نکالے گئے مگر استحقاق
نبوت و خلافت فی الارض میں فرق نہ آیا ہاں انتشار فی الجہاد سے متعلق صریح طور
پر قبل ازیں منع موجود نہیں، خدا کی طرف سے بار بار معانی کا اعلان ہوتا ہے تو فرمائی
ان کے استحقاق خلافت دافعتیت میں کیسے فرق پڑ سکتا ہے۔

جواب ۴۔ یہ انتشار عن الاسلام نہ تھا انتشار لاسلام تھا یہی وجہ ہے کہ وقتی طور پر منتشر
ہوئے اور واپس آگئے اگر انتشار عن الاسلام ہوتا تو نہ خدا تعالیٰ معانی کا اعلان کرتے
اور نہ یہ آخر دن کم صاحب نبوت کا ساتھ دیتے۔

مناظر اور اس کے جوابات

ہر معلم میں صدیقؓ دنار و قل حضرت علیؓ سے مشورے لیا کرتے تھے اگر ان کا رتبہ
اور مقام افضل نہ ہوتا تو مشورے کیوں لیتے۔

جواب ۵۔ دینی و دنیاوی امور میں مشورہ طلب کرنے پر حضور علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ
کی طرف سے مأمور تھے و شادرہم فی الامر پس جس طرح حضور علیہ السلام کے
اپنے تلامذہ سے مشورے طلب کرنے سے حصہ کے افضل ہونے میں درمیں نہیں
آتا۔ اسی طرح سیدنا صدیقؓ اور سیدنا فاروقؓ کے مشورہ طلب کرنے سے بھی ان
کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔

جواب ۲۔ صحابہ کرام کے پیش نظر مخالف تھے پس اگر اس پر وہ علی کرتے تھے تو اس سے افضلیت کا استغاؤ کیا لازم آیا۔

مغالطہ ۵ اور اس کے جوابات

حضرت علیؑ کی افضلیت کا ثبوت یہ ہے کہ نصیریہ نے آپؑ کو خدا تعالیٰ سیم کر لیا ہے اگر یہ وہ خدا نہیں تھے مگر پھر بھی افضل تو صدر تھے رہے آپؑ کے صدیق و عمرؑ ان کا حال تو آپؑ کے سامنے ہی ہے۔

جواب ۳۔ حضور علیہ السلام بااتفاق فرقین جمادیہ و دُسل سے افضل ہیں لیکن باہر ہے آج تک حضورؐ کے خدا اور ابن اللہ ہونے کا کسی نے دھوئی نہیں کیا اور حضرت عزیزؑ اور حضرت علیؑ کے متعلق یہود و نصاریٰ کے اختقادات قرآن میں موجود ہیں کہ وہ انہیں خدا تعالیٰ کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور ان میں بعض لوگ عین اللہ بھی سمجھتے ہیں پس فرق ظاہر ہے۔

جواب ۴۔ عزیزؑ کو منیٰ علیہما السلام تو پھر بھی نبی تھے لیکن اندھی دنیا نے تو چاند اور سورج آگ اور سپانی کو بھی خدا بھکھایا پھر کیا شیعہ حضرات ان کی افضلیت کا بھی یقین کریں گے۔

جواب ۵۔ حضرت علیؑ کا جب اپنا اعتقاد بھی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ مجھ سے افضل ہیں تو پھر جھگڑا اکیسا۔

مغالطہ ۶ اور اس کے جوابات

صدیق اکابر تومدة القبر کسی غرض سے میں امیر بھی نہیں بنائے گئے، اور آپؑ ان کی افضلیت کے قابل ہیں۔

جواب ۶۔ افضلیت کے لئے اور جہاد میں امداد کے عہدے کا انتخاب و تقرر ضروری نہیں من اذنِ الله علیه البيان

جواب ۳:- بر تقدیر تسلیم آپ کی امامت مسلمات میں سے نمائنہبوت میں بھی اور بعد اُبھی بعد کی امامت و خلافت تو حضرت علیؓ نے بھی تسلیم کر لی تھی جس کا فرقیں کو انکا شہیں۔ (راجح طبری)

اور نمائنہبوت کے لئے حسب ویل و لائل ملاحظہ فرمائیے۔

سرینی فزارہ میں امیر مقرر کئے گئے

دبلیو اول:- عن سلمة بن الأكوع قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا يكر فغزو ناساً من بني فزارة رقة العينين ص ۲۲۱
ترجمہ:- سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ابو یکر صدیقؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا تو ہم نے بھی فزارہ کے لوگوں کے ساتھ جگہ کی تھی۔

غزوہ خیبر کے بعض قلعوں کے امیر صدیقؓ اکبر تھے

دبلیو دوم:- وعن سلمة قال لعث رسول الله صلعم ابا يكر الى بعض صوب خيبر فقاتل وجهه ولم يكن فتح رقة العينين ص ۲۲۲
ترجمہ:- حضور نے خیبر کے بعض قلعوں کی طرف ابو یکر صدیقؓ کو بیجاوہ لڑے بھی اور کوشش بھی کی ابھی تک خیبر فتح نہ ہوا تھا۔

خیبر میں حبھڈ اصدیقؓ اکبر کے ہاتھ میں تھا

دبلیو سوم:- عن بريدة قال كان رسول الله صلعم ما أخذ الشقيقة فملأ ثاليه واليدين لا يخرج فلما نزل لم يأخذ ثاله الشقيقة فلما يخرج الى الناس وان ابا يكر اخذ راية رسول الله صلعم ثم منهض فقاتل قتالاً شدیداً ثم رجع - رقة العينين ص ۲۲۳

ترمذہ:- بہریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو کبھی کبھی دردشیقہ کی تکفیف ہو جاتی تھی تو وہ تکفیف ایک ایک دن دو دو دن تک رہ جاتی پس آپ جنگ کو تشریف نہیں لے سکتے۔ جب آپ خبر میں تشریف لے گئے تو دردشیقہ نے خود کیا جس کی وجہ سے آپ میں میں نہ آسکے۔ تو ابو بکر صدیقؓ نے حضور علیہ السلام کا جھنڈا لایا اور نزدِ دست قفال کیا پھر واپس

مغالطہ ۱۷ اور اس کا جواب

پیغام برأت کے لئے نبی کریم صلعم نے صدیقؓ اکابرؓ کو بھیجا لیکن جب یہ پورا نہ ادا کی کے تو مرنے کو بھیجا اہلیت اور عدم اہلیت واضح ہے پھر جائیداد افضلیت پر بحث کی جائے۔ جواب:- واقعہ میں اختلاط کی وجہ سے شبہات وارد ہونے لگ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے صدیقؓ اکابرؓ کو ایسی محض مقرر فرمایا تھا جس پر وہ فائز رہے، تبلیغ برأت بھی آپ کے پسروں تھی لیکن وقتی مصلحت کا مقتضے یہ تھا کہ حضرت علیؑ اس کی تبلیغ کریں چنانچہ جب حضرت علیؑ کے تو صدیقؓ اکابرؓ نے صرف یہ کام ان کے پسروں کو دیا جب حضرت علیؑ تھک کئے تو صدیقؓ اکابرؓ ممتازی کے لئے کھڑے ہو گئے گویا ممتازی خرد رجیعؓ حضرت ابو بکرؓ سے ہوتی اور ختم بھی حضرت ابو بکرؓ نے پس بھوتی۔ رحمۃ الرضاۃ العینین ص ۳ گزندی

مغالطہ ۱۸ اور اس کے جوابات

حضرت علیؑ فہمنا اور طبعاً ذکر کی تھے اسی لئے حضور علیہ السلام نے آپ کو اقضی فرمایا۔ جواب ۱:- ذکر ہونا فطری امر ہے حضرت علیؑ کافکی اور شیخین کا ذکر نہ ہونا کہیں بھی لکھا جوڑا نہیں ہے۔

حضرت علیؑ کا اقضی ہونا ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے یہی تو وجہ ہے کہ آپ نے خلقاء شلاش کی خلافت کے ایام میں یہی فیصلہ کیا کہ ان کے خلاف نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اذکی اور اقمعی نہ ہوتے تو ایسا داشمنداتہ فیصلہ نہ کرتے۔

جواب ۲:- آپ اقمعی اکیوں نہ ہوں جبکہ آپ دربار نبووت سے دس بار عشا فیک سب

بیصلوں کو سچشم خود دیکھ پکے نتے اور جہارت تامرہ حاصل کر جائے تھے۔

جواب ۳: شیخین میں افضلیت یہ تھی کہ وہ کسی صاحب الرائے کے رائے دیتے پر اپنی رائے کو بدل دیتے تھے لیکن سیدنا علی مرتفعہ اپنی رائے پر ڈالت جاتے تھے اور انعام کا خیال نہ فرماتے تھے۔ شاید آپ فاذا عزّمت فتوّکل علی اللہ پر ہی عمل فرماتے تھے۔ بہر حال جنگ جمل یونانیوں اور عزل سیدنا معاویہ کے سلسلے میں اپنوں میں سے بعض حضرت نے اس اندام کے خلاف مشورہ دیا یہیں آپ نے اس میں بینہری سمجھی اور جو نسبت جبراً مہمادہ سب کے سامنے ہے جس پر ایمانی جیشیت سے کسی کو انہمار خیال کرنے کا کوئی حق نہیں بینتا جبکہ سب کے قدموں پر شارہ ہو جانا ہمارا اعتقاد ہے اور یہیں کہتا پڑتا ہے۔

معنی: ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

جواب ۴: یہیک حضرت علی مرتفعہ افسوس نہیں جس کا ہمیں اقرار ہے۔

یہیں حضور علیہ السلام نے اس قسم کے متعدد اتعاب صحابہ کرامؐ کے لئے بھی دفعہ فرمائے ہیں جن کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ مثلاً

۱) صَدِيقٌ أَكْبَرُ وَفَارِقٌ أَعْظَمُ كُوْمَقْدَارَ اُمَّةٍ فَرِمَايَا۔

۲) اَقْتَدِدُ اَبَالذِّينِ مِنْ بَعْدِي اَبَأَكْرَدُ عَمَّى۔

ترجمہ:- میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

(۲) ابی بن کعب کو اقتداء القرآن فرمایا۔

اقرئ کھا بیت ابی کعب۔

ترجمہ:- تم سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہے۔

(۳) ابی مسعود کو استاذ القراء فرمایا۔

[اقرئ القرآن] مِنْ ارْبَعَةٍ فَنَّ عَبْدًا اللَّهَ بْنَ مَسْعُودٍ۔

ترجمہ:- قرآن چار شخصوں سے پڑھنا پہلا عبد اللہ بن مسعود ہے۔

(۳) معاذ بن جبل کو علم کا خطاب عنائیت فرمایا۔

أَعْلَمُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ معاذ بْنُ جَبَلَ۔

ترجمہ:- حلال و حرام کا سب سے نریادہ جانتے والا معاذ بن جبل ہے۔

(۴) تیڈ بن ثابت کو افرض کا القب دیا۔

أَفْرَضْكُمْ زَيْدَ

(۵) ابو عبیدہ بن الجراح کو ایں امت فرمایا۔

يَكُلُّ أَمَمٍ وَأَمِينٌ هَذِهِ الْأَمْمَةُ أَبُو عَبِيدَةَ۔

ترجمہ:- ہر امت کے لئے ایں ہے میری امت کا ایں ابو عبیدہ ہے۔

(۶) زیبر کو حواری کا القب دیا۔

لَكُلُّ بَنِي حَوَارِي وَحَوَارِي الزَّبَيرِ۔

ترجمہ:- ہر بھی کے لئے معاون ہوتے ہیں میر امدادن زیبر ہے۔

(۷) سیدہ عائشہؓ کو معلم العلوم فرمایا۔

خَذْ دَارِيجَ الْعِلْمِ مِنْ هَذِهِ الْجَيْرَاءِ۔

ترجمہ:- علم کی چوڑھائی سیدہ عائشہؓ سے حاصل کرنا۔

پس جس طرح صدیقؓ و فاروقؓ کے مقصد اور ابی بن کعبؑ کے اقراء ابن معودؑ کے
استاذ القراء اور معاذؑ کے اعلم اور زیدؓ کے افرض اور ابو عبیدہؑ کے ایں اور زیبرؓ کے حواری
اور عائشہؓ کے معلم ہونے سے سیدنا علیؑ کے اعلم اقراء افرض اور معاون ہونے کا
انکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح حضرت علیؓ کے افضل ہونے سے یا تابع المفضلا ہونے سے
انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جواب مث:- حسنور علیہ السلام نے سیدنا علیؑ کو اقتضی قرار ایک لفیس اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ

اقضی اُسے کہتے ہیں جو کسی کی رعایت کئے بغیر مسئلہ حقہ کو بیان کر دے۔

چونکہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے متعلق یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ آپ نے تقیہ میں زندگی بسرا کی اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنے عہدِ نبوت میں سیدنا علیؑ کی فطرت واضح کر دی کہ وہ اقضی اہم کیوں کہ جو اقضی ہو وہ تقیہ نہیں کرتا اور جو تقیہ کرنا اپنا اشعار بنالیتا ہے وہ اقضی نہیں ہوتا۔ ۱۳

مغالطہ ۵ اور اس کے جوابات

سیدنا علیؑ مرتفعہ بہت سخی تھے اس لئے افضل ہیں۔

حوالہ ۱۔ سیدنا علیؑ مرتفعہ کے سخی ہونے میں کہن کوشش ہو سکتا ہے لیکن سوال اس میں ہے کہ سخاوت اپنے مال سے متحی یا بیت المال سے اگر اس نقطے کو سمجھ دیا جائے تو شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علیؑ بیت المال سے خرچ کیا کرتے تھے۔ صدیق اکبر اپنے مال سے پس فرق ظاہر ہے۔ نیز حضرت علیؑ نے جو بنا یا مسٹنے کے گھر سے بنایا اور مصطفیٰ علیؑ جو کچھ خرچ کیا صدیق کے مال سے خرچ کیا۔ وہیں ہماں بون العین فتاویٰ متأمل۔

حوالہ ۲۔ حضور علیہ السلام نے جب دفاتر پائی تو اسلام کو غلبہ و اقتدار کا حلقہ نصیب نہ ہوا جب شیخین بیچے بعد ویگرے تھت خلافت پر جلوہ افراد نہ ہوئے تو مال غنیمت سے مسلمانوں کے گھر میں کوچک کر دیا اور بھی حالت سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں بھی جب حضرت علیؑ ممکن ہوئے تو فتوحات توکیا ہوتیں اخلاق نات برٹھ گئے اب غور کیا جائے تو لا محالہ انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر شیخین نے سخاوت کی تو سائبین کی کمائی سے۔

مغالطہ ۶ اور اس کے جوابات

شبہ حجرت حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؑ مرتفعہ کو اپنے بنت پسلایا معلوم ہوا کہ

حضرت کے بتر پسونے کی اہمیت بغیر علی مرتفعہ کے اور کسی میں نہیں تھی۔

جواب ۱۔ بتر پسونا یا سلانا بیک باعثِ حرمت ہے فضیلت اس میں ہے کہ بتر والے کے ساتھ سونا نصیب ہوا اور رضاہ ہر ہے کہ غار میں تین راتیں اور گنبدِ خضراء میں روزہ حضرتک صاحب بتر کے ساتھ سونا نصیب ہٹا تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم رہ کو۔

جواب ۲۔ بتر پا گریں نہ تھے ایک رات سوئے تو ازدواج النبیؐ کو حضور کی ساری زندگی تک سونا نصیب ہٹا۔

مغالطہ ۱۱ اور اس کا جواب

سیدنا علیؐ کو حضور علیہ اسلام نے مذاکے میں سے سلا یا مگر صدیق اکبرؒ بغیر بالانے کے تشریف لے گئے۔

جواب ۳۔ سراسر غلط ہے تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ اَنَّ اللَّهَ أَمْرَكَ كُمْدَا
قَوَاعِيْلَ نَفْجَهَ حَمْمَةَ دِيلَبَے۔

حیات التلوب ج ۲ مطبوعہ نول کشور میں ہے مذاکع عالیٰ ترا امر میکند کہ علیؐ تا بربتر خود بخواہانی وابو بکر را ہمراہ خود بھری۔ غدوات جیدری ترجمہ جملہ جیدری مطبوعہ لکھنؤ میں ہے۔ ہرگاہ جناب نبویٰ دولت سرانے سے لکھے تو پہلے درخانہ ابوکبرؒ پر آئے اس لئے کہ آپؐ نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا۔

مغالطہ ۱۲ اور اس کا جواب

سیدنا علیؐ جب خیرؒ کو جانے کے تو حضور علیہ اسلام نے اپنا العاب دہن آن کی انکھوں پر لگایا جس سے وہ شفایا بہ ہو گئے، یہ دہ فضیلت ہے جو بغیر علی مرتفعہ کے کسی میں نہیں ہے۔

جواب ۱۳۔ سیدنا علیؐ کی انکھوں پر حضور علیہ اسلام کا العاب دہن لگا تو صدیق اکبرؒ کے پاؤں پر نیچے جب ناریں صدیق اکبرؒ امانت خداوندی کو لے کر نیچے تو سات پ نے نہیں کر صدیقؒ کے پاؤں کو کاٹ لیا تھا کہ اڑا انکھوں سے آنسو کی شکل بن کر نمودار ہوا نیچے گرا لاد

سرور کائنات کے چہرہ اقدس پر پڑ آپ نے گھر کر پوچھا ما یکید ابا بکر اے فیق
غاراپ کوں نے رکایا تو جواب دیا لا غنی خیہ یا رسول اللہ بس آپ نے اپنا عاب
دہن صدیق اکبر کے پاؤں پر لکھایا تو ٹھنڈک پڑ گئی۔

مغالطہ^{۱۲} اور اس کے جوابات

عَنْ أَنْسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ
يَا أَكْلِ مَحْقُّ هَذَا الطَّيْرِ فَعَلَّدَ عَلَيْهِ فَأَكَلَهُ۔ اخرجه الترمذی۔

ترجمہ۔ حضور علیہ السلام کے پاس ایک پرنده بھونا ہوا تھا تو آپ نے کہا اے اللہ مجھے
وہ آدمی دے جو تیری ساری مخلوق سے تجھے پایا ہوا درود اکر میرے ساتھ بھونے ہوئے
پرندے کو کھائے پس حضرت علیؑ آئے اور آپ نے کھایا۔
رف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ افضل تھے۔

جواب ۱۳۔ بالاتفاق فريقين تمام مختلفات میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت
سرور کائنات مسلم سے ہے۔ تلک الرسل ففضلنا بعضهم على بعض
و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين و ما ارسلناك الا رحمة للناس جیسی آیتیں بتاتی
ہیں کہ جو مقام خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عنایت فرمایا ہے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور
اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ احباب المخلق عند اللہ حضرت علیؑ ہیں۔ جہاں تک ان کی فضیلت
کا تعلق ہے مسلم ہے لیکن حضرت علیؑ کا مقام افضل الانبياء سے بہت کم ہے۔
پس معلوم ہوا کہ مذکورہ بالاحديث کا مطلب آیات خداوندی سے تکراجانے کی وجہ
سے ناقابل قبول ہے۔

جواب ۱۴۔ اور اگر آیات خداوندی سے تکراجانا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر افضلیت پر
استدلال فائم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہر شکل کا اپنا اپنا شعبہ ہے ہو
سکتا ہے کہ حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کو اشمع ہوتے کی حیثیت سے احباب ہوں اور صدیق اکبر

القیا ہونے کی حیثیت سے اور عبد اللہ بن مسعود اقر آہونے کی حیثیت سے بہر حال حیثیت کے تغیر و تبدل سے احباب ہوتا یعنی متعدد ہوتا جاتے گا۔

جواب عذاء۔ جس طرح صدیقین اکبر کے احباب الی الرسل ہوتے سے سیدنا علیؑ کے احباب الی الرسل ہونے میں فرق نہیں آتا اسی طرح سیدنا علیؑ مرتفعؑ کے احباب الی الرسل ہونے سے سیدنا ابی بکرؓ کے احباب الی الرسل ہونے میں فرق نہیں آتا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

(عن عائشة قالت كان ابو بكر احب الناس الى رسول الله صلهم ثم عمر (عمر بن الخطاب) ترجمة ابو بكر حضور کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اس کے بعد عمر)۔

قل ان كنتم تعبدون الله فاتبعوني بمحبكم الله ر(الله)
ترجمہ۔ اے محمد مصطفیٰؐ کہہ دیجئے اگر تم خدا کے محب ہو تو تم میری تابعہداری کرو
خدا تم کو محبوب بنائے گا۔

معلوم ہوا کہ ایسا یہ رسول ہیں محبوبیت الی اللہ عاصل ہوتی ہے پس جو شخص تیارہ تابعہ
ہو گا وہ زیادہ محبوب ہو گا اس آیت کے پیش نظر اجلیت کسی معلوم ہوتی ہے جس کی کسی
سے تخصیص کرنا نہیں قرآن کے خلاف ہے۔

مقالات ۱۳ اور اس کا جواب

حدیث میں دارد ہے اذا كان يوم القيمة قال الله تعالى لي ولعلی بن ابی طالب
ادخل الجنة من اعتمادا ددخل النار من ابغضكما۔

ترجمہ۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تعالیٰ مجھے اور علی بن ابی طالب کو فرمائیں گے اپنے
بغیض کو بیشتر میں داخل کرو اور شہنشویں کو جہنم میں داخل کرو۔ ۱۲۔
معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضورؐ کے بعد سیدنا علیؑ کے لئے ہے۔

جواب۔ ابین جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں تقسیم کر کے لکھا ہے کہ اس میں
ایک رادی اسحاق تخفی موجود ہے جو تہم بالوضع ہے اس بناء پر حدیث قابل اعتبار نہیں،

معاشر طبع اور اس کے جوابات

حدیث میں آتا ہے کہ لوگ حوض کوٹ سے راندے جائیں گے تو حضور فرمائیں گے
اصحابی اصحابی جواب آئے گا انک لاتدری ماحد توابعدک آپ نہیں جانتے
کہ آپ کے بعد تمہروں نے کیا عمل کئے

بجواب نیراہ - حدیث کے ظاہری عном سے جملہ صحابہ کرام کو احمد تو ابعد کی زدیں لانا غلط
عقل و نقل ہے خلاف عقل اس لئے کہ اور حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام سارے کے
سارے احادیث فی الدین کے قریب ہیں اور دریافت ہیں تو فرمائیے دین کا کیا اعتبار تھا
ہے جبکہ انہیں حضرات کے داسطے ہم تک بنی ہاپیغام اور اللہ کا قرآن پہنچا ہے فتنہ ارتکال
ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں یقیناً نوادر ہوا اس کا صحابہ کیا کرنے پوری توت سے مقابلہ کی
اور خلاف نقل اس لئے کہ:-

(۱) حجاج بن دانصار کے متعلق اعلان ہو چکا ہے اولئک ہم المؤمنون حقاً یہ چےز
پختہ ایمان دار ہیں پسکہن کو خدا تعالیٰ پختہ ایمان دار فرمائے ان پر اتماد کا شہر بھی
نا ممکن ہے۔

(۲) حجاج بن دانصار کے لئے (عَدْلَهُمْ جِنْتَ بَجْرِي مِنْ تَخْتَهَا الْأَنْهَارِ كَه)
قرآن میں موجود ہیں خلدین کہہ کر زہا ایدا کی تائید ہیں بھی مزید ہیں اس ان کے متعلق
شہر ارتدا و یقیناً نازیبا ہے

(۳) عشرہ پیشہ کو خدا تعالیٰ نے سرور کائنات کی زبان سے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔
پس جن کو رب بازیوت سے بہشت کی گئی مل جی ہے ان پر چشم حرام ہو چکی ہے۔
(۴) قرآن مجید میں ہے۔ یا ایها الذین امروا من یورتد منکر عن دینہ فسوت
یا قی اللہ یقروم بعیتمہ و بعیتونہ۔

ترجمہ۔ اور تشرح امانت پاکٹ بک جستہ عا کے بحث خلافت میں دیکھ لئے جائیں۔

خلاصہ یہ کہ مرتباً دین کے مقابلہ میں جس قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا وہ مددیق اکبرؒ^ر
ادسان کی جماعت والے تھے تو معلوم ہوا اما احمد شواعرؒ سے وہ مراد ہیں جو صدیق اکبرؒ کے
مقابلہ پر تھے ہوئے تھے لیکن جو صدیق اکبرؒ کی جماعت ہیں تھے وہ ان میں داخل نہیں ہیں۔

مقالات اور اس کے جوابات

حضرت اکثر اذفات حضرت علیؓ کو جگنوں میں پیغام دیا کرتے تھے اور صدیق و عمرؓ کو کبھی کبھی
اور فرقہ قاہر ہے۔

جواب علیؓ۔ ان سے چونکہ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد علی سبیل الاتصال خلافت کا
کام یعنی اس لئے حضور علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ یہ کسی وقت بدآہوں لیکن حضرت
علیؓ نے چونکہ چوڑھے نیزہ علاقت کی طریقی ادا کرنی تھی اس لئے ان کے متعلق یقین خدا کہ
جن امور کی وجہ سے اطلاع نہ پاسکیں گے خلفاء رشیاد سے ہی پالیں گے۔

جواب علیؓ۔ ہم بچائے اس کے کہم اس سوال کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ درگای نسل کے دستی میں پڑھیے اور المیتان کیجیے۔

عن حذیفۃ بن ریحان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول
هممت ان ابعث الى الاٰنف رجلاً يعلمون الناس السنن والفرائض كابعث
عیسیٰ ابن مريم الحواریین قبل لة فلین انت عن ابی بکر و عمر قال اللہ لا غنى لی
عنهما انہما من الدین کا السهم والبعض رواه الحاکم المستدرک۔

ترجمہ۔ حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی مقدار سربان سے سُنا تھا آپ
نے فرمایا میں نے قصد کیا ہے کہ میں سن و فرائض کی تعلیم اور امور دین کی تبلیغ کے لئے لوگوں
کو پیشوں جس طرح میسے ایں مریم اپنی جماعت کو تسبیح تھے پس آپ کی نظر میں سوال کیا
گیا یا رسول اللہ پھر آپ ابو بکر و عمرؓ کو کیوں نہیں تسبیح تھے فرمایا کہ وہ دین کے لئے آنکھوں
کا ان کے شل ہیں یعنی اگر وہ چلے جائیں تو پھر تسبیح ہے۔۔۔

رف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نبیجنیا غریبات و سایکے اکثر معکروں میں یا لوگوں کو تعلیم کے لئے اس لئے نہ ہوتا تھا کہ وہ حنفی الدین یہی بلکہ اس لئے ہوتا تھا کہ ان کا سینا یا حضور کے لئے اپنیان کا باعث ہے اس احساس بقدر و رایات اور قدیمی قرآنیوں نے ان کا مقام حضور کی نگاہ میں آتا بلند کر دیا تھا کہ اب آن سے ایسے کھن کام لیتے کی ہڑوت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

مزید تائید

عن أبي أوسى الدوسي قال كنت جالساً عند النبي صلعم فاقلم الوبر وعرف قال
رسول الله صلعم الحمد لله الذي اتد في بهما - رواه المأك

ترجمہ:- ابی راوی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس چھٹا تھا کہ صدیق و فاروق نے
بجانب کردیکھا پس آپ نے فرمایا اندکا شکر ہے جس نے ان دو شخصوں کے ذریعہ میری تائید فرماد۔

حضرت محمد بن حنفیہ کا بیان

شاه ولی اللہ صاحبؒ محمد ش دہلوی نے قرۃ العینین مکمل میں ایک رؤایت نقل کی
ہے جو من و عن درج کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں ۔

از محمد بن الحنفیہ سوال کر دند کہ پدر بزرگ کو اور تو درج وہ تراکارہ ایغفار ماید و حسین بن رانیق را پایہ
نشاء ایں چیست گفت حسین بن دراد پدر من بائز لاد و حیم اند درین انسان تاکہ را زست
پا سر نجام پا بد حیم سا چار نج باید دارد ۔ ۱۲۰

وَتَنَّتْ يَا لِغَيْرِ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَالِكَ حَمْدًا كَثِيرًا

(ترجمہ) امام رضا کے آباد دامتدار سے مفوہ در کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہار بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے بڑے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نکھالیں اور جو اس گروہ کا حوالہ ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ کبھی بیٹھے کریں بھی ان میں سے ہیں۔

(فت) مذکورہ بالاعشار توں سے ثابت ہو اکہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق القاب کا ذکر اوس کی ایجاد اتنا عشرہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فرقیین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلام طبیبہ

اہل تشیع کا کلام طبیبہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ وآلہ واصفی رسول اللہ

اہلسنت کا کلام طبیبہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہل تشیع کا کلام طبیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلام طبیبہ کی جزو بھنا ہماری تحقیق

میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجہ پر بیان کریں گے ملا خطر فرباویں۔

چہلی وجہ ۱۔ اہل تشیع کا کلام توز مانہ نبوت میں مسلمانوں کی تربیتوں پر جاری رہا اور توز مانہ خلافت میں پس ایسے افادات کا ازدواج علی سبیل الالتام یقیناً خلافت شروع ہے۔

دوسری وجہ ۲۔ ہر زمانہ کے بھی کاتام کلام طبیبہ کی جزو درہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ آن سے فالنک کیوں نہ ہوں پس اس بتا پر اس زمانے میں آگاہ کے نزدیک کسی امام کا نام یقیناً ضروری ہے تو سیدنا عبدیؒ کا نام یقیناً مناسب ہو گا۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف و مکرم ہی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلافت قیاس قدر ہے۔

تیسرا وجہ ۳۔ اہلسنت کے نزدیک خلفاء ارباب کی خلافت برحق ہے مگر انکے

۷۸۴

الْمُسْتَدِّي بِكَبِيرٍ

حصہ سوم

مؤلفہ

حضرت العلامہ مولانا دوست محمد حب قریشی

حَمْدًا وَحَمْلِيَاً

حضرات! المستہبک کے ہر دو حصتے طبع ہو کر علماء صلحاء مبلغین اور مناظرین سے خواجہ تحسین حاصل کرچے ہیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شرف قبولیت سے نوازے۔ آئیں۔ اس حصتے میں سب سے پہلے آن مطاعن کے جوابات دیئے گئے ہیں جو خوارج کی طرف سے سیدنا علی مرتفعہ کی ذاتِ گرامی پسکتے جاتے ہیں۔ بعدہ اہل تشیع کے جلد مقائد و اعمال کو پہلیں کر کے ہر ایک پر سیر حاصل تحقیقی تبصرہ کیا جانے گا و مَا أَرِيدُ إِلَّا الْصَّلَاحُ مَا سُتُّطْعَتُ
اگر اللہ نے توفیق عطا فرمائی اور زندگی نے ساقہ دیا تو چوتھی جلد میں عیسائیت اور پھر ذات
کے مقائد و اعمال پر بحث کی جائے گی۔ مرزائیت کے لئے محدثیہ پاکٹ بک اور مسلم پاکٹ بک
 موجود ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ میں اس کے متعلق خامہ فرسائی کروں۔

خارجی کتب بنے اور کیوں بنے؟

سیدنا علی رضی اللہ اور سیدنا معاویہ کے ماہین جب لیلة الحبریں کے موقع پر جنگ زور دل پر پہنچی تو فرقین نے ہمیں محسوس کیا کہ اگر جنگ بدستور قائم رہی اور اسی طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو مسلمانوں کی قوت تباہ ہو جائے گی۔ اور غیر مسلموں کے مقابلہ کی طاقت باقی نہ رہے گی۔ رُعْجَی ہوں یا فارس، ہم پر غالب آجائیں گے۔ تو امیر معاویہ کی فوج سے قرآن کے حکم نہائی تجویز ہوئی۔

قرآن نیزوں کے ساتھ لکھا دیئے گئے

فضل بن ادہم، شریح جداہی، در تابن معم رئے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے علی مرتفعہ کے فوجیوں خدا مسلمانوں پر حکم کرو۔ قرآن کو حکم بناو۔ حور توں اور بچوں کو رو میوں اور فارس کی زدیچاو۔

یہ اعلانِ سنتؐ ہی حضرت علیؓ کی فوج و دوستوں میں تقیم ہو گئی۔ اور جنگِ متوی ہو گئی۔
(فریقِ اول) وہ تھا جن پر جادوچلِ چکا تھا وہ کہتے تھے کہ جب قرآنؐ کو یہ حکم مانتے ہیں تو
جھگڑا کا ہے کا جسی کہ انہی میں سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قرآنؐ کے فیصلے سے آپ
نے انحراف کیا تو آپ کے ساتھ وہی کام کریں گے جو حشیانؐ کے ساتھ کیا تھا۔

(فریقِ ثانی) کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک فریب ہے اس سے متاثر نہیں ہونا پاہٹئے مگر یہ لوگ
قیلِ تعداد میں تھے اور فریقِ اول کثرت میں۔ التوادِ جنگ کے بعد علیؓ کی فوج کی طرف
سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے اور امیر معاویہ کے لشکر کی طرف سے عمر بن العاصؓ نے
پایا کہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور برائیک نے اسی طرح اپنی راستے کا اٹھا کر کیا۔ مگر حب اعلانؐ
کرنے کا وقت آیا تو عمر بن العاصؓ سے پہلے ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت علیؓ کے عوام کا فیصلہ
دیا یعنی عمر بن العاصؓ نے سوچا کہ اگر میں نے معاویہ کو بھی معزول کر دیا تو اختلاف عظیم کا خطرہ ہے
کیونکہ عرب و شام میں ان کا ہم پدمانہ مشکل ہے۔ جو ایسی شخصیتوں پر کنٹرول کر سکے۔ لہذا اگر ان کے
نمائندے نے جلدی سے کام لیا ہے تو ان کی ذمہ داری ان کے سرہنگ اپنے نمائندے کو معزول
نہیں کرتا بلکہ بحال رکھتا ہوں۔ اس فیصلے کے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ تاریخ طبری ص ۳۴۳-۳۴۴، اخبار
الطوال، ابن اثیر ج ۲ ص ۱۳۴ کے مطابع سے معلوم ہو سکتا ہے یعنی ہم نے اس وقت یہ بتانا
ہے کہ حضرت علیؓ ابتداء سے بھی تھیکم کے مخالف تھے۔ مگر جماعت کے اصرار سے تسلیم کریا
کہ اب تھیکم کی تجویز ہو گئی تو انہیں حامیوں میں سے ایک جماعت نے مخالفت شروع کر دی
اور تھیکم کو کفر قرار دیا اور اسی جماعت کا نام خارجی تھا اُن کا امام عبد اللہ بن وہب برابری تھا
جو معاملات دین میں انسان کو حکم بنا ناکر جانتے تھے۔ خارجیوں کا یہ نعمہ تھا لا حکم الا اللہ

سیدنا علیؓ پر خارجیوں کی طرف سے پہلا اعتراض

اوہ اس کے جوابات

حدیثِ شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ بھی کے نمائندے طیب کو غیر طیب سے جدا

کر دیتا ہے۔ یعنی غیر طیب کو اپنے اندر رہنے دیتا ہمیں۔ اس بنا پر جب ہم خلفاء ثلاث کی پاکیزہ سیرت پر نظر کرتے ہیں تو ان کے دار الخلافہ کو مدینہ کے اندر پلتے ہیں۔ لیکن جب علیؑ قلیقہ بنے ہیں تو مدینہ سے باہر کو فیں دار الخلافہ بناتے ہیں کیا اس سے بیظہ نہیں ہوتا کہ مدینہ نے ان کو اپنے اندر رہنے نہیں دیا۔

(جواب ۱) سیدنا علیؑ مرتضیٰ کافی میں دارالسلطنت بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ وطنیت بھی یہل چکے تھے ظاہر ہے کہ ڈھن تو آپ کا بدرستور مدینہ منورہ تھا لیکن دارالسلطنت کو فہ اس سے مدینہ منورہ کو چھوڑ جانا لازم نہ آیا۔ پس سوال ہی نہ رہا۔

جواب ۲۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے یہی مناسب بھا تھا کہ دارالسلطنت مدینہ سے باہر رہتے تاکہ اگر خدا نخواستہ دشمن کی طرف سے کسی وقت حملہ ہو جائے تو مدینہ کے درود لیوار مسلمانوں کے خون سے ملوث نہ ہونے پائیں۔

(ف) دیکھئے خوارج کی کتنا استہنم ظریفی ہے کہ حق و باطل کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور خواہ خواہ سیدنا علیؑ کے ذام شرافت و مقام کو داغدار کئے پڑے جاتے ہیں۔

جواب ۳۔ مدینہ تو ہر وقت مدینہ ہے اور تھا۔ پس اگر خوارج کے زعم باطل کے مطابق ہوتا تو سیدنا علیؑ عہد خلافت سے پہنچے ہی مدینہ مقدسہ چھوڑ جاتے گر اپ کا دفاتر رسالت مابہ کے بعد سے لے کر عہد خلافت کے بعد تک مدینہ نہیں متوجہ رہتا بتا آجئے کہ خوارج کا شیوه قطعاً بے اصل ہے اور ایمان داروں کے ایمان سلب کرنے کا ایک طریقہ ہے اعلاننا اللہ عنہما۔ جواب ۴۔ اگر مدینہ سے باہر رہنا ہی وجیب شیہ ہے تو سیدنا علیؑ کی کاشام میں مدة الامر رہتا اسی طرح باقی اصحاب کرام کا مدینہ سے باہر رہنا بھی ثابت ہے۔ تو پھر سب حضرات پر یہی فتویٰ لکھنا پڑتے گا۔ حالانکہ وہ سب کے سب آپ کے نزدیک بھی اس فتویٰ سے بری ہیں۔

ما ہو جوا یکم فھر جوابنا۔

خارجیوں کا سیدنا علیؑ پر دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات

خلیفہ شاہ کا ایک اسلامی بادشاہ نہیں تھا۔ بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا جائے
پے اور خلافت کا آمیدوار آن کا بیٹھ کر تماشا دیکھ رہا ہے۔ دیکھئے کیا اس سے یہ معلوم نہیں
ہوتا کہ علیؑ کا اس قتل میں ہاتھ تھا۔ اور وہ پہاڑتے تھے کہ کسی طور پر یہ قتل ہوا اور یہ تخت خلافت
کو سنبھالوں۔

جواب ۱:- اہل تشیع ہوں یا اہل سنت دونوں کی کتابوں میں مسطور ہے کہ وفاتِ رسل
نماؐ کے بعد جب لوگ سیدنا علیؑ مر گئے کہ یاں خلافت کی بیعت کرنے کے لئے کتے
ہیں تو آپ انکار کر دیتے ہیں۔ پس آپ کے تخلی میں اگر خلافت کی ہوں ہوتی تو آپ انکار
نہ کرتے لہذا آپ کے حق میں طبع خلافت کا الزام عائد کرنا یقیناً ایک بہت بڑا بہتان ہے۔
اور سیدنا علیؑ کی شخصیت اس سے پاک اور ممتاز ہے۔

جواب ۲:- سیدنا علیؑ نے بلوائیوں کو رد کرنے کی حقیقی کوشش فرمائی اس پر تاریخ اسلام
کے اور اراق شاپریں۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ معاملہ مدد سے بڑھ رہا ہے۔ تو آپ نے
اپنے دونوں صاحبزادوں سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ کو سیدنا عثمانؑ کے دروازے پر قربانی
کے لئے تیغات کر دیا۔ اور فرمایا کہ بیٹے قربان ہو جانا مگر دروازے کے اندر دشمنوں کو داخل
نہ ہونے دینا۔ پس اگر سیدنا علیؑ کے ذہن میں سیدنا عثمانؑ کے متعلق عداوت ہوتی تو آپ سیدنا
عثمانؑ پر قربان ہونے کے لئے حضرت محمد مصطفیؐ کے جگہ گوشوں کو نہ بیخجتے۔ رہاں کا خود بخود
تشریف نہ لے جانا دو یقیناً حکمت پر بنی تھا۔ کہ یہاں لڑنے والے تو جوانوں کا تھا اور آپ
انہوں نے تمام خلافت را شدہ کا کام لیتا تھا۔

جواب ۳:- مستدرک حاکم میں ہے کہ زیادیں ارقام کے پاس سیدنا علیؑ مر گئے تھے
بیمار پر سی کے لئے قشریت لائے۔ اور حضرت زیادؑ کے پاس بکافی لوگ جمع تھے۔ دوران

گفتگو میں حضرت زید نے سیدنا علیؑ سے دریافت کیا کہ آپ نے سیدنا عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ پس حضرت علیؑ نے یہ سن کر تھوڑی دیر مزکونیجا کر لیا۔ پھر فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جن نے دل نے کو چیر کر لگوری پیدا کی اور روح کو پیدا کیا ہے مذکور میں نے حضرت عثمانؓ کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے اور وہ میں نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن حسین الحارثی قال جاءه علی ابن ابی طالب اتی زید بن ارقیم و عنده قوم فقال
عَلَیْنَا أُسْتَغْوِیْا سَكِّنْتُوْا فِيْنَا اللَّهُ لَا تَسْأَلُنِی شَيْئاً إِلَّا حَبَّتْكُمْ فَقَالَ زَيْدٌ إِنَّشَدَكَ اللَّهُ
إِنَّتْ قَتَلْتَ عَثَمَانَ فَأَطْرَقَ عَلَى سَاعِةٍ ثَمَ قَالَ وَالَّذِي خَلَقَ الْجَنَّةَ وَبِمَا إِنْتَ هَمَّا
مَا قَاتَلْتَهُ وَلَا أَمْرَتْ بِفَتْلِهِ (قرۃ العینین ص ۱۳)

ترجمہ: جیسین حارثی سے روایت ہے کہ سیدنا علیؑ زید بن ارقیم کے پاس عیادت کے لئے آئے اور اس کے پاس اس کی قوم تھی۔ پس حضرت نے فرمایا خود مجھی چپ رہو اور دسرہ کو بھی چپ رہنے کا حکم دو۔ خدا کی قسم جو کچھ تم مجھ سے پوچھ دے گے میں اس کا جواب دوں گا۔ تو پس زید بن ارقیم نے قتل عثمانؓ کے سلسلے میں سوال کیا۔ اور آپ نے وہی جواب دیا۔ (جو ہم نے اپنے کھد دیا ہے)

(ف) حضرت علیؑ کا انعامہ حقیقت کرنا اور قوم میں سے کسی کا تردید کرنا بتا تاہم ہے کہ واقعی سیدنا علیؑ اس الزام سے بری تھے۔

جواب مذکور: جنگ محل کے موقع پر سیدنا عثمانؓ کے قتل کے بارے میں یہ الفاظ آپ کے منہ مبارک سے لیکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اللَّهُمَّ أَبْرُرْ أَلِيْكَ مِنْ دَمْ عَثَمَانَ دَلِيقَدْ طَاشْ عَقْلِيْ لِيْوَمْ قَتْلِ عَثَمَانَ وَانْكِرْتْ
نَفْسِي وَجَاهِي وَالَّتِي لَيْبِعَةَ قَتَلَتْ وَاللَّهُ أَتَيْ لَا سَتْحِيْ مِنْ اللَّهِ إِنْ أَبَا يَمْ عَثَمَانَ قَتْلَ
عَلَى الْأَرْضِ لَمْ يَدْفَنْ بَعْدَ قَلْمَاتِ دَفْنِ رِجْمِ النَّاسِ فَسَأَلْوَنِي لِلْيَقِيْنَةَ قَتَلَتْ اللَّهُمَّ
أَتَيْ مَشْفَقَ مَتَّ أَقْدَمْ عَلَيْهِ ثَقْ جَارِتْ عَزِيمَةَ قَبَالِيْعَتْ فَلَقَدْ قَالَوا يَا مَعِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
فَكَانَ مَا صَدَعْ قَلْبِيْ إِنْ دَسْتَكَ سَلَمْ

ترجمہ۔ اے میرے اللہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں اظہار بڑات کرتا ہوں کہ میں اس قتل کے اتنکاب سے بری ہوں جس دن عثمانؓ قتل ہوا تھا۔ میرا عقل اس وقت اپنی جگہ پر نہ تھا اور میرے ہوش و تو اس نجیر کی وجہ سے سالم نہ رہت۔ میں اس وقت اپنے وجود میں ایک کروہ سا اثر پا رہا تھا۔ لگ جب میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے ہمیں جواب دیا مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ عثمانؓ شہید ہو کر زمین پر پڑا ہوا اور میں علافت کی بیعت شروع کر دوں۔ میں لوگ والپس ہوئے جب ان کو دفن کر دیا تو میں نے جھوٹا بیعت شروع کی تاکہ حملتِ اسلامی کی ناہل کے باقاعدہ جل جائے۔ جب لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہتا شروع کی تو میرا جھوٹ پھٹنے کے قریب آگی۔ اور دل مشتعل ہونے لگا۔ (ف) یہ ناعلیٰ مرتفع کے اس بیان پر یہ ایمان تو شک کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا ندار کو انکار کی ذرہ بھر بھی نہیں سہتی۔

خاتمیوں کا سیدنا علی مرتفع پر تفسیر اعتراف

اور اس کے جوابات

خدود رعلیہ السلام کی وفات کے بعد مذہب کی ترقی اور اس کے تنزل کا مدار صحابہ کرام پر ہی تو قوانین کے باہمی اتفاق سے اسلام میں برکات خودا ہوئے اور ان کے افتراء سے جو کچھ ہونا تھا وہ سب کے سامنے ہے۔ ظاہر ہے کہ بخوبت کے بعد امر خلاف ایک اہم مستحق تھا جس پر مہاجرین و انصار کے دوز برداشت گردہ قبیل خلیف کے سامنے میتھر تھے۔ بالآخر اکثریت کا اتفاق صدیق اکبر پر ہوا۔ مگر صرف علیؑ کو آپ سے سے باہر ہو گئے۔ اور پورے چھ میٹنے بیعت نہ کی اور ان کی تائیرے اسلام اور اسلامیان مدینیتی طور پر جو تفرقہ و تشقیق پیدا ہوا۔ وہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ایسے معاملات رونما نہ ہوتے۔

جو اب۔۔ اس میں شک نہیں کہ نبوت کے بعد انتخاب امیر ایک اہم حدث تھا۔ لیکن تینا علیؑ کی حیثیت بھی معمولی نہ تھی۔ تلقینہ بنی ساعدہ میں ان کو انہوں نے تو اس لئے نہیں بلایا تھا کہ تمہیز و تکفین کی وصیت ان سے متعلق تھی۔ اگر حضرت علیؑ تلقینہ کو چلے آتے تو جنازہ رسولؐ مقیوں اکیلا رہتا اور یہ بھی اس لئے نہ گئے تاکہ وصیت کے خلاف نہ ہونے پائے۔

مرا آپ سے باہر ہو جانا تو خارج کا سیدنا حضرت علیؑ کی اکیزہ شخصیت پر ایک ازادم ہے جس سے آپ قطعاً بارہی ہیں آپ سے کہیں بھی مختب شدہ خلیفہ پر طعن مقبول نہیں ہے۔

بکھر دن تاخیر میں بھی راز وزیارت کی شان چلوہ گرفتی۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۔

تاریخ اسلام ص ۱۲۳ مصنفہ میڈ ریعن الدین صاحب میں ہے کہ سیدنا حضرت علیؑ نے قسم اٹھا کر فرمایا۔ میں آپ کی اارت ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن میں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کرنوں کا ای سوت نہائے کے سوائے اپنی چادر تک نہ اور ڈھونو گا۔

جو اب ع۔۔ تقدیر دی سی مدت کے بعد آپ کا بیعت منظور کر لینا بات تھی ہے کہ پڑھو پہنچ دو چند سیدنا تا علیؑ نے اس سے میں تاخیر فرمائی۔ مگر سیدنا صدیق رضیؑ کی فضیلت و افسیت پر آپ و شعبہ نہ تھا جبکہ سیدنا صدیق ویسے کے دیسے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھے۔

اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں سے اخراج طبری ص ۵۲ میں بھی موجود ہے۔

شذتناول یہاں فی بکر فی بیانہ د

کہ سیدنا علیؑ مر رکھنے نے جا کر صدیق اکیزہ کام انجام پکڑا اور بیعت کی۔

جو اب ع۔۔ افتراء دانشماق کا باعث سیدنا علیؑ کی بیعت سے تاخیر کو بھنا خلاف عقل و نقل ہے کیونکہ پہلے تو کوئی ایسا افتراء پیدا نہیں ہوا جس سے دین کی ترقی میں نقصان کا اندریشہ ہوا ہو۔ تاسیاً یہ کہ سیدنا علیؑ سے بظاہر تosal ف بھی ثابت نہیں اور خلاف تعل اس لئے کہ جب اکثرت کا اتفاق کتب الہلسٹ اور کتب اہل تشیع میں منقول ہے تو لا لا کثر حکم اسکل ۔۔ اکثر کے لئے جمل کا حکم ہے اور ذہنی تفرق و تشقیت کا

کوئی بھی شکار نہیں ہوا۔ فتا مل رہے خارجی تو وہ خارجی ہی ٹھہرے۔

خارجیوں کا چوتھا اعتراف اور اس کا جواب

بھگ جمل ہر یا جنگ صفین یا سب سیدنا عثمانؑ کے قصاص نہیں کی دبیر سے ہوئیں اگر یعنی سیدنا عثمانؑ کے قتل کا قصاص لیتے تو نہ عائشہ صدیقہؓ کے مقابلے میں یہ اتفاق کرنا پڑتا۔ اور نہ سیدنا معاویہؓ کے مقابلے میں۔

جواب ۱۔ قتل عثمانؑ اور اس میں سانش سے سیدنا علی مرتفعؑ کا بُری ہونا پہلے ہم دلائل سے ثابت کر کے ہیں۔ تاخیر قصاص کے درجہ حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

وچہر اول:- سیدنا عثمانؑ پر جب بلاشبیوں نے حملہ کیا تھا اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور ہمارے دو انصار بھی پس اگر قتل کرتے وقت حضرت علیؓ کا ان پر کوئی داؤ نہ چل سکا تھا تو ابتدائی خلافت میں جبکہ ان کی قوت ابھی تک ستمم و مضبوط نہ ہوئی تھی کیسے حکم تسلیم کیا جاسکتا تھا دو آنکھیں کہ دو جماعت متنقلاً اور مستقل تھی۔

وہ سرثانی:- حضرت علی مرتفعؑ کی پوریشن علیقہ وقت کی تھی اور سیدہ عائشہؓ دیگر کوئی ان دو شانے حکم مقتول کی تھی۔ دو شامکے لئے حق تواریخا کہ دعویٰ دائر کرتے تھے کہ ایسے اقدامات کرتے جن سے فریضی کے بعض ناما قبیت اندیش لوگوں کو تحالف کا شہر پیدا ہوا۔ جب دعویٰ ہی مفہود تھا تو تکامل فی القصاص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وچہر اربع:- سیدنا علیؑ نے کبھی بھی نہیں فرمایا کہ مجھے تائیں سے قصاص یعنی کائنات ہے۔ البتہ آپ نے یہ تو فرمادیا تھا۔ کہ استحکام کے بعد فو را میرا کام ہی ہو گا۔ صبر کر جیئے۔ یعنی بہت سے حضرات کا یہ خیال تھا کہ اولین فرصت میں یہی کام کیا جائے تاکہ قادر نہ ہے۔

خارجیوں کی طرف سے حضرت علی پر پانچواں اعتراض

اور اس کے جوابات

تحقیق ہو چکا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰؑ کی فوج میں قاتلین عثمان موجود تھے ان کو اپنی فوج سے خارج نہ کرنا۔ کیا از کاب معصیت نہیں۔

جواب ۱۔ تحقیق کے لئے محقق دلیل کی ضرورت ہے۔ میں اونچی فعلیہ الہیان
جواب ۲۔ اور اگر تسلیم کر دیا جائے تو یقیناً اس سے کے ساتھ قاتل نہیں ہو سکتے۔ البته غلط فہمی کی وجہ سے تائید کا تصور ہو سکتا ہے پس اس مظہنوں کی یقینیت کی بناد پر کسی کو قاتل سمجھ کر فوج سے نکال لینا یقیناً خلاف عقل تھا۔

جواب ۳۔ جن لوگوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ قاتلین سیدنا عثمان کے تھے ان کی تعداد بشرط صحیت کتب تواریخ میں بیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ پس اگر کب لخت نہیں کی بسا پر سب کو نکال دیتے تو فوج میں بناوت کا انداشت ہتا۔ اس لئے ان کو فوج سے خارج نہ کیا۔ تاکہ فساد نہ ہونے پائے۔

خارجیوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا جواب

یہ اعتراض سیدہ حاشیہ ام المؤمنینؓ کے ساقب بگ کرنے پر وارد ہوتا ہے جس کے جواب کے لئے اہل نت پاکٹ بک حصہ درم کا مطالعہ ضروری ہے اس کے پڑھنے سے حقیقی حالات پر اطلاع ہو جائے گی۔

خارجیوں کا ساتواں اعتراض اور اس کا جواب

حضرت علیؑ جب تخت خلافت پر نمکن ہوئے تو خلینہ بنتے ہی بلا دبہ بن امیر کے

تمام گورنر دل کو معزول کر دیا۔ حالاً ان کے ذمہ کوئی قصورہ تھا۔
جواب ۱۔ یہ اقدام محکمہ سی آئی ڈی کی املاکات کے پیش نظر ہوا۔ چونکہ قبل ازیں حالات اُس
قسم کے روپ میں ہو چکے تھے اس لئے اُپ اس امر پر مجبور ہو گئے۔

جواب ۲۔ سیدنا علی مرتنے سے پہلے چونکہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت ہو چکی تھی۔ اور حضرت
عثمانؓ بھی خاندان بنو امیہ کے فرد تھے پس آپ نے دیکھا کہ بنو امیہ کے گورنر جب اپنی قوم
کے خلیفہ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو مجھے کب نامہ پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا ان کو مناسب بھی معلوم
ہوا کہ ان کو بیکار قلم معزول کر دیا جائے۔

جواب ۳۔ سیدنا عثمانؓ کے وقت میں خاندان بنو امیہ کے گورنر دل کے تقریبے لوگوں
میں یہ شہر پڑ گیا تاکہ شاید بنو اشم اس کی اپیت ہی نہیں رکھتے۔ پس آپ نے یہ انداز کر کے
ثابت کر دیا کہ بنو پاشم بھی اس کی اپیت رکھ سکتے ہیں۔

خارجیوں کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات

کہہ جاتا ہے کہ علی مرتفع نے رات کو سیدہ کا بنازہ اس لئے پڑھا یا تھا تاکہ پر شیدہ راز
حیاں نہ ہو جائے۔ اور پر شیدہ راز یہ تھا کہ حضرت علیؓ نے ان کو مار دیا تھا اور قتل چھپانے
کی خاطر وصیت مشہور کر دی تھی۔

جواب ۱۔ مرا سر جا پلانہ تینیل ہے ذرہ بھر بھی یہ بات پائیج ہوتی تھی تھیں پہنچ سکی۔

جواب ۲۔ سیدہ قاطعہ اور سیدنا علیؓ کے درمیان رشته داری کی حیثیت سے جو قرب ہے وہ
کی کے ہیں نہیں پس اس خصوصی تعلق کے پیش نظر اس قسم کا وہم دگان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

خوارج کا اول اُس اعتراف اور اس کا جواب

علی مرتفع کا ابو جبل کے دروازے پر جانا اور اس کی لڑکی کے نکاح کے سلسلے خواستہ کی

کرنا اہلت اور اہل آشیع دونوں کی کتابوں میں منقول ہے۔ تو کیا اس میں سیدہ کی توبین ہیں۔
جواب ۱۔ سیدنا علی مرتفعؑ سے یہ فل واقعی ثابت ہے۔ لیکن جب تک کوئی امر خدا اور
اس کے رسولؐ کی طرف سے صراحتاً منوع نہ ہو چکا ہوتا تک وہ درجہ اہامت میں رہتا ہے۔
جب قرآن مجید میں :-

فَإِنَّكُمْ حُوَامًا طَابَ لِلَّهِ مِنَ النِّسَاءِ مُمْتَنَنًا ثُلَاثَ وَرَبِيعٌ^۱ کے پیش نظر ایک بیوی کے
بعد دوسرا بیوی کے ساتھ نکار کرنے کی اجازت بھی نیز حضور علیہ السلام کا عمل اس کی تائید
میں تھا۔ تو سیدنا علی مرتفعؑ کا یہ عمل اعتراف نہ رہا۔ ہاں اگر حضور علیہ السلام نے منع کر دیا
ہوتا اور منع کے بعد سیدنا علی مرتفعؑ سے یہ اقسام ثابت ہوتا تو قابلِ جرم ہو سکتا تھا اور
الحمد للہ سیدنا علی مرتفعؑ اس سے پاک ہیں۔

خواجہوں کی طرف سے دسوال اعتراف اور اس کے جوابات

محمد بن ابی بکر کے متعلق مشہور ہے کہ قتل عثمانؑ میں ساری سازش ان کی بھی اگر بیانات پاپی
تحقیق کو پریخ بھی بھی تو سیدنا علیؑ نے اسے سیدۃ عاشۃؑ کے پیر کیوں نکیا۔
جواب ۱۔ محمد بن ابی بکرؑ کے متعلق قتل عثمانؑ کا الزام تو سراسرا بے بنیاد ہے البتہ کتب
تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس پارٹی میں شرکیت نہیں رہا قتل تو اس کے متعلق کوئی بھی
تشریح نہیں کر انہوں نے کیا ہو۔

جواب ۲۔ حضرت نائلہ زوج سیدنا عثمانؑ کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکرؑ نے قریب اک
دائری سے تو صدر پکڑا جب حضرت عثمانؑ کے منہ سے یہ القاظ نکلے۔ کہ اب اگر الوبک صدیقؓ
زندہ ہوتا تو تجھے یہ حراثت نہ ہوتی۔ ان القاظ کا اس کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ یکدم کا پنچے
لگا اور اس حالت میں چھوٹ کر چلا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے کی کوئی نیشنے
والی صرف حضرت نائلہؓ بھی اور بیس جس سے نصاب شہزادت پور انہیں ہوتا پس ان حالات

کے پیش نظر سے قطعی طور پر مجرم تھیرنا اور اس کے بعد سیدنا علیؑ کے قدم اس الزام کا لگانا اسرار اظہار جیبات ہے۔

جواب ۲:- مروان کے متعلق جب نصاب شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا عثمانؑ نے پُر درنکیا اور محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق جب نصاب شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا علیؑ نے پُر درنکیا۔

خارجیوں کی طرف سے گیا رہوں اعتراف اور اس کے باعث

خلفاء ثلاثہ میں سے جس نے بھی تخت خلافت پر قدم رکھا اسلامی فتوحات ان کو حاصل ہوتی گئیں۔ لیکن جب سیدنا علیؑ مر تھے تو تمکن ہوئے تو ایک ملک بھی فتح نہ ہوا۔

جواب ۱:- جب آپؓ میں افراق پیدا ہو جائے اس وقت اغیار پر غلبہ نامکن ہوتا ہے۔

جواب ۳:- فتوحات کا مدار گورزوں اور مجاهدین پر ہوتا ہے سیدنا علیؑ کے زمانے میں نئے گورزوں کی تعیناتی کی وجہ سے پہلے کی طرح فتوحات نہ ہو سکیں۔

جواب ۴:- آپ کے مشیر آپ جیسے نہ تھے۔ فتاویٰ

خارجیوں کا بارہوں اعتراف!

حضرت حسینؑ کو بلا کیوں گئے۔ کیا وہاں بیت اللہ تعالیٰ یار و مثہل رسولؐ اگر کہ یا مذہبیہ میں شہید ہو جاتے دنیا یہ تو کہتی کہ اشد کے دروازے نامکے روضۃ مبارک کو آخر دم تک نہ چھوڑا۔ وہاں جا کر خانوادہ رسولؐ کی قبیلی بے حرمتی ہوئی کیا حضرت حسینؑ اس کا جواب قیامت کے دن نہ دیں گے۔

جواب ۱:- شیعیان کو فد کے پیغم اصرار اور متعدد خطوط اور بار بار فرمستادون کے بھینے سے آپ مجور ہو گئے۔ اور آپ نے تشریف سے جانے کا وعدہ کر لیا۔

مذینہ کی سکونت کو ترک کرنے کا نہ آپ کا ارادہ تھا اور نہ آنے والے حالات کی آپ کو خبر تھی۔ سیدنا مسلم کو اس لئے توصیجاتا کہ وہاں کے حالات معلوم کر کے مجھے مطلع کرے۔ مگر وہ تدبیر کنندہ تقدیر کر دخدا۔

حالات جیسے بھی پیش آئے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر آپ تشریف نہ لے جاتے تو ان العهد کا نہ مسٹو لا کے پیش نظر مانع ہوتے۔
نوٹ:- مختصر طور پر خارجیوں کے اعتراض نقل کر کے ان کے جوابات دے دیتے گئے ہیں۔ مزید تشریح بخوب طوات ترک کردی گئی ہے۔ اب ذیل میں اہل تشیع کے عقائد بیان کر کے ان کی تردید کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق جنائزہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اہل تشیع کا اعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرام جنائزہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکیت ہوئے۔ الجواب ۱۔ جنائزہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کا شرکیت نہ ہوتا زبردست بہتان ہے۔ من انجی فعلیہ البیان۔

الجواب ۲۔ کاش کہ اہل تشیع اپنی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ان کی کتابوں کی عبارت میں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

محمد بن یعقوب کلمی کی یقینی روایت

عن جابر بن جعفر قال لما قبض النبي صلی اللہ علیہ وسلم صلت علیہ الملائكة
والمهاجرین والانصار فوجاً راحوال کافی ص ۲۳۲ مطبوعہ بحث اثر

ترجمہ۔ جابر سے امام حضرت روایت کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہری نو آپ پر فرشتوں اور مہاجرین اور انصار نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔

عَلَى مُتَعْلِقٍ بِجَنَازَةِ رَسُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ أَبِي مُرِيَّا حَالَ أَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لَيْتَ كَانَتِ الْأَصْلُوْةُ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَسَّلَهُ عَلَى أَبْنِ أَبِي مَالِكٍ وَلَفْتَهُ سَجَادَةً لَمَّا دَعَ عَلَيْهِ
عَشْرَةً فَدَأْدَاهُ حَوْلَهُ ثُمَّ وَقَعَتْ أَوْتَهَا لِمُؤْمِنِينَ فِي مَسْطَوْهِمْ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلِّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْلُوْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا سِلِيمًا، فَيَقُولُ الْقَوْمَ
كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلَ الْمَدِيْنَةَ وَأَهْلُ الْعَوَالِيِّ۔

ترجمہ۔ ابو مریم انصاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقر سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام پر جنازہ کس طرح پڑھایا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب سیدنا علی مرتفع
حضرور علیہ اسلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہو گئے تو دس شخص حضور علیہ اسلام کے جھرہ
مقدر سیم داخل ہوئے اور آپ کے اوپر کھڑکھڑے ہو گئے۔ پس علی مرتفع ان کے درمیان
کھڑے ہوئے پس آپ
وقم بھی اسی طرح کہتی گئی جس طرح سیدنا علی مرتفع پڑھتے گئے۔ جتنی کہ مدینہ اور مدینہ سے
باہر رہنے والوں نے حضور پر نماز ادا کی۔

(ف) ان دور و ایتوں سے علی وہا کمال ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام کا جنازہ میں تحریک ہونا
ابستہ اور اہل تشیع کے مسلمات میں سے ہے۔ پس جو لوگ صحابہ کرام پر اس قسم کے
الزامات خالد کرنے ہیں۔ وہ یقمنا علی پریں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر اعتراضات

۱۱۔ اعتراض۔ اگر صحابہ کرام شفیعیہ میں مشورہ بعینت اور اختاب خلافت میں شغول ہو گئے

تھے۔ تو سیدنا علیؑ نے تین دن حضور علیہ السلام کے وجود مسعود کو دفن کیوں نکلایا کیا اتنا
توقف تھن اس بناء پر نہیں تھا۔ کہ کوئی صحابی بھی نماز جنازہ سے محروم نہ رہے۔

(اعتراف ۲) جب روایتِ مندرجہ اصول کافی مطبوعہ تجف اثرت ص ۲۳۱ میں مجاہدین
وانصار کی تصریح اور روایت میں دس کی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے۔ باہم یہہ مجاہدین
وانصار کے خلاف عدم شمولیت فی الجنازہ کا پروگنیڈہ کرنا کیا خلاف دیانت نہیں۔
(اعتراف ۳) کیا شیعوں کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت نہیں کہ جنازہ رسول علیہ السلام
اکیلا پڑا ہوا تھا اور حضرت علیؑ کے جنازے کو اکیلا چھوڑ کر گھر بیٹھیے ہوئے تھے جب
ذیل عبارت پڑھئے اور جواب مرحمت فرمائیے۔
اصول کافی مطبعہ تجف اثرت میں ہے۔

اتى العَبَاسُ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَأَلَّ يَا مَلِى إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا إِنْ يَدْفَنُوا
رسُولَ اللَّهِ فِي بَقِيمٍ وَانِّي لَقَهْمَرَ رَجَلٌ مِنْهُمْ۔

ترجمہ:- عباسؓ دوڑتے ہوئے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں
کہ وہ حضور کو دفن بھی جنت البیتع میں کریں۔ اور امام بھی جنازے کا ان میں سے بنتے۔
(ف) مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَمَوْجُوا بَنَا۔

(اعتراف ۴) اگر یہ عذر کیا جائے کہ اس روایت میں جب سیدنا علیؑ کے گھر میں بیٹھنے کا
ذکر نہیں ہے تو خواہ مخواہ ان کے تیریہ الزام کیوں عائد کیا جا رہا ہے تو پھر حیات القلوب
ص ۶۴۴ مطبوعہ نوں کشور لکھنؤ میں اس عبارت کا کیا جواب ہے۔

از عانہ بیرون آمد و فرمود ایتھا النَّاسُ بِدِرْسِتِكَرِ رسُولُ أَخْدَى اَمَّ وَپَشَوَاتِ مَارِ
در حال حیات و بعد از وفات۔

ترجمہ:- حضرت علیؑ کھر سے باہر آئے اور فرمایا لوگوں کا شہر حضور علیہ السلام حیات اور وفات
کی جالی میں ہمارے امام ہیں ہمیں کبی کو امام بنانے کی ضرورت نہیں۔ فرمائیے کیا اس سے

یہ ثابت ہے کہ سیدنا علیؐ کھریشی خلافت کے متعلق نکر کر رہے ہے متن العیاد بالله اور حضور کا جائزہ اکیلا پڑا ہٹا تھا، سوچ کر جواب دینا۔

اعتراف ہے اگر تمہارا خیال صدق پر بنی ہے تو حسب ذیل حدیث کا کیا جواب ہے
 ﴿مَنْ أَعْلَمُ بِسِرَّ اللَّهِ فَإِنَّ النَّاسَ يُصْنَعُونَ إِنَّ عَلَيَّ هُوَ الْمُوْلَىٰ إِنَّمَا يَرَىٰ مَا بَيْنَ أَبْرَقَيْرَ وَمَنْ لَمْ يَبْرَأْ مِنْهُ يُبَايِعُ رَاهِجَاجَ طَهْرَسِيٍّ ص ۲۵﴾
 ترجیہ:- سیدنا علیؐ نے حضور پر نماز پڑھی اور ان لوگوں نے بھی پڑھی جو سیدنا ابو بکرؓ سے بیعت ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بھی چندوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

احتیاج ص ۲۵ کے حوالے سے کیا یہ بات نہیں ہے تو اکثر ثقیفہ میں گئے ہوئے سب صحیہ کرامؐ نے حضور علیہ السلام کے جائزے میں شرکت کی آخر ان دلائل کے باوجود پہلک کو کیوں غلط انہیں میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراف ۲:- جب احتیاج طبری ص ۲۵ کی حسب ذیل عبارت سے یہ ثابت ہے کہ تمام مہاجرین پتو انصار نے جائزہ پڑھا جتی اک ایک بھی باقی نہ رہا۔ تو انکا رکیسا معقول جواب درکار ہے۔
 دَعَلَ عَشَّةً وَنِنَ الْمَهَاجِرِينَ وَعَشَّرَةً وَنِنَ الْأَنْصَارِ فِي حَصَلَوْنَ وَيَغْرِيْهُونَ حَتَّىٰ
 لَمْ أَحَدَّهَا وَرَتَ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ الْأَنْصَارِ الْأَصْلَىٰ عَلَيْهِ.

ترجمہ:- دس مہاجر اور دس انصار نماز پڑھ کر فاسخ ہو کر مجرم مقدس سے لکھتے گئے۔ دس اور آتے گئے۔ حتیٰ کہ کوئی بھی مہاجر اور انصار سے باقی نہ رہا۔ جس نے حضور علیہ السلام پر نماز جائزہ ادا نہ کیا۔

حیات القلوب ص ۸۴۴ میں بھی اسی طرح ہے۔

تَمَانَكَهُو زَوْبِرْگ وَرَدْوَرْن از اہل اطراف مدینہ ہمہ برآنجناب پہنیں نماز کر دند۔ ۱۲۔

ترجمہ:- حتیٰ کہ چھپولوں اور بڑوں نے مردیں اور عورتوں نے مدینہ اور اطراف مدینہ کے باشندگان نے سب نے حضور علیہ اسلام پر نماز جائزہ پڑھی۔

اعتراف ۳:- فرمائیے حضور علیہ السلام خطاوں سے پاک تھے یا نہ۔ اگر پاک تھے تو جائزہ

کیا اور پاک نہ تھے تو تمہارا دعویٰ اسلام کیسا۔

اعتراف علیہ فرمائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد حیات النبیؐ میں یا ان اگر نہیں تو شہوت اور اگر میں تو جنائزہ کیسا۔

عفائد اہل تشیع اور آن پر تبصرہ

پہلا عقیدہ ہے۔ ہر کام میں امام احادیث علیؑ کرتے ہیں اور وہ مکمل گئیں۔ لہذا آن کو حاجت برآمدی کے لئے پکارنا بائز ہے۔ (رجواۃ تاریخ الانہم ص ۵۲)

(ف) یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات آنھتے بیٹھنے یا علیؑ مدد کے نعرے لگاتے رہتے ہیں بلکہ آن کا اعتقاد ہے کہ انہیاً طیبم السلام کو تو کالیف و مصائب سے نجات حضرت علیؑ نے ہی دی تھی چنانچہ ذیل میں ان کی معتبر کتاب تاریخ الانہم ص ۵۲ مطبوعہ نول کشور کھنڈ مصنفوں سید وزیر حسین مشبدی ائمہ عشری سے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ بغور طاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ مختصر حال امام پیغمبر ان عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ادم کو حوا سے ملایا۔ اگ کو خلیل پر گشتن یا براہمگیری کو آرے سے بچایا۔ یوسف کو چاہ سے نکال کر مصیر میں تحنت پر بھایا۔ دیدہ یعقوب کو نور سختا۔ سیدمان کو جنات سے چھڑایا۔ (تاریخ الانہم ص ۵۲)

(ف) سیدنا علیؑ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد آپ نے معلوم کرنے اب ذیل میں مذکورہ بالا عقیدے کی تائید میں جو اشعار پڑھتے رہتے ہیں ان کو حوالہ علم کیا جاتا ہے تاکہ آپ نے یعنی کریم کو راقبی ان کے مذہب کی ترجیحی کی جا رہی ہے۔

(را شعار مجس منقول از تاریخ الانہم ص ۵۲)

رسولوں کی ہونی حاجت روائی علیؑ نے نوع کی کی ناخداوی!

نہ کرتا گر علیؑ مکمل کث فی نہ پاتا چاہ سے یوسف ملائی

لکھ یونسؑ کی کی دریا کے اندر

علیؑ سے لوٹانے کی استعانت علیؑ نے کی عیاں اس کی اعانت
جب ابراہیمؑ کی چاہی اعانت! علیؑ نے کی علیؑ نے کی اعانت
رمائی میں شیش پنگھ کا یاد ر

عَلِيٌّ كَمَا مُعْجِزٌ هُوَ إِكْ لَكَ هُبَسْتَ تَادِرْ عَلِيٌّ كَمَا ذَاتٌ هُبَسْتَ هُبَسْتَ هُبَسْتَ
مَذْكُورٌ بِالْأَعْقَامِ مَذْكُورٌ قُرْآنٌ كَمَا رُوْشْنَى مِنْ -

آیت ۱۰۔ نَعَيْنَا لَهُمَا وَالَّذِينَ أَمْنَوْا مَعَهُ ۚ (۱۰)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ واسے ایمانداروں کو
سخاٹ دی۔

آیت ۲۰۰۔ وَكَذَلِكَ مَكَنَّا لَهُمْ سَعْتَ فِي الْأَرْضِ (۲۰۰)

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو زین میں تکنت عطا فرمائی۔

آیت ۳۔ وَ اذْهَرَ عَبْدَنَا الْيَوْمَ إِذْنًا ذِي رَبَّهُ۔ (۲۲)

ترجمہ۔ ذکر فرمادیجئے ایوب علیہ السلام کا جو کہ ہمارا بندہ تھا جسکہ انہیوں نے اپنے رب کو پیکارا تھا۔

آیت ۱۰۷۔ فَاسْتَجِنْنَاهُ وَلَكُشْفَنَا لَهُ مَا بِهِ مِنْ حَثَرٍ (دیپ)

ترجمہ پس پہنچنے والے دعا کو قبول کیا اور ان کو جو تکلیف تھی وہ رفع کر دی۔

آیت ۵۔ رَحْمَةً وَّنِعْدَانَا وَعَلَمَنَا كَوْنُ لَدُّنَا عِلْمًا ۝ (۶۰)

ترجمہ:- ہم نے خضر کو اپنی طرف سے علم دیا تھا۔

آیت ۶۴ء۔ قُلْنَا يَا نَارُكُوْفِيْ بُرْدَأْ وَسَلَمًا۔ (رٰپ)

ترجمہ: ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔

طڑا استدلال ہے مذکورہ آیات سے واضح طور پر معلوم ہو گی کہ تمام انبیاء کو نجات صرف

خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے اور یہ اب آپ ہی فرمائیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے علاوہ

سیدنا علیؑ کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے حق میں قرآن فتویٰ کیا ہے پسچاہ ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ إِلَّا فَأَكُلُّهُمْ مُشْرِكُونَ۔ (۴۳)

اہل تشیع کے عقائد کا تمثیل

(۱) امداد و اعانت کے لئے سیدنا علیؑ کو پکارنا۔

(۲) سیدنا علیؑ ہماری پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں۔

(۳) حضرت علیؑ مشکل کشا ہیں۔ اور حاجت روایا ہیں۔

عقیدہ نمبر اول دش ارشادات خداوندی بطرز استدلال کی تردید کے سلسلے میں

استدلال ۱۔ اہل فیصلہ

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِهِ لَا يُسْتَطِعُونَ لَهُ رُحْمَةً وَلَا النَّفَاعَ هُمْ يَنْهَاوْنَ رَبَّهُ
ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے مگر ہماری کی
اور نہیں اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں ترجمہ مقبول میں (۳۵)

اکل یا ز اور گمان کے تابع

استدلال ۲۔ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَبَعُونَ الْأَنْهَنَ
فَإِنْ هُمْ إِلَّا يَغْرِصُونَ

ترجمہ۔ جو لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں شریکوں کو نہیں اتباع کرتے مگر گمان کی اور فہمی کرنے کرتے ہیں۔

فاریین قرآن سے خطاب الہی

استدلال ۳۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْعَلُكَ وَلَا يُغْرِيَكَ فَلَمْ يَفْعَلْتَ فَإِنَّكَ عَذَّابُ أَنْكَلِينَ (۴۴)

ترجمہ:- اور اللہ کے سو اکی الی چیز کو نہ پکارت اب جو نہ تم کو نفع پہنچائے اور نہ ضرر چھڑا تم نے ایسا کیا تو تم بھی ظالموں سے ہو۔

حقیقت کا انکشاف

استدلال عکہ:- لَهُ دُغْرَةٌ لَّهُ^۱ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يُسْتَجِيبُونَ لَهُمْ يَشْكُونَ
 (لَا لَهُ سُلْطَانٌ فِي الْمَلَكُولِيْلَةِ فَإِذَا دَمَاهُو بِالْقُمَّ وَمَادَ عَلَيْهِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ قُيْلَنَ مُلَيْلَا)

(ترجمہ) خاص خدا کے لئے پھر اپنی جو لوگ خدا کے سوا اور وہ کو پکارتے ہیں نہیں کرتے کسی چیز کی ان کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پہاڑی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے۔ حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۲

اصحاب کہف کا مذہب

استدلال عکہ:- فَقَالُوا إِنَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا
 ترجمہ:- پس کہنے لگے ہمارا رب آسماؤں اور زمین کا رب ہے ہم ہرگز اس کے ہوا کری کو معبود کہہ کر نہ پکاریں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۵۸)

جمع انبیاء علیہم السلام کا طریق اور دستور العمل!

استدلال عکہ:- إِنَّهُمْ كَالْوَالِيْسِ لَا يُؤْتَنُونَ فِي الْخِيَرَاتِ وَيَدْعُونَ رَبَّهَا وَكَالْوَالِيْنَ أَنَّهَا شَعِيدُنَّ
 ترجمہ:- یہ شک انبیاء علیہم السلام نہ کیوں میں جلدی کرتے تھے۔ اور یہی خوشی غنی میں پکارتے تھے اور ہمارے لئے ہی خشور کرتے تھے۔

قرآنی فیصلہ

استدلال عکہ:- يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَيْسَ بِهِ وَلَا يَنْفَعُهُ هُوَ أَضَلُّ الْبَعِيرِ وَ

ترجمہ:- پکارتے ہے خدا کے سوا کسی الیٰ چیز کو جو نہ اے نقصان دے۔ اور نہ تفعیل ہی تو صریح گراہی ہے۔

حق و باطل کی وضاحت

استدلال عَمَّهُ - ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّمَا يَدْعُونَ مِنْ دُفْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ ۚ
ترجمہ:- یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہی حق ہے اور جو کہ پکارتے ہیں خدا کے سوا وہ پکار باطل ہے۔

بیان حق علی سبیل الاستفهام

استدلال ۹۔ وَمَنْ أَصَلَ وَمَنْ يَتَدَعَّمِ مُؤْمِنٌ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ مِنْ دُمَاطِرِهِمْ خَافِلُونَ ۔

ترجمہ:- اس سے کون زیادہ گراہ ہے جو خدا کے علاوہ اور وہ کو پکارتا ہے جو اس کو قیامت

تک جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

(ف) اس ترجیح کو دوبارہ پڑھ کر کسی نتیجے پر پہنچئے

خداوندی نصیحت

استدلال غَلَبَهُ - هُوَ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُغْلِصِينَ لَهُ الْدِينُ ۖ
ترجمہ:- وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اس سے پکارو۔ اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔

تشریح:- مذکورہ بالآیت سے فرقی مخالفت کا عقیدہ بطلان روند وشن کی طرح معلوم ہوا ہے۔ یعنی نفرت واعانت مانوق الاسباب کے لئے پکارنے کو خدا تعالیٰ نے لپٹے لئے خاص کریا ہے قرآنی آیات کو کسر کر پڑھیئے تاکہ دل و دماغ میں جگہ بناسکے۔

ذِلِكَ مِنْ كَانَ لَهُ قُلْبٌ أَفَاكُلُقَ السُّمُّ وَهُوَ شَهِيدٌ ۚ
يَهْ قرآن اس کو نفع دے گا جس کا دل زندہ ہو یا متوجہ ہو گئے۔

غُور طلبِ امور

۱۔ چونکہ مسئلہ عقیدے کا ہے اس لئے اس کے اثبات کے لئے بغیر قرآن اور خبردار متواتر کے کوئی چیز اصولی طور پر قابل قبول نہ ہو گی۔

۲۔ فرتی مخالف کو اگر ان دلائل پر اعتراض ہو تو اپنے ملک کے اثبات کے لئے قرآن آیات پیش کرے۔

۳۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھیاد کرام کو جب بھی کوئی تکلیف درپیش آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہی پکارا۔

۴۔ اگر ان آیات کے سنتے کے بعد بھی اگر کوئی شخص انکار پر ڈٹ جائے اور پنځین بایارہ اماں کو پکارنے پر مصیر ہے تو اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا ضروری ہے۔

إِلَيْسَ اللَّهُ يَكْافِ عَبْدُكَ
کیا اپنے بندے کے لئے خدا کافی نہیں ہے۔

رباعی

تم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملت اپنیں ! دینے والے کو گلا یہ ہے گدا ملنا نہیں !

بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم دینے والا دے کہ دستِ دعا ملنا نہیں
اگر اشد کافی نہیں ہے تو پھر جسے پکارتے پھریں ان کا اپنا مشاء حقیقت یہی ہے کہ

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ عِنْدَ اللَّهِ رَبِّهِ

امداد تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اب ان کی مریضی جن سے سمجھتے پھریں۔

۲۴ عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں ارشادِ خداوندی بطریق استدلال!

استدلال علیٰ - حقیقتِ مسئلہ کے متعلق اعلانِ نبوی

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشَاءُ رَفِيقًا إِنَّمَا يَعْلَمُهُونَ۔

ترجمہ:- کہہ دے اے محمد مصطفیٰؑ کوئی بھی انسانوں اور زمین میں غیر کوئی جان

خدا کے سوا اور زمین جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قیامت کا میدان اور انہیاء کا اعلان

استدلال علیٰ - یوں یجتمع اللہ الرّسُولُ فَيَقُولُ مَاذَا أَجِبُتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّا نَكَانُ عَلَامُ الْغَيْبِ
(۷)

ترجمہ:- قیامت کے دن خدا تعالیٰ اسپر رسولوں کو جمع کر کے پوچھیں گے دنیا میں
کیا بہاب دیتے گئے تھے جواب دیں گے ہیں کوئی علم نہیں ہے بیٹک تو ہی غیوب کا عالم

(ف) جب انہیاء کا یہ حال ہے تو بارہ اماموں بالخصوص سیدنا علیؑ کے متعلق خود ہی
فیصلہ کر لیجئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

استدلال علیٰ - دَأَمَتْ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۸)

ترجمہ:- اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

(ف) اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے میں پختے ہیں تو پھر فتنہ مخالفت کا عقیدہ یقیناً
اس کے خلاف ہے جبکہ وہ بارہ اماموں کو ہر جگہ کے حالات پر عالم پختے ہیں۔

قرآنی فیصلہ

استدلال علیٰ - وَخَنَدَةً مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ رَبُّ

ترجمہ:- اور اللہ کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جن کو بغیر اس کے کوئی بھی نہیں جانتا۔

استدلال عَلَى مَا لَقِيْتُكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ (بپ)

ترجمہ:- اے محمد ہم نے تم کو ان پر نگہبان بناؤ کر نہیں سمجھا۔

استدلال عَلَى مَا لَقِيْتُكَ جب حضرت صلعم گھبیان نہیں تو حالات کے عالم کب۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ يُكَلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:- پیدا بھی ہر چیز کو خدا نے کیا ہے اور رب چیز کا جانتے والا بھی دہی ہے۔

ظرف استدلال مَعْجَزَةً جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہو گا فری عالم بکل شیئے ہو گا۔ سیدنا علیؑ نے تو

خاتی ہیں اور نہ عالم بکل شیئے ہیں۔

استدلال عَلَى مَا لَقِيْتُكَ وَلِلَّهِ عَيْنَ السَّمَاوَاتِ فَالْأَرْضُ۔

ترجمہ:- اور خاص اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔

علیٰ فرمائے کا بیان ناطق

استدلال عَلَى مَا لَقِيْتُكَ يَا بَنِي اَنْتَ دَائِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ قَطَعْتَ عَوْنَاتِكَ مَا لَمْ يُقْطِعْ

بِهِ عَوْنَاتٌ غَيْرُكَ مِنَ النَّبِيَّةِ مَا لَأَنْبَدَ وَأَخْبَارُ السَّمَاءِ رُشْحَ الْبَلْفَةِ هُنَّ مَنِ الْأَسْقَامُ مَنْ صَرَبَ

ترجمہ:- میرے ماں باپ آپ پر قرآن ہوں اے محمد رسول اللہ بیک آپ کے مرنے

سے الی چیزیں منقطع ہو چکی ہیں جو آپ کے سوا کسی کے مرنے سے منقطع نہیں ہوئیں۔

(رہنماؤت) یعنی آپ توحد کی طرف سے بعض غیوب پر بحسب مزورت اظلائع دیتے

تھے آپ کے بعد یہ بھی ختم۔

(رہنماؤت) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی بھی نہیں آ سکتا۔

رآسمانوں کی خبریں) آپ کے پاس جبریلؑ لامعا تاب جب آپ ففات پا گئے تو

جبریلؑ کا آنابھی بند ہو گیا۔

بیان حقیقت سیدنا علیؑ کی زبان سے

اس تدلیل عوْد فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ لَقَدْ أُعْطِيْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِلْمَ الْغَيْبِ فَضَحِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ وَكَانَ كَلِّيَاً يَا أَخَاكَلِبُ لَيْسَ هُوَ عَلَمُ غَيْبٍ فَإِنَّمَا هُوَ تَعْلِمُ مِنْ ذَيْ عِلْمٍ وَإِنَّمَا عِلْمُ الْغَيْبِ عِلْمًا اسْأَعَةٍ الَّذِي تَهْفَى إِلَيْهِ فَيَعْلَمُ سُبْحَانَهُ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَكْرٍ وَأَنْتَ فَقِيمٌ أَفَبِهِمْ لِذَيْ عِنْدِيْ وَشَقِّيْ أَوْ سَعِيدٌ وَمَنْ يَكُونَ فِي النَّارِ قُطْلًا أَفْ فِي الْجَنَّةِ لِلْتَّيِّيْنَ مُرَاقِّتًا فَهَذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا سَوْى ذَلِيلَكَ فَعَلِمَ عِلْمَهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَعَلِمْنِيْهُ (نهج البلاغة ج ۲ ص ۱۵۰)

ترجمہ۔ سیدنا علیؑ مرتفع سے بعض دوستوں نے پوچھا اسے امیر المؤمنینؑ آپ کو علم غیب
خطا کرنے گئے ہیں پس آپ مسکرائے اور فرمایا اسے بنی کلب کے قبیلے والا یہ علم خوب نہیں
ہے۔ علم غیب علم قیامت کا ہے اور علم مافی الارحام کا ہے یعنی پیٹ کے اندر نہ ہے یا
مادہ۔ بدشکل ہے یا خوبصورت نہیں ہے، نیک ہے یا بدگاں میں جائے گا یا بہشت میں
رہے علم غیب ہے خدا کے حلاوہ ان کو کوئی نہیں جاتا۔ اس تفصیل سے پہلے آپؑ وہ آیت
پڑھی جیں علوم خمسہ کا ذکر ہے یعنی علم قیامت۔ علم مافی الارحام کل کیا ہو گا۔ کہاں موت آئے
گی۔ بارش کب ہوگی۔ کتنا ہوگی۔

اس علم غیب کے علاوہ بھی علم ہے جسے خدا نے اپنے بنی کو سکھایا۔ اور نبی کریمؐ نے
مجھے سکھایا۔

تمہارے الدلائل

ذیل میں سیدنا امام محمد باقرؑ کا بیان درج کیا جاتا ہے۔ طاحظہ فرمائیں۔
عن سدیر قال كنت أنا و أبو بصير و يعيى البزار و داود بن كثير في مجلس

ابی عبد اللہ علیہ السلام اذ فرج الینا و هو مغضب فلمَا أخذ مجلسه قال
يَا عجباً لِّقَوْمٍ يَزْعُمُونَ أَنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا أَنَّهُ عَزَّ مَجْلِلُهُ
هُمْ هُمْ بِعِنْدِنَا جَارِيٌّ فَلَانَّهُ فَهْرَكَتْ مَنْتَيْ فَمَا عَلِمْتَ فِي أَيِّ بَيْوَتِ الدَّارِيِّ -
دانصافی شرح حوال کافی کتاب الحجۃ جزء سوم۔ پاپ چہل بیجعہ
اصل باب نادر نیہ ذکر الغیب)

ترجمہ:- مدری سے روایت ہے کہ میں اور ابو یصریل اسی کیے اور راؤ دبن کثیر امام محمد باقرؑ
علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھے تھے ناگہاں آپ غصتے کی حالت میں تشریف لائے جب اپنی بیکھ
پر بیکھ کئے تو فرمایا قوموں پر تعجب ہے وہ گمان کرتے ہیں ہمارے متعلق کہ ہم غیب دان ہیں
حالاً کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔
دیکھنے میں نے اپنی لوٹدی کے مارنے کا رادہ کیا تو وہ مجھ سے بھاگ گئی۔ اب مجھے خبر
نہیں کہ وہ کس کے گھر میں گھس گئی ہے۔

طریق استدلال :- فرمائیے جو اپنے شہر کے محلے کے گردون کے حالات سے بغیر
پس وہ ہمارے حالات سے کب باخبر ہیں پرسج ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ فَأَنَّ اللَّهَ يُكْلِلُ شَيْئًا عَلَيْمًا
ترجمہ:- تم جان لو کہ آسمانوں اور زمینوں میں کوچھ ہے اس کو اندر جاتا ہے اور اس کے
تعالیٰ ہر شے سے آگاہ ہے۔ ترجمہ مقبول (۲۴۵)

امانت کی طرف سے چند اعتراضات

- ۱۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی آیت ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ امّا غیب دان تھے۔
اگر ہے تو پیش کیجئے۔
- ۲۔ جبدالرحمٰن بن یعنی کے دارکا قل ازو قلت آپ کو علم فرمایا نہ اگر نہ خطا تو عقیدہ باطل اور اگر

خَا أَعْذُّ وَلَهُمَا أَسْتَعْتَمْ مِنْ فُرْجَةٍ كے پیش نظر آپ نے پھرے دار
مقرر کیوں نہ کئے۔

- ۳۔ جب امام جعفر صادقؑ مجھے کے حالات معلوم نہ کر سکے کیا اب بھی وہ عالم الغیب رہے۔
- ۴۔ سیدنا حسینؑ کو بلا میں جانے سے پہلے حالات سے باخبر تھے یا بے خبر اگر باخبر تھے تو روکنے کے باوجود کئے کیوں اور اگر بے خبر تھے تو عقیدہ باطل۔

۵۔ جو امام زہر سے شہید ہوئے تھے کہ پہلے وہ جانتے تھے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے یا نہ۔ اگر زہر میں جانتے تھے تو عوامی باطل اور اگر جانتے تھے تو دیدہ دانستہ زہر کو پی کر اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

- ۶۔ سیدہ فاطمہ صدیقؑ اکبر غیر کے اس فعل کو جانتے تھے یا نہ۔ اگر جانتے تھے تو عقیدہ باطل اگر جانتے تھے تو کچھ ہری میں جانے کا کیا فائدہ۔

عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں دلائل و براءہ،

یعنی مشکل کشاسوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

استدلال علیہ۔ (ان) مَسْكَنَ اللَّهِ بِضَرِّ فَلَا گَاثِمَ لَهُ إِلَّا هُوَ إِنْ
يُرِدُ لَكَ بَغْيَرِ فَمَوْعِلُ كُلِّ شَيْءٍ قَدْ يُرِدُ۔ (۱۱)

ترجمہ۔ اور اسدم کو کوئی ضر بینجا نے گا تو اس کا دُور کرنے والا سوائے خود اس کے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی خیر کا ارادہ کرے تو اس کے سوا فضل کا دفعہ کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۸)

استدلال علیہ۔ قُلْ أَدْعُو لِلَّذِينَ نَعْمَمْ وَنَدْنَمْ فَلَا يَظْلَمُونَ لَشَفَقَ الْقَرَاعِنَمْ وَلَا قُوَّلَاتِهِ

ترجمہ۔ تم کہہ دے میں کہ اس کے سوا جن کا تم کو گھنٹہ ہے تم ان کو پکارو کہ وہ تم سے نہ کوئی

صیبیت رفع کر سکیں گے اور نہ اسے بدل سکیں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۹)

استدلال عَمَّ يَا إِلَيْهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا إِلَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ كُنْ يَخْلُقُوا إِذَا يَأْوِي لِجَاهَةَ عَوَالَهُ -

ترجمہ:- اے لوگو! مثال بیان کی لگئی سُنْعَیْنِ لُوگوں کو تم خدا کے سوا پاکارتے ہو دہ ہرگز بخوبی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سارے کے سارے اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔

استدلَّالٌ مُثُلٌ - تُلِّيْعُ الْعُوَالِدِينَ زَعْمَتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمَاوَاتِ وَلَكُنَّ الْأَدْرِيسِينَ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ شُرُكٍ

ترجمہ:- کہہ دیجئے اے محمد آس کے سوا جن جن کا تم کو گھمنڈا ہے آسمانوں اور زمینوں میں ایک قوتے کے برابر بھی مالک نہیں اور زمان کی ان میں کوئی شرکت ہے۔

استدلال علیٰ۔ والذین تدعون مِنْ دُوَّنِهِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ قَطْمَارٍ ۚ
ترجمہ:- جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پاکارتے ہو وہ قطبیں کے بھی مالک نہیں۔

استدلال ہے۔ اُبیتتم ماتد عونِ من دُونِ اللہ اُرُوفی ماذا اخْلَقُوا مِنَ الْأَضْرَبِ
ام لَهُمْ شُرُكٌ فِي السَّمَاوَاتِ لِيَكْتَابُ مِنْهُمْ هَذَا أَوْ أَثَارَةً مِنْ عِلْمٍ إِنَّمَا مُصَادِقُينَ
ترجمہ ہے۔ بتاؤ تو ہی جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو انہوں نے تمیں میں سے پیدا کیا
ہے۔ کیا آسمانوں میں ان کی کوئی ثرکت ہے۔ لے آؤ میرے پاس اس سے پہلے کا کوئی پڑایا
کوئی علم کا نہ انگریز سچے ہو۔

طرز استدلال :- قرآنی آیات کے ان تصریحی مقاہم کے معلوم کر لینے کے بعد کیا کئی ایماندار خدا کے علاوہ کہی اور کوئی مشکل گٹ سمجھ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اہل تشیع کے ایک مُغالطے کا جواب

(مقابلہ ۱) کسی جنگ میں حضور علیہ السلام نے حضرت علیؑ کو پکار کر فرمایا تھا۔ یا علیؑ اور جس کو
ئن کو سیدنا علیؑ آئے اور آپ کی جدوجہد سے جنگ فتح ہو گئی۔ پس جب حضورؐ نے کیسے

مد و ماجھی توبہ کیوں نہ مانجیں۔

جواب ۱۔ حضور کی موجودگی میں سیدنا علیؑ سپاہی کی مثل تھے۔ سپاہی اگر کسی سپاہی کو جنگ کے لئے بلاۓ تو اسے امداد طلب کرنے سے تعبیر کرنا جوالت ہے۔

جواب ۲۔ قرآن مجید میں ہے اَنَّ تَحْصِرُوا اللَّهَ يَنْعَصِرُكُمْ اگر تم نے خدا کی امداد کی تو خدا تمہاری امداد کرے گا۔ جس طرح اس آیت سے یقیناً ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ ہم خدا کے میں اور مددگار ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی سیدنا علیؑ کو مددگار رسول کرم الکاظم ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۳۔ اگر اس واقعیت میں حضور اکرمؐ نے آپ کو خدمت دین کے لئے بلا مجھی لیا۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آپ کو ہر تکمیل میں پکارنا بھی جائز ہے۔

جواب ۴۔ مہریں تیشیع کے زدیک یہ مسئلہ اعتقادیات سے ہے اگر ان میں ہمت ہے تو قرآن مجید کی کوئی آیت تائیک کے لئے پیش کریں۔

جواب ۵۔ اگر آپ مخلک ہیں تو پھر آپ کو تلقیہ کا مرکب کہنا غلط ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو یہ دعوےٰ غلط ہے۔

جواب ۶۔ جن کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہو کہ ان سے خلافت اور فدک چھین لئے گئے انہیں کے متعلق مشکل کٹ مشہور کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۱۔ إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ لَتَعْبَدُونَ

طریقہ استدلال ۱۔ عبادت اور تدلیل بھی صرف خدا کے لئے ہے اور استعانت بھی خدا تعالیٰ سے ہی طلب کرتی چاہیے لفظ ایاں کا تقدیم بتانے ہے کہ یہ دونوں کام بغیر خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لائق نہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں باہم الفاظ اذرا جانی کی گئی ہے۔

۱۔ قَدْمَ إِيَّاكَ لِتَعْلَمُنِيمَكَهُ فَالإِهْتَمَامُ بِهِ قِيلَوْلَاهُ عَلَى الْحَصْرِ [تفسیر صافی ملک]

ترجمہ۔ ایاں کے لفظ کو تعظیم و اہتمام کے لئے مقدم کیا گیا ہے اور بالخصوص اس لئے تاکہ حصہ پر دلالت کرے۔

(نوٹ) حصر پے مقصود یہ ہے کہ تاکہ ثابت ہو کہ امداد حرف خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل تشیع پر اہلسنت کی طرف سے چند اعراضات

(۱) اگر سیدنا علیؑ بقول شما مشکل کتابیں تو ان پر تقدیر بازی کا انام کیسا۔ کیا تقدیر اور مشکل کشان آپس میں متفاوت نہیں۔

(۲) اگر سیدنا علیؑ مشکل کتابیں تو خصب فدک کا پروپگنڈہ کیسا کیا یہ ایک دوسرے کے متعارض نہیں۔

(۳) قرآن مجید میں سے آئَنَ يُجِيِّبُ الْمُخْطَرَ إِذَا دَعَا وَلَيَسْتَأْتِي السُّؤَالُ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کوئی بھی منظر کے انتظار کو درفع نہیں کر سکتا۔ پس اگر آپ کے پاس سیدنا علیؑ کے متعلق کوئی نس سے تو پیش کیجئے۔

۴۔ فرمائیے بقول شما جب بعد ازاں وفات رسول مقبول دین تباہ ہو گیا اور خلافت کا غلط انتخاب ہوا۔ اور معافا اللہ سیدۃ النساء کو دھکے دے کر باہر کال دیا۔ فرمائیے آپ کہاں گئے۔

(۵) اگر آپ یقیناً مشکل کشاتے تو برت بیعت آپ سے حسب ذیل حالات کیوں درپیش آئے۔

ہدست ہم بودیک رہیماں دگر درکف خالد پہلوان

فگندرند در گرد شیر ر ، پر دند اور اابر بو بکر ر ।

(۶) حملہ مہدی ری (۲) غزوات مہدی ری ص ۲۹۳ (درس احتجاج ص ۵۳)

عقیدہ مکار اور آس کی تردید!

عنی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر (تاریخ الامم مطبوعہ نوکشور کھسنہ)

فریقِ مختلف کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا علیؑ کی ذات ہر شے پر قادر ہے حالانکہ قرآن مجید کی آیتیں بھی کریمؐ کے ارشادات سیدنا علیؑ مرتعنے کے فرمودات صراحتاً اس کی تردید کرتے ہیں ذیل میں وہ عجایزیں بطور استدلال درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۱۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكَ الْمُلْكِ لَوْلَا إِلَيْكَ مَنْ شَاءَ وَلَنْ يَعْلَمَ الْمُلْكَ مِنْ شَاءَ

وَلَعْزَ مَنْ شَاءَ وَتَذَلَّلَ مَنْ شَاءَ بِيَدِكَ الْغَيْرُ أَنْكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ ہے کہہ دو ریاضتی (اے اللہ) اے سلطنت کے اک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تمام خیر و خوبی تیرے ہی ہاتھ ہے بیک تر ہر شے پر قادر ہے۔
(ترجمہ مقبول ص ۱۳۳)

طریق استدلال ۱۔ اس آیت سے حسب ذیل امور مستفاد ہوتے ہیں۔

(۱) مالکِ الملک خدا ہے اور ملک کے مقہوم کے تحت اہمیاد اولیاء بھی ہیں خوشنی و قطب بھی۔

(۲) کسی کو باوشنہ ہی دینا اور کسی سے چین لینا اس کا کام ہے جو فاعل اور قادر مختار ہو۔

(۳) عزت و ذلت جب خدا کے قبضہ میں ہے تو لقیناً علیؑ کیلی شیخی قدویہ بھی وہی سے (سم) مذکورہ بالا صفات سے حضرت علیؑ نہ متصف ہیں اور نہ ہر شے پر قادر ہیں۔

استدلال ۲۔ وَلَوْلَاهُ لَذَهَبٌ لِمَعِيمٍ وَابْصَارٌ هِمْ رَأَتُوا لِلَّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
ترجمہ۔ احمد اگر اشہد چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھو دیتا۔ بیک ائمہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۳۴)

طریق استدلال ۲۔ سچ و بصر کا خالق بھی وہی ہے اور ان کے دیتے یعنی میں مختار بھی وہی

ہے۔ پس جو ان اوصاف سے موصوف ہے وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۳۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ:- اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۳۴)

طریقہ استدلال ہے خدا تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیکہ ہر چیز پر قادر ہی ہے جو انسانوں اور زمین کا مالک ہے اور اللہ کے بغیر اور کوئی نہیں۔ (پا)

استدلال ع ۶- فَاعْفُواْ وَاصْفَحُواْ حَتّىٰ يَاٰتِ اللّٰهِ يَاٰمِرٍ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ:- پس تم معاف کر دو اور رگہ رکھ دیہاں تک کہ لے آئے خدا اپنے امر کو خود ظاہر بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

طریقہ استدلال:- صاحب الامر نے اپنے حکم سے کچھ امور کو معلق کر کے اپنی قدرت کا مظہر کی خصوصیت کا اعلان فرمایا ہے۔

استدلال ع ۷- أَيُّنَ مَا تَكُونُواْ يَأْتِ بِكُمْ مَا تَحْمِلُّونَ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ:- جہاں بھی تم ہو گے اس تو سب کو جمع کر کے لے آئے گا۔ بالحقیقت خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۳۵)

طریقہ استدلال:- تمام پہلک کو حشر کے دن جمع کرنا نہ کی اور کام ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ع ۸- إِنَّ اللّٰهَ مَعِي التَّمَوّاتِ وَمَمَّا فِي الْأَرْضِ فَإِنْ تَسْدِدْ وَأَمْلِأْ النَّفِيسَمُ وَتُخْضُرْ وَ

يُحَاسِبُكُمْ بِمَا فِي اللّٰهِ وَلَا يُغْنِرُكُمْ لِمَنْ يَشَاءُ وَلَا يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ:- جو کچھ انسانوں میں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ اسے تم ظاہر کر دیا چھاؤ اس تو سے اس کا حساب لے گا اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اور جسے چاہے گا اسے گا اسے گا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے والا ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۳۶)

(نوت) ان ایات کے علاوہ پہلے ترجمہ مقبول ص ۱۳۴ اور پہلے ترجمہ مقبول ص ۱۳۵ اور پہلے ترجمہ مقبول ص ۱۳۶ اور پہلے ترجمہ مقبول ص ۱۳۷ میں غلط اعداد موجود ہے۔

بہر حال عداؤ اس اقرار آن اس کی قدرت کا مدد کا بیان ہے ان تمام آیات کے مطالعہ سے
پتہ چلتا ہے کہ قادر علی گل شیخی ہے ہونا تھا تعالیٰ کے اوصافِ مخصوصہ میں سے ہے۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعترافات

(۱) احتجاج طبری ص ۵ مطبوعہ ایران میں ہے۔

فارسل ابو بکر اتی قندعذ اخربہ فاعلیاً ها ای عضادۃ باب بیتہا فد فعہا
فخر ضلع امن جنبہا والقت جلینا۔

جس کا ترجیح کرنا میرے نام کو طاقت نہیں تاریخیں کرام کو پاہیزے کے علماء سے پوچھ لیں اب سطل
یہ ہے کہ اگر سیدنا علی مرتفعہ قادر علی گل شیخی قدریت سے تو قنعدا در حرمہ پر اپنے جلال
کا انہیار کیوں نہ کیا۔

۲۔ کیا تدریت مغلوبیت اور منصوبیت اور مجبوری کے خلاف نہیں۔ اگر مغلوبیت متحقق
ہوگی تو تدریت مفقود ہوگی۔ اور اگر تدریت متحقق رہے گی تو مغلوبیت کا نقدان ہوگا
اگر دونوں موجود ہوں تو اجتماعِ ضمیمین لازم آئے گا۔ اور اگر دونوں مفقود ہوں تو دونوں
ثابت نہ ہوگا جیسی تشریح سے مطلع فرمائیے۔

(۳) جب سیدنا عمر رضیٰ نے برداشت شہزادی نامی مرتفعہ سے کہا کہ۔

فَبِأَيْمَنِ نَقَالَ وَإِنْ لَمْ أَفْعُلْ قَالَ إِذَا الْقَتْلَكَ ذِلْلًا وَصَفَّارًا نَقَالَ إِذْنُ لَقْتُلُونَ
عَيْدَ اللَّهِ وَآخَارَ سُولَ اللَّهِ (احتجاج طبری ص ۵)

ترجمہ۔ بیعت کیجیے تو سیدنا علیؑ نے فرمایا اگر میں نے بیعت نہ کی تو پھر کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ
نے جواب دیا اس وقت ہم تجھے ذہل درست اکر کے قتل کر دیں گے۔ پس آپ نے فرمایا
اس وقت تم اللہ کے بندے سے اور رسولؐ کے بھائی کو قتل کر دے گے۔ اب سوال یہ ہے کہ
اگر آپ شکل کش اور ہر چیز پر قادر تھے تو آپ نے ایسا جواب کیوں دیا۔ یوں کیوں نہ

فرمایا میں ہر چیز پر قادر ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۳۔ احتجاج طبری ص ۵ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضیؑ نے فرمایا۔

فَلَعْنَ اللَّهُ قَوْمًا بَايِعُونَ لِّهِ خَذَلُونَ۔

خدا قوم کو لعنت کرے کہ انہوں نے میری بیعت کر کے چھ مجھے رسول اکر دیا۔

فرمیے اگر قدرت علیٰ کُلِّ شَيْءٍ حاصل ہے تو رسولانی کا کیا مطلب اور اگر رسولانی حاصل ہوئی تو قدرت بنجیع اشیاء کہاں گئی۔

اہل تشیع حضرات کا عقیدہ

حضرت علی مرتضیؑ نے میں کے مالک تھے

چنانچہ اخبار ماتم ج ۱۲ ص ۱۱ میں ہے۔

روى الصدقون باسناده عن عبادة بن ربي قال قلت بعيد الله اين عباس لم
كن رسول الله صلى الله عليه وسلم علينا ابا تراب قال لاتيه صاحب الأرض -
ترجمہ۔ کتاب اہلی میں شیخ صدقون نے عبادہ بن ربی سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے
میں نے عبد اللہ بن عباس سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیؑ کی
کنیت التراب کیوں رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ سیدنا علی مرتضیؑ کے مالک تھے۔

فرمی مخالف پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) فرمائیے کہ قرآن مجید کی یہ آیت لہ ملک السموات والارض یعنی
صرف اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا ملک یعنی ہے یاد اگر صحیح ہے تو جناب کا عقیدہ
باطل ہے اور غلط ہے۔ تو مذہب معلوم اور اہل مذہب معلوم۔

(ودسر اخڑا) جلاء العیون ص ۱۲ مطبوعہ ایران میں ہے۔

بھول حضرت امیر المؤمنین ایں سخنہ را ازا بلو بکر نہ شنید آب از دیدہ ہائے مبارکش فرد
رنیخت دفر مود کہ اندوہ مر آتا رہ کر دی و آرزوئے کہ درسیتہ من پہیاں بودہیجان آور دی کہ
باشد کہ قاطلہ من اسخواہ دلکش با غلبان نگذستی شرم میکنم انا نگہ ایں منی را اظہار نہایہ ۱۲
ترجمہ۔ جب سیدنا علیؑ نے ابو بکرؓ سے یہ سننا کہ وہ ترغیب تزویج سیدہ ناطقہ نہ کی فے
رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا تم نے میرے غم کو تازہ کر دیا ہے۔ اور
وہ آزد و جو کہ میرے دل میں مخفی بھی اُسے تم نے حرکت دے دی کوئں ہو گا۔ کوئں ہو گا جو سیدہ
قطلہ کو نہ چاہتا ہو گا یہ کن نگذستی اور غربت کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں کس طرح جا
کر اس مطلب کو فاہر کروں۔ یعنی میرے پاس تو مہر کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔

فرمائیے اگر زمین کے ماک تھے تو تکلیف کیسی اور لاگر واقعی نگذست نہیں تو زمین کی ملکیت کیسی۔

تیسرا اخڑا جس خلافت کے متعلق اہل تشیع اور الہست کے مابین اختلاف ہے وہ خلافت ارضی
بھی یا روحانی اگر رو حافی بھی تو غصب کا ذمہ بمال رہا کیونکہ رو حافی کال کسی کے غصب ہونے کا نہیں
اور خلافت ارضی بھی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جتاب علیٰ تعلقی زمین اور مانی اللادن کے بناست خود ماک
نہیں تو غصب کا تصور بھی نہیں ہو سکت۔

(پیسوچا اخڑا) جلاء العیون ص ۱۲ مطبوعہ ایران میں ہے۔ حضرت امیر المؤمنین فرمود کہ رسول خدا مر
فرمود کریا علیٰ بر نیز ذرہ را بفروش پس بخواستم و قیمت آں را لازم و مخدومت آنحضرت آوردم۔

(ترجمہ) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ حضور علیٰ الصلاۃ و السلام نے مجھے فرمایا کہ اے علیؑ اسخواہ اور پانی
ذرہ کو فروخت کرو۔ پس میں اسخا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت لے آیا اور حضورؑ کی خدمت
میں پیش کر دی۔ ۱۲

فرمائیے اگر جتاب علیٰ تعلق نہیں تھے ماک ارض نہیں تھے تو زرہ یعنی تک نوبت کیوں آئی۔

نوت: خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق مقام دکر ہو چکے۔ اپ ذریں میں حضور علیٰ اسلام پا بنوت

کے متعلق جو خانم بیرے طالب سے گزرے ہیں وہ کتنے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غفارلہ ایں شیع متعلق نیتوت و امامت

(پہلا عقیدہ) حضور علیہ السلام قیامت سے پہلے رجحت کے ایام میں امام جہدی کے ہر یہ تین گے عیاشی ایں حدیث رائق کردہ است و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر کہ چون قائم الْجَمِیْلِ
بیرون آید خدا اور یاری کند بہلا مگد و اول کے کہ با او بیعت کند مجھ پا شد و بعد ازاں علیؑ۔

از امام رضا روایت کردہ است کہ از علمات ظہور حضرت قائمؑ است کہ بدین برہمنہ در پیش قرض
آفتاب ظاہر خواهد شد و منادی نداخواهد کرد کہ ایں اہل الرؤمین است۔ (جلد اول العیون طبعہ تهران)
تبھہ۔ عیاشی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور نعمانی نے روایت کیا ہے امام محمد باقر
(جو کفر قی مخالفت کے نزدیک معصوم ہیں) فرماتے ہیں کہ جب امام جہدی غارہ بن رای سے باہر شریف
لائیں گے تو خلا لعلتے ان کی مردکریں گے فرشتوں سے اور پہلا شخص جو کہ امام جہدی کا مُریب بنے گا
وہ حضور علیہ السلام ہوں گے اور دوسرا شخص حضرت علیؑ ہوں گے۔

اور امام رضا سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام جہدی کے ظہور کی نشانی یہ ہوگی کہ آپ دوپہر کے وقت
نکھلے باہر شریف لائیں گے۔ اور فرشتہ اگر زندگ کرے گا دیکھ لو یہ امام جہدی ہے۔

نوٹا: امام جہدی کے ظہور کا نقشہ جس طرح شیعوں نے پیش کیا ہے بڑا عجیب ہے۔

المبتدئ کی طرف سے چند اعراض

(پہلا اقتراض) حضور علیہ السلام کی شخصیت اور تمام انبیاء سے آپ کا برگزیدہ نیز آپ پر
ایمان کے سلسلے میں جیع انبیاء سے عہد لیا جانا کیا اس لہر پر دلالت نہیں کرتا کہ حضورؐ کا ارتبا تمام
انبیاء علیہم السلام سے برتر ہے امام جہدی کا حضور علیہ السلام کو مرید تصور کرنا کیا حضورؐ کی توہین نہیں۔
جبکہ ساری کائنات کو تبریز حضورؐ کے طفیل سے ہی ہوا ہے۔ وہندہ عقیدہ

(دوسرے اعتراض) قُلْ إِنَّكُنْتُمْ تُعْجِزُونَ اللَّهُ فَإِنَّهُ مُعْلِمٌ^۱ مَا لَمْ يَعْلَمْ
اور حضور علیہ السلام کو مخدوم و مطلع قرار دیا ہے پس اگر فرقہ فی الفت کا ذکر ہے بالا حقیدہ صیغہ مان لیا جائے
تو اس میں حضور علیہ السلام کی توہین کے علاوہ کیا آیت کے غہوں کی حقیقت نہیں۔

(تیسرا اعتراض) أَطْبَعُوا لِلَّهِ وَأَطْبَعُوا الرَّسُولَ فَأُفْلِيَ الْأَمْرٌ مِنْكُمْ^۲ یعنی خدا اور اس کے
رسول کی تابع دہدی کرو۔ نیز صاحب حکم شریعت کی بھی کوئی تم میں سے ہو اس کی بھی اتباع کرو۔
ذکر وہ آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ حضور کی پوزیشن خلق کے روبرو مطلع کی ہے طبع کی نہیں
پس اگر ذکر کو حقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حشو وفات سے پہلے تو مطلع رہے لیکن وفات
کے بعد پہلے ایک امتی کے مبلغ بن گئے کیا اس سے آیت کا الکار لازم نہیں آئے گا۔ واضح کیجئے۔
(چوتھا اعتراض) امام جہدی کو ہمدرت کیوں اٹھایا جائے گا غار سمن روی میں اپ اس حالت
میں ہیں یا وہاں کچھ اور کیفیت ہے۔ واضح فرمائیے۔

اممہ کرام انبیاء علیہ السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں

حقیقین کی عبارت یہ ہے ادیل دوام از شر اط امامت عصمت است و اجماع علماء ایامہ متعقد است
برآنکلام نیز مثل سپری معصوم است اذ اول شر تا اک عمر از جمیع گناہان کبیر و صفیرو (مندرجہ ذیل حقیقین مطبوعہ تہران)
ترجمہ۔ امامت کے لئے معصوم ہونا شرط ہے اور اہل تشیع کے علماء کا اس امر پر اجماع ہو چکا
ہے کہ امام بھی پیغمبروں کی طرح معصوم ہوتا ہے اول عمر سے لے کر اونٹریکہ تہ تو اس سے گناہ کبیر و
ہو سکتے ہیں نہ صیغہ۔

اہلسنت کی طرف سے فرقہ مختلف پر پنڈ اعتمادات

(پہلاً اعتراض) اگر کیوں شا امامت کا رتبہ نبوت کے برادر ہے اور انبیاء نے علیم اسلام کے بعد
عصمت بھی تحقق ہے تو ختم نبوت کا کیا معنے رہا۔ جب مصوبیت حضور کے بعد بھی آپ کے نزدیک

مسلم ہے تو اجراء نبوت سے کیوں انکار ہے۔

(دوسری اعتراض) کیا آپ کے پاس قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی موجود ہے جس میں صراحتاً انکی مخصوصیت کا ذکر ہو اگر ہے تو پیش کیجئے ورنہ دعویٰ باطل۔

(تیسرا اعتراض) فرقیین کے نزدیک مسلم ہے کہ جس نے سیدوفاطمہؑ کو ناراض کیا اس نے حضور کو ناراض کیا پس اگر یہ مسلم ہے تو حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔

مانند چنیں مردم پر دنیشین شدہ و مثل خائنان درخانہ گریختہ (حق الیقین ص ۲۳۲)

اس میں کلام نہیں کہ سیدہ برداشت امامیر کس وجہ سے ناراض ہوئیں۔ لیکن یہ امر تو متحقق ہو گیا کہ سیدہ فاطمہؑ اور سیدنا علیؑ پر ناراض ہوئیں اور خائنون سے تشبیہہ دی پس اگر یہ روایت صحیح ہے تو سیدہ کا ناراض ہونا ثابت ہو گیا اور برداشت قادرو بوری حضور ناراض ہوئے اور جن پر حضور ناراض ہوئے ان کی مخصوصیت کا دعویٰ فرمائیے کس ذیل کے ماتحت کیا جاتا ہے۔

(چوتھا اعتراض) جلد المیعون ص ۱۳۱ مطبوعہ تہران میں ہے کہ سیدنا علیؑ مر ہٹھے کے پاس جفر طیبؑ نے کنز بسمی جس کے ساتھ حق ازدواجیت ادا کرنے کا سیدہ کوشہ پڑا۔ سیدہ نے حضرت علیؑ فتنیؑ سے حقیقت دریافت کی آپ کی قسم پر سیدہ نے اعتبارہ کیا اور ناراض ہو کر شکایت کے کر حضور علیؒ السلام کے پاس آئیں۔

فرمائیے سیدہ فاطمہؑ کے نزدیک حضرت علیؑ مخصوص تھے یا نہ اگر تھے تو آپ نے تسلیم کیوں نہ کیا اور اگر نہیں تھے تو آپ کا عقیدہ باطل ہوتا ہے۔

(پانچواں اعتراض) جلد المیعون ص ۱۵۱ میں ہے کہ سیدنا علیؑ نے ابو جہل کی رذکی کی خاستگاری کی۔ سیدہ ناراض ہو کر آپ کے گھر بغیر اجازت کے تشریفتے آئیں۔ فرمائیے! سیدہ کا ناراض ہونا صحیح تھا یا غلط اگر صحیح تھا تو سیدنا علیؑ کی مخصوصیت کی کافی ہوتی ہے اور اگر غلط تھا تو ادھر سی فتویٰ لگتا ہے۔ بہرحال غور کر کے جواب مر جس فرمائیے۔

(چھٹا اعتراض) قرآن مجید میں ہے لَعْنَ الظَّيْنَ كُفَّرُوا مِنْ بَنِ إِسْرَائِيلَ عَلَى

لَيَأْنَ دَائِدَ وَعِيشُى بْنَ مَرْيَمَ ذَرَافَ مَاعَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَيَتَنَاهُونَ عَنْ
مُنْكِرٍ فَعَلُوَهُ لَبَسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

(ترجمہ) داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بنی اسرائیل میں سے کافروں پر اسلام کی اعانت کی گئی۔ اس کے وجہ وہ ہیں۔

(نبراول) نافرمانی کرتے تھے زیر الدم) حدستے تجادو ذکر تے تھے۔

تجادو زعن الحدکی تشریح یوں ہے کہ جو بھی برآ کام کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے اور بیشک وہ بُس امر کا از کاب کرتے تھے۔

لشریح:- قرآنی نص سے معلوم ہوتا ہے کہ میکرات اور سیستان کو پچھم خود دیکھتے رہنا اور بظاہر منع نہ کرنا از کاب مھیستہ ہے اور تجادو از عذر شریحت ہے جو یقیناً عصمت کے خلاف ہے۔ فرمائیے اسیدنا علیؑ تے خلفاء شلاش کو منع کیوں نہ کیا اور سکوت سے کام کیوں لیا۔

رسالتو أَيُّ اخْرَافٍ لَا تَرْكُوا لِي الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَسْكُوا النَّارَ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُفَنٍ إِلَّا
مِنْ دُلَى وَلَا نَصِيرٌ

(ترجمہ) قالمون کی طرف مائل نہ ہونا اور نہ تم کو اگ چھٹ جائے گی اور خدا کے سوالے تھا اسے لئے نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ امداد کئندہ۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ قالمون کی طرف میلان کرنا خدا سے عادات مول لینا ہے۔ اور اور سیدنا علیؑ

(۱) سیدنا ابو بکرؓ کے پیچے نمازیں ادا کرتے رہے۔ (بحوالہ مردۃ العقول ص ۳۸۸، احتجاج ص ۵۹)

جلاد العیون سن ۱۵، غزوات جیدی ص ۶۷، فضیلہ مقبول ص ۲۱۵)

(۲) نیز سیدنا ابو بکرؓ کے ساتھ اپنی بجاویج کا خقدر کیا۔ (ملک النجاة ص ۱۰۳)

(۳) سیدنا عمرؓ کی تعریفیں کرتے رہے (فتح البلاғة ج ۲ ص ۳۹، ۲۵)

(۴) سیدنا عمرؓ سے شہر انوئے کر سیدنا حسینؓ سے نکاح کر دیا۔ (بحوالہ مردۃ العقول ص ۳۹۴ حقد دوم، الصافی شرح اصول کافی ص ۲۰۵، ۲۰۶)

(۵) سیدنا عثمانؓ کی مرح سرائی فرمائی (بحوالہ شیخ البلاغہ ج ۲ ص ۸۲)

(۶) سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو پھر وادی کے لئے بھیجا۔ (شاشیہ شیخ البلاغہ ج ۱ ص ۱)

اور عداوت خداوندی یقیناً ارتکابِ عصیت ہے۔ جو یقیناً خلافِ حکم ہے۔ جواب عنایت فرمائیے۔

رأَظْهَوَنَا عَزْرَاضُ، أَصْوَلُ كَافِي مُطْبُوعَةٍ تِهْرَانَ كَمْ مِنْ هُنَّ إِنَّ التَّقِيَّةَ مِنْ
دِينِي فَدُونَ أَبَاءِي دَلَّ دِينَ رَمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ۔ (ترجمہ) بلاشبہ تقیہ میرے اور میرے باپ
دادا کے دین سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء شاہ کے زمانہ میں تم
نے سیدنا علیؑ کو تقیہ باڑ کہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ نے میدان کر بلماں میں اصغر و اکبر شہید کرا
کر تقیہ کی بیچ دنیا میں اکھیر دی۔

فَرَمَّأَيْهُ مَذْكُورُهُ بِالْأَدْرِبِشَكَرَ مُطَابِقًا لِّشَهِيدِ كَرْبَلَاءِ كَوْنَ سَافِتُوْيِي عَامَدَ كِيمَـا۔ كَيْ أَبْسِجِيْ
أَنَّ كَرَامَ كَيْ مَصْوِمِيْتَ كَيْ قَائِـكَ رَبْ ہے۔

رَنَوْا عَزْرَاضُ، أَصْوَلُ كَافِي مُطْبُوعَةِ إِيَـانَ ص ۲۴ میں ہے ان الائِمَّةِ يَعْلَمُونَ عَلَمَ مَا
كَانَ وَمَا يَكُونُ وَاتَّهَـلَـلَ يَعْقِـلَـلَـلَ عَلَيْهِ شَيْـئـیـ۔

یعنی امام صاحبان گذشتہ اور آئندہ کے سب حالات جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز غنی نہیں
تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ کو واقعات کر بالا کا علم خایاں اگر نہ تھا تو اسول کافی میں مذکورہ
حکیمہ علطہ ہے اور اگر علم تھا تو اپنے دیدہ دانستہ بہتر جانوں کو موت کے منزیں دیا۔

ردِ سوال (عزراض) بعض امام شہید بالقتل ہوئے اور بعض شہید بااسم یعنی زہر سے اب سحال ہے پیدا
ہوتا ہے کہ جب دشمن زہر دیتے تھے اور وہ زہر بلال کا پیارا بھاقیں لے کر پلیتے تھے اس وقت اس
زہر سے باخبر ہوتے تھے یا ان اگر بے خبر ہوتے تھے تو عالم ماکان و ماکیون کے در ہے اور اگر باخبر
ہوتے ہوئے جام زہرلوش کیا تو مخصوص نہ رہے۔

رُكَيْـاـرَهـوـاـنـ عـزـرـاـضـ مـصـبـتـ اـسـاـہـلـ تـشـیـعـ کـےـ نـوـدـیـکـ اـعـقـادـیـ سـائـکـ سـےـ ہـےـ یـاـنـ اـگـرـ نـہـیـںـ توـ اـنـ

اور غیر ائمہ کے مابین فرق نہ رہا اور اگر ہے تو حسب ذیل عبارت کا کیا جواب ہے ہے ۔

حق الیقین صفت ۴۷ میں ہے، چنانکہ از احادیث ظاہر پیش ورد کہ جمع از روایا ایک در حصار ائمہ بودہ انہ از شیعیان اعتقاد بعضہ ایشان نداشتہ انہ، بلکہ ایشان را علمائے نیکوکار سے دانستہ انہ۔ چنانچہ از رجال کشی ظاہر پیش ورد۔ وضع ذاکر ائمہ حکم پایا یا ان بلکہ با عدالت ایشان میکروہ انہ۔

نحو ۷:- احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ راویوں کی ایک جماعت انہ کرام کے زمانہ میں شیعوں میں سے ایسی موجود تھی جو کہ انہ کرام کو مخصوص نسبت دیتے۔ بلکہ ان کو ایک قسم کے عالم نیکوکار سمجھتے تھے۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے باوجود انہ کرام نے ایسے راویوں کے ایماندار ہونے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان کی عدالت کا بھی حکم دیا ہے ۔

(بخاری ہواں اخڑا ض) صلح حدیبیہ کے موقع پر خصوص طیہر الاسلام نے محمد رسول اللہ کے فضل کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا۔ لیکن سیدنا علیؑ نے آپ کے حکم کی تعییل نہ کی۔ وجہ نواہ جو بھی ہوں اعتقاد کے اختلاف سے وجہ بھی مختلف نظر آتے ہیں۔ فرمائیے جب آپ نے نبوی حکم کی تعییل میں اپنی رائے کو ترجیح دی۔ تو مقصود کیسے رہے ۔

تریہ ۱۲ (بخاری ہواں اخڑا ض) فدک سیدہ اور حسینؑ کا حق تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو ابو بکر صدیقؓ پر اخڑا ض کیسا۔ اور اگر تھا تو اپنے عہد خلافت میں سیدنا علیؑ نے فدک تقسیم کر کے اپنا اور سیدنا حسنؑ اور سیدنا سیناؑ اور حضور کی اذواج مطہرات کو کیوں نہ دیا۔ کیا یہ شانِ عصمت کے خلاف تھیں ۔

(بجود ہواں اخڑا ض) قرطاس کا حکم حضور مسیح کا ثابت تھے کیا۔ سیدنا اکثرؑ اگر نہ لانے میں محروم ہیں تو سیدنا علیؑ بعیض اہل دعیال کے کیوں اس جرم سے پاک ہیں ۔

(پندرہ ہواں اخڑا ض) سیدہ عائشہؑ یقیناً بغض قرآن ام المؤمنین تھیں۔ پس آپ نے اپنی اماں کے خلاف تلوار کیوں احتیاط کیا اب بھی عصمت باقی رہی ۔

تو ۱۴ (سو ہواں اخڑا ض) کیا یہ سچ ہے کہ جب عائشہؑ مولیہؑ کے خلاف فوج کشی کے لئے بعزم عاذیتیں نے مشورہ دیا تو سیدنا حسنؑ نے اپنے باپ کو اس اقدام سے منع کیا۔ فرمائیے باپ اور بیٹا چونکہ

آپ کے نزدیک دولوں مخصوص ہیں لہذا آپ کے نزدیک ان دو میں سے کون حق پر تھا۔

^{۱۷}(ستر ہواں اعتراض) امیر معاویہ جلا اہل تشیع کے نزدیک معانیں اہل بیت میں سے ہے نجیب البلانۃ میں برداشت اہل تشیع ان کے حق میں سید ناعلیٰ سے بہت سے نازیباں القا ظاہی منقول ہیں۔ پس اگر واقعی امیر معاویہ ان القاۃ کے مطابق تھے تو سیدنا حسنؑ نے ان کے ساتھ خلافت کی سودے بازی کیوں کی۔ اور اگر کتو حضرت کہاں رہی۔

^{۱۸}(راحت ہواں اعتراض) رجال کشی صد مطبوعہ بیہقی میں ہے۔

قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام يقول ان معاویۃ کتب الى الحسن بن علی ان اقدم انت والحسین واصحاب على فخر حمزة قيس بن عبادة الانصاری فقد هوا الشام فاذن لهم معاویۃ واعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبایعنى فقام فبایع ثم قال للحسین فبایع فقام فبایع - ۱۶

(ترجمہ) سیدنا معاویہ نے حضرت حسنؑ کی طرف لکھا کہ تو اور تیرا بھائی حسینؑ اور علیؑ تقدیر کے تمام ساتھ آئیں۔ پس ان کے ساتھ قیس انصاری بھی چلا گیا۔ جب شام کو آئے تو سیدنا معاویہ نے ان کو اجازت دی اور تعارف نیز مرح آرائی کے لئے خطیب مقرر کئے بعدہ فرمایا۔ حسنؑ ائمۃ اور بیعت کیجئے پس سیدنا حسنؑ ائمۃ اور بیعت کی بعدہ سیدنا حسینؑ کو فرمایا پس وہ بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت ہو گئے۔

وفته فرمائیے اگر سیدنا معاویہ واقعی نا اہل اور دین کے بڑے فیافت ملتے۔ تو ان فو حضرات نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی۔ کیا اس میں دین کی ہٹک نہ ہوئی۔ کیا ایک مخصوص ہی شیر مخصوص کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے۔

^{۱۹}(انیسوں اعتراض) مردۃ العقول ۲۸۸ میں ہے کہ سیدنا علیؑ نے سیدنا ابی بکرؑ کے پیچے نماز پڑھی۔ اہل تشیع کی طرف سے ایک جاپ یہ بھی دیا جاتا ہے کہ آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی۔ دو بارہ لوٹانا تو ربہ فروری تھا جس سے پہلی نماز جائز نہ ہو۔

فرملئیے کہ جس وقت آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی ہاتھی سب لوگوں کے سامنے بھی اس کا اعلان کیا تھا یا ان کو لوٹانے کا حکم فرمایا یا نہ۔ اگر فرمایا ہو تو ثابت کیا جائے اور اگر نہیں فرمایا تو سب کی نمائوں کے اداء ہونے کا ہر جنم کس پر ہوا۔

(رہیسواں اعتراض) سیدنا ابو بکر صدیقؓ برداشت مُلا باقر مجلسی فرعون کی امت سے تھے۔

الیہا فیما شد میجات القلوب رج ۲۰۷

احتجاج طبری میں ہے کہ سیدنا علیؑ نے جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فرمائیے الیہا فیما شد فرعون امت کے ہاتھ پر بیعت کرنا ارتکاب پر جرم نہیں۔

(رہیسواں اعتراض) احتجاج طبری اور تفسیر صافی سے پتہ چلتا ہے کہ اصل درجہ شدہ قرآن سیدنا علیؑ مرفقہ شد نے بوجہ ناراضی گم کر دیا۔ اور فرمایا لَا تر و نہ ابدًا کہ قیامت تک اسے نہ دیکھو گے۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ آپ نے تو ناراضی کے باعث قرآن کو گم کر دیا۔ لیکن آپ کے بعد سے لے کر قیامت تک بواہت آئی یا آتی رہے گی۔ اس کے لئے آپ نے کیا لائے عمل چھوڑا۔ کیا اس امر کا ارتکاب کر کے آپ معاذ اللہ امیت محمدؐ کی دوائی فضالت کا باعث نہ بنے۔

(رہیسواں اعتراض) کہا جاتا ہے کہ سیدنا حسینؑ نے قرآن کے نام پر اور قرآن کی حرمت پر جان ومال اور اہل و عیال قربان کیا۔ پس جب موجودہ قرآن اصلی نہ رہا تو آپ نے ایک بناؤنی قرآن پر اہل و عیال کو کیوں نشانہ کر دیا۔ کیا ان سب کے خون کی ذمہ داری سیدنا حسینؑ پر عائد نہ ہوگی۔

(رہیسواں اعتراض) حق الیقین میں ہے کہ اسماء بنت عیینؑ از شیعیان حیدر کیار بود اور اسی صفحہ پر یہ بھی مرقوم ہے کہ ان کا نکاح ابو بکر صدیقؓ سے ہوا۔ بتائیے آپ نے ایک مولفہ صالحی کا نکاح ایسے شخص سے کرنے کیوں دیا۔ جو بروئے کتب شیخ حنفی وفات کے بعد الیہا فیما شد مرتد ہو چکا تھا۔

کیا اس نکاح کا نام نکاح رہے گا یا کچھ اور اور جو بچہ پیدا ہوا اس کی پر عدش کے سیدنا علیؑ ذمہ دار کیوں ہوتے۔ واضح طور پر اب حممت کو ادا کیا جائے۔

(پھر رہیسواں اعتراض) حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد جن کو بحالت ایمان پھوٹ کئے تھے

سہاجین و انصار نے اُولیٰ کَ حَمَدُ الْمُؤْمِنُونَ (انفال) فرما کر خدا تعالیٰ نے تھبہت کر دی ہے۔ ان میں سے سب کا یا اکثر کا جب آتفاق سیدنا ابی بکرؓ سے ہو چکا تھا تو سیدنا علیؓ نے دعیتیم غیر سبیل المعنین کو کیوں اختیار کیا۔ کیا بر و مئے نفس قرآن یعنی فعل نابا شہزاد تھا۔

^{۲۵} (انیسوال متراض) سیدنا امیر حلبیؓ کا غلبہ اور اتنا رجوب وین فاسلام کے مطابق ذکھاتو ان سے تھواہ لینا کس حکم کے مطابق جائز کیا گی۔

(چھیسوال متراض) مرتبہ العقول شرح الاصول مصنفہ ملا باقر بلisi میں ہے کہ سیدنا امام حسینؑ کا نکاح شہر بالوں مفتودہ سیدنا امیرؓ سے ہڑا فرمائیے اس کے جواز کی کیا صورت ہوئی۔

^{۲۶} (ستایمیسوال متراض) سیدنا عثمانؓ بر و مئے نہ بہ فرقی فلافت معانی دین دین میں گزرے ہیں اور فوج البلاغہ مائے کے ماشیہ پر ہے فاما ر الحسن والحسین ان یہذ بالناس عنده کہ سیدنا حسینؓ مکریینؓ کو بیجا کر جا کر لوگوں کو روشن کر دیں۔

پس اگر وہاں تکل ہو جلتے تو بر و مئے کتب شما ان کو کس حساب سے شمار کیا جائے اور اس کا احمد داد کوں رہتا۔

^{۲۷} (انیسوال متراض) جلاء العیون منتہ مطبوعہ تہران میں ہے۔

عمل ابی سینا زاہلیہ وہ ماں تکلینے کہ اُس مردا کرو، حضرت رافی مود، حضرت فرمود اگر بلائے اقرار گنم مرا خواہی کشت، چنانچہ اُس مردا کاشتی بہی حضرت فرمود اقرار کر دم بانچہ سوال کر دی۔

(ترجعہ) یزید نے امام زین العابدین کو طلب کر کے وہی بات ہی بھی ہو کر آپ سے پہنچتے تھے سے کھی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر میں تیری خلافت تسلیم کروں تو تو مجھے بھی حق کر دے گا۔ پس یزید نے کہا کہ ان تو حضرت لے فرمایا جس چیز کا تو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اقرار کرتا ہوں۔ فرمائیے اما رست یزید عذر تھی۔ یا نام تھی اگر تھی تھی تو آپ نے اس کا اقرار کیوں کیا، کیا اس سے سیدنا حسینؑ کے مرضن کی فالقت لازم نہیں آتی۔

^{۲۹} (انیسوال متراض) سیدنا علیؓ بقول فرقی فلافت عالم الغیب تھے۔ اس لحاظ سے اسیں خبر تھی کہ

اگر میں نے ابو جبل کی روکی خواستگاری کی تو یقیناً سیدہ اور حضور نما ارض ہو جائیں گے لیکن باس، مدد اپ نے پرواہ شکی۔

فرماییے سیدہ الانبیاء اور سیدۃ النساء کی نلاٹگی کی پرواہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس آپ نے ایسا فعل کیوں کیا اور حسمت کی لاج کیوں نہ رکھی۔

(رسیسوں اعتراف) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قول شماستقی خلافت سیدنا علیؑ تھے۔ نجع البلاغہ میں آتا ہے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آئے تو آپ نے انکار کر دیا۔ دریافت طلب امر ہے کہ مستقی خلافت کے جب انکار کیا تو لا حالہ غیر مستقی نے ہی قبول کرنا تھا۔ کیا یہ انکار بقول شما خلافت غیر راشدہ کا باعث نہ بنتا۔ جواب مطلوب ہے۔

(راحتیسوں اعتراف) نجع البلاغہ میں ہے سیدنا علیؑ نے جواب میں فرمایا انا اک منزیر اخیر نکم متی امیراً کہ میرا وزیر ہنا تھا رے لئے امیر ہنے سے بہتر ہے۔

کیا یہ قول خلافت واقع ہے جبکہ بقول شما حضور مجی امارت کا فرم ندیر میں اعلان کرچکتے اور خدا تعالیٰ مجی آسانوں اور زمین کے ملائکہ کو مبدل کیا دیاں دے چکتے۔

(رسیسوں اعتراف) اہل تشیع کی کسی کتابت میں ہے کہ سیدنا علیؑ حضور کی مجلس سے بعد ہم نشینوں کے دو مرتبہ بجاگ گئے تھے کیا یہ خلافت حسمت نہیں۔

(رسیسوں اعتراف) سیدنا علیؑ کے دو خلافت میں تھا رے حقیدے کے مطابق نظم و عدو ان کا ذرخ تھا، مذہب حد کے نام یا واقعیت میں ماہبانہ زندگی پر کرد ہے تھے جو دین نافذ تھا وہ اسلامی اقتدار کے بالکل خلاف تھا۔ پس اگر یہ مطلب واقع کے مطابق ہے تو سیدنا علیؑ نے دین فاروقی کے خلیفہ و سلطنت کو دیکھ کر خلافت واقع کیوں کیوں فرمایا۔

۵ دَهُودِيْنُ اللَّهُ الَّذِي أَظْهَرَ رَأْكَةً

وَجَبَدَهُ اللَّهُ أَعْدَدَهُ دَمَدَهُ (صحیح البخاری ج ۲ ص ۲۹)

یعنی یہ خاص ادین ہے جس دین کو خدا تعالیٰ نے غالب کر دیا ہے اور یہ شکر نادق خدا کا شکر ہے۔ جس کو اللہ نے خود تیار کیا ہے اور خود پھیلایا ہے۔ پس یا تو قول علیؑ کا انکار کرنا پڑے گا اور یہ احتیمادہ حضرت پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

(پیشہ سوال اخراج) صحیح البخاری ج ۲ ص ۹۳ میں سیدنا علیؑ مرتبے کا ایک خطبہ ذکر کیا گیا ہے جس میں سیدنا ابو بکرؓ یا سیدنا ابیرؓ کے متعلق حسب قبیل الفاظ استعمال فرمئے ہیں ۵

لَقَدْ قَوْمٌ أَوْدُودُوا هُنَّ الْعَمَدُ

اقام السنة وخلف البدعة

جس کا تحریر یہ ہے کہ فاروق عالمؓ نے کبی کو سیدنا اور بیماری کا علاج کیا، مسنت بنوی کو قائم کیا اور بدعت کو پیچا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ادھر سیدنا فاروقؓ کو ترا صبح کی اشاعت پر جندع کہا جاتا ہے اور ادھر یہ ہے کیا دو کلاموں میں تعارض و تناقض تو نہیں۔ اگر نہیں تو کیسے اور اگر ہے تو پھر رنگ مخصوصیت کی جلوہ گری الگ ہرگزی۔

(پیشہ سوال اخراج) قرآن مجید میں ہے اللَّهُ تَكُونُ أَرْضُ اللَّهِ قَاسِيَةً تَهَا جِرْفُ

فِي سَيْلِ اللَّهِ

(تحجیج) کیا انداکی زمین فراغ نہیں بنتی پس تم خدا کی راہ میں بھرت کر جاتے۔ بات تو قیامت کے دنی کی ہے لیکن ذکر کا انداز ایسا ہے کہ خدا کا حکم ہی معلوم ہوتا ہے امر خداوندی پر عمل کرنا میں ایمان ہے اور حکم خداوندی سے عمل طور پر اخراج کرنا معصیت ہے۔ فرمائیے غلقہ ثلاٹھ کے ہبہ میں سیدنا علیؑ نے کوئی راہ اختیار فرمائی۔

(پیشہ سوال اخراج) والد مکرم نے سیدنا معاویہؓ نے جگیں کیں بیٹھے تھے اکثر صرف نظام قیادت

پر فرمائی بلکہ بیت بھی منظور کرنی۔ فرمائیے ان دونوں میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں۔
 (معنیتسوال اخراج) سیدان کردار میں جنگ لیتھا دین کی خاطر تھی۔ فرقہ عالمت کی ایک کتاب میں
 ۳۶
 ہے کہ سیدنا حسین فیض تے رزم گاہ میں فرمایا کہ مجھے یہ زید تک پیشہ کی اجازت دو تاکر میں وہاں جا کر
 اس کے ہاتھ پر ہاتھ دکھروں۔ فرمائیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

نوٹ:- حوالہ خط کے وریئے معلوم فرمائیں۔ (قریشی)

(معنیتسوال اخراج) امامیر کی نگاہ میں خلافتے خلاف خلائقے راشدین تھے باغیر راشدین اگر
 راشدین تھے تو اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اختلاف کیوں اور اگر بغیر راشدین تھے تو
 سیدنا امام حسنؑ بوقت صلح سیدنا معاويةؑ کے سامنے چعد غرب طوں میں اس شرط کا ذکر کیوں فرمایا۔
 جبکہ تعلیم شراءہ بھی انہیں بغیر راشدین قصور کرتے تھے۔ کیا یہ تبریز مصوبیت کے خلاف تھیں۔
 عبارت سبب ذیل ہے پڑھئے اور جواب عمارت فرمائیے۔

بشر طائفہ اونک اوئل کند در میان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا و میرت خلافتے شائستہ
 تر ہے، شرط ہے کہ امیر معاویہؑ لوگوں کے درمیان خدا کی کتاب رسول خدا کی سنت اور
 خلافتے شائستہ پر عمل کرے۔

دانستا یوسوال اخراج) منج ابلاغہ حج ۲۵ مھ میں ہے۔

الا داعی اقاتل بجلیعن رجل ادیٰ مالیس له۔

(ترجمہ) خبر داریں دو جوانوں کو قتل کرتا ہوں یا دو جوانوں سے قتال کرتا ہوں ایک اس سے
 جوابی چیز کا ذوقی کرے جس کا دھاہل نہ ہو اور بعد سر سے اس سے جواہل کو منع کرے۔
 اب سوال یہ ہے کہ سیدنا علیؑ سیدنا ابو بکرؓ کو بحق سمجھتے تھے یا نہ اگر سمجھتے تھے تو خلافت
 کا ذرا ختم اور ذمہ سمجھتے تھے تو آپ نے اپنے بیان پر عمل کیوں نہ کیا۔

رجا یوسوال اخراج) منج ابلاغہ حج ۲۶ مھ میں ہے۔

فنظرت فی امری فاذ اطا عقی قد مبدقت ای عقی۔

تو ہم میں نے اپنے محلے میں فور سے دیکھا ہے تو یہی احساسِ میری بیعت سے سبقت
لے گئی ہے۔ فرمائیے! یہ قول آپ کا حق پر بنی ہے یا ان اگر ہے تو اہل تشیع کا شہرِ حرم اور اگر حق پر
بنی نہیں تو مخصوصیت نہ رہی۔

امکرام کے متعلق اہل تشیع کا تیراعقیدہ

امکرام العیاذ بالله من اتعلّق بالکے بدء کے قائل تھے۔

لفظ بدء اور اس کی تشریف ۔۔

بدء کا معنی قائم ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے بعد یہ انبیاء تعالیٰ نے ایک اہل فضل اک
دیا ہے لیکن بعد میں اس سپر چلا کر یوں نہیں ہوتا بلکہ تھا اس کے تمام مقام فلاح اور سعی
ہے تو اسے ظاہر کر دیا۔

ذکورہ بالامفہوم کی تائید میں انس کے قول

بِهِ لَا قُولٌ . عَنْ جَعْفَرِ الْعَسَادِقِ أَنَّهُ جَعَلَ اسْمَاعِيلَ قَائِمَ مَقَامَ يَعْدَهُ فَظَاهَرَ
مِنْ اسْمَاعِيلَ مَا لَمْ يَرَهُ قَبْلَ قَائِمَ مَقَامَهُ مُوسَى فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بَدْءٌ
لِلَّهِ مَا بَدْءَ مِنْهُ فِي شَيْءٍ كَمَا بَدَأَ لَهُ فِي اسْمَاعِيلِ أَبِي (بِهَارَاللَّوْدَ)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق سے روایت ہے۔ بلاشبہ حضرت صادق نے اسمیل اپنے بیٹے
کو اپنا تمام مقام بنادیا۔ چند دنوں کے بعد اسمیل سے الی یہ رکنیں ظہور پذیر ہوئیں کہ جن سے
اماں حضرت ناراضی ہو گئے۔ پس آپ نے جلد از جلد موسیٰ کاظم کو امام بنادیا جب آپ سے پیغامبریات
کی گئی تو فرمایا خدا کو کبھی بھی ایسا باد نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے اسمیل کے متعلق ہوا ہے۔

(فتح) یعنی اللہ تعالیٰ اس سے پہلے جاہل تھا اسے اس کے ناشائستا تعالیٰ اور نابتدیہ
از کتاب کاظم نہ تھا اس لئے اس نے اسمیل کی امامت کا اعلان کر دیا ابتدیج کے اس کے سامنے

حالات ظاہر ہو گئے تو فوراً اس کے لتواد اور موئی کاظم کی امامت کا اعلان کر دیا۔

دوسرے قول:- عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَالْجَعْفَرِيِّ لَنْتَ عِنْدَهُ أَبِي الْحَسَنِ بَعْدَ مَا مَضِيَ أَبْنَهُ
الْجَعْفَرِ وَأَنِّي لَا فَكِرْ قَبْلَ نَفْسِي أَبْيَدَ أَنْ أَقُولَ كَانُهُمَا عَنِي أَبَا جَعْفَرِ وَأَبَا مُحَمَّدٍ فَفِي
هَذَا الْوَقْتِ كَافِي الْحَسَنُ مُوسَى وَإِسْمَاعِيلُ فَإِنَّ قِصَّتَهُ فَاقْبَلَ عَلَى الْبَعْلُوْسِينَ
فِي أَنْطَقٍ فَقَالَ نَعَمْ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَءَ بِهِ فِي أَبِي مَحَمَّدٍ بَعْدَ أَنِّي جَعَنَّ مَا لَدُنِّي تَعْرِفُ
لَهُ كَمَا بَدَءَ لَهُ فِي مُوسَى بَعْدَ مَضِيِّ إِسْمَاعِيلَ مَا لَكُشْتَ بِهِ عَنْ حَالِهِ وَهُوَ كَمَا هُدَتْكَ
نَفْكَ فَإِنْ كَيْرَهُ الْمُبْطَلُونَ فَإِلَوْمَحَ مُحَمَّدٌ أَبْنَى الْخَلْفَ مِنْ بَعْدِي فِي عِنْدَهُ عِلْمٌ يَا مَعْتَاجَ
إِلَيْهِ وَمَعْرِفَةَ الْإِمَامَةَ۔ (حوالہ کافی۔ مردم العقول ج ۱ ص ۹۵-۹۶)

(ترجمہ) ابوالہاشم جبغیری کہتے ہیں کہ میں امام آنکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب ان کا بیٹا
حضرت محمد فوت ہوا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان کا اعمال بھی اس وقت موسیٰ کاظم اور اسماعیل والا
ہے ابھی میں نے ظاہر نہ کیا تھا کہ امام صاحب نے فرمایا ابوالہاشم بے شک شیک ہے کہ خدا تعالیٰ کے
کوئی عسکری کے بارے میں محمد کے پدر ہو گیا۔ اور جو بات ابھی تک ظاہر نہ ہوئی تھی وہ ظاہر ہو
گئی۔ جس طرح خدا کو پدر ہوا تھا اصلیل کے بعد موسیٰ کے تعلق خدا کو ایسی حکم اس کا مال منکشت
نہ ہوا تھا۔ اور وہ اسی طرح ہے جس طرح تیرے دل میں آیا ہے۔ پس اگر جب میطلون مکروہ کہیں جس عسکری
میرا بیٹا ہے میرے بعد امام ہے اس کے پاس بقدر ضرورت علم ہے اور امامت کی
معرفت ہے۔

اہلسنت کی طرف سے مقتدین بعد پر چند اعتراضات

پہلا اعتراض:- مذکورہ بالا صدیقین اہلیہ کے نزدیک میمعن ہیں یا نہ۔ اگر میمعن نہیں
ہیں تو ثبوت پیش کریں اور اگر میمعن ہیں تو فرمائیے امام جعفرؑ تے اسماعیل کی امامت کا اعلان
کیوں کیا جبکہ وہ اہل نہ تھا۔

دوسرا اعتراض:- امام جعفر صادق نے جس کی امامت کا پہلے اعلان کیا تھا۔ فرمائیے اس میں امامت کے لحاظ میں تھے یا نہ۔ اگر تھے تو بدعا و رجوع کیوں اور اگر نہ تھے تو اعلان کیسا۔

تیسرا اعتراض:- جب امام صاحب نے اپنے پہلے اعلان سے رجوع کیا اور رسمت اس رجوع کی بدرا کی شکل میں خدا کی طرف کی تو فرمائیے کیا خدا پر بہتان لازم نہ آیا۔

چوتھا اعتراض:- امام جعفر سے ظاہر ہے اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاتا ہے تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوا۔ پس اگر خدا نے امر اقل کو بدل دیا تو فرمائیے خدا تعالیٰ اسماعیل کے ان افعال سے واقع تھے یا نہ۔ اگر واقع تھے تو غیر محل پر حکم امامت کیوں فرمایا اگر واقع نہیں تھے تو خدا تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آیا۔ حالانکہ وہ پہلی شیخ علیم ہے۔

پانچواں اعتراض:- ملا باقر مجلسی بدرا کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَثُلًا يَكْتُبُ فِيهِ أَنْ عَمَرَ زَيْدٌ خَمْسُونَ سَنَةً وَمَعْنَاهُ أَنْ مُقْتَضُى الْحِكْمَةِ
أَنْ يَكُونَ عُمَرًا كَذَلِكَ إِذَا مُرِيقُ الْمُفْعُولُ مَا يَقْتَضِي طُولَهُ أَوْ قَصْرُهُ فَإِذَا وَصَلَ الْزِيدَةُ
مُثُلًا يُعَيِّنُ الْمُخْسُونَ وَيَكْتُبُ مَكَانَهُ سِتُّونَ وَإِذَا قَطَعُهَا يَكْتُبُ مَكَانَهُ أَرْبَعُونَ
وَفِي الْوَجْهِ الْمُعْنَوُظِ إِنَّهُ يَعْصِي وَعُمُرُهُ سِتُّونَ كَمَا إِنَّ الطَّيِّبَ الْعَادِقَ إِذَا طَلَامَ
عَلَى مَنَاجِ شَغْصِي يَعْكُمُ بَاتَ عُمُرُهُ يَعْسِبُ هَذَا الْمَنَاجُ يَكُونُ سِتِّينَ سَنَةً
فَإِذَا شَرِبَ سَمَّاءَ مَاتَ أَوْ قَتَلَهُ إِنْسَانٌ فَنَقَمَ مِنْ ذَالِكَ أَوْ إِسْتَعْمَلَ دَاءَ
قَوِيًّا مِنَاجَةً۔ ۱۲ (مرعنة العقول ج ۱)

ترجمہ خدا تعالیٰ لکھ دیتے ہیں کہ زید کی عمر پچاس برس ہے اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کی اس قدر ہوگی۔ جب وہ ایسا عمل نہ کرے جو اس کی عمر کے زیادہ یا کم ہونے کو تقاضا نہ کرے پس جس وقت رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پچاس کے ہند سے کوئی اس کے قائم مقام ساٹھ برس لکھ دیتا ہے پھر جا لیں لکھ دیتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کی ہر سانچہ برس لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جس طرح طبیب حاذق جب

ایک شخص کے مزاج پر ہر طرح مطلع ہوتا ہے حکم کرتا ہے کہ اس کی عمر اس مزاج کے مطابق سانظر پر اس کی ہوگی۔ پس جب ذہن پر کے گا اور یا اسے انسان تحمل کرے گا تو اس کی عمر کم ہو جائے گی یادوں استعمال کرے گا تو اس کا مزاج قوی ہو جائے گا۔

مذکورہ بالآخر صحیح یعنی ہے تو یقیناً ما یہ کے مذہب میں خدا کا علم ظنی رہا قطبی نہ رہا کیونکہ جس طرح حکیم کو مریض کے تعلق ملن ہوتا ہے اسی طرح خداتعلیٰ کو بھی ملن ہجوا۔ حالانکہ قرآن پاک میں یعلم غیب السموات والارض و یعلم ماتبدی دن فما کنتم تکتلون جس کا ترجیح یہ ہے کہ خدا آنساؤں اور زمین کی پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے اور ظاہر اور خپیہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔ پس اگر خدا کی یہی پوزیشن ہے تو کیا اس میں خداتعلیٰ کی توہین اور اللہ کے خاتمہ کی تفہیص اور مذہب کی تذلیل نہیں۔

چھٹا اخراج اور علی تفہیص کا قول نبی اپنے ابلاغی صحیح اصل میں ہے۔

عالما برها قبیل ابتدائہا بعدها و انتها معا رفاقت را انہا و اعتراف۔ ۱۷

(ترجمہ) خدا جانتا ہے اشیاء کو ان کی ابتداء سے پہلے ان کے حدود اور انہا کو محیط ہے قرآن اور اطراف کو جانتا ہے۔

فرمائیے اگر یہ قول مبنی بر حقانیت ہے تو بدتر غلط ہے اور اگر تہذیۃ بدتر صحیح ہے تو حضرت علیؑ کا یہ قول غلط ہے۔

اہل شیع کے چند مقالے اور ان کے جوابات

مقالات: قرآن مجید میں ہے یا محاوی اللہ ما یشاء دیتیت یعنی محو کرو دتا ہے اور مٹانیتا ہے خداتعلیٰ سے چاہتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کل عقیدہ بدتر برحق ہے۔

جواب: کسی چیز کے مٹانی سے مراد اس کا ختم کر دینا ہے۔ جبکہ اس کی عدت اس کے علم میں ختم ہو چکی ہوتی ہے، اور ثابت رکھنے سے اس کا باقی رکھنا ہے یہ قدرت خالق کی جلوہ گردی ہے

اس میں غلطی کا شریعہ ہے رہتا۔ فهو بَدْ سوا س سے جیل خداوندی لازم آتا ہے لہذا اس آیت کو دیکھ
پڑنا غلط ہے۔

مقالہ ۳: جب اہل سنت الحج کے قائل ہیں تو کیا وہ بد کے شاید اور مثل نہیں۔

جواب: ما حکام کا نفع من جانب اشد ہوتا ہے۔ جو کہ ہمارے علم کے لحاظ سے متفق الحکم
کے معنی سے ہے اور خدا کے نزدیک پہلا حکم ایک مدت تک معین تھا۔ جب وہ مدت ختم ہوئی
تو دوسرے حکم کا اجر اکر دیتے ہیں۔ اس میں جہل کا اہمیت ہے مگر نہیں۔ لیکن بدروں میں تو بالکل ہی ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ العیاذ بالله اس حکم سے جاہل تھا۔

مقالہ ۴: قرآن مجید میں ہے **لِيَبْلُو لَهُ مَا يَمْلَأُ عَلَّا** جس کا تحریر ہے تاکہ
خدا تعالیٰ تم کو ازماٹے کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرتا ہے۔

جواب: یہ اصطلاح فاطمیوں کی اصطلاح کے مطابق ہے وہ خدا تعالیٰ لیے بھی جانتا ہے کہ یہ
عمل اس طرح کرے گا اور اس طرح نہ کرے گا۔ اور اس کے لئے ہوئے پر اس کو سزا آتی یا جزا آتی
ملے گی۔ آزمائش سے مراد دنیا کے سامنے اس کی حقیقت کو منکھست کرنا مقصود ہوتا ہے اگر اسانے
ہوتا تو سیدنا علیؑ نے فرماتے ہیں **إِبْدَأْ إِيمَانَكُمْ بِعَدَدِ دِعَاهُمْ إِيمَانَكُمْ**۔

(نہیج البلاعۃ ج ۱ ص ۲)

(تشریف) خدا تعالیٰ ہر کام کو اس کے ہونے سے پہلے جانتا ہے اور انہا کو بھی محیط ہے
فاغل للشكال۔

مقالہ ۵: قرآن مجید میں ہے **إِلَّا لِيَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِنْ يُنَقِّلُ بَعْلَى**
عَقْبَيْهِ جس کا تحریر ہے۔ تاکہ جان لیں، ہم کوون رسول کریمؐ کی ابداع کرتا ہے اس نے جو اپنے
پاؤں پر بھر جاتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ پہلے عالم نہ تھا۔

جواب: اگر اس آیت سے استدلال خدا کی جہالت پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر بدی پر
کیا جائے تو وہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بدہ مستلزم جہل ہے اور مصنف تفسیر عرفی نہ ملک پر

واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے بھی جلتے تھے عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی **الا للعلم عنہ وجود ابعد ان علمنا لا سید وجد۔**
 (ترجمہ) تاکہ ہم جائیں یا عبارت بھور کے اس کے بعد کہ ہم اسے جانتے ہیں لاس طرح موجود ہوتا ہے۔

امرا کرام کے متعلق چوڑھا عقیدہ

امرا کرام خدا کی طرف سے ہادی مقرر کئے گئے ہیں۔

اصول کافی مطبوعہ ایران میں ہے سکل زمان متأہد یہ مدیرہ مداری ماجامہ به
 التبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ **ثَمَّا أَهْدَاهُ اللَّهُ عَلَىٰ ثَمَّةِ الْأَوْصِيَا وَاحَدٌ بَعْدَهُ لَعِدٌ۔**

دالخوا کاف برحاشیہ مردۃ العقول ص ۱۲۵)

(ترجمہ) امام محمد باقر نے فرمایا ہزارہ مان کے لئے ہم میں سے کوئی نہ کوئی ہدایت کر لے والا ہوتا ہے جو کہ نبوی شریعت کی طرف ہدایت کرے۔ بخوبی کے بعد ہادی سیدنا علی مرتضیٰ ہیں۔ انکے بعد اوصیا ریکے بعد دیگر سے ہیں۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض، ہادی اس وقت تک ہاوی نہیں بن سکتا جب تک اپنے خیالات کا اہد ہو کر اظہار کرے اور تقویہ ہیں میں تو جسے دین کے موجود میں اس پر عمل ہو سکتا نہیں جب تک اپنے خیالات کو غنی نہ رکھے۔

فرمائیے امرا کرام ان دو فریضوں میں سے کس پر عمل کرتے تھے اور کس پر نہ کرتے تھے اور کس کو ترک کرتے تھے۔

دوسرा اعتراض، موجودہ زمان کے لئے اہل تشیع کے نزدیک بارہ اماموں میں سے کوئی

امام تقریب ہے یاد۔ اگر نہیں تو زمانہ بغیر امام کے رہا۔

اور اگر اس زمانہ کے امام حضرت مہدی ہیں تو وہ ہدایت کرنے سے عاری ہیں۔ جبکہ غائر شریف میں پچھے ہوئے ہیں۔ پس جو چھپا ہوا ہو وہ ہدایت نہیں کر سکتا اور جو ہدایت دے کرے وہ امام نہیں۔

فرمائیے مذکورہ تعریف کس طرح صادق آتی ہے۔

تیرہ اختراض۔ قرآن شریف میں ہے ائمماً أَنْتَ مُنْذِرٌ وَيُكَلِّ قَوْمٍ هَادِ -
توجہ) بے شک اے محمد مصطفیٰ آپ ذرا نے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ
کوئی ہدایت کر لے والا ہے۔

دیکھئے قرآن مجید میں قوم کے لفظ سے پروردگار عالم نے قیامت تک آنے والی اقوام
عالم کے لئے اپنے علم میں ہادی کا تقدیر فرمادیل ہے جس سبب تہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ کے لئے
ہادی کو صرف انہ میں بندر کھانا قرآنی تقاضے سے الکار کرنا ہے۔ جواب دیا جائے۔

چوتھا اختراض۔ خدا تعالیٰ نے اسٹ محمدی علی صاحبہ التسلیمات کو فرماتا ہے
قرار دے کر اس کے ذمے دو پروگرام پر فرمائے ہیں۔

(و) امر بالمعروف (ب) نہی عن المنکر

دونوں مل کر ہادی کے مفہوم کے لئے ترجیhan ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہدایت کی ناصرف
انہ کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بہتر است بننے کا خواہ مشتمد ہے اس کے لئے یہ یہ مدد
موجود ہے۔ پس تفصیل نہیں۔

پانچواں اختراض۔ قرآن مجید میں ہے وَلَكُنْ مِنْ كُمَاةَ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ

توجہ) تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو کہ نیک کی دعوت دے شریعت مطہرہ
کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عہدہ وہی نہیں ہے کبھی ہے حالانکہ عہدہ امامت اہل تشیع کے تزویج وہی ہے اور ظاہر ہے کہ اوصاف بھی وہی ہوتے چاہیں -
و صاحت کیجئے۔

چھٹا اخراج، فرمائیے ہدایت سے مراد ارادۃ الطلاق ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔ یا ایصال الی المطلوب ہے۔ یعنی منزل مقصود کب بینچا ناہے۔ اگر صرف راستہ دکھانا ہے تو پھر اس میں انہیں انتہا غلط ہے اور اگر ایصال الی المطلوب مراد ہے تو قرآن مجید میں اس کی باریں آیت تردید موجود ہے۔ **إِنَّكَ لَا تَقْدِيرُ مِنْ أَعْجَبَتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَعْمَدُ مَنْ يَشَاءُ**۔

سیدنا علیؑ مرتفعہ کے متعلق شیعی مزاعومات

پہلا رقم نہ سیدنا علیؑ کو تبریل ایں علی عہدہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے (وَمَلَأَ الْأَوْدُجَ ۖ مِنْ تَرْدِيدِ) سارے قرآن مجید میں آنذل یا مُنْذَل کی نسبت بغیر حضور علیؑ اسلام کے کہیں بھی موجود نہیں اس بناء پر مذکورہ بالازم باکل بے بنیاد اور خلاف قرآن ہے۔

دوسرا رقم: محضرت علیؑ کو شہزاد علیؑ اسلام نے اہمانوں پر دیکھا تھا۔

ترددید قرآن مجید میں صحاح الدعاء اُتُّرَيْعَدُمْ يَلْأَقُهُ الْمُجَدُّدُ الْمُسَاجِدُ الْمَعْنَى ۖ

(ترجمہ) شریکوں سے نہ اتعال کی ذات پاک ہے جس نے اپنے پیارے بندے کو رات کے وقت بیت اللہ سے بیت المقدس تک سیر کرائی۔

ترددید اپس جیب تک قرآن مجید میں لفظ عجید موجود ہے حضور علیؑ اسلام کے بغیر اولاد آدم میں سے کسی اور کا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ خواہ سیدنا علیؑ ہوں یا صدیق اکابر نیز و القیوم
إِذَا حَوَىٰ مَا هَلَّ صَلَّى بَنَّمْ وَمَا مَغَوَّمْ مِنْهُ مَغْرُدَ كَسِيفَ لَا كَرَادَةَ فَاؤْتَى إِلَى عَجِيدَهِ هَمَادُونَی
میں لفظ عبد قرار تصریح کر دی ہے کہ حضور کے بغیر کوئی بھی اولاد آدم میں سے شب علارج

آسانوں پر نہیں گی۔

پنجم۔ سید الائمه اور سید ناعلیٰ ہم مرتب تھے۔ مختار، حکما اللہ الوارج امتاں (تزوییہ) قرآن مجید میں حصنات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضرت کے لئے ہی شخص کئے گئے ہیں۔ پس خلق دین سے کسی کو حضور کے بارہ ناشر کی مانع تھوڑے ہے۔ پتو مقام اعظم۔ آسان پر فرشتوں کے جگہ مثلف کے لئے خدا تعالیٰ نے سیدنا علیؑ مرتفعہ کو مقرر کیا۔ (بحار الانوارج ۲ ص ۲۲۳)

(تزوییہ) یہ حدیث چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔

۱) جبکہ اتبداً واقع ہوتا ہے جب کہ طبیعت میں ہو تو اس ہو۔ اور بالآخر ان چیزوں سے پاک ہیں۔

۲) جبکہ میں غلط فہمی کی بناء پر خود پسندی کا غلبہ ہوتا ہے، حالاً جکہ ایسی پیغام فرشتوں میں ثابت کرنا ناممکن ہے۔

۳) جب سید ناعلیٰ فرشتوں کے مابین اختلافات کو ختم کرنا جلت تھے تو انسانوں میں اختلافات ختم کیوں نہ کر سکے۔

۴) جل و صفين میں معرکہ الائیں انتخاب خلافت اور اس میں رضا عدم رضا کی کیفیت کیا اس پر دلالت نہیں کرتی کہ مذکورہ بالا حدیث والیک خود ساختہ حدیث ہے۔

پانچواں رسم۔ سید ناعلیٰ مرتفعہ کی ولایت کے بغیر تو حیدری درست ہجاؤ نہیں (بحار الانوارج ۹ ص ۲۷۳)

(تزوییہ) اگر یہ حدیث ہاہل تشیع کے نزدیک صداقت پر مبنی ہے تو لفظ ولی مع علیٰ بن ابی طلب قرآن میں ثابت کریں۔

چھٹاً سیم۔ حشر کے وزیر بہشت و دوزخ کی چاہیاں حضور علیہ السلام سیدنا حضرت علیؑ کے پروردگاریں گے۔ (بحار الانوارج ۹ ص ۵۶۳)

(تزوییہ) بہشت و دوزخ اب بھی خدا کے ملک میں ہے اور قیامت کے روز بھی

اسی کے ملک میں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حشر کے دن پر ورد گارِ عالم کی طرف سے آواز آئے گی۔ **إِنَّ الْمُلْكَ أَيْمَنَ مَيْمَنَ آرِجَ كُسْ كَامِلَكْ** ہے اور کس کی بادشاہی ہے۔ ساری دنیا اس کے جواب سے عاجز رہے گی تو پروردگارِ عالم خود فرمائیں گے **بِلِهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ**۔ آج صرف واحد القہار کاملک ہے۔

(فت) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں خدا کے بغیر کسی کی بادشاہی نہ ہوگی۔

نیز قرآنی ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذنِ الہی کے بغیر شفاعت کرنے کا بھی کسی کو حق نہ ہوگا اور سب سے پہلے اذنِ آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو تنصیب ہوگا۔ عہدہ شفاعت سیدنا علیؑ کے متعلق علی بیبل التضویت قرآن کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔ اہل سنت کی معتبر کتابیں ایسی روایتوں سے خالی ہیں اور اہل تشیع کی تصنیفات ہمارے لئے جگہ نہیں۔

سیدنا حضرت علیؑ کے اوصاف عالیہ بحوار الانوار ج ۲۹ ص ۱۷۴

ساتواں زعم: ابو عضر کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں ہی اللہ کا مندہ ہوں اور میں ہی اللہ کا پہلو ہوں اور میں ہی اول ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں۔ میں ہی بیبل اللہ ہوں۔

آٹھواں زغم: سیدنا حضرت علیؑ کے فضائل شد میں آنے نامکن ہیں (بحوار الانوار ج ۲۹ ص ۱۷۵)

نواں زغم: تو سے ہزار فرشتے سیدنا علیؑ کی عبادت کرتے ہیں (بحوار الانوار ج ۲۹ ص ۱۷۶)

(فت) یہ دلوں عقیدے مخصوصی اے الشکر ہیں ان سے تو یہ لازم ہے۔ قرآنی دلائل

حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال علی۔ قرآن مجید میں ہے۔

تُلَّ لَوْكَانَ الْبَعْدُ مَدَادًا إِلَيْكُمْ تَرِقَ لِتَفَدَ الْبَعْرَ قَبْلَ أَنْ تُنْفَدَ كَلْمَاتُ رَبِّيْكَ وَلَوْ
جِبَّاتَا بِمِثْلِهِ مَسْلَادًا

(ترجمہ) فرمادیجھنے اگر خدا تعالیٰ کے مدحیہ کلمات کے لئے دیا سیاہی بن جائیں تو
بلاشیر خداوندی کلمات کے نتیجے ہونے سے پہلے سارے دریافت ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس
کی شل اور بھی سیاہیاں لائی جائیں۔

طراستند لالہ۔ ذات قدیم کے لئے اوصاف کا قدیم اور غیر قدمای ہونا بھی ضروری ہے
پس اس بنا پر مخلوق کو خالق کا ہم پڑھ تصور کرنا یقیناً شریعت طہرہ کے خلاف ہے۔

استدلال علٰی۔ إِنَّا لَكَ نَعْبُدُ وَإِنَّا لَكَ نَسْتَعِينَ

(ترجمہ) خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور غاصص رنجھ سے مدد چاہتے ہیں۔
قرآن مجید ذکر الہی ہے اور یہ جمیع ملائک اور جمیع مسلمان کے دروز بان ہے سب کی
زبان پر اسی کا سکم ہے اور سب لوگ اس پر ماضی ہیں۔

اہل شیع کے عقیدے میں بیننا علی مرفقی

سب کچھ میں

اس کے ثبوت میں ہم سب سے پہلے حقائق میں ۲۸۹، ۳۰۰ کی عبارت نقل کریں گے بعد
ترجمہ کیں گے۔

منْ صَاحِبِ دِعْتِهَا وَغَرْتِهَا وَصَاحِبِ حَكْمِهَا وَأَنْتَقامِ كَشِيدِهَا وَدُولَتِهَا عَبْرَ وَنَمْ مَانِد
شَلَخَ از آهِنْ وَنَمْ هَنَدَه خَلَادِهِ وَرِسَولَه خَلَامِهِ امِنْ خَلَادِ فَازَنْ عَلِيمَ خَلَادِ صَنَدِوْقَ خَلَادِ حَجَابَ
خَلَادِ وَجَهَ خَلَادِ خَلَادِهِ وَمِيزَانَ خَلَادِهِ وَنَمْ جَمَعَ كَشِيدَه مَرَدَه سَوَّهُ خَلَادِ مَاءِيْمَ اسَمَّهُ خَلَادَهُ خَلَادِ
اَشَالِ عَلِيَّهُ خَلَادِ آبَيَّتِ كَبِيرَی اَوْ نَمْ قَسْرَتِ كَشِيدَه بَهْشَتِ وَدَوْرَخَ سَاكِنَ مَیِّ گَرْدَانِیْمَ
اَهَلِ بَهْشَتِ وَبَآخْتِیارِ مَنْ اَسْتَعْذَابَ اَهَلِ جَنَّمَ وَبَآزَگَشَتِ خَلَقَ يَسُوَّهُ مَنْ اَسْتَوْسَابَ خَلَقَ

بامن است ونم اذان گوندہ در اعتراف ونم کہ در نزد قریں آفتاب خلہ بخواہم شد ونم دارستالادس
ونم صاحب اعتراف کہ مون وکا فرما یکدی یگر جدای کنم و من امیر مومنان و بادشاہ مقیمان و آئست
سابقاً عزیزان سخن گوییاں و آخر اوصیاً میں پیغمبران ووارث انبیاء و علییہ خدا و صراط مستقیم
پر در دگار و ترازو میں عدالت در روز جزا و محبت خدا برائل آسمانہا و زمین ہا و سرکر ما بین آسمانہا
است ونم کہ خدا و محبت پا او تمام کردہ است بر شاد را بتدائے عالم شاد ونم گواہ خلافت و روز
جزا ونم کہ در نزد من است علم مرگہا و بیان حکم در بیان خلق خدا و جد اکنندھ حق از بابل و میسلم
نیب با میں مردم ہا و بین پروردہ اندیا یاد و میحرات و کتاب ہائے پیغمبران روایتم صاحب عصا
و نیم آنکہ خلا مخمر من کر دہ است ابر ہا و ردہ اور برق و تاریکی و روشنائی و باد ہا و کوہ ہائے و دی ریا
و ستارہ ہائے آفتاب و ماه را و نیم فاروقی ایں است و نیم بادی ایں است ونم کہ عدد ہر چیز را میدانم
پاں علیے کہ خدا من پر دہ است و بآں راز ہا ک حق پیغمبران وحی فرستادہ است و آں راز پا پہاں
پیغمبر شیخ بن گفتہ است ونم احکم خدا نام خود را بمن بخشیدہ است و کلہ خود را حکمت خود را
بمن عطا کر دہ است۔

(نوم) واضح رہے کہ ذیل میں اقلات ترجیح کیا جائے گا۔ بعد اس پختہ تصریح کیا جائے گا۔

ترجمہ۔ سید ناعلیٰ نے فرمایا۔

میں قیامت سے پہلے زمہ ہو کر دنیا میں لوٹنے والا ہوں اور والپس جلنے والا ہوں
اور صاحب الاحکام اور انتقام یٹھنے والا ہوں۔

(تصویر) واضح کیا جائے کہ بقول اہل تشیع جب خلافتے خلافت خصب کر لی۔
ذکر نہ دیا۔ امیر علیؑ نے حضور علیؑ اسلام کو سامنے اکر سخت و سست کہا۔ سیدہ فاطمہؑ کو حکم دیئے
تو سید ناعلیٰ نے اس وقت انتقام سے کرچی و بابل کی وضاحت کیوں نہ کی۔ فرمائیں ان حالات
میں دوسرے کی صفات کے لئے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔

(ترجمہ) میں اسی ہے کی شائع کی شل ہوں۔

(تعصی) اور ہے کی شلغ سے کی مراد ہے تشدید یا کچھ اور واضح کی جائے۔

(ترجمہ) میں بندہ خدا ہوں رسول مقبول کا بھائی ہوں۔ خدا کا امین ہوں۔ علیم خدا کا قاضی ہوں۔ اسرار خداوندی کا صندوق ہوں۔ خدا کا پروردہ ہوں۔ خدا کا پیغمبر ہوں۔ خدا کا راستہ ہوں۔ خدا کا لازم ہوں۔ خدا کی طرف سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہوں۔ خدا کے اسائے حنائے ہوں۔ خدا کی بندہ صالحین ہوں۔ آیاتِ کبریٰ ہوں۔ بہشت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میرے اختیار میں ہے اہل جہنم کا عذاب، مخلوق کا حساب میرے ہاتھ ہے۔ اعراف میں قیامت کے دن اذان میں دوں گا۔ میں ہی دوپہر میں ظاہر ہوں گا۔ میں صاحب اعزat ہوں کہ مومن و کافر کو ایک درمرے سے جدا کرے گا۔ میں مومن کا امیر ہوں، مقیمین کا باادشاہ ہوں۔ سابقین کی نشانی ہوں۔

(تعصی) مذکورہ بالادع اوی التقیئاً ایک درمرے سے متعارض ہیں۔ کیونکہ جو بندہ خدا ہو وہ نہ تو خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا کا پیغمبر، جب خدا کے اسما، عناء، تواریخ اور اسناد کا اطلاق بھی ان پر کیا جائے۔ یعنی سیدنا علی پر حمل و حکم خالق دن ماںک جبار و تھار احمد اور حسد کا اطلاق بھی یا ائمہ، ہناؤ جو کہ صراحتاً تحرک ہے۔ نیز جب اپنے تعلیفہ امیر المؤمنین ثہرے تو حسب خیل بیان دیتے کیا وہی ہے۔

آنَا نَكْمُ وَذِيْرَا نَعِيْرَا نَكْمُ مَقِيْرَا اَمِيْرَا (فتح البلاغہ)

(ترجمہ) میرا تمہارے لئے امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

(ترجمہ) میں بات کرنے والوں کی زبان پیغمبروں کے اوصیائے کا اخزی ہوں۔ نبیوں کا وارث ہوں۔ خدا کا خلیفہ ہوں۔ پروپرگار کی سیدھی راہ ہوں۔ عدالت کا لازم ہوں۔ اہلیان زمین و انسان پر خدا کی محبت ہوں۔ قیامت کے دن مخلوقات کا گواہ ہوں۔ مرت اور بیماریوں کا علم میرے پاس ہے۔ حق خدا کے درمیان میں حکم ہوں۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہوں۔ لوگوں کے سلسلہ نسب کو میں جانتا ہوں۔ آیاتِ دعجزات میرے پر دیں۔

(تھہرہ) ان تمام حالات کے باوجود زندگی تقویہ میں گواردی۔ سیدنا ابو بکرؓ نے جب تو دو صحیح
سیدہ کامشوہ دیا تو نگہستی اور غربت خلاہ فرمائی۔ فیا للحجب۔

(ترجمہ) پیغمبروں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔

* * *
(تھہرہ) اور حالات یہ ہے کہ صحیح قرآن بھی آج تک ظاہرہ ہو سکا۔ واللہ لا ترون ظاہداً
اصول کافی خدا کی قسم اس قرآن کو اپ قیامت تک نہ دیکھ سکو گے۔

(ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ نے گرجتے ہوئے بادل اور
کوکتی ہوئی بجلیاں اور روشیاں، ہواں اور پھاڑ دیا اور ستارے سورج اور چاند
سب کے سب میرے تابع کر دیئے ہیں۔

(تھہرہ) اور معتقدین کا دعویٰ یہ کہ ان کے حقوق پامال کر دیئے گئے۔

(ترجمہ) میں اس است کا فاروق ہوں اور اس است کا ہادی ہوں۔ میں چیز کی تعداد کو
جانتا ہوں اس علم کے ذریعے سے جو کہ خدا نے میرے پر دیا ہے وہ اسرا رخقویہ بھی جانتا ہوں جو کہ
خدا نے بذریعہ حق حضور علیہ السلام کو بتالے ہیں اور حضورؐ نے خوبی طور پر مجھے بتالے ہیں۔
خدا تعالیٰ نے پیانام مجھے بنشاہنواز ہے۔

(تھہرہ) چلو چٹی ہوئی اللہ میاں بڑا خدا ہمہر اتو سیدنا علیؐ چھوٹے خدا۔

(ترجمہ) خدا نے اپنا کلمہ اور اپنی حکمت مجھے عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا علم
مجھے عنایت فرمایا ہے۔

• سچت متعلق عقیدہ رجعت

(تمہید) امامیر حضرات کے درود اگر کی تھت میں جو نکرہ تو سلطنت و تمکنت تھی اور
ذ سلطنت و شوکت۔ اس لئے انہوں نے رجعت کا عقیدہ راجح کیا تاکہ مدت العمر تک سہابے کے

لئے کوئی وجہ نکل سکے۔

واضح ہے کہ شروشراست علم میں ایک متفقہ حدیدہ ہے جس کا کوئی بھی فرد سلم انکار نہیں کر سکتا۔

إِنَّ السَّاعَةَ أَتَيَّةٌ أَكَادُ أَخْفِيْهَا

إِذَا مُلْزِمٌ الْأَرْضُ رِلْزَهَا

القارعةٌ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَدْرِكُمُ الْفَاقِعَةُ

جیسی مردگی لعنوس بتلاہی میں کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی لیکن امام یہ حضرات نے اسی دنیا میں قیامت سے پہلے عقیدہ رجعت کو مشہور کیا ہوا ہے۔

کہ قیامت سے پہلے تمام انبیاء مجھی لپنی قبروں سے اٹھیں گے اور ان کے منکریں مجھی۔ ائمہ کرام مجھی زندہ ہوں گے اور ان کے معاندین مجھی۔ ائمہ کرام کو شاہی ملے گی اور معاندین کو عذاب۔ بعض کو جلا بیا جائے گا اور بعض کو تیرنگ کیا جائے گا۔ غولیں میں ان کے مزدور تجسسات اور مستو قعات ان کی اپنی کتابوں سے نکل جلتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدہ رجعت اہل تشیع کا اجماعی عقیدہ ہے

ثبوت ۱:- بدآنکہ از جملہ اجماعیات شیعہ بلکہ فرد سیاست مذہب حق فریضہ در اثبات رجعت است۔

ثبوت ۲:- اکثر علمائے امامیہ دعویٰ اجماع برحقیقت رجعت کردہ انہ مانند محمد ابن باجوہ
(دکھوالحق اليقین ص ۳۸۷ مطبع ایران)

در درس ار اعتمادات و شیخ مفید و سید مرتضی و سید ابن طاؤس وغیرہ۔ ایشان انا کابر علمائے امامیہ ۱۰ (حق اليقین ص ۳۸۸)

تحقیق ۹:- اہل تشیع کے اکثر علمائے رجعت کے عقیدہ کی حقانیت پر اتفاق کیا ہے۔

اور ان علملہ کے نام یہ ہیں۔

ابن بابوریہ۔ شیخ مقید۔ سید مرتضی۔ شیخ لیبرسی۔ سید ابن طاؤس اور ان کے علاوہ بڑے بڑے علماء کا بھی اتفاق ہے۔

تمام پیغمبر زندہ کئے جائیں گے اور اگر کوئی گے

شیوهٗ۔ ہر پیغمبر کے خدا بیووٹ گردانیدا است از آدم و ہر کہ بعد از دست جمعیت ایشان را میگذاند بد نیات افتال وجہاد کنند در پیش روئے حضرت امیر۔

(حق اليقین ص ۲۸۷ مطبوعہ ایران)

ترجمہ۔ آدم علیاً تسلام سے لے کر رسول کریمؐ تک سارے پیغمبر زندہ ہوں گے اور سب کے سب اباهم صاحب کے مل منے و مٹنوں سے جہاد کریں گے۔

بنی آمیتہ کو سزا

شیوهٗ۔ پس بنی آمیتہ را بکش جتنی آنکہ از بیتی آمیتیہ مردمی خود را در پیلوئے دست چھپہاں کنند در خست بسخن آید و فریاد کرائیں مردمے است از بیتی آمیتیہ ولیں جا پنہاں است اور با بکشید۔ (حق اليقین ص ۲۹۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ۔ سیدنا ملک رجعت کے زمانہ میں بنو آمیتہ کو تھل کریں گے۔ جتنی کہ ایک مرد رجعت کی آڑ میں پچھے گا۔ لیکن در خست پکارے گا ایسے پاس ایک مرد ہے اسے فعل کر دو۔

صدیق ناوفار و ق شاکو سزا

شیوهٗ۔ فرعون وہا مان یعنی ابو بکر و عمر اور ان کے شاکر کو زندہ کر کے ان کو سزا دی جائے گی۔ (حق اليقین ص ۲۹۴)

سیدہ عائشہؓ کو سزا

ثبوت: حق اليقین ص ۴۸ م ۳۹۸ میں ہے، پھر قائم مانقا ہر شود عائشہؓ را زندہ کرنے تا برا دحد بر تر فاتح قام فاطمہؓ را از بکشد۔

ترجمہ: جب امام مهدی ظاہر ہوں گے تو عائشہؓ عدایقہ کو زندہ کرے گا۔ تاکہ اس پر حدمارے گا اور سیدہ فاطمہؓ والا بد اس سے لے گا۔

ثبوت: رجحت کے ایام میں جب امام مهدی غارستے نکلیں گے تو ننگے بدن نکلیں گے اور فرشتے آسمان سے ازکر ندا کریں گے کہ دیکھ ریجھے یہ آپ کا امام ہے۔ (حق اليقین ص ۴۸ م ۳۹۸)

ثبوت: حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ زندہ امام مهدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (حق اليقین ص ۴۸ م ۳۹۸)

ثبوت: رجحت کے ایام میں اہل بیت سے حقوق غصب کرنے والوں کو درخت پر لٹکا کر نیچے ال جلا کر اُن کو جلا دیا جائے گا۔ اور ان کی خاکستر دیاؤں میں اڑادی جائے گی۔ (حق اليقین ص ۱۵ م ۳۹۸)

ثبوت: اہل بیت پر ظلم کرنے والوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا۔ پھر قتل کیا جائے گا۔ (حق اليقین)

عرضِ مؤلف

حضرات میں نے اہل آشیع کی محترک ب حق اليقین مصنفہ ملٹا باقر مجلسی سے پورے دس حوالہ جات نقل کی دیتے ہیں۔ مغلکین اور حقاليقین اہل بیت ان کے نزدیک بغیر صحابہ کرامؐ کے اور کوئی نہیں۔ پس اب آپ ہی فصل کر ریجھے کہ مذکورہ بالاعیاد توں میں صحابہ کرامؐ کی کتنی ہیک اور توہین کی گئی ہے۔ اب خیل میں ان کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

اہل شیع کی پہلی دلیل

(مندرجہ حقائق میں ۳۸۹)

لَعْمَ نَبَعَثُ وِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْ يَكْذِبُ بِآيَتِنَا۔

(ترجمہ) جس دن ہم ہر امت سے فوج اخھائیں گے ان لوگوں سے جو حماری آیات کی تکذیب کرتے ہے۔

(جواب) اس آیت میں یوم سے یوم القيادہ مراد ہے نہ اس آیت میں رجعت کا لفظ ہے اور نہ اس سے رجعت کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

(جواب) یومبعث سے ہی تبادر یوم القيادہ معلوم ہوتا ہے اور یہی اس کا حقیقی مفہوم ہے جو حقیقی معنی سے انحراف تب تک ناجائز ہے جب تک حقیقت متعدد رہے ہو اور یہاں تغدر ہی مدد و مدد ہے تو لا عالد و ز شر ہی مراد ہے۔

اہل شیع کی دوسری دلیل

إِذَا وَقَعَ الْعُقُولُ عَلَيْهِمْ أَفْرِجُنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تَكْفِمُهُمْ

(ترجمہ) جب تیامست واقع ہونے لگے کی تو ہم زمین سے ایک دا بز کالیں گے جو کہ ان کے ساتھ مکالانی کرے گا۔ استدلال میں لکھا گیا ہے کہ اس دایتہ الارض سے مدد سیدنا علیؑ ہیں۔

(جواب) استدلال بلاتائید ہے اور سیدنا علیؑ کو دا بز قرار دینا پر نوجہ کی حاقدت ہے۔

(جواب) یہ آیت بھی لفظ رجعت نیز مفہوم رجعت ہے خالی ہے۔ من دعی فعلیہ البیان۔

اہل تشیع کی تیسری دلیل

(مندرجہ حقائق میقین ص ۲۸۶)

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَا ذَكَرًا لِمَعَاجِدٍ
 (ترجمہ) بلاشبھیں نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو معاویہ کی طرف پھیرے گا۔
 (جواب) اس لذت میں بھی معاویہ مراد قیامت ہے۔ رجعت کا تو نام و نشان ہی نہیں۔

اہل تشیع کی پنجمی دلیل

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ - إِنَّمَا

(جواب) وعدہ ہو چکا ہر ہنسی اپنے نماز میں خود کی رسالت کا پر چار کرتا گیا۔ نہیاں
 رجعت کا اشارہ اور نہ اس کا نذر کرہ، خدا تعالیٰ نے ابیا سمے گواہی لے لی اور اپنی گواہی کا
 انکھار کر کے مہر تصدیق ٹھٹ کر دی۔

اہل تشیع کی پانچویں دلیل،

(مندرجہ حقائق میقین ص ۲۸۹)

وَلَئِنْذِيقَتْهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
 (ترجمہ) اور ضرور ہم ان کو برڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ
 رجوع کریں۔

(جواب) عذاب خداوندی کے تین وقت ہیں۔

۱) دُنیا (۲) قبر (۳) قیامت

قیامت اور قبر مراد نیتا محال ہے۔ کیونکہ وہاں رجوع مقصود ہے۔ رجعت میں بھی صرف

عذاب ہی عذاب ہو گا۔ کسی کی توبہ وہاں بھی سکون نہ ہو گی۔ پس اس عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے تاکہ ان کو نصیحت آئے اور فرایین خداوندی کی تعیل کریں ورنہ لعنةٰ عدوں میر جمیون کی قید عبیث ہے۔

اہل تشیع کی حجتی دلیل

إِنَّا لَنَحْصُرُ رَسْلَنَا وَالَّذِينَ لَمْ نُؤْمِنُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُولُونَ إِنَّا لَأَشْهَدُهُمْ
ترجمہ) بیک ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی دنیا اور روزِ قیامت (حوالہ) رجعت کا ذکر نہیں۔ پس استدلال غلط رہا۔

اہل تشیع کی ساتویں دلیل

أَخَيَّتْنَا أُنْتَيْنِ وَأَمْتَنَا أُنْتَيْنِ ۝

ترجمہ) تیامت کے دن لوگ کہیں گے یا اسٹھیں تو تے دود فرنہ کیا تھا اور دود فرنہ دی۔ (حوالہ) اس میں بھی رجعت کا ثبوت نہیں بلتا کیونکہ پہلی موت سے مراد فرانہ عدم ہے۔ بعد اُخیرات آئی بعده وفات آئی تو بعدہ زندگی ملے گی۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں ملے گی۔ گُنْتَمْ أَمْوَاتًا فَأَعْيَا الْمُثْمَنُمْ يُعِتَكُمْ ثُمَّ يُعِيَّنُمْ (ترجمہ) تمہارہ تھے پس خدائے تم کو نہ کیا پھر تھیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔

ب) حجت متعلق طیبیت

طیب میشی کو کہتے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک اس مسئلے کی حقیقت یہ ہے (ا) امام باقر سے پوچھا گیا کہ شیعوں میں عدم طور پر جو فتن و فجر کا از کاب اور اذکار اسلام سے نظرت پائی جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے امام صاحب نے فرمایا کہ یہ اس میشی کا اثر ہے جو ابتدائے آنحضرت میں

شیعوں کی مٹی کے ساتھ مل گئی تھی۔ اس لئے جو شیعہ پڑی کرتے ہیں وہ سنیوں کی گندی مٹی کی وجہ
ہے اور جو سنی نیکیاں کرتے ہیں وہ شیعوں کی پاک مٹی کا اثر ہے۔ اللہ عادل ہے وہ قیامت کے
دن شیعوں کی بدریاں سنیوں کو دے گا اور سنیوں کی نیکیاں شیعوں کو دے کر انہیں جنت میں
اور انہیں دوسری میں ڈال دے گا۔ یہ ضمنوں تسب ذیل کتب سے تلاش کریں (ا) تخت فتح العارفین
مولفہ سید امام جیسین م ۲۶۴-۲۷۴ (ترجمہ مقبول پارہ فہم ر ۲۳ مردۃ الفضول شرح الفروع والا احوال
ر ۲) حیات القلوب۔

اہلسنت کی طرف سے قائدین طیعت پر چند اعتراضات

اعتراض ۱:- لا تَزَدْ دَائِرَةً وَ زَرَأْخْرَى۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجہ نہیں رکھا
گا۔ پس مسئلہ طیعت کو اگر تسلیم کریا جائے تو یقیناً اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ جواب
در کار ہے۔

اعتراض ۲:- اہلسنت اہل تشیع کے نزدیک ایمان دار ہیں تو یہ غیر مسلم ہے۔ جبکہ
ان کے مقابلہ اہل تشیع کے نزدیک فرعون وہاں کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر بے ایمان
ہیں تو یقیناً ان کے علناً مقابل قبول ہیں۔ پس مسئلہ طیعت سر سب سے ہی غلط ہے۔

اعتراض ۳:- اعمال کا مدار ایمان پر ہوتا ہے۔ اعمال میں صالحت ہی
تب مقصود ہو سکتی ہے جب ایمان صحیح ہو تو پس جب اہل کشیع کے نزدیک ایمان کھوٹا
ہے تو یقیناً اعمال غیر صالح رہیں گے۔ اور جب اعمال غیر صالح ہوئے تو انتقالِ ثواب بھی
بھوٹ کا پلٹنہ تصور ہو گا۔

اعتراض ۴:- دکے سے موجود واللہ بکرا جلتے داڑھی والا (واللہ) والی شل کیا صادق نہ
آئے گی اگر مسئلہ طیعت کو تسلیم کریا جائے۔

اعتراف شد۔ ابہست اور اہل تشیع کی میں جب ایک دوسرے کی میوں سے مل گئیں۔ فرمائیے پروردگار عالم اس وقت کہاں تشریف فرماتھے کیا خدا تعالیٰ پر العیاذ بالله غفتہ طاری تھی کہ ان کو یہ بھی نہیں سکا۔ کیا اس عقیدہ سے توہین علم اور توہین قدرت لام نہیں آتی۔ جواب مطلوب ہے۔

بحث متعلقہ مسئلہ متعتم

یہ مسئلہ اہل تشیع اور اہست کے درمیان مدت سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ قدماً اہل تشیع اس کے خود ری ہونے کے قائل ہیں اور جدید اس کے جواز کے بہر حال زمانہ سال ہیں اس کے صحیب ہونے میں کسی شیعہ کو کلام نہیں البتہ اس پر عمل کرنے یا کرانے سے پاکستانی امامیہ بظاہر ہرگز راتے ہیں اور ایرانی حضرات اس پر خروج مبارات کرتے نظر آتے ہیں۔ اہست کے علماء دو گروہ ہوں پر منقسم ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے کہ جو اسلام میں تھوڑے کے درج کے بھی ملکر ہیں۔ اور احادیث کو نکاح وقت پر محوال کرتے ہیں۔

دوسراؤ ہے جو کہتے ہیں کہ زمانہ رسالت میں بعض جبوريوں کی بناد پر جائز قرار دیا گیا تھا لیکن پھر حضور علیہ السلام نے اسے قیامت تک حرام قرار دے دیا ہے۔ پس اس زمانہ میں تھوڑے کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سو اولاً ہم اہل تشیع کی کتابوں سے متعتم کا تعارف کرائیں گے۔ ثانیاً ان کے نزدیک متعتم کے جو فضائل ہیں وہ درج کریں گے۔ ثالثاً ان کے استلالات بیان کر کے انکے جوابات نقل کریں گے رابعاً ان پر اہست کی طرف سے متعتم داعترافات عائد کریں گے۔

و ما توفیقی الا بالله۔

مُتّعہ کا تعارف شیعی کتب کی روشنی میں

- (۱) ایک خودت کسی مرد کو اس طرح کہہ دے کر میں نے اپنے نفس کو تیرے متعمد دیدیا اور کوئی ادمی یہ کہہ دے کر میں نے تجھ کو قبول کیا تو یہ متعہ ہو گیا۔ (جامع عیاسی ص ۱۲۵)
- (۲) لَيْسَ فِي الْمُتْعَةِ إِشْتِهَارٌ وَلَا إِعْلَانٌ۔ (تمہذیب الأہکام)
(ترجمہ) متعمد اشتہار اور اعلان نہیں ہوتا۔
- (۳) تَزَوَّجَهُ وَنُهْكَمَ الْفَاعِيَ نُهْكَمَ مُسْتَأْجَرَاتُ۔ (فردوخ کلفی ج ۲۷ ص ۱۹۱ باب المتعہ)
(ترجمہ) ہزار سے بھی آپ متعہ کر لیں کیونکہ وہ شیکد کی خورتیں ہیں۔
- (۴) مُتّعہ میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مر جائے تو وہ ذبحی نہیں۔
(من لا يحضره الفقيه ج ۲ ص ۱۳۹)

خلاصة التعارف على سبيل التعریض

جب متعہ میں صرف باہمی گفتگو پر اتفاق ہے زائدہ درستہ متعہ گواہ ہے جو طے کر لیا جائے وہی رواہ ہے نہ عدت کا دھندا ہے اور نہ طلاق کی پروداہ ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آخری کیا بلا ہے۔ ارباب حل و عقد کے نزدیک یہ نکاح ہے۔

فضائل متعہ ما خوذ از کتب امامیہ

- فَقِيلَتْ - ان المؤمن لا يكمل حتى يتمتع (من لا يحضره الفقيه ج ۲ ص ۱۵۱)
(ترجمہ) مون اس وقت تک پورا ایسا نہ رہی نہیں بتا جب تک متعہ نہ کرے۔
- تعریفیں :- خدا جانے یہ حکم صرف مردوں تک محفوظ ہے یا صفت نادک کے لئے بھی یہی حکم ہے پھر صرف امت کے لئے ہے یا اہلیت بھی شامل ہیں۔

فضیلت۔ اَهَلْ تَمَّتْ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ (من لا يحضره الفقيه ج ۳ ص ۱۵)

(ترجمہ) کی حضور علیہ السلام نے بھی متعدد کی تھا فرمایا ہاں۔

قریبیں ۱۔ - حدیث کی شان رسالت کی۔

فضیلت۔ اَنَّ غَفْرَتَ اللَّهِ مَتَّعِينٌ مِّنْ أَمْتَكَ مِنَ النَّاسِ (من لا يحضره الفقيه ج ۳ ص ۱۵)

ترجمہ) نہاد نے فرمایا بیشک میں نے متعدد کرنے والوں کو بخشدیا ہے۔

فضیلت۔ لَمْ يَكُنْهَا كَلِمَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لِهَا بِهَا مِسْتَدِيَّةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مُسْتَدِيَّةً فَإِذَا مَتَّهَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ بِذَلِكَ فَإِذَا مَاتَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ
لَقَدْ رَمَّ مَا تَرَمَّ مِنَ الْأَعْلَى شَعْرٍ وَّ قَلَتْ بَعْدَ الشِّعْرِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الشِّعْرِ ۱۲۔

(من لا يحضره الفقيه ج ۳ ص ۱۵)

(ترجمہ) ابو جفر علیہ السلام نے فرمایا حتم کرنے والا مرد جو کلمہ بھی عورت متعدد سے استعمال کرے گا۔ خدا ہر کلمے کے عوض ایک نیکی لکھے گا۔ جب اس کی طرف ہاتھ پھیلاتے گا خدا اس کے عوض نیکی لکھے گا۔ پس بب اس سے مرتب کرے گا خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ پس جب تمہارے گا اشد تعلیلے ہر بال پر جتنا پانی گزرسے گا اس کے برابر خدا تعالیٰ گناہ بخش سے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا ہر بال کے انداز ہوا پا میں فرمایا ہاں بالوں کے انداز۔

فضیلت۔ ایک مرتب متعدد کرنے سے خدا کی نلااضگی ختم۔ دو مرتب متعدد کرنے سے ابرار کی رفاقت تعییب۔ تین مرتب متعدد کرنے سے حضور اکرمؐ کا ساتھی بنئے گا۔

(تفسیر منیاج القاودقین ص ۲۵۶)

فضیلت۔ مَنْ تَمَّتْ مَرَّةً وَاحِدَةً دَرَجَتُهُ لَدَرَجَةِ الْحَسِنِ وَمَنْ تَمَّتْ مَتَّعِينَ دَرَجَتُهُ لَدَرَجَةِ الْعُسَيْنِ وَمَنْ تَمَّتْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُهُ لَدَرَجَةِ عَيْنِ وَمَنْ تَمَّتْ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُهُ لَدَرَجَةِ عَيْنِ (تفسیر منیاج الصادقین ص)

(ترجمہ) ایک دوسری شیخ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو ایک وفود متعدد کرنے سے اس کا

درجہ سیدہ ناصیح کے دس بے کی شل ہے اور جو دو دفعہ متعدد کرے درجہ سینٹ جتنا پائے اور جو پارہ فوٹھوگرے اس کا درجہ شل درجہ رسول کریم کے برابر ہے۔

(فت) ان روایات میں جتنا قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلقین کی توہین و تدیل کی گئی ہے۔ وہ ہر صاحب عقل و دانش کے سامنے یاں ہے۔ عیاں لاچہ بیاں۔

اہل آشیع کے استدلالات اور ان کے جوابات

۱) استدلال ۱۔ نَا أَسْتَعْتَمْ بِهِ مُنْهَىٰ فَالْوَهْنَ أَبُورُهُنَّ فَرِيْضَةً۔

(تحقیق) پس جب تم اپنی منکرات سے فائدہ اٹھالو تو ان کو ان کے مقرر کردہ نہ پورے او کرو۔

طریقہ استدلال ۱۔ آیت مذکورہ دو طریقوں سے قابل غور ہے۔

۲) استدلال ۲۔ اسنتل ع منکر ہے اور یہی آیت دوسری قرأت میں اس طرح ہے فِمَا سَمَّتْتُمْ
بِهِ مُنْهَىٰ إِلَيْ رَجُلٍ مُسْكِنٍ فَالْوَهْنَ أَبُورُهُنَّ فَرِيْضَةٌ یعنی جو کچھ تم نے ان
سے میعاد مقرہ تک نفع اٹھایا ہے۔

۳) ابوجورہ عن نابی بتاہے کہ یہ آیت اس حدود سے متعلق ہے جہاں اجرت مقرر کی جائے
اور ظاہر ہے کہ بغیر متعارف کے اجرت مقرر نہیں کی جاتی۔

جواب ۱۔ استدلال سے مراد حقوق ازدواجیت بعد از نکاح ہے۔ متعدد نہیں مراد ہے
اور نہ مراد یا جا سکتا ہے اس لئے کہ مدنہ میں جمع مونث کے خصیر کا مرتع منکرات ہیں۔
پس متعدد کا اگر ہی نہ رہا۔

جواب ۲۔ موجودہ قرآن حقیق اور مصدق ہے اسی کے علاوہ جو لفظ نقل کیا گیا ہے وہ
قرآن مجید میں نہیں۔ قرآن حتو اتر ہے۔ روایت شاذہ سے قرآن پر زیادتی کر کے مطلب کا
بدلتنا خلاف تصریح ہے۔

جواب ۱۔ مفسرین کے نقل سے روایت کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ پس روایت کا غیر صحیح ہونا ہمارے دعوے کے لئے مزید تائید ہے۔

جواب ۲۔ اصول یہ ہے کہ حرمت اور حلت کے دلوں والائیں جب مساوی جمع ہوں تو حرمت کو تجزیح دی جاتی ہے۔ چہ جائیک دلیل حرمت قوی ہے اور دلیل حلت ضعیفہ اور شاذ۔

جواب ۳۔ اجور ہن سے مراد صرف اجرت لینا بلکہ اجرت متنہ لینا مظاہرہ جھالت ہے۔ قرآن مجید میں اجور ہن کے لفظ ملاحظہ فرمائیے اور رجھ فیصلہ کیجئے کہ اجور سے مراد مہربن ہیں یا نہ۔ پس جب اجور سے مراد مہربن ہیں تو آیت سے متنہ کے لئے استدلال ثابت نہ ہو سکا۔

(آیت) فَإِنْ كُلَّمَا كُلَّمَنَ يَأْذُنُ أَهْلَهُنَّ وَ الْوَهْنَ اجُورُهُنَّ۔

(آیت) وَ لَا كُجَاجَ عَلَيْكُمْ إِنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا أَتَيْتُمُوهُنَّ اجُورُهُنَّ۔

(آیت) إِنَّا أَخْلَقْنَاكُمْ أَرْدَأْجَلَكُمُ الْقُوَّىٰ إِذَا أَتَيْتُمُ اجُورَهُنَّ۔

پس جس طرح ان تمام آیتوں میں لفظ اجور ہن کا مذکور ہے۔ اور ان سے نہیں مراد ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی اجور سے مراد مہربن ہیں۔ پس استدلال ہیاءً نشورا ہو گیا۔

جواب ۴۔ اس لئے بھی استدلال ناقابل توجہ ہے کہ قرآن مجید میں جس عقد کا ذکر ہے وہ عقد ہے جس میں جماع کے بعد پوری مہزادگانی پڑے اور قبل از مقاربت نصفت۔ اور متنہ میں توب اجرت لازم ہوتی ہے جبکہ مقاربت سے فارغ ہو جائے۔ نصفت کا تو یہاں مسئلہ ہی نہیں۔ پس متنہ کا اس آیت سے قطعاً تعلق نہ رہے گا۔

استدلال ۵۔ عن عبد الله بن مسعود قال كنا نغزوها مع

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا إِنَّا نَقْلَنَا إِلَّا نَسْتَخْفَضُ فَنَهَا نَاعَنْ ذَالِكَ فَدَرَجَ
رَغْصَ لَنَا أَنْ تَرْزُقَ الْمُرْدَةَ بِالنَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَدْرَ عَبْدِ اللَّهِ يَا أَتَهَا الْذِينَ
أَمْنَوْا إِلَّا تَعْرِمُوا أَطْبَابَ مَا أَفْلَى اللَّهُ أَعْلَمُ - صحیح

(ترجمہ) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ ہمارے پاس اپنی منکوہ عورتیں موجود نہ تھیں تو ہم نے ختنی ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے ہمیں عورت کے ساتھ مت肯 کرنے کی اجازت فرمائی اُس کے بعد آپ نے آیت پڑھ دی اس کی تائید میں کہ خدا کے محلات کو حرام نہ کھبو۔
جواب ۱۔ حدیث میں متعہ کا لفظ انہیں۔ نکاحِ موقت کے مشروع و قسم ہونے سے ہمارا انکار نہیں ہے۔

جواب ۲۔ ابن مسعودؓ کی روایت نسخ کے ملے میں جب موجود ہے تو مذکور روایت سے استدلال نامناسب رہا۔

روایت نسخ عن ابن مسعود قال المتعة منسوخة نسخها التلاقي والصدقة

والعدت والميراث۔ (ربیعی ج ۲ ص ۲۷)

(ترجمہ) ابن مسعودؓ نے فرمایا متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور متعہ کو حکم طلاقِ عدت اور میراث نے غسوخ کر دیا ہے۔

استدلال ۳۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلت متعہ کے قائل تھے۔

جواب ۳۔ غلط ہے ابن عباسؓ سے چند ضعیف روایتیں افسطراری صورت کے لئے مروی ہیں۔ لیکن صحیح روایت میں ابن عباسؓ سے حرمت متعہ کی روایت موجود ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال إنما كانت المتعة في أهل الإسلام كان يقوم بالبلاء
ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرى إن يقيم بها نافذة متعاه
وتصليم له شيئاً حتى إذا انزلت الآية الاعلى انذاج بهم أو ما ملكت إيمانهم

قال ابن عباس کل فرج ماسوا هما حرام۔ (جامع ترمذی ص)

(ترجمہ) ابن عباس نے فرمایا کہ متعدد اول اسلام میں جائز تھا۔ ایک ناداقت شہر میں
جاتا تھا تو وہاں کسی عورت سے نکاح متعدد کر لیتا تھا وہ عورت اس کے سامان کی
حفاظت کرتی تھی۔ لیکن جب آیت الاعلیٰ اندازہ حرام اور مالکت ایمانہم
نازل ہوئی تو متعدد حرام ہو گیا۔

ابن عباس کی دوسری شہادت

شیر القیاس فی تفسیر ابن عباس میں ہے۔ ویقال ان تبتغوا باموالکم
فروجہن وہی المتعة وقد تسبخت الان ممحضین متزوجین غیر
مسافعین غیر زائیں بلا نکاح فما استمتعتم استنقعتم بهم منهن بعد
النکاح فاًلوهنت اجرهنت مهروهنت۔

لیکن ایسے دلائل کے نتیجے میں مراد سیدنا ابن عباس نے متعدد یا ہے
اور نہ اجر سے مراد ابہت بلکہ اپنی تفسیر میں واضح کر دیا ہے کہ یہاں نکاح کا تذکرہ ہے۔
ربما فتحہ وہ نسخہ ہو چکا ہے۔

استدلال مکہ۔ عن سیرۃ ابن معبد الجھنی قال اذن لنا رسول الله
صلعم عام فتح مکہ فی متعد النساء فخرجت انا و بعلثہ استمتعت
منها۔ ربعہ مسلم

(ترجمہ) سیرۃ ابن معبد الجھنی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے ہمیں جائز
دی تھی متعدد النساء میں اور ایک اور شخص نکلے پس میں نے متعدد کیا۔

جواب۔ اسی حدیث کے آخری لفظ اغور سے دیکھ لئے جائیں تو مسئلہ مل ہو جاتا ہے
آخر الفاظ یہ ہیں حتیٰ حرمتہ ارسول امّہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے

متعو کو حرام کر دیا۔

استدلال ۵: سلطہ بن الائکوں کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے متعة النساء کی اجازت فرمائی تھی۔

جواب: دوسرے اوقل میں جواز کے ہم منکر نہیں لیکن مسلم شریف اور منہاج الدین میں اسی سلمہ بن الائکوں کی روایت حرمت متعو پر موجود ہے۔ اسی طرح شرح معانی الامارات طیاذی باب المتعہ میں بھی روایت حرمت موجود ہے۔

استدلال ۶: متعات کا نتیجہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَا نَا اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ۔

ذی رجہ) دو متعو حضور کے زمانہ میں تھے لیکن میں ان سے منع کرتا ہوں۔

جواب: ایہ روایت ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نیز یہ عبارت صحاح احادیث سے متعارض ہے مسلم شریف میں صحیح موجود ہے کہ قَالَ قَالَ سُولُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَمَتْ عَلَيْكُمْ^۱ المتعة إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

پس جب حضور علیہ السلام نے حرمت تابیدی کا حکم فرمادیا تو حرمت کی نسبت بیدناہ فریک طرف کرنا یقیناً خلافِ واقع ہے۔

مثال: ا۔ تقریر مقالط متفقہ کی نسخ کے متعلق پہنچ روایتیں متحد نہیں اس لئے یہ عنده غیرقابل سماعت ہے۔

جواب: متعہ بحال افضل رجائز تھہر ایعدۃ حرمت کا اعلان کیا گی تعدد و جوہ کے پیش نظر تعدد حرمت کا اعلان قطعاً نازیبا نہیں۔ پس اس بنا پر حرمت سے انکار کرنا قطعاً غلط ہے۔

جواب: روایتیں متعدد ہیں کہیں غزوہ اور طاس کا ذکر ہے کہیں فتح مکہ کا۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ غزوہ اور طاس فتح مکہ سے واپسی پر ہوا۔ نسائی میں حسین میں حرمت

کا اعلان کتابت کی غلطی ہے۔ پس بہر حال متعدد حرام ہے اور قیامت نک حرام رہے گا۔
مفاظت ۲: سکرا نسخ و اقر کے ضعف کو مستلزم ہے۔
جواب: فرمائیے تحریل قبل کے متعلق کیا خیال ہے۔

عرض مؤلف

ان دلائل کے پیش نظر جتنے دلائل اہل آشیع بیان کرتے ہیں وہ بعض تو قبل ازنسخ پر
غمول ہیں اور بعض سے راوی متعدد الحج ہے جس طرح حضرت اساد بنت عبیس کی روایت بیان کی
جاتی ہے کہ وہ فرماتی ہیں، ہم حضور کے زمانہ میں متعدد تھیں اور حوالہ تفسیر مظہری کا دیا جاتا ہے
چنانچہ یہیں تے جب تفسیر مظہری میں اس مقام کو دیکھا تو اس میں طحاوی اور نسافی کا حوالہ دیا گیا
ہے لیکن جب طحاوی اور نسافی میں تلاش کیا تو یہ حدیث نہ ملی اور اگر کہیں مل بھی جائے
تو وہ یقیناً متعدد الحج ہو جوں ہے۔

المہست کی طرف سے چند اعتراضات

^۱ پہلا اعتراض: قرآن مجید میں ہے اهل نکم مادراء کمان بتتغوا بامواکم
محصینین غير مصائفین۔ جس کا ترجیح ہے۔ ماوں بہنوں وغیرہ کے علاوہ تمہارے
لئے حلال ہیں کہ اپنے مال شرچ کر کے طلب کرو تو زوج کے طور پر نہ کہ شہوت زانی کے
طریقے پر۔

اس آیت میں مصائب سے منع کیا گیا ہے اور احسان کی تلقین کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ
متعدد چیز احسان میں نہیں ہے جیسا کہ ملاباقر مجلسی رسالہ متعدد میں رقطراز ہیں (اگر بکاح متعدد اشتہ
باشد موجب احسان تیست) جواب دیجئے۔

دوسرہ اعتراض: تدانلهم المؤمنون الی قولہ تعالیٰ فمن ایتفق و را و ذالک

قاولنک حم العادون

اس آیت میں ایمانداروں کے لئے فوز و فلاح کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز ایمانداروں کی صفتیں بھی بیان کی گئی ہیں ایمانداروں کے اوصاف میں حقوق ازدواجیت کے لئے مذکورہ عدتوں اور لونڈیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ طلب کرنے والوں کو حدود شرعاً سے نکلنے والا بتایا گیا ہے تو کیا اس میں صراحت متعہ بازوں کو خلاف شرع نہیں بتایا گیا۔ جواب دکا ہے۔

چھٹا اعتراض ۱۔ متعہ افضل ہے یا نکاح ان کے ما بین وجوہ افضلیت پڑیجہ زمان فریبے۔

چھٹا اعتراض ۲۔ اگر متعہ افضل ہے تو اس کی تائید میں کسی امام کی صحیح روایت پیش کیجئے اور اگر نکاح افضل ہے تو اس کے اس قدر فضائل کیوں منقول نہیں۔

پانچواں اعتراض ۳۔ قرآن مجید میں ہے **فَإِنْ خِفْتُمُ الَّا تَعْدُوا وَأَنْهِكُمْ أَذْرَقُكُمْ مَا مَلَكُتُ أَيْمَانَكُمْ**۔

(ترجمہ) پس اگر تم کو عدم انسات کے اندر لج کا خوف دامن گیر ہو تو ایک غورت پر اتنا کرو یا لونڈیوں پر۔

مذکورہ آیت میں منکوہ کے علاوہ لونڈیوں کا ذکر ہے اگر دن میں متعہ کا بھی کوئی مقام تھا تو خدا تعالیٰ نے ذکر کیوں نہیں فرمایا۔

چھٹا اعتراض ۴۔ وَمَنْ لَمْ يَسْطِعْ طُولًا أَنْ يُنْكِعَ الْمُحِصَّنَاتِ الْمُؤْمَنَاتِ فِيمَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانَكُمْ مِنْ فِتْيَا تَكُمُ الْمُؤْمَنَاتِ۔

(ترجمہ) اور جو شفیں پاک دامن مومنات کے نکاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس وہ مومن لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ راستے صرف دو ہیں نکاح المومنات یا نکاح الاماء۔ اس کے علاوہ متعہ اگر ضروری یا جائز تھا تو خدا تعالیٰ نے کیوں ذکر نہیں فرمایا۔

سالواں اعتراض ۵۔ حضرت علیؓ سے مردی ہے آپ نے فرمایا۔

قال حزم رسول اللہ مسلم بن الحارث الahlیۃ والنكاح المتعة راستبھا باب المتعة

(ترجمہ) فرمایا رسول خدا نے گھومن کے گوشت اور متعدد اے نکاح کو حرام فرمایا تھا۔

آٹھواں اعتراف : عن مافضل قال سمعت أبا عبد الله يقول في المتعة دعوها اليسى
احدكم ان يرد في الموضع العورة فيجعل ذلك على صالح الخوانه واصحابه (فرد کانج ص ۱۹۵)

ترجمہ مفضل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام بھڑک سے ساختا اپنے متھ کے
باہم سے میں فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیا تم میں سے کسی کو بینا نہیں آتا کہ بیکار نورت کا وجود یہ کہا پئے نیک
بھائیوں کے سامنے اس کا ذکر کرنے پیش جائے۔

پس اگر متعدد جائز تھا تو اپنے اسے منع کیوں فرمایا۔

اس کے علاوہ فقه الرضا باب النکاح میں علامہ علی نسا و الحنفۃ المؤمنین میں اور کتاب الحسان البرقی
میں بھی حرمت متعدد کی روایتیں حضرت علیؓ کی زبان افسوس سے موجود ہیں۔

نواں اعتراف : اگر متعدد شیعہ مذہب میں جائز ہے تو صاحب مجالس المؤمنین نے مجلس
دوم میں یہ کیوں لکھا ہے

: "اگر متعدد روابود سے امام برحق چراالتقات بنکاح و طلاق فرمودے ہو۔"

ترجمہ) اگر متعدد جائز ہوتا تو امام حسنؑ کیوں نکاح و طلاق کی طرف توجہ فرماتے۔

بحث متعلقہ تقیہ

تقیہ امامیہ کے مذہب کی وجہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب ائمہ کو اس کا عامل تصور کرتے ہیں
الہست کے نزدیک یوقوت اضطرار تقیہ کا وہی حکم ہے جو الاما اضطررت میں لحم خنزیر کا حکم ہے
یعنی جواز وقت اضطرار۔

چونکہ امامیہ حضرات کے مذہب کا مدار ہی تقیہ پر ہے لہذا ہم اولاً تقیہ اور توریہ کے درمیان
لابہ الاتیاز فرق واضح کریں گے اور اس پر اہل شیعہ کی معتبر کتابوں سے دلائل بیان کریں گے۔

شانیاً ان کی کتب سے تقیہ کے فضائل کا ذکر کریں گے۔ ناشا اہل تسیع کے استدلالات نقل کریں گے اور ان کے جوابات درج کریں گے۔ رابعاً اہلسنت کی طرف سے قارئین تقیہ پر چند اقتضایات کریں گے۔ وَبِسْكِدِ اللَّهِ أَزِمَّةُ التَّوْفِيقُ

(تقیہ) خوف کی وجہ سے دین و مذہب کو چھپانا اور اس کے ظاہر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

(توبیہ) زو معنی کلام کو کہتے ہیں جس سے پیار بھی بوجائے اور اگر سو جائے تو فی الواقع کلام صادق بھی ہو۔

نومش:- تقبیہ کا مفہوم ہمارے نزدیک اور ہے اور اہل تسیع کے نزدیک اور۔

(۱) اہل تسیع کے نزدیک دین کے نوحتے تقبیہ میں ہیں لیکن اہلسنت کے نزدیک ایسا نہیں ہے (۲) اہل تسیع کے نزدیک بزرگی نہ کرے وہ ہے ایمان ہے لیکن ہمارے نزدیک تارک تقبیہ ایمان دار ہے۔

(۳) اہل تسیع کے نزدیک تقبیہ کے لئے اضطرار شرط نہیں جس طرح بزمہم یوسف علیہ السلام کو کسی کا خوف نہ تھا اور نہ مفترض تھا اور ہمارے نزدیک اضطرار شرط ہے۔ (رسول فاطمہ)

(۴) اہل تسیع کے نزدیک ہیں نے تقبیہ نہ کیا اور موت کو ترجیح دے دی وہ ہے ایمان ہو کر را لیکن ہمارے نزدیک وہ تنبیہ ہو کر فوت ہوتا۔ اس لئے کہ اس نے جہاں کو ایمان پر قربان کر دیا۔ (لور الالنوادر۔ بحث القرابة)

(۵) اہل تسیع کے نزدیک تقبیہ ہر خاص و عام کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ اجازت خواہ کے لئے نہیں۔

(۶) اہل تسیع کے نزدیک تقبیہ واجب ہے لیکن ہمارے نزدیک درج جواز میں ہے جس کا کرنا دکرنا برابر ہے۔

(۷) اہل تسیع کے نزدیک بعورتِ تقبیہ بھرت کی ضرورت ہے۔

حقیقت تقویت پر جند شواہد

ملا باقر جلیسی نے مرد العقول شرح الفروع والاصول ج ۲ ص ۱۹۵ میں تقویت کی تعریف ان ان لفظوں سے کی ہے۔

پہلا شاہد۔ هی الافتقاد بالحق تلبیاً و العمل بالحكم الأصلی سرّاً و اظهاراً
خلات کلِّ منْهُمَا عَلَانِيَةً۔

(ترجمہ) قلب میں حق کا استقار کے خفیہ حکم اصل پر عمل کرتا ہے لیکن لوگوں نے رو برو
ن تقدیدہ ظاہر کرے اور نہ عمل صلح۔

اس سے پہلے چلتا ہے کہ تقویت میں ظاہری طور پر ذرہ بھی بھی صفات کا نہیں ہوتا۔

دوسرہ شاہد۔ امام جعفر صادق کی روایت اصول باب التقویت میں موجود ہے ۱۹۵
لحنۃ التقویۃ الاذاعۃ۔ (ترجمہ) نیکی تقویت کرنے ہے اور برائی حق کو ظاہر کرنا ہے (حاشیہ مرد العقول)
تیسرا شاہد۔ لَكَ أَحَدًا لِتُلْقِي فِي كُلِّ عَمَرٍ لِتَأْكُلَ الْعَامِنَ أَبْدِ الْبَدْلِ شَرَعَ
اللَّهُ التَّقِيَةُ فِي الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالسُّكُونَ عَنِ الْحَقِّ لِغَلَصِ عِبَادِهِ عِنْدَ
الْخَوْفِ لِخَفْطِ لَفْوِ سِمْدَ وَمَا تَوْمِدَ أَعْرَاضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ۔

چوتھا شاہد۔ تقویت تبیہ کل شیئی حقیقی افوار کیسے الکھڑ دلو شرکہ
آئیم۔ (مرد العقول ص ۱۹۴)

(ترجمہ) تقویت ہر چیز کو جائز کر لیتا ہے حتیٰ کہ کافر کے لہار کو بھی۔ اگر تقویت کر کر لگائے گا تو کافر کو بھاگ دیا گا۔

عرضہ مؤلف

تقویت اور اس کے مورد استعمال اور وجہ تقویت کا تعارف ہو چکا۔ اب آپ ہی غور کیجئے کہ
جمہوڑ اور تقویت میں کیا فرق ہے۔

تَقْيِيَّةُ الْمُؤْمِنِ کے فضائل

اصول کافی کے باب التقیہ میں سب ذیل فضائل مندرج ہیں:-

(۱) التَّقْيِيَّةُ جُلَّهُ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) تقیہ موسیٰ کی گوئی ہے۔

(۲) التَّقْيِيَّةُ مِنْ دِينِ ابْنِي دِينِ ابْنِي (ترجمہ) تقیہ میرے اور میرے باپ والوں کے دین سے ہے۔

(۳) لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقْيِيَّةَ لَهُ (ترجمہ) جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

یہ سب حوالہ جات آپ کو اصول کافی بر جا شیریہ مردہ العقول کے ص ۱۹۵ اور ۱۹۶ میں ملیں گے۔

توریہ کی تشریح

فلک النجاة ج ۲ مثایم ہے توریہ وہ کلام ہے جو دو معنی رکھتا ہو۔ معنی ظاہر ہو فنا طلب کے سمجھنے کے لئے رکھا جائے اور شکلہ دوسرے معنی کا قصد کرے تاکہ اس کی بات جھوٹی بھی نہ ہو اور آفات سے بھی رہائی ہو جائے۔ خود رست کے وقت توریہ صحابہ کرام اور سلف سے بھی منقول ہے۔

نومٹ ۱:- فلک النجاة اہل تشیع کی تصوییت ہے۔

وجوب تقیہ پر اہل تشیع کے دلائل

پہلا استدلال:- الا ان تتقوا منہم تقتہ ربحاری مع الفتح ص ۷۴ میں ہے قال

الْمَنْ التَّقْيِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (منقول از فلک النجاة)

(ترجمہ) مگر یہ کہ درجا و ان سے ڈرنا۔ کہا حضرت حسینؑ نے تقیہ قیامت میں جاری ہے گا۔

جواب ۱:- تقیہ کے وجوب پر مذکورہ دلائل نہیں کرق۔ کیونکہ الاحرف استثناء کا

ہے اور یہ افظاری حالت پر محدود ہے اور افظاری کیفیت میں ہم بھی اسی طرح جوانے کے

جواب ۱۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اگر تقدیرہ باز ہوتے تو ان کو اگ میں جانا نہ پڑتا۔ چیخنے میں مخالفین تو حید کان کو ڈال دینا بتاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اعلاء کانہ اللہیں کبھی بھی تقدیر نہیں کیا تھا۔

جواب ۲۔ قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق سب ذیل نقب بیان کیا گیا ہے
وَالذُّكْرُ فِي الْكِتَابِ إِنَّهُ أَهْيَهٗ لِأَنَّهُ كَانَ صَدِيقًا عَنِّيْتُمْ۔

(ترجمہ) قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر دیجئے بلاشبہ وہ سچا نبی تھا۔

پس جن کو قرآن مجید میں سچا لہاگیا ہواں کے خلاف اگر حدیث میں آجائے تو وہ حدیث یقیناً قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ حدیث کے فہروم کی حقیقتی تاویل یوں کی جائے گی کہ یہ داقعات مخاطبین کی حیثیت سے کذب کہے جاسکتے ہیں۔ فی الحقيقة کوئی بھی بھوث نہیں اور اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کو عالم الفیض کہا گیا ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی بھپی ہوتی نہیں ہے اور جو کچھ بھی مخفی ہے وہ مخاطبین کی حیثیت سے ہے۔

(د) حکم متعلق (إِنِّي سَقِيْمٌ) یہ اس وقت حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ جبکہ قوم نے آپ کو ایک میلے پر جانے کے لئے مجبور کیا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کوئی بیماری کی خبر ہوتی ہے۔ اس بیان پر آپ کے متعلق یہ کہتا کہ بیمار نہیں مختے قول بتوت کی تکذیب ہے۔

اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یوں ہوتا ہے کہ میں تمہارے نزدیک بیمار ہوں۔

(د) حکم متعلق (هُدِّيْهُ أَنْتَ) یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ ایک جابر بادشاہ کے سامنے گئے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان عورت مرد کی بھیثیت اسلام اور ابن آدم ہوئے کے بہن ہی ہوتی ہے۔

(د) حکم متعلق (بِلْ نَعْلَةٌ كَبِيرٌ هُدِّيْهُ) آپ نے پہلے فرمادیا تھا۔

لَا لِيَدَنَ أَصْنَامَمُمْ ضرور میں تمہارے بتوں سے کوئی تجویز کر دیں گا۔ اب جبکہ سیاہ اس کر دیا تو یہ شانِ بحوث کے خلاف ہے کہ وہ اپنے کئے کا بر سرِ عام انکار کرتے پس مطلب یہ ہوا کہ جب قوم نے یا استفسار کیا راستے ابراهیمؑ کیا آپ نے ہمارے بتوں سے ایسا کیا ہے، تو فرمایا بل فعلہ بلکہ کیا ہے، یعنی انکار نہیں کیا۔ قرآن میں یہاں وقت بھی موجود ہے۔ اور اگر گیئرِ ہمہمہ خدا ابراہیمؑ کیا جائے پر کہاڑا احترا... ان سے دریافت کرو اگر یہ بول سکتے ہوں، اور اگر حدیث کا الحاظ کیا جائے تو مطلب یہ بنے گا۔ ان خداوں کے بڑے نے کیا ہے۔ انہوں نے تو بڑاوی سمجھا جس کے کندھے پر کہاڑا احترا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑا وہ تصریر کیا بجورت اکبر ہے۔

راہل تیشیع کے امام پیر اتہام، احوال کافی میں ایتھما القیر کہتے کی نسبت حضرت یوسف علیہ اسلام کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ من ادعی فعلیمه الیمان۔

عرضہ مؤلف

تفقیہ تب متحقق ہو گا جب صاحب ایمان سے حق دریافت کیا جائے اور وہ جان کے خوف سے حق کا اظہار نہ کرے۔ اگر صاحب بتوت لے ہی ابتداء سے اخفا کا حکم دیا ہو اور ان اسرارِ غنیمہ کے عدم اظہار سے دین کو نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اسے ترقیہ کہنا خلاف تحقیق ہے، اس تقریر سے صاحب نسلک النجاشی کے سب مقابلوں کی تردید ہو گئی۔ فاقہم ترشہ

قالیں و ہبوب ترقیہ پر اہلسنت کی طرف سے چنان اعتراف

پہلا اعتراف ہے فرمائیے انبیاء و رسول کی بعثت کی علت غایی کیا ہے۔ اعلامِ کلمۃ اللہ یا انعام۔ اگر اخفلہ ہے تو رسول کا کیا فائدہ اور اگر اعلام سے تو ترقیہ بالحل۔

دوسرا اعتراف ہے یا ایتھما الرَّسُولُ بَلِغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ میں حضور علیہ اسلام

تبلیغ قرآن پر مأمور تھے، پس فرمائیے کہ آپ قرآن کی تبلیغ کرتے تھے اگر نہیں کرتے تو نبی نہ رہے جبکہ نبوت کی معنی ہی خبر دیتا ہے اور اگر ساکت و حامی رہتے تو عامل بالقرآن

نہ رہے۔

تیسرا اعتراض:- اگر تقیہ جزو ہے تو حضرت خلیل علیہ السلام کو اگ میں کیوں ڈالا گیا کیا ان پر ترقیم وابعہ نہیں تھا۔

چوتھا اعتراض:- اگر تقیہ ضروری تھا تو حضور علیہ السلام کو طائفت میں اپنے دہان کیوں ہذا پڑا کیا وہ تقیہ کی اہمیت سے ناواقف تھے۔

پانچواں اعتراض:- سیدنا علی مرشی شریعت سیدہ عائشہؓ کے مقابلہ میں تواریخ میں کمال فرمائی تھی پر عمل کیوں دیکھا۔

چھٹا اعتراض:- اگر تقیہ ضروری تھا تو سیدنا حسینؑ نے میدان کریم میں اسے ترک کیوں کیا اور اہل و عیال کو تقیید کر کے بچا کیوں نہ لیا۔

سادھاً اعتراض:- قرآن مجید میں ہے لَعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ
إِسَانَ دَأْذَنَهُ إِنْ مَرِيَّمَ كَذَلِكَ إِنَّمَا عَصَمَ أَكَلُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهُونَ
عَنْ مُنْكِرٍ فَلَوْلَهُ لَبُسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۖ ۱۲

رتوجہ) بنی اسرائیل میں سے مغکین پر خدا کی لعنت کی گئی ہے اس لئے کرو گناہ کرتے تھے اور حدود و شریعت کو تورتے تھے۔ ارتکابِ معیت کا مطلب یہ ہے کہ بزرگ کام جریجی کرتا مقام سے رکتے نہیں تھے۔ البتہ بزرے کام کرتے تھے۔ ۱۲ فرمائیے کیا جواب ہے۔

اٹھواں اعتراض:- لَنَذَّرْ خَيْرًا مُتَّقِيًّا أُخْرِيَّ جَهَنَّمَ لِلَّاتِ اِنْ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۳)

رتوجہ) تم بہترین امت ہو جو کو لوگوں کے لئے نوٹٹا ہر کی گئی تھا اسے پر گرام میں سے ایک اسرار المعرفت ہے دوسری نبی عن المکر۔ دیافت طلب اسی ہے کہ جب نیز اُمّت کے اوصاف

یہ میں سے اعلانِ حق اور برائیوں سے روک تھام ہوا تو انہ کرام اہلِ شیع کی نگاہوں میں کیسے رہے جبکہ انہوں نے تقییہ کر کے اعلانِ حق اور نہی عن المسکون کیا۔

لَوْاْنَ اعْتَرَاضٌ اهٰ وَلِتَكُنْ مِنْکُمْ اُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَا مَرْوَنَ بِالْمَعْرُوفِ دَيْنِهِوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (قرآن کریم)

رتضیٰ چھپیں میں سے ایک ایسی جماعت ہوئی چاہیے جو نبیؐ کی طرف بلائے۔ شریعت کا حکم دے اور برائیوں سے روکے، اگر یہ آیت صداقت پر بنی ہے تو انہ کرام نے اس پر عملِ ذہبہ مایا۔

وَسُوَّاْنَ اعْتَرَاضٌ اهٰ اصْوَلَ كافی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیؑ کو ایک تہذیبی فرمانی اور وہ ہر رفتہ تمام اکابر کے پاس آتی رہی۔ جب اسے توڑا گیا تو اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

حَدِیْثُ النَّاسَ وَأَفْتَاهُمْ وَالشِّرْعُوْمَ أَهْلِ بَيْتِهِ۔

ترجمہ ہم لوگوں کے سامنے خیں بیان کیجئے اور انہیں فتویٰ دیجئے اور اہمیت کے علوم کی ارشاد اشاعت فرمائیے۔ اب جواب طلب امر ہے کہ اگر دین کی اشاعت کا حکم ہے تو تقییہ کیسا اور اگر تقییہ ضروری ٹھہراؤ تھہرہ میں ہدایت کیسے۔

کیا رہواں اعترافیں؟۔ انتخاب طبری ص۔ غزواتِ حیدری ص۔ میں ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلیع کی وفات کے بعد جب تخشی خلافت پر سیدنا ابو یکر صدیقؑ جلوہ افروز ہوئے تو معاویہ سیدنا علیؑ نے ابھی، یوں کوگدھے پر سوار کر کے مدینہ کی سرگلی میں پھرایا اور ہباجر و انصار کے دروازے پر بطور شکایت لے گئے۔ فرمائیے تقییہ کی اہمیت کو حرج کیا۔

پاہنہواں اعترافیں؟۔ اگر انہ کرام کے متعلق یہ تیام کر لیا جائے کہ انہوں نے تقییہ کر کے ایام برکتے اور بقولِ اہلِ شیع صحابہ کرامؓ ایمان سے خالی ہو گئے تو فرمائیے اس زمانہ کی مسلمانوں

ہیں یا نہ، نیز سیدنا علیؑ مرتضیؑ نے بھی ان پر تبرہ کیا یا نہ، ان کی ارسال کردہ لغت صحابہ کرامؓ تک بالعمور یا بالخصوص پہنچتی ہے یا نہ، ان میانثی شلاتہ کو ہم بمروار بیان کریں گے۔

بحث استحقاق یا عدم استحقاق

ہمارا دلخواہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ و انصار اور ان کے تبعین بامسان میں سے کوئی بھی لغت کا استحقاق نہیں۔

ذیل میں اس دعوے کے لئے چند استدلالات تحریر کئے جلتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۱۔ فَاغْفِتْ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأُمُورِ
(ترجمہ) پس ان صحابہؓ سے درگزد فرمائیے اور ان کے لئے طلب مضرت فرمائیے
اور ان سے کاریباری میں مشورہ طلب فرمائیے۔

طنی استدلال ۲۔ پر درگار عالم نے صحابہ کرامؓ کی لفڑشوں سے درگذ کرنے کا حضور علیہ السلام کو مختلف بنایا اور حضورؐ کو ان کے لئے طلب مضرت پر مأمور فرمایا۔ نیزان سے مشاورت کرنے پر بھی مجبور کیا۔

اب آپؐ ہی فرمائیے کہ جن کے قلوب کی تالیف خدا کے تدوں کو منظور ہے ان سے اقلہار برادرت کہاں تک حقن کے مقابلہ ہے۔

استدلال ۳۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْفَدَايَةِ وَالْعِشْتَى
بِرِيشَادِ وَجْهَهُهُ وَلَا تَعْدُ وَعِنْكَ عَنْهُمْ۔ (ب)

(ترجمہ) اسے تم مصطفیؑ ان لوگوں کو دبوک صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہتے ہیں انہیں خدا کے پیش نظر اپنے سے دوستہ فرمائیے۔ اور اپنی انکھیں ان سے متجاوزہ کیجئے۔

طرزِ استدلال اس ذکر وہ آیت میں حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام کے ساتھ پیروستہ ہے کہ تلقین کی گئی ہے۔ صرف اتصال پر پس نہیں بلکہ آپ کو ان سے نگاہ متجاوز کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ فرمائیے جن کے قرب مرائب کی یہ شان ہوان پر تبریز کر کے تیر پھینکنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۳۔ فَتَطَرَّدُ هُمْ فَتَخُونَ وَمَنْ أَنْظَلَهُمْ إِلَيْهِمْ۔ (ب)

(ترجمہ) آپ نے صحابہ کرام کو اپنے سے جدا کر دیا تو الیاذ یا اندھا لوں سے ہو جائیں گے طرزِ استدلال ۳۔ یہ تہذید و تحریت اور ذمہ و توبیخ اس لئے ہے تاکہ صحابہ کرام کی رفتہ شان اور قدروں مثراں کے سامنے واضح ہو جائے پس جس طرح حضور علیہ السلام کا عالم ہونا عالی ہے اسی طرح حضور سے صحابہ کرام کا جدا ہونا بھی عالی ہے۔ پس تبریز ایسے حضرات سے کرنا یقیناً خلاف قرآن ہے۔

استدلال ۴۔ يَوْمَ يُغْزَى اللَّهُ النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ۔

(ترجمہ) قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سروکائنات اور آپ کے ساتھیوں کو ذکر نہ کریں گا۔ طرزِ استدلال ۴۔ روزِ روزشی کی طرح واضح طور پر معلوم ہو رہے ہیں کہ صحابہ کرام کے قریب ذات و رسولی بہنگ بھی نہیں سکتی اور ذات لعنت کا درہ مسما مفہوم ہے۔

استدلال ۵۔ أَوْلَئِكَ أَعْظَمُهُمْ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ۔

(ترجمہ) صحابہ کرام خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت سی بڑے مرتبے والے ہیں۔

طرزِ استدلال ۵۔ مرتبہ علمی تک لعنت کی رسائی قطعاً لاکن ہے۔

استدلال ۶۔ وَأَوْلَئِكَ الَّذِينَ آمَنُوا اللَّهُ قُلُوبُهُمْ لِلتَّعْرِي فَلَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

(ترجمہ) صحابہ وہ لوگ ہیں جن کے دل کی پریزگاری کا امتحان خدا لئے لیا اور روزیں مخفف

اور رزقِ کریم کا اعلان فرمایا۔

طرزِ استدلال ۶۔ مغفور و مرحوم طعن نہیں ہوتے اور جو ملعون ہوتے ہیں وہ مغفرہ و مرحوم نہیں ہوتے۔

کیا سیدنا علیؑ نے تبرہ کیا؟

(۱) تبرہ تو کیا بلکہ ان کو اپنا بھائی کہا۔ رنج البلاعہ ج ۱۳۹ (انقول از الہست پاکٹ بک حصہ اول)

(۲) انہارِ نفترت تو کیا بلکہ ان کو بے مثل کہا رنج البلاعہ ج ۱۹۷

(۳) لعنت تو کیا بلکہ ان کو مریخ السلمین فرمایا عامل بالسنۃ فرمایا رنج البلاعہ ج ۲۰۹

(۴) بھاؤج کا نکاح کر دیا اور اپنے بھائیوں سے ترجیح فرمائی (حق الیقین ص ۱۱۱)

(۵) دربار فاروقی میں مفتود لونڈی کو قبول کیا۔ (حوالہ کافی ص ۳۹۶ امطیع نجت اشرف برحاشیہ مرزا العقول)

(۶) صدیق اکبر کے ہاتھ بیعت کی۔ (احجاج طرسی ص ۵۳)

(۷) فاروق اعظم کے ساتھ اپنی ماہیزادی کا لکاح فرمایا در فروع کافی ج ۲ ص ۳۱۵، اصلیٰ کتب الجمیع مطبوعہ نوکشود

(۸) سیدنا عثمانؑ کو عالم اور عجائب فرمایا رنج البلاعہ ج ۲ ص ۸۳ مطبوعہ الاستقامۃ مصریہ

(۹) سیدنا عثمانؑ کے دروازے پر جا کر ان کی تعریف فرمائی۔ (رجیح البلاعہ ج ۲ ص ۸۳)

(۱۰) سیدنا عثمانؑ کے داماد بنی ہونے کا اقرار کیا۔ (رجیح البلاعہ ج ۱ ص ۱)

(۱۱) سیدنا عثمانؑ کی بیہرہ داری کے لئے حسینیہ کو بھیجا۔ (حاشیہ رنج البلاعہ ج ۱ ص ۱)

(۱۲) سیدنا صدیق اکبر کے یونچے مدترعترک نمازیں ادا کیں۔ (احجاج طرسی ص ۱۷ مطبوعہ تہران)

(۱۳) بعد از اختتام جنگ امیر معاویہ کی تعریف فرمائی۔ (رجیح البلاعہ ج ۲ ص ۱۲۵)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؑ صاحبِ کرامہ سے محبت رکھتے تھے۔ اب مدعیانِ جنت علیؑ کو چاہیئے کہ اپنے مناوی مذہب کو چھوڑ کر تبرہ سے توہہ کر کے سیدنا علیؑ کی پوری اتباع و اطاعت کریں۔

کیا صدیق و فاروق نہیں لعنت پہنچتی ہے یا نہ ہے؟

استدلال:- مُنْهَا خَلَقَنَا كَهْ وَنِهَا نُعِيدَ لَهُ وَ مُنْهَا نُخْرِجُهُمْ تَارَهُ أَغْرِيَ رَبَّ

دُرِجَاتُهُ اسی نہیں سے میں نے تم کو چھوڑ دیا اور اسی میں تم کو دوبارہ نوٹاؤں گا اور اسی سے تم کو دوسرا دفعہ نکالوں گا۔

ظرف استدلال ۱۔ ترجیح مقبول کے عاشیہ پر طلبہ کے نظر جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خلا تعالیٰ ایک فرشتہ کو پہنچ دیتا ہے کہ وہ اس میں میں سے جس میں شیخ صوفی ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے، چنانچہ وہ فرشتہ لا کر لطفہ میں ملادیتا ہے اور اس شخص کا دل اس میں کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) روضۃ اقدس کی میں سے بھی شجین کی میں کا خیر ہے (۲) روضۃ مقدس رحمۃ العالمین کا مقام ہے جہاں لعنت کا گور نہیں (۳) وہاں کی میں بھی مرزا مدد میں وائے بھی مرزا۔

استدلال ۲۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَبْيَنُ بِيَتِي وَمِنْبَرِي روضۃ

من ریاض الجنة۔ (من لا یحضره الفقيہ ج ۲ مطبوعہ تهران)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منیر کے درمیان کی جگہ با غبہ سے بہشت سے ایک معزز باغ ہے۔

ظرف استدلال ۳۔ چلو چھپی ہوئی جب ان کا مستقر ہی بہشت تھہرا تو ہیاں لعنت کا گذر بھی سہیں ہو سکتا۔

استدلال ۳۔ درمیان قبر و نبرن است از با غبہ سے بہشت۔ (جلد حاصلین مطبوعہ تهران) ۱۵۸
ظرف استدلال واضح ہے۔ عیاں راجہ بیان۔

استدلال ۴۔ إِنَّ اللَّعْنَةَ إِذَا أَخْرَجَتْ وَمَنْ فِي صَاحِبِهَا تَرَدَّدَتْ مَا يَبْيَنُ السَّكَرُ
وَالآرْضِ فَإِنْ وَجَدْتُ مَا أَغَاوَ إِلَّا رَجَعْتُ عَلَى صَلَبِهَا۔ (اسود کال حاشیہ مرزا القل مطبوعہ بمحض اثر) ۹۵۴
ترجمہ: بیک لعنت جب لعنت کرنے والے کے منزل سے نکلتی ہے تو اسان و زین کے درمیان
گھومنتی ہے پس اگر کوئی مقام اسے مل جاتا ہے تو شہر جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کے پھرے پر
وابس لوٹتی ہے۔

ظرف استدلال ۵۔ روضۃ مقدس کے اندر بھی رحمت ہے اور باہر بھی رحمت ہے کیونکہ اندر روضۃ العالمین
آلام فرمائیں اور باہر رحمت کے فرشتوں کا اندازہ ہے۔ اب لعنت کو وہاں جانے دیتا کوئی نہیں۔ پس

آپ ہی فرمائیے کہ یہ لوثی ہے تو کہاں۔ اعاذ نا اللہ منہا۔

رہا تو لا تزوہ محنت کا ترجمان ہے لیکن انہیں لفظوں سے عقائد میں شہرت کسی کو بھی نہیں۔

عرضہ مؤلف

حضرات اہل تشیع کے عقائد کے سلسلے میں میادین اجتماعی طور پر ختم ہو چکے ہیں اب ذیل میں
وضو نماز کے مختلف فئے مسائل پر اظہار ریجیال کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق عقل الرّجليين !!

الہست و فسویں پاؤں کے دھونے کو فرض سمجھتے ہیں اور اہل تشیع مسح کو لیکن عمل طور پر رب
سے پہلے وہ پاؤں کو دھولیتے ہیں اور سب احتمال دھولیتے کے بعد پھر پاؤں پر مسح کر لیتے ہیں۔
محمد اللہ الہست کے دلائل حسب دستور سابق قوی اور سختمکم ہیں۔

لَوْلَىٰ إِنْشَاءِ اللَّهِ هُمْ أَسْنَدُهُمْ كُوْنِيَاتِ سَادَگَيِ سَتْهَرِ رِكَبِيِنْ گَے۔

استدلال مل۔ یا ایتھا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاعْسُلُو وَجْهَكُمْ
وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرْأَقِ وَامْسُحُوا بِرُسْكَمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝

(ترجمہ) اسے ایمان وال وجہ تہذیب کے لئے انھو تو پیس منہ کو دھوؤ اور انھوں کو دھوؤ
کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سرفی کا اور پائق کو دھوؤ غنیوں تک۔

ظرف استدلال، امند کورہ آیت میں امر کے دو صیفے ذکر کئے گئے ہیں ایک فاسلاوا ہے
دوسرہ امسھوا ہے ان دونوں صیفوں کے لیکے بعد دیگرے چار جمع کے صیفے لائے گئے ہیں
رجو هکم۔ آئیڈیکم۔ بَدْوَسَكْحَدَ اَنْجَلَلْمَانْ چاروں میں سے تین صیفے منصوب لائے گئے ہیں
اور ایک مجرور منصوب صیفے یہیں وَجْهَكُمْ۔ آئیڈیکم۔ اَنْجَلَلْمَانْ اور فرور صیفہ صرف ایک ہے

اور وہ بیکھر سکتے ہے پس بڑو سکم کا تعلق مسح سے ہے اور باقی تین صیغوں کا تعلق فاعلیٰ سے ہے یعنی ارجمند متصوب کا عطف دعیو ہلہم دایدیہ متصوب صیغوں پر ہے پس جس طرح منادر ہاتھوں کو دھونا فرض ہے اسی طرح پاؤں کو دھونا بھی فرض ہے۔

لوٹی بی متصوب سے مرازیر دا لے سیفے ہیں اور مجرور سے مرازیر دا لے سیفے ہیں۔

استدلال ۲۔ مذکورہ آیت میں جو دھونے کے لائق اخفا ہیں ان کے رفع خبر کیلئے حدود مقرر کئے گئے ہیں یعنی ہاتھوں کو کندھوں تک دھونا ضروری نہیں کہنیوں تک دھونا ضروری ہے، اسی طرح پاؤں زانوں تک دھونا ضروری نہیں ٹھنڈوں تک دھونا ضروری ہے۔ پس معلوم ہو اکان کا دھونا بھی فرض ہے اگر مسح فرض ہوتا تو ان کے حدود دیاں کرتے کی ضرورت ہی نہیں۔

استدلال ۳۔ موجودہ آیت میں متفقہ قرأت کے پیش نظر ارجمند متصوب ہوتا ہی پاؤں دھونے کے لئے کافی اور دافی دلیل ہے غیر متلوہ قرأت کا الفاظ اس قرأت سے نہ مقابله کر سکتا ہے اور نہ بالافت الہ امتو اترہ قرأت کے مطابق دھونا بھی ثابت ہے۔

استدلال ۴۔ مذہب الہست کے مطابق غسل الرجال کے سلسلے میں پوری ترتیب اپنے کرنے ہے جس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور اگر مسح پر احتفاظی جائے تو بر تقدیر صحت مسح بچھی جو ط نہیں رہے گا کیونکہ غسل تو مسح کو متعین ہے لیکن مسح غسل کو متعین نہیں پس اس میں مذہب الہست کے مطابق عمل کرنا ہی ضروری ہے۔

استدلال ۵۔ روی العیاشی عن علی بن ابی حمزہ قال سالت ابا ابراہیم عن القديم فقال تفصلان عَسْلًا۔ (حوالۃ الحدائق عشرہ ۵۳۔ متولی انتکب اہل تشیع)

روی العیاشی نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو ابراہیم سے تمدن کے تعلق سوال کیا تو اب کے کہا کہ ان کو دھویا جائے۔

استدلال ۶۔ روی محمد بن القعن عَنْ ابِي بُصَيرٍ عَنْ ابِي عِيسَى اللَّهِ عَلَيْهِ التَّلَامَ قال إِذَا لَسِيتَ مَسْمَمَ رَأْسِكَ حَتَّى تَفْصِلُ بِجَلِيلٍ فَامْسِمْ رَأْسِكَ ثُمَّ اغْبِلْ بِجَلِيلٍ رَدْ حَوَالَ تَحْمَدْ مَسْمَمْ

رَوَّاْهُ ابُو بُصِيرٍ شِيْعُرَوْدِيَ تَعَالَى اَمَّا مَنْ اَبْوَدَ اَنْتَهَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَرْوَاتِ الْمُمْسَاحِ نَفْرَايَا
جَبْ تُورَكَاسِحَ يَحْوُلُ جَانِيَّةَ حَتَّى كَرِبَّاْفُولَ كُوْدَهُو بَيْتَهُ تُوْبَهُرَسِحَ كَرَكَهُ پَهْرَبَّاْفُولَ دَحْوَلِيَّتَا -
اَسْتَدَالَ لَكَ هـ اَتَأْنِي اَمْسَحُ فَلَانَ الْفَصْلُ اَفْلَانَهُ مُمْنَهُ (رَمَّةُ الْعُقُولُ ج ۲ م ۱۹۷)
دَرْجَهُلَهُ بِهِرَحَالَسِحَ کَے سَلَسَلَے مِنْ تَقِيَّهَ کَرَنَاسِ لَنَهُ بَائِنَهُ بَهَ کَرِبَّاْفُولَ کَادَهُنَاسِحَ سَعَيْهُ
اَفْضَلَ بَهَ اَوْرَاعَلَیَّ ہے۔

اَسْتَدَالَ لَكَ هـ ۱- وَمِنْ خَلْمٍ وَغَسلٍ رَجَلِيهِ فَلَا انْكَارَ عَلَيْهِ وَالْفَسَالْفَلْمَنَهُ (رَقَّةُ الْعَوْلَ) ج ۲ م ۱۹۷
دَرْجَهُلَهُ جَوْشَهُنَدَسَ اَتَارَ کَرِبَّاْفُولَ دَحْوَلَے اَسَ پَشْرَعَ کَی طَرَفَ سَعَيْهُ کَوْنَی انْكَارَ
نَهِيْنَ اَوْرَپَّاْفُولَ کَادَهُنَادَهُنَا اَفْضَلَ ہے۔

اہل آشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

۱ مَغَالَطَهُ تَجْمِعُونَوْكَاتَابِيَّہُ ہے۔ وَضُوئِیں بَاحْتَادِرِمَزَدَهُو نَجَّیَّہُ جَاتَے ہیں سَرْكَاسِحَ کَیا جَاتَآ
ہے۔ سَرْكَاسِحَ تَبَمَّمَ مِنْ گُرْگَلَیْکَنَ بَاحْتَوْنَ اَوْمَذَرْتَبَمَّمَ کَیا جَاتَآ ہے۔ پس اگر پَّاْفُولَ کَادَهُنَادَهُنَیْ وَضُوئِیں
فَرْغَیْرَهُنَالَّوْلَوْقِيْنَیْتَبَمَّمَ مِنْ پَّاْفُولَ پَسِحَ کَیا جَاتَآ۔

بَحَابَ وَتَبَرِّمَرَفَ وَفَنَوْکَاخَلِیدَہُ ہے غَسلَ کَاهِیَّہُ ہے۔ پس اگر جَلَلَهُ مَغْسَلَاتَ کَے قَائِمَ مَعَامَتَبَمَّمَ کَا
سِحَ بَهْتَاً تو غَسلَ کَے قَائِمَ مَعَامَ سَارَے بَدَنَ کَاسِحَ ہوتَا۔ حَالَانَکَارِ اِسَانِیْنَ ہے۔ پس مَعْلُومَ ہَنَالَتَبَمَّمَ
کَاسِحَ مَغْسَلَاتَ کَے قَائِمَمَامَ کَہْتَا خَرُدَسَانَتَهُ قِیَاسَ آرَانَیَ ہے۔

مَغَالَطَهُ، اَیَّتَ مَذَکُورَهُ مِنْ دَوْصِيْنَیْ اَمَرَ کَے لَائَنَے گَئَنَے ہیں یا ایک فَاغْسِلَوَا ہے اَوْ دَوْرَلَا
وَاسْحَا ہے۔ پس جِرَح فَاغْسِلَوَا کَے تَحْتَ دَوْجِعَ کَے صَيْنَے لَائَنَے گَئَنَے ہیں اسِ طَرَح وَاسْحَا کَے
تَحْتَ بَھِی دَوْصِيْنَیْ لَائَنَے گَئَنَے ہیں۔ پس قَرَآنِ ذوقَ بَیَّنَہُ ہے کَمَّا اَدَدَ بَاحْتَوْنَ کَوْلَوْ دَحْوَنَ اَچَبَّیْنَے اَوْ
سَرَادَپَّاْفُولَ کَاسِحَ کَرَنَاجَلَبَیْنَے تَاَكَ قَرَآنِ تَبَیَّبَ مِنْ فَرَقَ دَلَانَے پَائَے۔

جَوابَ ۲- یہ تَقْرِیرِ بِلَطَاهِرِ جَنَابَیِ دَلَکَشَ کَیوْنَ نَہْبَوْ لَیْکَنَ حقِیْقَتَ کَے قَطْعَانَ خَلَافَ ہے کَیوْنَکَ

قرآن مجید میں جہاں بھی غسل کا استعمال کیا گیا ہوا دردہاں ان غسلات کا بیان ہو جن کی تحدید میں ابہام ہو تو وہاں حدود کا بیان ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن میں جہاں مسح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں لفظ الی کے ساتھ حد بندی نہیں کی گئی۔ پس الی المکعبین کے ساتھ حد بندی کرنا بتاتا ہے کہ پاؤں کو دھونا ہی فرض ہے مسح کرنا فرض نہیں۔

اب ذریل میں ۷۰ آیت میں تحریر کی جاتی ہیں جن میں مسح کرنے کا ذکر ہے لیکن تحدید موجود نہیں۔
 (۱) فَلَمْ تَجِدُوا أَمَّا فَتَيْمَمُوا صَعِيدًا أَطْبَابًا فَامْسَحُوا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَرْجِعُوهُمْ رَبِّهِمْ
 (۲) ثُلَمْ تَجِدُوا أَمَّا فَتَيْمَمُوا صَعِيدًا أَطْبَابًا فَامْسَحُوا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَرْجِعُوهُمْ رَبِّهِمْ
 جواب ۱۔ فَامْسَحُوا بِرُدْ وَسِكْعَادٍ جَذَمْ رُؤْسَ اور ارجل کو متصل وظیفہ تبھم میں عدم
 مسح کے پیش نظر اثر اکافی العمل کی حیثیت سے لا یا گیا ہے۔ فتاویٰ
 مغالطہ ۱۔ اہلسنت کی کتابوں میں جب مسح ارجلین کی حدیثیں موجود ہیں تو انکار کیا۔
 جواب ۱۔ وضو و قسم کلہے ایک لقوی دوسرا شرعی شرعاً وضویں تو پائل کا دھونا فرض
 ہے اور وہ فرع حدث کیلئے کیا جاتا ہے اور وضو لغوی فہ ہوتا ہے جو وضو عل الوضو کیا جائے
 یا کھانا کھانے کے بعد کیا جائے ایسے وضویں پاؤں کا دھونا فرض نہیں ہے۔
 مغالطہ ۲۔ جب حضرت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک مسح ارجلین کے قائل میں
 تو اہلسنت کو انکار کیوں ہے۔

جواب ۱۔ ان حضرات کی طرف مسح ارجلین کی نسبت غلط ہے۔ پناہچہ علامہ میر محمود الائی
 نے تفسیر روح العانی ج ۵ ص ۹۴ میں لکھا ہے۔ وَمَا يَرْسَمُهُ الْأَمَامَيْةُ مِنْ نَسْبَةٍ لِالْمَسْحِ
 الی ابن عباس و انس بن مالک و غيرهما فکذب مفتری علیہ حداقت أحداً
 منهـمـ ما روى عنه بطرىـ صـ حـ صـ حـ اـ تـ جـ زـ اـ المسـ حـ .

(ترجمہ) اہل تشیع کے اپنے گمان کے مطابق جو کہ مسح کی نسبت ابن عباس و انس بن مالک
 کی طرف سے کی ہے یہ اسراجحوٹ سے اتراء ہے ان میں سے کسی سے بھی مسح طریقے سے دلت
 موجود نہیں ہے کہ کسی نے مسح ارجلین کو جائز رکھا ہو۔

مقالات: مالہست نہ راجانے کب تک اپنے دربروں کی روایتوں کو تجویز تے دہیں گے جبکہ ابوالعامیر عکرمہ اور شعبی سے سکلر جلین کا جواز منقول ہے۔

جواب: تفسیر روح العاقفی صفحہ ۴۹ میں ہے و نسبت جوان المسم ای ای العامیہ و عکرمہ والشعبی زوڑ دیہتاً۔

(ترجمہ) ابوالعامیر عکرمہ اور شعبی کی طرف سے صحیح طین کے جوانک نبست کراچیوٹ آدیتکن ہے۔

غسل رجلین کے سلسلے میں کتب المہست سے چند فیدروں ایتیں

(۱) قَدْ قَالَ عَطَاءُ وَاللَّهُمَّ مَا عَلِمْتَ أَنَّ أَخَدَاهُمْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحٌ عَلَى الْقَدَمَيْنِ ۝

(ترجمہ) عطاء نے فرمایا ان کی قسم میں نہیں بانتا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے کسی نے قدموں پر مسح کیا ہے۔ درود العائی (ج ۲ ص ۲)

(۲) سَيِّدَنَا عَلِيٌّ تَرْقَىٰ كَمْ تَعْلَمْ مُنْتَوِلٌ بِغَسلِ رَجْلِهِ الْمُهْنَىٰ شَلَاثَةً وَرِجْلِهِ الشَّمَالَ شَلَاثَةً قَالَ مِنْ سَرِّهِ أَنْ يَعْلَمْ وَقَدْ مَرَسَلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ هُذَا۔

(ترجمہ) اس سیدنا علی ترقیؑ نے دایاں یا ذریتیں تربیا اور بایاں پاؤں تین مرتبہ دھوکر فرمایا جس کو حضور علیہ السلام کا وضو دیکھنا ہو تو وہ اس دنو کو دیکھ لے۔

یہ حدیث ان کتابوں میں ملے گی!

(۱) نسب الرأيۃ - نہ سر لانا حافظ جمال الدین زینی کتاب الطہارت (ج ۱ ص ۱۳۱) مطبوعہ مصر

(۲) ابو داود تحریف باب مستحب الوضوء ص ۱۶۔ (۳) سنن تسانی تحریف باب غسل الوجه ص ۲۳

(۴) جامع ترمذی تحریف باب وضو بالبنی صلی اللہ علیہ وسلم کین کان (۵) سنن ابن ماجہ تحریف باب ما جائز فی مسح الراس

(۵) دارقطنی ص ۲۷ و استادہ صالح ابن ماجہ ص ۲۵ ابو داود ص ۱۷ نیز تفسیر ابن قریش ج ۲ ص ۲۱ مصری میں ہے

و فی السنہ صحیحین عن عبد اللہ بن عمر قال تغلقت عتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرة

سَافَرْنَا هَا نَادِيْكُنَا وَقُدْ أَرْهَقْتَنَا الْعَسْلُوْهُ حَسْلَوَهُ الْعَصْرِ وَتَعْنُونْ نَتْوَهَنَّاءٌ فَجَعَلْنَا نَاسَمْ
عَلَى أَرْجِيلَتَنَا فَنَادَيْ يَأْعُلِي صَوْتِنَمْ أَسْيِغْوَهُ لَوْضُورَهُ دَيْلُ لَلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ -

عبداللہ بن عروہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم سے فرمائی چھپہ گئے ایک سفریں جو کہ ہم سفر کچھے
تھے پس حضور ہجی تشریف کے آئے اور صلوٰۃ سفریں دیر ہو رہی تھی ہم نے دشکیا تو پاؤں پر سر کر لیا
حضور علیہ السلام نے دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا وضو کو پورا کرو جہنم کی آگ ہے ان ایڑیوں کے لئے
جن کو پانی نہیں لگائیں پانی سے ان کو دھویا نہیں گیا۔

نیز اسی تفسیر ابن القیرج ۲۷ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا اندر کے
برابر پاؤں میں سے کچھ ٹکڑا دھونے سے رہ گیا ہے تو آپ نے فرمایا جملیے دوبارہ دشکیجھے دانچ
رہے کہ یہ حدیث مسکشمیریت، بہتی تشریف اور مندادہ میں صحیح روایت کے ساتھ موجود ہے بہر حال اہلسنت
کو چاہیئے کہ صحیح رحلین کو ترک کر کے غسل پر عمل کریں اور رفت کی نمازیں ضائع نہ کریں۔

بحث متعلق کلمہ ولایت و راذان

موجودہ دور کے امامیہ حضرات اپنی اذانوں میں توحید و رسالت کی ثابتی کے بعد آشمند
ات علیتا ولی اللہ امیر المؤمنین امام امتنیں وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں
اور اہلسنت حضرات نہیں کہتے۔ اب ذیل میں ہم اس کے متعلق دلائل و براہین کے پیش نظر اپنے
خیالات کا اتمہار کریں گے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے یا ایتہا اللذین امْنَوْا لَا نَقْدَهُ مُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْحِسْبَرِ وَصَوْلَهُ زَجْرَاتِ (۱)

اے ایمان والو خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم سے آگے تجاوز نہ کرو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ سبقت بلا دلیل ادخال فی الدین ہے جو قطعاً ناجائز ہے ہیں
اہل شیع یا تو مذکورہ بالاعبارت حضورؐ کے وقت کی اذان میں ثابت کریں یا پھر ترک کر دیں۔

(۲) مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخَيْرَاتَ۔

رتاح، کسی ایامدار مردا و عورت کے لئے خداوند رسولؐ کے فیصلہ شدہ امر میں اختیار کا کوئی حق نہیں۔ جب معاملہ ایسے ہے تو اب اس اذان سے انحراف کر کے اپنی اذان بنانا اسلام کے کس اصول کے موافق ہے۔

(۳) سیدنا علیؓ کی دلایت سلم بین الفرقین ہے لیکن صرف دلایت کا اعلان کو ناکمال ہے آپ صرف دلی ہی نہیں رسمیں لا دیا ہیں ایسی ستی کو صرف لفظ اول کا مستحق تصور کرنا نجکے خلاف منصوبہ نہیں
ہے جبکہ الارائیں اور لیحاء اللہ میں سے اولیا مکی کثرت مستفادہ ہو رہی ہے۔

(۴) اسرار المؤمنین کا اعلان بھی خلاف واقع ہے کیونکہ جب اہل تشیع کے نزدیک اس زمانہ کی امامت
امارت امام مہدی کے پرد ہے تو چاہیئے کہ امام زمانہ کے نام کا اعلان کیا جاتا ہے اس کا علمیں اس نبی کا
ذکر کیا جاتا ہے جس کا زمانہ ہوتا ہے اگرچہ آن سے پہلے اولاد عمر پیغمبر کیوں نہ گزر چکے ہوں۔

(۵) واجعلنا للّٰمِتَقِينَ اما ما کی درخواست کی تائین نے واضح کر دیا کہ یہ قبیل بھی صرف آپ
سے خصوصیت نہیں رکھتا۔ جس کا درستہ نہیں سیل الامتیاز اعلان کیا جاسکے۔

(۶) دھنی رسول اللہؐ جس حدیث میں دارو ہڑا ہے اس کی تحقیق بحوالہ قرۃ العینیں اہلسنت پاکٹ بک
حصہ دو میں آبیکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۷) خلیفۃ بلا فصل کا اعلان دو وجہ سے خلاف دائع اور ناجائز ہے ایک تو یہ کہ چونکہ خلیفۃ بلا فصل
ہونا سیدنا علیؓ کو نصیب نہیں ہوتا لہذا اس کا اعلان باعث مغلک ہے۔ درستہ نہیں کہ اذان میں
دلایت و امامت کے اعلان کی ایجاد مذہب اشناز شریعہ کے بانیان سے ثابت نہیں ہوئی اس
کے متعلق خود ہی نیصد فرمائیں۔

اہلسنت کی اذان کا ثبوت

ثبوت عا۔ هـ۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ حَكَىَ لَهُمَا أَنَّ الْذَانَ قَالَ

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اشہد ان لا الہ
الا اللہ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ۔ حق علی الصلوٰۃ۔
حق علی النسلۃ۔ حق علی الغلام۔ حق علی خیر العل۔ اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ۔ والاقامة کذالک ولا یاس ان یقال فی صلواۃ العداۃ علی حق علی^(من لا یحضر الفقیہ ج ۱ ص ۳۶)
خیر العل۔ الصلواۃ خیر من التوم مرتین للتفییة (من لا یحضر الفقیہ ج ۱ ص ۳۶)
ترجمہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اذان رہی ہے جو کہ المہست کے یہاں ہے صرف
حق علی خیر العل زیادہ پڑھ لیتا چاہیئے اور تفییۃ الصلواۃ تفییر من التوام بھی پڑھ لیتا چاہیئے۔
نومٹ:- پونکہ مذکورہ روایت ہماری سند سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک
تابیل محبت نہیں البتہ الزاماً علی الخصم پیش کی جاسکتی ہے۔

تَبَيَّنَ مِنْ يَوْمِهِ قَالَ مُصَنِّفُهُ هَذَا لِكِتَابٍ هَذَا هُوَ الْأَذَانُ الصَّعِيمُ لَا يَرِيدُهُ
وَلَا يَنْقُصُ وَمَنْهُ اس کتاب کے مصنف نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح اذان ہے نہ اس سے زیادہ
اور نہ کم مفوضہ گروہ پر اتنا عشری فتویٰ) وَ الْمُفْوَضَةُ لِعَنْهُمْ اللَّهُ قَدُّ وَضَعَهُ
أَخْبَارًا أَوْ زَادَ فِي الْأَذَانِ مُحَمَّدٌ وَالْمُحَمَّدُ شَيْءٌ إِلَّا بِرَبِّهِ مَرْتَبَتِي وَ فِي بَعْضِ رِدَائِيَتِهِمْ
بَعْدَ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان علیاً فی اللہ وَ مِنْهُمْ مَنْ رَوَیَ بَدَلَ
ذالک اشہد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً مرتین دلاشک فی ان علیاً فی اللہ
دانہ امیر المؤمنین حقاد ان محمد و الکم صلواۃ اللہ علیہم خیر البریۃ و الکن
لیس ذالک فی اصل الادان فیما ذکر ذالک لم یعرف بہ ذہنہ الزیادۃ
المتهمون بالتفوییع۔ (من لا یحضر الفقیہ ج ۱ ص ۳۶)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ پر خدا لفت کرے انہوں نے ایسی حدیث بنالی ہیں اور افغان
میں محمد اور آل محمد خیر البریۃ کو درجہ زیادہ کر دیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں انہوں نے
علیاً و لی اللہ کو بھی زیادہ کر دیا ہے اور ان کے گروہ میں سے بعض لے اس کے قائم مقام

ان علیٰ امیر المؤمنین بڑھادیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ ولی اللہ بھی ہیں اور امیر المؤمنین بھی اور حضور اور آپؑ کی آں خیر البریت بھی ہے لیکن یہ الفاظ اذان میں داخل نہیں اور میں نے اس لئے ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ ان لوگوں کے بڑھائے ہوئے الفاظ ہیں جن کو مفوضہ کہا جاتا ہے۔

مفوضہ گروہ کا تعارف - المفترضة هم الذين فوضوا الامر من التعليل
والتمرير للنبي وعليه و قالوا ان الله تعالى لم يصرم شيئا ولم يحلل -

دعا شیعہ من لا یعقره الفقیہ ص ۹۳

(ترجمہ) مفوضہ گروہ وہ ہے جنہوں نے حلال حرام کو حضور علیؑ کے اسلام اور سیدنا علیؑ کے پر کیا ہٹا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کیا۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام رضا کا فتویٰ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَا مِنْ قِيمَةِ الْمَغْلَةِ وَالْمَفْوَضَةِ وَتَكْفِرُهُمْ
وَتَنْفِيلُهُمْ وَأَبْرَاءُهُمْ وَمِنْهُمْ وَالْأَهْمَمُ - راجحاج طبرسی ص ۳۲۳

(ترجمہ) امام رضا سے روایت ہے کہ غلۃ اور مفوضہ بڑے ہیں کافر ہیں، مگر انہیں ان سے اور ان کے دوستوں سے برامت کی جائے۔

مفوضہ گروہ کے متعلق شام امیر کرام کا فتویٰ

وَكَذَالِكَ رُوِيَ عَنْ أَبَا إِيْمَادِ وَأَبْنَائِهِ فِي مَقِيقِهِمْ وَالْأَمْرِ بِاعْنَهُمْ وَالْبُسْرَاعَةِ
مِنْهُمْ وَإِشَاعَةِ حَالِهِمْ وَالْكَسْفِ عَنْ سُوءِ إِعْتِقَادِهِمْ كَيْلَانِيَعْتَرِفُ بِهِمْ كَمَا تَرَهُمْ
ضَعَقَارَ الشَّيْعَةِ وَلَا يَعْتَقِدُ مَنْ خَالَفَ هَذَا اِنْطَالِفَةَ أَنَّ الشِّيَعَةَ الْإِمَامِيَّةَ
يَا سِرِّهِمْ عَلَى ذَالِكَ - راجحاج طبرسی ص ۳۲۳

(ترجمہ) امام رضا کے آباد دا بنا دے مفوکد کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہار یزدگیری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے مجرے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا خلاف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلقات یہ نہ سمجھو سبھیتے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(فت) مذکورہ بالاعبار توں سے ثابت ہو اکہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق القاب کا ذکر اور اس کی استجاد اتنا عشریہ مذهب میں ثابت نہیں اور جس مذهب نے اسے استجاد کیا ہے وہ فرقین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمہ طیبہ

اہل تشیع کا کلام طیبہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ وليٰ اللہ وصیٰ رسول اللہ
اہلسنت کا کلام طیبہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ
اہل تشیع کے کلام طیبہ میں جو الفاظ ازیادہ کئے گئے ہیں اس نیاقتی کو کلام طیبہ کی جگہ سمجھنا ہماری تحقیق
میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے دجوہہ بیان کریں گے ملاحظہ فرماؤں۔
پہلی وجہ ہے۔ اہل تشیع کا کلام نتوڑ مانہ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانہ
خلافت میں ریس اپس اپسے الفاظ کا ازدواج علی سبیل الاترجم یقیناً خلاف شرع ہے۔

دوسری وجہ ۔ ہر زمانہ کے تینی کاتام کلثہ طبیعت کی جزو درہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ آن سے فائدہ کیوں نہ ہوں پس اس بنا پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا ہبیت کا نام لینا مناسب ہو گا ۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف دکرم ہی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلاف قیاس ضرور ہے ۔

تیسرا وہ ہے۔ اہلسنت کے تزوییک خلفاء ار بعہ کی خلافت برحق ہے مگر انکے

نزو دیک کسی کا ذکر جزو مکمل نہیں ہے لیکن اہل تشیع کے اس التزام کی پوزیشن ایک خود ساختہ منصوبے سے زیادہ نہیں ۔

چون حقی و حجہ و عقل یقیناً اس بات کی تلقینی ہے کہ اگر کسی کا نام یتباہے تو چھوڑ سید و اللہ سے اسم گرامی کو چھوڑ اجائے اور د سیدنا حسینؑ کوئہ بیت اللہ کے ذکر کو چھوڑ اجائے اور نہ قرآن کو ۔ پس اگر پہلی طبقیہ کی عبارت حد سے زیادہ بڑھ جائے گی لیکن حقوق ان کے نظریے کے مطابق سب حضرات کے ادا ہو جائیں گے ورنہ ترجیح بالارجح لازم آئے کی اور وہ یقیناً باطل ہے ۔

پانچویں وجہہ بہشت بریں اور نور میں جس کلمے سے جگٹے گی وہ یقیناً بہشت کا کلمہ ہے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو رہا شیراز مقبول ص ۲۵۳ تفسیر عیاشی اور انحصار میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بُرے نوریں جگہ ملے گی ۔ (۱) اس کے ایمان کی سپری پکھہ ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تائید مزیداً ہے ۔ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کتن نیہ
کان فی نور اللہ عزوجل الاعظم من کان عصمة امرء شهادة إن لا الہ الا اللہ
و اقی رسول اللہ ر من لا يحضره الفقيه ج ۱۴۷ ترجیح گز رچکا ہے ۔

(۲) تعالیٰ انصاری علیہ السلام فاذ احضر قدم مرتا کم فلقتونہ مر شهادة ان
لا الہ الا اللہ ذات محمد رسول اللہ ۔ ر من لا يحضره الفقيه ج ۱۴۸)
در ترجیح ہفت بعفرا صادق نے فرمایا پس جب کسی قریب المگ انسان کے پاس جاؤ تو اس
کلمے کی اُس سے تلقین کرو ۔

(۳) اس کلسک نفیت و افضلیت کا اقرار ہفت بعفرا صادق سے ہو گیا اب بعفریہ مذہب
کے مدعی دیکھئے تسلیم کرتے ہیں یا نہ ۔

۴- تقدیر کی قلم کا کلمہ و تب صدیت جلا و علانے و حی کی کر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہرگاہ قلم نے یہ نام ذی جہاہ سنائیں جلاں و منزرات اس کی سے سجدہ میں در آیا رغروات چیدری ص ۹

۴۱- خدیجۃ الکیری کا کلمہ اور شریت خوشگوار کلمہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے کام و زبان اپنی کو ذائقہ میان کا بخشش (غزفات حیدری ص ۲۹)

۴۵- عہد نبوت پر کلمہ اور تمہری غیری کہ درمیان دو کتف ادست و سطروت است سطر اول
لا اللہ الا اللہ و سطروم محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۳)

۴۶- بہتھی عالم پر کلمہ اور عالم بسفیدی و سطروت است بود لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹)

۴۷- برآق کی پیشانی پر کلمہ اور درمیان دو دیدہ اش تو شتہ است کہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۱۲ ص ۱۲)

ان حوالجات کے علاوہ حیات القلوب ج ۲ ص ۴۸۴ و ج ۳ ص ۳۳ میں بھی

الہست کا کلمہ سطور ہے نماز میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی مدت سے فرقین کے مابین مختلف فیصلہ آور ہا ہے حقیقت میں دونوں طرف سے کچھ اس نام کی تعداد ہو جاتی ہیں کہ مسئلہ جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں کچھ پہلوں فرض ہیں تو کچھ سنت، فرائض خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے اور سنتیں حضور علیہ السلام کے اقوال و اعمال سے۔ خدا کے فرائض کے اثبات کے لئے خدا کی کتاب میں دیکھنا پا جائیے اور بنی کی سنت کے اثبات کے لئے بنی کی حدیث میں فرائض کا حکم احادیث میں برسیل تذکرہ تلاش کیا جاسکتا ہے لیکن سنن کو قرآن میں تلاش کرنے والے کی مثال اس کپڑا خریدنے والے کی ہے جو زرگر کی دوکان پر جا کر رشی کپڑا خریدنے کا مطالبہ کرے پس اس بناء پر اہل تشیع کے ذاکرین کے تمام قرآنی پیش کردہ دلائل کی تعریف ہو گئی ہے اہست کو اپنی کتب احادیث سے ثابت شدہ مسئلہ پہل کرنا چلہ جائیے۔ اور اہل تشیع کو اپنے پرہاں اگر بالاشارة استدلال کیا جائے اور بات ہے لیکن مسئلہ کی پوزیشن دیجی رہے گی جو میں نے عرض کر دی ہے۔

باقھ باندھ کر نماز پڑھنے کے دلائل

استدلال م ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ مَا لِلَّذِينَ فِي صَلَاةٍ تَهْجُّ خَاتِشُونَ۔

(ترجمہ) بیشک وہ مومن کامیاب ہو گئے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

طرزاً استدلال و خشوع و خضوع قلب کا فعل ہے لیکن اس کا اثر جسم پر نہ درج ہو نافردوی ہے۔ اکڑا کھڑا ہونا خلاف ادب اور خلاف خشوع و خضوع ہے۔ باقھ باندھ کر نماز ادا کرنے سے طبیعت میں قدر تائیدیت اور تذلل کا مظاہرہ ہوتا ہے جو یقیناً نماز کی روح ہے پس قرآنی آیت سے ایسا امر ثابت ہونا جس کے خلاف کوئی بھی حدیث وارد نہ ہو، بلکہ حدیث کامضی کا اس کے لئے موید ہون عزم غیر مرتبہ سے کم نہیں۔

استدلال م ۲۔ شَقَاقُ أَمْ دَهْيَلَ لِلصَّلَاةِ أَعْصَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلِيفَ إِلَيْهِ يَكْرِراً اجْمَاعَ طَرِسِيٍّ

(ترجمہ) بعدہ سیدنا علی مرتفع اسٹپ اور نماز کا قصد کیا اور مسجد نبوی میں حاضر ہوئے

اور ابو بکرؓ کے پیچے نماز پڑھی۔

طرزاً استدلال۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ نماز پڑھنا انکی منکل الوجوه موافق ت پر دلالت کرتا ہے امام کا مذہب و عقیدہ اور ادایہ ایسکی ارکان نماز کا طریقہ جب تک مقتدی کو محبوب و مرغوب نہ ہوتا تک اقتداء نہیں کرتا۔ جب اسکا ثابت ہے تو فرض و سنن میں اتباع عبیی یقیناً ثابت ہوگی۔ پس الہامی شیع کے علماء میں ہم ستمہ تو اسی روایت میں صراحتہ سیدنا علیؑ کے متعلق ارسال الیمن کے لفظ و کھائیں۔

دنخبراً تھے کاتہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ تو قطعاً خلاف عقل ہے کہ امام تو باقھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور مقتدی باقھ پھوڑ کر۔

استدلال م ۳۔ وَ لِيَكُنْ تِيَامَكَ فِي الْأَشْلَأْةِ قِيَامَ الْعَبْدِ الْذِيلَ بَيْنَ يَدَيِ

الْمُلَكَ الْجَلِيلَ۔ (من لا يحضره الفقيه ص ۹۹)

(ذنچ ۷۰) حضرت جعفر صادق نے فرمایا نماز میں تیر کھڑا ہونا ایسا ہونا چاہئے جس طرح ایک نوکر ذلیل پنے یاد شاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

ظرف استدلال ۱۔ حضرت جعفر صادق کے اس قول سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نماز میں عبد ذلیل کی کیفیت بنائی چاہئے اور خلا ہر ہے کہ کیفیت باقہ باندھ کر نماز ادا کرنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اس روایت کے ابتداء میں توحضرت حضرت جعفر صادق سے رسول اللہؐؓ نے ثابت ہے پس آپ کا استدلال صحیح درہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق سے اس فعل پر دوام و استمراً نہیں کسی فعل کا کسی وقت کر لیتا ادا قدمہ جزو یہی ہے جس کو مر جمع قرار دیا جا سکتا ہے۔

استدلال ۲۔ وَ عَنْ زَرَارَةٍ إِذَا قَاتَمَتِ الْمُرْءَةُ فِي الْعَصْلَوَةِ جَمَعَتْ بَيْنَ قَدْمَيْهَا
وَلَا تُفَرِّجْ بَيْنَهُمَا وَ تَضَمَّ يَدِيهَا إِلَى صَدَارِهَا لِمَكَانٍ شَدِيعًا۔ (فروغ کافی ج ۱۹۵)

ترجمہ۔ زرارہ صاحب کہتے ہیں کہ جب عورت نماز میں کھڑی ہو تو قدموں کو جمع کر کے کھڑی ہو اور پنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینوں پر باندھ لے۔

ظرف استدلال ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ باقہ باندھ سننے والا فعل ایسا نہیں جو کہ نماز میں یاد کیا نہ مانا کے خلاف ہو۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورت کے لئے اجلات نہ ہوتی۔ تیراً اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کی کسی آیت میں بھی باقہ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورتوں کیلئے بھی مردوں کی طرح باقہ کھولنے کا حکم ہوتا

پس اگر قرآن میں عورتوں کے لئے باقہ کھولنے کا کہیں حصہ امتیازی طور پر ہو تو علماء اہل تشیع پیش کریں ورنہ جس طرح عورتوں کے لئے باقہ باندھنا مشروع رہے گا۔ اسی طرح مردوں کے لئے بھی باقہ باندھ کر نماز ادا کرنا مشروع رہے گا۔

استدلال ۳۔ وَإِذَا قَاتَمَتِ الْمُرْءَةُ فِي حَمْلَوَةٍ جَمَعَتْ بَيْنَ قَدْمَيْهَا وَلَمْ

وَلَمْ تُفْرِجْ بَعْنَهُمَا وَضَعَتْ يَدَيْهِمَا عَلَى حَمْدِ رَهَائِكَانِ تَدْبِيْسِهَا۔ (من لایعفہ الفقیہ ج ۱) ۱۲۳

ترجمہ اور طرز استدلال مغلہ اگرچہ ہے۔

(نوٹ، علی اثرائع م ۱۲۵، تمہیب الاحکام ج ۲ م ۱۴) میں بھی اس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔

امل آشیع کے چند مقابلتوں کے جوابات

مقابلۃ ۱: قرآن مجید میں ہے کَمَا بَكَدَ كُلُّ تَعْوِدٍ وَنَ دَتْبِيجَهُ، جس طرح خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح آؤ گے۔ ہاتھ کھول کر پیدا ہوئے اور ہاتھ کھول کر خدا کے سامنے آؤ گے مسلم ہوا کہ ناز بھی اسی حالت میں ادا کرنی چاہیے۔

تروید ۱: اس آیت میں حقیقی معنی یہ ہے کہ جس طرح تم کو خدا نے پیدا کیا ہے اسی طرح خدا کے پاس آؤ گے یعنی اکیدے آئے اور اس کیلئے جاؤ گے اور آراہل آشیع کا تحریر کردہ معنی لیا جائے تو لازم کئے گا کہ نماز عربان ہو کر پڑھنی چاہیئے۔ جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور العیاذ بالله طویث بالدم ہو کر نماز پڑھنی چاہیئے جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے۔

مقابلۃ ۲: امام مالک کے متعلق بذریعہ اولین میں منقول ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور پونکہ آپ کا عمل ایک مدینہ کے قدر میں ہوتا تھا اس لئے یعنی معلم ہر آراہل مدینہ کا عمل بھی ارسال الیہیں تھا۔

جواب ۱: صاحب چاری کو مقابلۃ ہے امام مالک کا یہ مذہب ہرگز نہیں اور نہ مدینہ میں یعنی عمل جاری ہے۔
جواب ۲: اگر امام مالک کا یہی مذہب ہوتا تو مولانا امام مالک میں ان سے ارسال الیہیں کی تعلقاً مردی ہوتی۔ ملا انکے نہیں ہے۔

جواب ۳: مالک سے مراد صاحب مسلک نہیں ہے بلکہ مالک سے مراد دوسرا مالک ہے جو کہ فرمایا شد ہے تمام انبیاء تھیں وضع ایسین علی سیار پتفن ہیں جیسا کہ اہلسنت کی کتابوں میں موجود ہے۔

مقابلۃ ۳: مگر ما تقدیم کر نماز پڑھناست ہوتا تراس میں اختلاف نہ ہوتا ایکر زکر لیفڑ انہر

کے نزدیک یہ سنت پر ہاقد کھنا چاہئے اور بعض کے نزدیک تجھت السرۃ اور بعض کے نزدیک فوق السرۃ۔
جو اب اے۔ یہ کوئی اختلاف نہیں کیونکہ باختر پر باختر کھنے پر سادے الاختلاف ہیں مگر باختلاف تعالیٰ
سوچوں کا سرد رکائیات صلم سے سب طریقے منقول ہیں اسٹئے ہر امام نے حضورؐ کی ایک ایک اداکا لپیا
ہوا ہے تاکہ قیامت تک حضورؐ کی یاد محفوظ رہے۔ لَعَذَ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَدْوَى حَسَنَةً

بحث التحیات

اہل شیع بالعلوم اہلسنت کے تشهد پر اعتراف کیا کرتے ہیں ذیل میں ان کی کتب سے اپنی
تائیدیں روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا محمد یاقوت کی التحیات

استدلال علٰی التحیات لله وانصوات والطیبات اطہرات النالیۃ النابیۃ
النتائج المبارکات للحسنۃ ما طاب وطریقہ دوزی وخلص وتمی فلتہ وملغیث فلغيڑا
اشهدان لا الہ الا اللہ و محمد نہ لاشریک له و اشہدان محمد عبد و رسوله اے قولہ
السلام علیکم و رحمة الله و برکاتہ اے قولہ السلام علیتہ و جباد اللہ الصالیفین (رحمۃ الرحمٰن لیخڑو لغفیریہ ج ۱۷۵)

طریقہ استدلال اہل شیع نے جوں توں کرازہ ہماری تشهدۃ التحیات کو امام محمد یاقوت سے نقل کری
دیا۔ اور صرف تصریف اتنا کیا کہ کچھ الفلاس پر تیار کر دیئے تاکہ اہلسنت سے موافق و مطابقت لازم نہ کرے۔

استدلال علٰی عن زیارتہ تسلیمان ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الشہد
فقال اشہدان لا الہ الا اللہ و محمد نہ لاشریک له و اشہدان محمد عبد و رسوله
قلت التحیات قال التحیات وانصوات فلما فرجت قلت ان لقيته نسألته عددا
نسأله من الغدق قال مثل ذلك الى قوله فلما خرجت ضرطت فی وقلت لاعلیعا بدأ
(دکوال رجال کشی ص ۲۱۴ مختصر)

درج ہے زردارہ راوی کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر سے الحیات کے متعلق سوال کیا تو اپنے
گزار شہادت پڑھا میں نے عرض کیا۔ کیا تشهد الحیات شد و الصلوة کو کہتے ہیں (یعنی جو اہمیت کا حجہ ہے)
آپ نے فرمایا ان وہی ہے بچر میں نے خیال کیا کہ کل پوچھوں گا میں کل آگر پوچھا تو وہی اہمیت ہے
الحیات پھر وہ سوں پوچھا تو وہی اہمیت والی الحیات تو جب میں لکھا تو اس کے مزین میں نے
ایک پارا دیا اور کہا یہ امام کبھی کامیاب نہ ہو گا۔

فہرست میں آپ نے مذہب اہمیت کی الحیات کی صفات معلوم کر لی وہاں آپ ذرا
ان کے ائمہ کی عزت و نیزت اور ان کے شاگردوں کی تمدنیب میں لاحظہ فرمائی ہے۔

بحث متعلق فرع از صلوة

اہل تشیع بوقت سلام باختصار کرتین اشارے کرتے ہیں اور اہمیت اسلام علیکم درود اللہ
کہہ کر مذہب دائیں پھیر لیتے ہیں۔ ثبوت از کتب اہل تشیع ملاحظہ فرمائیے۔

وَسَلَّمَ عَلَىٰ يَمِينِكَ وَأَهْدَى دُعَىٰ يَسَارِكَ وَخَدَّقَةً مِنْ لَا يَحْفَرُ الْفَقِيهِ ج ۱۷ ص ۲۶۴
درج ہے) اور مجھے چاہیے کہ دائیں طرف بھی ایک دفعہ سلام کہوا وہ بائیں طرف بھی سلام کہو۔
لوث ب الحمد للہ کہ ہم نے اپنے مذہب کے پورے دلائل شیعی کتب سے ثابت کر دیئے۔

بحث متعلق درود شریف

مذہب اہل تشیع میں درود اس طرح مستعمل ہے أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
مذہب اہمیت میں درود اس طرح مستعمل ہے أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعلٰیٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَلِّكَ وَسَلِّمْ
استدلال، وَاتَّقِ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلَّوْا
عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا أَتَلِمَّاً۔

(ترجمہ) بیشک ائمہ اور فرشتے حضور پر حمد و بحث صحیح ہے میں اے ایمان والوں حضور پر صلوة و سلام
پڑھو۔

ظرف استدلال ہے۔ درود کا فقطہ ہماری زبان میں صلاوة وسلام کو جامع ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضور گر پر صلاوة وسلام دونوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس نیتا پر شیعوں کا درود تا قص اور غیرہم رہے گا۔ اور پورے طور پر حضور گل تعلیم کے سلسلے میں حق ادا نہ ہو گا۔ لیکن اہلسنت کا درود یورنکہ صلاوة وسلام پر مشتمل ہے اس لئے ہمارا سلک راجح رہے گا۔

نوٹ:- اہل تشیع یہ رے جیلے پہانے کرتے ہیں مگر حقیقت کے ساتھ ان کا ایک داد بھی کا رکن نہیں، ہوتا کیونکہ سیلہ مسماۃ اجنب مطوف ہے اور صلاوة اعطوف ملیے ہے تو عبارت بھیثت ترکیب یوں ہے گی۔ صلاوا علیہ وَسُلْطُو عَلِیِّیْتِیْ حضور علیہ السلام پر صلاوة بھی پیغمبر اور سلام بھی۔ رہا شہد کے آخر میں فقط صلاوة ابریسی پر اتفاقاً کرنے اور سلام نہ کہنا اس لئے ہے کہ تشهد میں اسلام علیک پڑھ کر نہ لازم نے سلام کا ذکر کر دیا ہے گویا ایک قعدہ میں صلاوة اور سلام جمع ہو گئے اور آیت پر پورا اعمال ہو گیا رہا تقدم و تأثر کا شہد تو وہ بھی ختم ہو گیا۔ جبکہ قرآن مجید میں والمسجدی والکعبی موجود ہے اور واد مطافاً جمع کے لئے ہے۔ واضح رہے کہ قرآن میں سلام قول امن رب الرحم۔ سلام علی الی الی یاسین وغیرہ بھی ہمارے لئے متوسط دہیں گے اسی طرح رحمۃ اللہ و برکاتہ اہلیت بھی ہمارے لئے متوسط ہے۔

بحث متعلقہ ماتم

چند چکر مردی امور

(۱) مطافاً اقلیاً رحم و بغیرہ منزع کے ہمارے نزدیک منزع نہیں ہے۔

(۲) کسی کا ذکر کے رعنای بھی ہمارے مذہب میں تاجاً نہ نہیں ہے۔

(۳) صبح طور پر واقعات شہادت برخلافت صیحہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

(۴) بہیت کتابیہ مارسم عزاداری نہ کسی بھی سے ثابت ہے اور کسی لام سے۔

ذیل میں جر اور جزع کا مقابل ثابت کر کے ہم افلاؤ آیاتِ جرج کی طرف اشارہ کریں گے بعدہ ماتم کی کی تردید کے سلسلے میں شیعی کتب سے عبارتیں پیش کریں گے، آخر میں ان کی طرف سے پیش کردہ

چند مفاظوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

استدلل مل ۔ وَالصِّبْرُ صِدَّقَةُ الْجِزْعِ وَالْقَاصِقُ شَرَحُ كافِ مَجْزُورٍ (قل)

(ترجمہ) صبر فرع کی فہمی ہے۔

لشیح ۔ لئنی جن افعال و اقوال سے جزع فرع لازم آئے گا وہ تو یقیناً صبر کے خلاف ہونے کے ارادان کو بے صبری کا عنوان دینا بائی ہو گا۔

استدلل مل ۔ إِنَّمَا كَانَ حَبْسُ النُّفُوسِ لِمُهِمَّيَّةٍ مُّتَّقِيَّةٍ صُبْرًا لِأَعْيُرٍ وَيُضَادُهُ الْجِزْعُ

ربو الہ مردعا العقول ج ۱ ص ۸ شیعی کتاب

(ترجمہ) اپنے اگر سی مصیبت کے وقت اپنے وجود کو صبر میں لا یا جائے تو اسے صبر کہتے ہیں اور جزع فرع اس کے مقابل میں ہے۔

استدلل مل ۔ قَالَ الْمُعْقِقُ الطُّوْسِيُّ قُدِّسَ سَرَّهُ الْصَّابُورُ حَبْسُ النُّفُوسِ عَنِ الْجِزْعِ
عِنْ الْمَكْرُورِ وَهُوَ مِنْ أَبْلَاطِنَ عَنِ الْإِغْرِيْطِرَابِ قَالَ السَّانِ عَنِ اشْكَايَةِ وَالْأَعْصَاءِ
عَنِ الْحَرَكَاتِ الْغَيْرِ الْمَعْقَادَةِ اِنْتَهَى (مردعا العقول ص ۸ شیعی کتاب)

(فت) ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ یقیناً ہر میں گرد و غبار والنا، زنجیر زندگی، بوقت صیبت سیاہ کپڑے پہننا، ہائے ہائے کرتا جب جزع فرع میں داخل ہے تو یقیناً ایسے کام کرنے والا ثابت میں بے صبر کہا جائے گا اور وہ صابرین کی باعثت صفت سے تکل جائے گا اور صبر کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔

اب ذیل میں صابرین کے فضائل قرآنی آیات سے بیان کئے جاتے ہیں جن سے یقیناً تجویز نکلتا ہے کہ سیدنے کو بی او رہیست کنایہ مالم پر غریب دینے والے ذا کریمک کو انعاماتِ الہی اور عظیم اشان ثواب سخرا کر دے ہیں۔ ذیل میں قرآن ترجمہ بر جو مقبول کا صفحہ ہم نقل کئے دیتے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیجئے۔

عنوان مل ۔ صابرین پر درودگار کی طرف سے صلوت اور رحمت ہے اور یہی
ہدایت یافتہ ہیں ۔ (قرآن حرم م ۲۴ مقبول از آیت نمبر ۰۰۱۵۷)

عنوان ۳۔ بی شک اندھر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ص ۳۲ و ۱۵۳)

عنوان ۴۔ اے ہمارے پروگارم کو صبر عنایت فرم۔ ص ۷

عنوان ۵۔ جگ میں صبر کی برکت یہ ہو گی کہ ہم ہزار فرشتوں کے قائم مقام پانچ ہزار فرشتے آئیں گے۔ (ص ۶)

عنوان ۶۔ بر حکم خداوندی، اسے ایمان والوں صبر کر دادا یک دھر کو صبر دلاؤ۔ ص ۱۵۱

عنوان ۷۔ اصحاب موسیٰ کی دعا بھی صبر کے لئے تھی۔ ص ۱۲۶

عنوان ۸۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہی صبر کا امر کیا ہے۔ ص ۳۲۴

ان کے علاوہ آپ ترجیح مقبول ص ۳۴۸ پر یہی آیت دیکھ سکتے ہیں۔

احادیث متعلق ترغیب صبر

استدلال حديث۔ أَنَّ الصَّابِرَ رَأَى إِيمَانِ (اصول کافی باب الصبر طبع ایران ص ۲۳۰)
ترجمہ) صبر ایمان کا سر ہے۔

استدلال ۲۔ التَّصْبِيرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمِنْزَلِ الرَّأْسِ مِنْ أَبْجَدِ قَادِيَ ذَهَبِ
الرأس ذهب (ابجد کذ الراہ ذهبا الصبر ذهب الایمان ر بخواہ مذکورہ ص ۲۳۰)
ترجمہ) صبر ایمان سے تمہیں سر کے بمنزلے ہوتا ہے پس جب سر چلا گی تو جسم چلا گی۔
جب صبر چلا گی تو ایمان چلا گی۔

استدلال ۳۔ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبَرَ لَهُ۔ (بجوالہ مذکورہ ص ۲۳۱)

ترجمہ) جو صبر نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

ناقلین ان آیات و احادیث کے پیش نظر خود فیصلہ فرمائیں کہ عوام تعریزی داری کی

تلقین کر کے اپنیں کس طرف دھکیلا جا رہے ہیں۔

موجودہ طرز پر عمراداری کے خلاف شیعی کتب سے استدلالات

استدلال ۱:- حضرت فرمود کہ در میں تھا اپنا نچہ برداشتے خود مرتیند و نوئے خود را
خزاں شید و موتے خود را مکنید و گریبان خود را چاک میکنید و جامائ خود را سیاہ مکنید و داویا ملکنید
پس بایں خیر طرح بایشان بیعت کرد۔ (جیات القلوب ج ۲ ص ۵۳۸) مطبوعہ نو کا شورم
ترجمہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں میں تھپڑ مزبرہ مارہ اپنامزہ تھپیلو اپنے بال نہ
کھسوں۔ اپنا اگر بیان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کاٹے نہ کرو۔ ابھی ہے مذکرو۔ پس ان شرائط
پر خود علیہ السلام نے ان سے بیعت لی۔

استدلال ۲:- نے واحد مرسومت سگ والائیں درد بریش داخل جی کر دندراز
دہائش بیرون می آیہ و ملا جو سمرد بریش را بچڑھائے آہن میز دند۔ اسے قول نوح کنندہ ہے بود۔

(جیات القلوب ج ۲ ص ۳۱۴، ۳۱۵)

ترجمہ میں نے ایک عورت کو کہتے کی شکل میں دیکھا کر آگ اس کے اندر داخل کرتے
تھے اور منہ سے باہر کالئتے تھے۔ فرشتے اس کے سر اور اس کے بدن کو لوہے کے گرزوں سے
مار رہے تھے یہ شر نوجہ کرتے والی عورت کا تھا۔

استدلال ۳:- قال عليه السلام ان البلاء والصبر يستيقان الى المؤمن
نـ تـ اـ تـ يـهـ الـ بـلـاءـ وـ هـ وـ حـبـيـوـرـ وـ انـ الجـزـعـ وـ الـ بـلـاءـ يـسـتـيقـانـ الىـ الـ كـافـرـ قـاتـيـهـ الـ بـلـاءـ
وـ هـ وـ جـنـوـعـ۔ (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۱۵)

ترجمہ سید ناعلیٰ نے فرمایا آزمائش اور سب سومن کے پاس آتے۔ آزمائش آتی ہے
تو وہ داویا کر رہا ہوتا ہے۔

استدلال ۴:- قال لمير المؤمنين من بعد دقبراً أو عثلاً فقد خرج من الامام
(من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۱۵)

(ترجمہ) سیدنا علی مرتفعہ نے فرمایا جو شخص قبر کی تجدید کیتا یا مثال کھڑی کرتا ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔

(لوٹ) ناظران غور فرمائیں کہ تعریف ہاتا مثال کھڑی کرتا ہے یا نہیں۔
اعتراف انساں اہل شرع ۱۔ مذکورہ حدیث میں مثال اس کی کھڑی کرف منع ہے جب میں کوچ ہوں تم مزاہیں پر گنبد ہے اس کی نفل بنا کر بادیں نشانہ کرتے ہیں۔

جو ابٹ ۲۔ سب گنبدوں سے بڑا تجربہ گنبد خضرا کا ہے جسے روفہ رسول کہا جاتا ہے۔ پس اگر شریعت میں اس کا ثبوت ہوتا تو حضور علیہ السلام اپنیار سابقہ کے مزاروں کا اور سیدنا علیؑ اپنے دارالخلافہ کو فریں حضور کے روغۃ الاطہر کی شبیہ بناؤ کر تعریف بنا تے۔

جو ابٹ ۳۔ شیعہ بذریب میں گنبد بنا تاہی سرے سے منع ہے تو منوع چیز کی نفل اور شبیہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذیل میں بخارت ملاحظہ فرمائیے۔ قال القسادق علیہ السلام
لملجعل علی القبر من غير تstab القبر فهو ثقل علی المیت (من لا يحقره الفقیر ص ۲۷)

(ترجمہ) جو چیز قبر پر قبر کی مشی کے علاوہ تیار کی جائے پس وہ میت پر ایک قسم کا بوجھ ہوتا ہے۔

استدلال ۴۔ اویض رب احمد علی فخذ دیہ عند المصیبة فيحيط ابیه (من یخزه الاغریب ص ۱)

(ترجمہ) یا کوئی شخص مصیبہ کے وقت اپنے ہاتھ کو مارے تو اس کا ثواب غالباً منع ہو جائے گا۔

استدلال ۵۔ ان لَا تَخْمَنُ وِجْهَهَا وَ لَا تَلْطِمُنَ خَدَّا وَ لَا تَنْتَقِنَ شَعْرًا وَ لَا

تمَّرَقَنَ حَبِيبًا وَ لَا تَسْوَدُنَ تَوْبَأً وَ لَا تَدْعُونَ بِالْوَيْلِ۔

(لوٹ) ترجیح استدلال ۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۷۔ وَ لَا تَلْطِمُنَ خَدَّا وَ لَا تَخْمَنُ شَعْرًا وَ لَا تَشْقِنَ حَبِيبًا

وَ لَا تَسْوَدُنَ وَ لَا تَدْعُونَ بِالْوَيْلِ۔ (تفسیر صافی ص ۲۵)

(ترجمہ) استدلال ۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۸۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ اتْلَامْ يَنْزَلُ الصَّبْرُ وَ الْعَدْلُ عَلَى قَدْرِ الْمُصِيَّبَةِ وَ مَوْضِعُهُ

بِدَّهُ عَلَى فَخْدَهُ كَعَنْدِ مُصِيَّبَتِهِ جَبْطَ عَمَلَهُ (نهج البلاغہ ج ۳ ص ۱۸۵)

رتو جھلک حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے بندے پر صبر و صیانت کے انداز پر نازل ہوتا ہے جو شخص اپنے ہاتھ کو ان ریاست کے وقت مار گیا اس کے عمل بر بلدو ہو جائیں گے۔

استدلال تا۔ ولو انک امرت بالصبر و تھیمت عن الجمیع لانفذه ناعلیک مااء الشعون (صحیح البخاری) ۲۵۵) رتو جھلک اگر آپ صبر کا حکم نہ کرتے اسے خود صلی اللہ علیہ وسلم اور ماتم کرتے سے منع نہ کرتے تو آپ پر ہم انسو غثہ کر دیتے۔

استدلال ملا۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے منہ نہ تو پو۔ اپنے بال نہ کھسو۔ اپنے گریب چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کا لے نہ رنگو اور ہاتھے والے کر کے نہ رو رو (ماشیہ قرآن مرجم مقبول شیعہ) پہلا حیله اور اس کی تردید۔ البدری و انتہایہ ج ۸ ص ۲۱ سے نواصیب کا طلاقیہ درج کیا گیا ہے وہ عشرہ نعم کے دن خوشیاں مناتے ہیں۔

جواب:- ہم نہ تو نواصیب ہیں اور نہ خوارج در وافق، پس انکا فعل ہم پر محبت نہیں۔ دوسری حیله۔ کہ زید نے پاسے ہنا کہ قرآن خوانی شروع کرائی تاکہ ذکر حسین ہر ک جائے جواب۔ فرمائیے حشیک کیا یا غلط اگر غلط کیا تو کیوں لاشنطر الی من قال و نکن انظر الی قال ظاہر ہے کہ جب قرآن سے ہی تعلق نہ ہو تو رونا ہی قرآن خوانی سے بادہ موبیب تواب معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا حیله۔ جب اہل تشیع سے یہ سوال کیا گی کہ بہیت کذا یہ مراسم عزاداری کیا ہیں۔ تو پانچواں حیله یہ کیا کہ اصول اسلامیہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ سے کوئی پیغیر عجمی بہیت کذا یہ من بیث الكل تمام کی تمام فرض یا است نہیں بلکہ ہر اصل بہیت کذا یہ مجبور ہے، فرض، سنت، محبوب، سباح اور بد عبادت آنے۔

جواب:- بری عقل و دافش بباید گریست۔ دیکھیے جسے رسول کریمؐ نے بہیت کذا یہ ترتیب دیا اس پر اسے قیاس کیا جا رہا ہے جسے نہ تو رسول کریمؐ نے مرتب کیا اور نہ اللہ کلام نے اگر کیا تو عرف تیمور لنگ فے جو نہ تو امام ہے اور نہ پیشو اگر شیعوں یہی طاقت ہست جراءت ہے تو بہیت کذا یہ مراسم عزاداری کا ثبوت اور ترتیب کسی امام سے دکھائیں۔

پوچھا جیلہ:- جب سلاسل اولیاء حضور سے ثابت نہیں تو کیوں کرتے ہو۔

جواب:- اگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں تو ہمارے نزدیک مزدوری بھی نہیں یہ تو امراض روحمانی کے معاملات ہیں۔

پانچواں حیلہ:- ذکر بایام اللہ سے اثبات عاشورہ کیا۔

جواب:- خدا کی قدرت جب کسی کے پاس دلیل نہ ہو تو وہ یہ نہیں بحکمتار ہتا ہے کہاں حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے تذیر و تذکیر بایام اللہ اور کہاں زنجیر فی اور ماتھی جلوس اور سیدنہ کوبی اور تعریفی سازی اور بازار گردی۔

چھٹا حیلہ:- تفسیر درمنثور ج ۲۶ ص ۵۸ کا حوالہ دے کر حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور شہدار پر سلام پڑھتے تھے۔

جواب:- اگر ہمت ہے تو تاریخ ثابت کیجئے نہیں بلکہ حضور کے سلام پڑھنے کا اور دعویٰ زنجیر فی کا آذنا یہ سے استدلالات سے قوم کو کب تک در غلایا جائے گا۔

ساتواں حیلہ:- البذریہ والہیا یہ ص ۱۴ میں ہے کہ شہداؓ اے احمد کی قبروں پر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ و تی تیں۔

جواب:- روئے سے انکار نہیں مراسم عزاداری کا اقرار نہیں جبکہ شریعت میں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔

آٹھواں حیلہ:- بحوار الائوار کا حوالہ دے کر امام جعفر صادق نے امام حسین پر رونا اور جزع فزع کرنا جائز رکھا ہے۔

جواب:- بحوار الائوار شیعوں کی کتاب ہے ہم پر محبت نہیں ہے، نیز اس میں بھی بہیت کذا یہ مراسم عزاداری کا ثبوت نہیں ہے۔

نواں حیلہ:- قرآن سن کر دنا جائز ہے۔

جواب:- مشیک ہے، میں اس کا انکار نہیں ہے لیکن بین کر کے وناپینا کہاں ثابت ہے۔

وسواں حیلہ:- یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جداگانی پر گریہ کیا۔

جواب:- بیٹھ کیا۔ گریہ ناجائز تھیں ہے لیکن اس استدلال کو اصل مسئلہ اور میرے مطالبہ سے فدا ہجھی تھیں ہے۔

^{۱۱۵} گیا رہواں خیلہ، مشکوکۃ ثریفت ^{۱۱۶} سے نقل کر کے حضور علیہ السلام کا روشناد بوجع قمر سے نقل کر کے امام حسینؑ کا اپنادونا ثابت کیا۔

جواب:- روئے کا انکار نہیں اور سیدہ کوئی زنجیر زندگی کا اس میں ذکر نہیں۔

بارہواں خیلہ:- پڑ سے بی بی صاحبہ کا چہرے پر ہاتھ مارنا نقل ہے۔

جواب:- وہ چہرے پر ہاتھ کا تھا تو شی میں، یہاں لگتا ہے اپنہاں غم میں دونوں کا اپنیں میں کوئی بھی تعلق نہیں۔ پڑ تفسیر بیان الصادقین ملا کاشافی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ فرجت کی وجہ سے بی بی صاحبہ نے ایسا کیا۔

پاک مذہب کے پاک مسئلے

ذیل میں شیعہ مذہب کی معبر کتابوں سے جو عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ناظرین بخوبی پڑھیں اور لاطت اٹھائیں۔

آسان تلہیرہ:- سَلَّمَ حَنَانُ بْنُ سَدِيرٍ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّي رَبِّي
مُكْتَفٌ فَلَا أَشْرُكُ عَلَى الْأَمْرِ وَلَيَشْتَدَّ ذَرَابُقَ عَلَى تَقَالِ إِخْلَبُوتْ وَمَسْحَتْ فَأَمْسَحُمْ ذَرَابُقَ
رِبُّنْرِيقَ قَلَنْ وَجَدَتْ شِيشَمَا فَأَفْلَحَهُذَا وَمُرْقَلَافَ (ب جملہ من بحجزہ الفقیہ ص ۲۷ شیعوں کی معبر کتاب)
(ترجمہ)، حنان بن سدیر نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا پس فرمایا بیٹھ کیں بسا اتنا پیشاب کرتا ہوں تو میں پانی پر قادر نہیں ہوتا اور میرے اور پیر بیتلیل معلوم ہوتا ہے پس امام صاحب نے فرمایا جب پیشاب کر لو تو تھوک لے کر ذکر کے سر پر لگا دیا کرو پس اگر اس کے بعد کوئی پیز معلوم ہو تو کہتا کریں وہی تھوک ہے۔

مشتملہ رسالتا سودا، قال محمد بن النعمان لابی عبد الله علیہ السلام
لخرج من الخلاء فاستبعي بالمار فيقع ثوبی في دا لک الماء الذي استبعي به

فَقَالَ لَا بَأْسَ يِهِ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْئٌ رَمَنْ لَا يَعْفُونَهُ الْفَقِيهِ جَامِعٌ
 (ترجمہ) محمد بن القعن نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں پا خانہ سے نکلا ہوں تو پانی سے استنبغا کرتا ہوں پس میرا کپڑا اس پانی میں جا پڑتا ہے جس پانی سے میں نے استنبغا کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کوئی ڈرنہیں ہے۔ تیرے اور کچھ نہیں۔
 (رفت) یا کیز گی کامیک مظاہرہ طاحظہ ہو۔

مَسْمُلَةٍ رَحْمَلَهُ وَسَالَ حَكْمَبْنَ حَكِيمَ بْنَ أَخْيَرَ خَلَادَابَاعْبُدَ اللَّهَ عَلَيْهِ اَللَّهُمَّ
نَقَالَ لَهُ الْبَولُ دَلَالًا صِيبَ الْمَاءِ وَقَدَ اصَابَ يَدِي شَيْئٌ مِنَ الْبَولِ فَأَسْسَحَهُ الْحَاطِنُ
أَفِي الْتَّرَابِ تُقْتَعَرُّ يَدِي فَأَمْسَحَ يِهِ وَجْهِي أَوْ لِيَضْ جَسْدِي أَوْ لِيَعْصِيْبُ لَوْبِي
فَقَالَ لَا بَأْسَ يِهِ - رَمَنْ لَا يَعْفُونَهُ الْفَقِيهِ جَامِعٌ

(ترجمہ) حکیم بن حکیم نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ میں پیشتاب کرتا ہوں اور میں پانی کو نہیں پینچا اور میرے ہاتھ پیشتاب لگا ہوا ہوتا ہے پس اپنے ہاتھ کو میں دیوار پر لگاتا ہوں یا ہٹی سے مسح کر لیتا ہوں اس کے بعد میرے ہاتھ کو پسندہ آجائی ہے پھر میں وہی ہاتھ اپنے منیا وجود کے کسی حصے کو لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی ڈرنہیں۔
مَسْمُلَةٍ - مَذِي أَوْ رَوْدِي سَسَّهُ وَضَوْنَهِيْنُ ٹُوشَتَا

رُؤْيَ إِنَّ الْمَذْهِنَى كَالْوَدِيِّ بِمَتْرِلَةِ الْبُصَاقِ - رَمَنْ لَا يَعْفُونَهُ الْفَقِيهِ جَامِعٌ
 (ترجمہ) روایت کی گئی ہے کہ بلاشبہ مذی اور روڈی محتوک کی مثل ہے۔

(رف) واضح رہے کہ محتوک من سے نکلتی ہے اور مذی بوقت شہوت ذکر سے۔ اس کے باوجود مذی کو محتوک کی مانند کہنا حد درجے کا کمال ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

مَسْمُلَةٍ - سَالَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ أَبَا عَبْدَ اللَّهِ عَلَيْهِ اَللَّهُمَّ اَنْتَ اَنْتَ لِبَلَثُوبِ

دِفِيْهِ الْجَنَابَةِ فَيَعْرَقُ فِيهِ نَقَالَ لِبَلَثُوبِ التَّرْجِيلِ - رَمَنْ لَا يَعْفُونَهُ الْفَقِيهِ جَامِعٌ
 (ترجمہ) ببلثوب نے امام محمد باقر سے سوال کیا ایک جوان کپڑا پہنچتا ہے اور اس میں جنابت ہوتی ہے یعنی اس میں بھی ہوتی ہے پس اسے پسندہ آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کپڑا انسان کو پہنچنے نہیں کر سکتا۔

مشتملہ۔ مَنْ أَصَابَ قَلْنَسُوتَهُ أَوْ عَمَّاتَهُ أَوْ جِوَابَهُ أَوْ خَفَّهُ مِنْيَ أَوْ بَوْلَهُ أَدْ دَمْ أَوْ غَائِطَنَلَابَسَ بِالصَّلْوَةِ فَيُهُجَّهُ۔ (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۲)

(ترجمہ) جس کی لوپی یا پکڑی یا جرایب یا موزے کو منی یا پیشاب یا غون یا گونہ لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا کوئی ڈر نہیں ہے۔

مشتملہ۔ لاباس باصلةۃ فی توب اصحابہ خمیر (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۲)

(ترجمہ) جس پڑے کو ثراب لگ جائے اس میں نماز پڑھنا کوئی ہرج نہیں ہے۔

مشتملہ۔ مَنْ قَتَلَ وَ زَعَافَ عَلَيْهِ الْغُصْلُ رَمَنْ لَا يَحْضُرُهُ الفَقِيْهُ (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۳)

(ترجمہ) جو شخص چیپکلی کو قتل کرے اس پر نہایا ضروری ہے۔

مشتملہ۔ لَا يَعْوِزُ الْوَضْوَعُ بِسُورَةِ الْهُودِيِّ دَانَصَوْانِي وَ دَولَهُ الْتَّنَادِ الشَّرِكِ وَ كُلَّ مِنْ خَالِفِ الْإِسْلَامِ وَ اشَدُ مِنْ ذَلِكَ سُورَةِ النَّاصِبِ (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۴)

(ترجمہ) یہودی نصرانی مشرک اور ہر ہالف اسلام کے پئے ہوئے پانی سے وضو ناجائز ہے لیکن سب سے زیادہ پلید الہست والجماعت کا باقی بجا ہو اپانی ہے۔

مشتملہ۔ سُؤْلُ الْقِدَاقِ عَلَيْهِ التَّلَامُ مَنْ جَلَدَ الْخَنزِيرَ يَعْلُمُ دُلُوْا يَسْتَسْقِي بِهِ الْمَاءُ فَقَالَ لاباس بِهِ۔ (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۵)

(ترجمہ) امام جعفر سے پوچھا گیا۔ خنزیر کے چڑی کے بنائے ہوئے ڈول کے متعلق کہ پانی اس میں پیا جائے آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

مشتملہ لاباس بالوضوع من الحیاض التي يبأل نیمها اذ انقلبیں نالا بول (من لا يحضره الفقيه ج ۱ ص ۲۶)

(ترجمہ) ایسے وضووں سے وضو کرنا ناجائز ہے جن میں پیشاب کیا جائے جب تک کہ پیشاب کا رنگ پانی پر غالب نہ جائے۔

رف) معلوم ہوا کہ اگر رابر بھی ہو تو بھی جائز ہے۔

مشتملہ۔ سَأَلَ يُونُسَ أَبَا عِيدِ اللَّهِ عَلَيْهِ التَّلَامُ عَنِ الْجَنَّازَةِ يَصْلَى عَلَيْهِ عَلَى غَيْرِ دَضْوَعٍ فَقَالَ نَعَمْ - (من لا يحضره الفقيه ص ۲۵)

(ترجمہ) یوس لے امام محمد باقر سے یہ فتوی جائز پڑھنے کے تعلق پوچھا اپنے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔

مشکلہ: ان الحائض تصلی علی الجنائزہ۔ (من لا یعفرو الفقیہ م۵۲)

(ترجمہ) حیض والی عورت نماز جائز پڑھ سکتی ہے۔

مشکلہ: سُئَلَ إِلَيْهِ عَنْ حُكْمِ حَالِهِ إِذَا نَمَّأَتْ رَجُلًا
شِيَارًا بِأَيْصِبِبِهَا الْخَرْدُورَ وَرَكَ التَّخْزِيرَ عَنْدَ حَالَتِهَا النَّصْلِ فِيهَا قَبْلَ إِنْ
فَقَالَ لَعْمَلَا بَاسٍ۔ (من لا یعفرو الفقیہ م۵۳)

(ترجمہ) ابو عیفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کہر سے مول لیتے ہیں ان کو شراب لگا ہوا ہوتا ہے اور خنزیر کے پوڑا سے کھڑھنے کے وقت لگتے ہیں۔ کیا ہم ان کو دھرنے سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں اپنے فرمایا ہاں کوئی ڈر نہیں۔

مشکلہ: سُئَلَ الرَّجُلُ يَا تَمَّ اسْرَاتَةً فِي دِبْرِهَا قَالَ ذَاكَ لَهُ رُفُوعٌ كافی ۲۱۳ مکاتب اللاح
(ترجمہ) میں نے کہا جوان اپنی عورت کے دبر میں جماع کرتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا یہ
اس کے بیک میں بوجو ہوئی۔

مشکلہ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْوِلُنَّ أَهْدِكُمْ شَارِبَتَهُ فَإِن
الشَّيْطَانُ يَتَخَذِّ مُخَابَةً يَسْتَرِيهِ رُفُوعٌ كافی م۲۵ کتاب الذی والتجمل

(ترجمہ) حسن اکرم علیہ السلام نے فرمایا منچھیں تم میں سے کوئی بھی نہ بڑھ لے کیونکہ شیطان چھپنے کی جگہ بناتا ہے تو ان میں گھس کر چھپ جاتا ہے۔

مشکلہ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَلَّتْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ التَّجَلِ يَقْبِلُ
قبل اسراء و هم قال لا باس۔ (فرد ۴۶ کافی ج ۲ م۲۱۷)

(ترجمہ) ابو جعفر نے کہا میں نے علی التَّجَلِ سے پوچھا لایک جوان اپنی عورت کی شرمنگاہ کو بوس دیتا اپنے لئے
فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں۔

مشکلہ: عَنْ زَرَارَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ زَنَابِرَةً

اس راستہ ادیابت ہے اور یا فتحہ ماقول لا یحترم ذالک علیہ اصرار تھہ (فرج کا فوج ۲ کتاب انقلاب)
 (ترجمہ) زرداری کہتے ہیں امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی عورت کی ماں یا
 بہن یا لڑکی سے زنا کرتا ہے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

عرضِ مؤلف

بقدرِ فروختِ اہلسنت پاکٹ بک کے ہر ہنچ حسوں میں یہیں نے ختم طور پر ضروری الفہار
 خیال کیا ہے تفصیل معروفات کے لئے دفترِ حلیہ ہے۔ میرا مقصود مس سے کسی کا دل دکھانا ہیں ہے
 بلکہ اپنے اہلسنت بھائیوں کے لئے دلائل فراہم کرنا اور اہل تشیع حضرات کو دعوت فخر دینا ہے۔
 وہاں ہے کہ فعدا تعالیٰ میری اس کوشش کو مقبول و منظور فرمائے۔ اگر میری تصنیف میں کوئی غوبی نظر
 آئے تو وہ محض خدا کا افضل سمجھا جائے اور اگر کوئی نقش ہو تو اسے میری طرف مسوب کیا جائے۔
 دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس تصنیف کو میر سے لئے و سبیله نجات بنائے۔ آمين

آپ کا مخلص دوست

دوستِ محمد قریشی

غرض نقشیت کرنا یاد ماند	کہ ہستی رانے بیتم بعتلے
مگر صاحبِ دلے رو زیر حمت	کندور کار درویشان دعلے